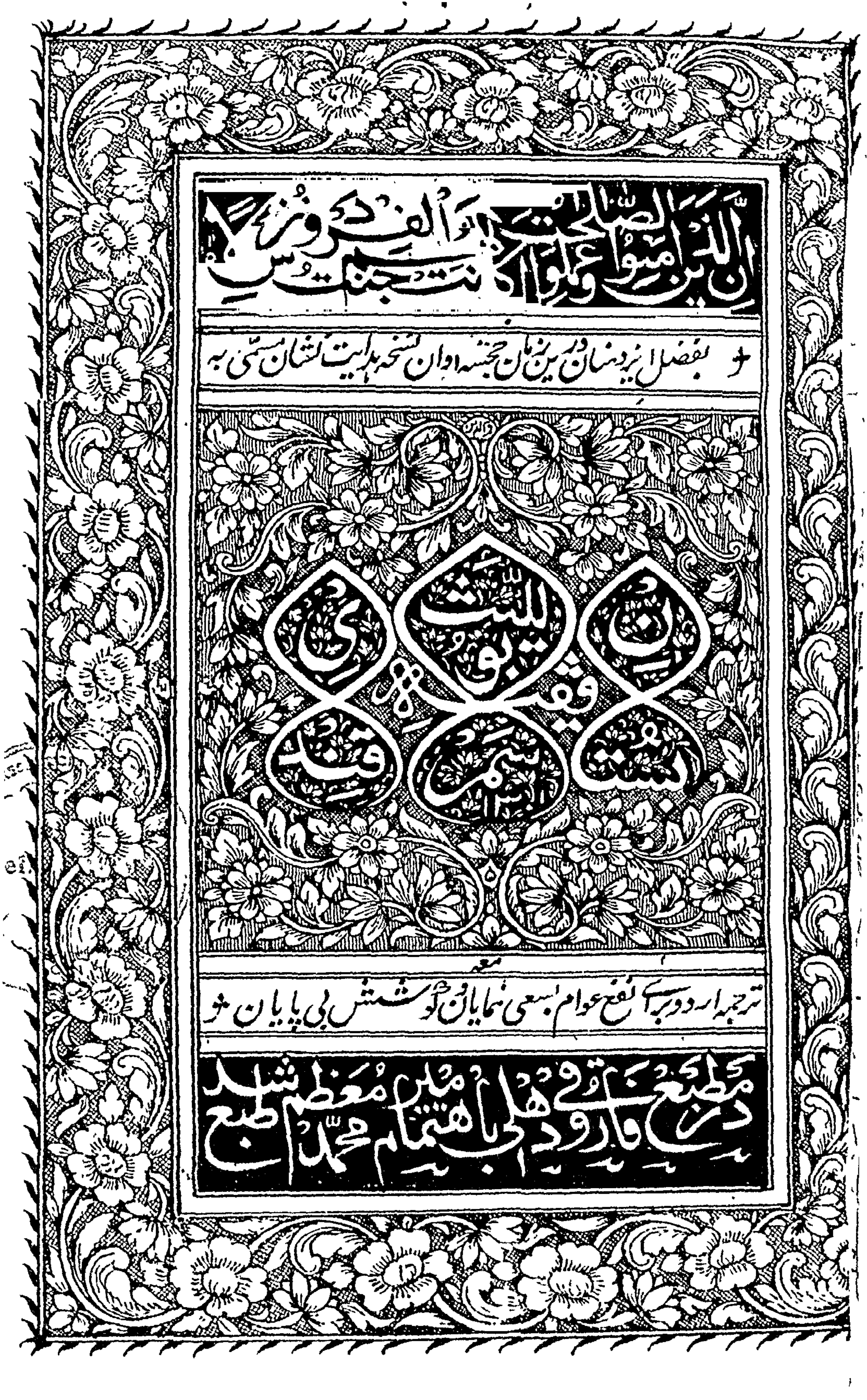


صفحہ		
۱۸۱	باب	مردہ پر رونا کیسا ہے
۱۸۲	باب	اہل علم وفضل واہل عزت کے بیان مین
۱۸۵	باب	غیرت کے بیان مین
۱۸۶	باب	جود وسخاوت کے بیان مین
۱۸۸	باب	سفارش کرنیکے بیان مین
۱۹۰	باب	جان بوجھکر قتل کرنیکے بیان مین
۱۹۳	باب	بچون کا بوسہ لینا کیسا ہے
۱۹۵	باب	نکاح مین دائرہ کا بجانا درست ہے یا نہین
۱۹۷	باب	امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بیان مین
۱۹۹	باب	نکاح کے بیان مین
۲۰۱	باب	کسب اور پیشہ کے بیان مین
۲۰۳	باب	طب کے بیان مین
۲۰۶	باب	جو جماع او طعام وغیرہ کہ جنکو مضر ہو اس سے پرہیز چاہیئے
۲۱۲	باب	جماع کے بیان مین
۲۱۵	باب	حلم کرنے کے بیان مین
۲۱۷	باب	پچھنے لگانے کے بیان مین
۲۲۱	باب	تنہا کھانے کی کراہت مین
۲۲۳	باب	نگہبان فرشتون کے بیان مین
۲۲۵	باب	ٹڈی مار ڈالنے کے بیان مین

صفحہ		
۲۲۷	باب	مسجد کے نقش ونگار مین
۲۲۹	باب	مسجد وغیرہ مین تھوکنے کے بیان مین
۲۳۰	باب	اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کے بیان مین
۲۳۱	باب	علم اور ادب کے فضیلت مین
۲۳۳	باب	انگوٹھی پہننے کے بیان مین
۲۳۴	باب	انگوٹھی کھدوانے اور اسپر کچھہ لکھوانے مین
۲۳۹	باب	خط لکھنے کے بیان مین
۲۴۲	باب	خوش طبعی کے بیان مین
۲۴۳	باب	فوائد متفرقہ کے بیان مین
۲۴۷	باب	جس عورت کے دو شوہر ہون قیامت مین کسکو ملیگی
۲۴۸	باب	مشرکون کے بال بچون کے بیان مین
۲۵۰	باب	پیغمبرون کے بیان مین
۲۶۲	باب	اللہ تعالی کی مخلوقات کے بیان مین
۲۶۴	باب	آسمان وزمین کی پیدایش کے بیان مین
۲۶۶	باب	بہشت اور دوزخ کے نامون مین
۲۷۱	باب	آنحضرت صلعم کے نسب اور اولاد اور ازواج اور ذریات کے بیان مین
۲۷۳	باب	خلفا کے بیان مین
۲۷۹	باب	اچھا نام رکھنے کے بیان مین
۲۸۱	باب	انسان کی طبیعتون کے بیان مین

کتاب	صفحہ
[illegible] کے بیان مین	۳۶۰
مکروہ چیزون کے بیان مین	۳۸۱
دعاؤن کے بیان مین	۳۸۳

باب	صفحہ
باب گھوڑے پر چڑھنے اور تیر چلانے کے بیانمین	۲۸۹
باب کتے پالنے کی ممانعت مین	۲۹۰
باب سحر کے بیان مین	۲۹۱
باب کلام کے کنایون کے بیان مین	۲۹۳
باب دنون اور مہینون کے بیان مین	
باب ایمان مین انشاء اللہ کہنے کے بیانمین	۲۹۵
باب ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے بیانمین	۲۹۷
باب عمل ایمان مین داخل ہین یا نہین	۲۹۹
باب ایمان کے مخلوق اور قدیم ہونے کے بیانمین	۳۰۲
باب ایمان کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونیکے بیانمین	۳۰۳
باب اللہ کے دیدار کے بیان مین	۳۰۶
باب صحابہ رضہ کے بیان مین	۳۰۷
باب تقدیر کے بیان مین	۳۱۰
باب رافضیون کے بیان مین	۳۱۱
باب جب تکبیر کہی جاوے اور کہانا حاضر ہو تو کیا کرے	۳۱۲
باب سفر سے اپنے گھر مین رات کو نہ آوے	۳۱۳
باب مینہ کے وقت گھر مین نماز پڑھنے کے بیانمین	۳۱۴
باب گھونگرو وغیرہ کی کراہت مین	۳۱۵
باب ماتم پرسے کے بیان مین	۳۱۶
باب گھوڑدوڑ کے بیان مین	۳۱۷
باب شکر کہنے شادی وغیرہ مین	۳۱۹
باب تحفہ لینے دینے کے بیان مین	۳۲۱
باب چھینک کے جواب دینے مین	۳۲۳
باب آدمیون کے ساتھہ آشتی اور صلح رکھنے کے بیان مین	۳۲۵
باب مثالین بیان کرنے مین	۳۲۷
باب مکان بنانے کے بیان مین	۳۳۰
باب کافرون سے معاملات کرنیکے بیانمین	۳۳۲
باب صبح سویرے کہانیکے بیانمین	۳۳۳
باب حکما کے کلام مین	۳۳۵
باب کہڑے ہوکر پیشاب کرنیکے بیانمین	۳۴۰
باب حیوانون کو خصی کرنیکے بیان مین	۳۴۱
باب عشا کے بعد باتین کرنیکے بیان مین	۳۴۳
باب قرآن کی سورتون کی تعداد مین	۳۴۵
باب آیتون اور کلمون کی تعداد مین	۳۴۶
باب قرآن کے حروف کی تعداد مین	۳۴۸
باب قرآن کے ثلث اور نصف اور ربع کے بیانمین	۳۵۱
باب پڑھانے والونکی فضیلت مین	۳۵۲
باب تھوڑا کہانیکے بیان مین	۳۵۶


ان الذین امنوا وعملوا الصلحت کانت لهم جنت الفردوس نزلا
بفضل ایزد منان درین زمان خجسته اوان نسخه هدایت نشان مسمی به
بستان ابو اللیث سمرقندی
معه
ترجمه اردو برای نفع عوام بسعی نمایان و کوشش بی پایان
در مطبع فاروقی دهلی باهتمام محمد معظم طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
وصلى الله على رسوله محمد خاتم النبيين و
على جميع الانبياء والمرسلين وعلى عباده
الصالحين من اهل السموات واهل الارضين
قال الشيخ الامام الفقيه الزاهد ابو الليث
نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي رحمة الله
عليه اني قد جمعت في كتابي هذا فنونا
من العلم ما لا يسع جهله للعالم
ولا التخلف عنه للخاص والعام واستخرجت
ذلك من كتب كثيرة ما وردت فيه
واهوا وضح للناظرين والراغبين وبينت
الحجج فيما يحتاج الى الحجة بالكتاب والاخبار
والنظر والآثار وتركت الغامض من

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفون کا مستحق خدا ہے جو دونون جہان کی پرورش
کرتا ہے اور خوبیان آخرت کی متقیون کی لئی ہین اور نہین ہے
طاقت بچنے کی اور نہ طاقت غالب ہونیکی مگر اللہ کی مدد سے
جو بزرگ اور برتر ہی اور رحمت ہو خدا کی اُسکی رسول محمد پر جو
تمام نبیونکا خاتم ہے اور تمام نبیون پر اور رسولون پر اور اُسکی
نیک بندون پر جو آسمانون اور زمینون پر ہین • فرمایا
شیخ امام فقیہ زاہد ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی نے
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مین نے جمع کئے ہین اپنی اس کتاب مین
تھوڑے سے ایسے فنون علم کے کہ عالم کو بغیر انکے جانے
کوئی چارہ نہین اور نہ عام و خاص کو بغیر سیکھے انکے
کوئی علاج اور نکالا مین نے انکو بہت سی کتابون سے اور
بڑھا دین مین نے ایسی چیزین جو ناظرین اور شائقین کو فائدہ حسنہ
کا فائدہ بخشین اور جو چیزین ایسی کہ محتاج ہین انکی دلیلین بیان کردین
قرآن مجید اور حدیث اور صحابہ کی عمل درآمد سے اور چھوڑ دیا مین نے باریک

الکلام وحذفت اسانید الاحادیث
تخفیفا علی الراغبین فیه والتماسا المنفعة
الناس وسمیته کتاب **البستان** وارجو
الثواب من الرحمن واسأله التوفیق للصواب
فانه علیه یسیر **الباب الاول فی**
فضل طلب العلم قال الفقیه ابو اللیث
رحمة الله علیه اعلم ان طلب العلم فریضة
علی کل مسلم ومسلمة علی قدر ما یحتاج
الیه لامر دینه مما لا بد منه من احکام
الوضوء والصلوة وسائر الشرائع وامور
معاشه یعنی البیع والشراء والنکاح والطلاق
وما وراء ذلک لیس بفرض خاص فان
تعلم الزیادة فهو فضل وان ترکه فلا اثم
علیه وانما قلنا ان مقدار ما یحتاج الیه
فریضة لقوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان
کنتم لا تعلمون وقال فی آیة اخری حکایة عن الکفار
وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی
اصحاب السعیر فاخبر الله تعالی بانهم
صاروا من اهل النار بجهلهم وروی مکحول

اور حدیثون کی سند کو بھی چھوڑ دیا اسلئی کہ اس کتاب کے
دیکھنے والونپر تخفیف ہو اور مخلوق کو فائدہ باسانی پہونچے
اور نام رکھا ہے مین نے اس کتاب کا **بستان** اور ثواب کے
امید رکھتا ہون مین خدا سے اور مانگتا ہون اسی سے
توفیق راہ صواب کے اسلئی کہ وہ اسپر آسان ہے پہلا باب
طالب علم کی فضیلت کے بیان مین ✦ فرمایا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے جاننا چاہیئے کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے
ہر مسلمان مرد و عورت پر موافق احتیاج کے امر
دین مین مثلا احکام وضو اور نماز اور باقی عبادتون
کے جو اسپر فرض ہین سیکھنے فرض ہین اور موافق
احتیاج کے امور معاش مین مثلا بیع و شرا و نکاح و
طلاق کے احکام سیکھنے اسپر فرض ہین اگر وہ ان امور کو کرتا
ہی اور سوا انکی اور کوئی فرض نہین اب اگر کوئی مسلمان
اس سے زیادہ سیکھے تو فضل ہے اگر نہ سیکھے تو کچھ گناہ نہین ✦
اور یہ بات کہ موافق احتیاج کے علم کا سیکھنا فرض ہے ہمنے کیون
کہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے پوچھو جاننے والون سے اگر تم انجان ہو
اور دوسرے آیت مین کفار کی حکایت مین فرماتا ہے اور کہا انہونے اگر ہم
کان رکھتے یا ہمکو عقل ہوتی تو ہم دوزخیون مین سے کیون ہوتے پس خبر کی
اللہ تعالی نے کفار اپنی جہل کے سبب دوزخی ہوے اور مکحول روایت کرتے

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه ان النبی علیه الصلوة والسلام قال طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة وفی خبر اخر قال اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة وعن عبد الله بن مسعود رض قال علیکم بالعلم قبل ان یقبض وقبضه ان یذهب اصحابه وعلیکم بالعلم فان احدکم لا یدری متی یفتقر الیه ثم ان الناس تکلموا فی زیادة طلب العلم قال بعض العلماء اذا تعلم مقدار ما یحتاج الیه فینبغی ان یشتغل بالعمل به وترک التعلم وقال بعض الناس اذا اشتغل بزیادة العلم فهو افضل بعد ان لا یدخل النقصان فی فرائض الله تعالی وهذا القول اصح القولین آما حجة الطائفة الاولی فما روی جعفر بن یرقان عن میمون بن مهران عن ابی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ویل للذی لا یعلم ولا یعمل مرة وویل للذی یعلم ولا یعمل به سبع مرات وروی عن فضیل بن عیاض انه قال من عمل بما یعلم شغله عما لا یعلم وقال لان العمل لنفسه

حضرت علی رضی الله عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر اور دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو کیونکہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر اور عبد الله بن مسعود رضی سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا طلب کرو علم کو اُسکے قبض ہونے سے پہلے اور قبض ہونا علم کا یہ ہے کہ اُسکے جاننے والی نرہین اور طلب کرو علم کو اسلیے کہ کوئی تم مین سے نہین جانتا کہ کس وقت اُسکا محتاج ہوگا بعد اسکے لوگون نے اختلاف کیا ہے بقدر حاجت سے زیادہ سیکھنے مین بعض علما نے کہا کہ جب بقدر حاجت کے سیکھ لے تو لائق ہے کہ اُسپر عمل کرنے مین مشغول ہو جاے اور سیکھنا چھوڑ دے اور بعض نے کہا کہ زیادہ سیکھے تو افضل ہے بشرطیکہ ادائے فرائض مین نقصان نہ آئے اور یہ قول صحیح ہے پس پہلے لوگون کی حجت یہ ہے جو روایت کیے جعفر بن یرقان نے میمون بن مہران سے اُنہون نے ابو الدرداء سے اُنہون نے نبی صلے الله علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا جو شخص نہین جانتا اور نہ عمل کرتا ہے تو اُسکے لیے ہلاکت ہے ایکبار اور جو جانتا ہے اور پھر عمل نہین کرتا اُسکے لیے ہلاکت ہے سات بار اور فضیل بن عیاض سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا جو کوئی عمل کرے اُسپر جو جانتا ہے اُسے فرصت نہ ہوگی اُسکے لیے جو

وطلب الزيادة لاجل غيره فالاشتغال بامر
نفسه اولى لان فكاك رقبة نفسه اهم اليه
من غيره وامّا حجة الطائفة الاخرى فقال
الله عزّ وجلّ فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة
ليتفقهوا في الدين الاية وقال في اية اخرى
قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
وقال في اية اخرى ولكن كونوا ربانيين
بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون
قال اهل التفسير يعني كونوا علماء فقهاء وروى
ثوبان عن انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال فضل العلم خير من فضل
العمل وملاك دينكم الورع وعن الحسن البصري
رحمة الله عليه انه قال من العمل ان يتعلم
الرجل ليعلم الناس وعن انس بن مالك
رحمة الله عليه انه قال افضل العمل ان
يتعلم الرجل العلم فيعلمه الناس وعن عبد الله
بن عباس رضي الله عنه انه قال مذاكرة
العلم ساعة من الليل احب الى الله من
احياءها وعن عوف بن عبد الله

اور زیادہ سیکھنا غیر کے لیئے ہے تو اپنے ذات کے نفع میں مشغول
ہونا بہتر ہے اسلیئے کہ اپنی گردن کو چھوڑانا (یعنی طوق وغیرہ سے)
مقدم ہے اور دوسرے لوگوں کی حجت یہ ہے جو اللہ تعالے سورۂ توبہ کے
اخیر مین فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے
انکا ایک حصہ تاکہ سمجھہ پیدا کرین دین مین) آخر آیت تک اور سورۂ
زمر مین ہے (تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین سمجھہ والے اور بے سمجھہ) اور سورۂ
آل عمران مین ہے (لیکن ربانی ہوجاؤ جیسے تھے تم کتاب سکھاتے
اور جیسے تھے تم پڑھتے) اہل تفسیر کہتے ہین ربانی یعنی علماء
اور فقہا ہوجاؤ اور ثوبان رض انس رض سے روایت کرتے ہین
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادتی علم کی بہتر ہے زیادتی
عمل سے اور دار ومدار دین کا پرہیزگاری مین ہے اور حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ علم کا سیکھنا واسطے سکھانے
کے یہ بھی عمل مین داخل ہے اور انس بن مالک رض سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا بہتر عمل یہ ہے کہ سیکھے آدمی علم کو اسواسطے
کہ لوگون کو سکھاوے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ایک گھڑی
رات علم کا مذاکرہ کرنا بہت پسند ہے اللہ تعالے
کو ساری رات نماز وغیرہ پڑھنے سے اور عوف
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے +

قال جاء رجل الى ابى ذر فقال انى اريد ان
اتعلم العلم واخاف ان اضيعه ولا اعمل به
فقال له انك ان توسدت العلم خير لك
من ان توسدت الجهل ثم ذهب الى ابى
الدرداء رضى الله عنه فسأله عن ذلك فقال
له ابو درداء ان الناس يبعثون يوم القيمة
من قبورهم على ما ماتوا عليه يبعث العالم عالما
والجاهل جاهلا ثم ذهب الى ابى هريرة
فسأله عن ذلك قال له ابو هريرة كفى بتركه
ضياعا وعن على رضى الله عنه انه قال الناس رجلان عالم
ربانى ومتعلم على سبيل النجاة وسائرهم همج رعاع اتباع
كل ناعق يميلون مع كل ريح والعلماء باقون ما بقى
الدهر اعيانهم مفقودة وامثالهم فى القلوب موجودة
وعن غيره انه سأل رسول الله عليه الصلوة والسلام
وقال اى الاعمال افضل فقال العلم فسأله ثلث
مرات فاجابه مثل الجواب الاول فقال يا
رسول الله انى اسألك عن العمل فقال هل يقبل
العمل الا بالعلم العلم خير من العمل وبا
لان منفعة العمل لنفسه خاصة ومنفعة

کہ انہوں نے فرمایا آیا ایک شخص حضرت ابوذر کے پاس
اور کہا کہ میرا ارادہ علم سیکھنے کا ہے لیکن اسکا خوف ہے کہ
میں اسکو ضایع کردون اور اسپر عمل نکرون حضرت ابوذر نے
جواب مین فرمایا کہ اگر تو علم کو تکیہ بنالی تو بہتر ہے تیری واسطے
اس سے کہ جہل کو تکیہ بنائی پہر گیا وہی شخص خدمت مین حضرت
ابودردا کے اور وہی سوال کیا حضرت ابودردا نے فرمایا کہ مخلوق
اپنی قبر سے اسی حالت مین قیامت کو اٹھیگی جس حالت پر
مری تہی اٹھیگا عالم عالم اور جاہل جاہل ۔ پہر گیا وہی شخص
حضرت ابوہریرہ کی خدمت مین اور وہی سوال کیا حضرت ابوہریرہ نے
جواب مین فرمایا کہ علم کا ترک کرنا ضایع ہونیکو کافی ہے ۔ اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تمام مخلوق مین نجات
کی طریقہ پر دو طرح کے لوگ ہین ایک تو عالم اللہ والے یا علم سیکھنے والے
اور باقی تو کمینے لا ابالی ہر آواز دینے والے کے پیچھے ہین ہوا کے ہر جہوکے
کی ساتہ جہک جاتے ہین ۔ اور علما باقی ہین جب تک زمانہ باقی ہے
ذاتین انکی مفقود ہین اور مثل انکے دلوں مین موجود ہین ۔ اور مروی ہے
کسی اور سے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچہا اعمال مین کونسا عمل افضل ہے
آپنے فرمایا علم پہر سائل نے وہی سوال تین دفعہ کیا آپنے پہر وہی پہلا جواب
دیا پہر سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ مین عمل کو پوچہتا ہون آپنے
فرمایا عمل تو بغیر علم کے قبول ہی نہین ہوتا ۔ علم عمل سے بہتر ہے اسلئے

العلم يرجع الى نفسه والى الناس جميعا فصار
هذا افضل لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال خير الناس من ينفع الناس وروى ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان افضل
ما يتصدق به العبد ان يتعلم العلم ويعلم
غيره والاخبار في هذا كثيرة **الباب
الثاني في كتابة العلم** قال الفقيه
ابو الليث رحمة الله عليه كره بعض الناس
كتابة العلم واباح ذلك اهل العلم اما حجة
من كره ذلك فما روى الحسن البصري ان عمر بن
الخطاب رض قال يا رسول الله ان ناسا من اليهود
يحدثون باحاديث يعجبنا افلا نكتب بعضها
قال فنظر اليه نظرة عرف الغضب في وجهه وقال
امتهوكون يا عمر انتم كما تهوكت اليهود والنصارى
لقد جئتكم بيضاء نقية ولو كان موسى حيا ما وسعه
الا اتباعي فقيل للحسن ما المتهوكون قال
المتحيرون وروى عن عطاء بن يسار عن
ابي سعيد الخدري انه استاذن النبي عليه
الصلوة والسلام في كتابة العلم فلم ياذن له

اپنی چنگائی سکی لیئے ہی سو علم عمل سے افضل ہوا اسلیئے کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو
نفع پہنچاوے اور مروی ہے رسول اللہ صلعم کہ آپنے فرمایا افضل
تصدق یہ ہے کہ آدمی علم کو سیکھکر اور ونکو سکہاوے اور حدیثیں اور آثار
علم کی فضیلت میں بہت سی ہیں **دوسرا باب
کتابت علم کے بیان میں** کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے مکروہ کہا ہے بعض عالموں نے کتابت علم کو اور مباح کہا
بعض نے دلیل ان لوگوں کی جنہوں نے مکروہ کہا وہ روایت ہے حسن
بصری نے حضرت عمر رض سے کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ بعضے
یہود ہمسے ایسی باتیں بیان کرتی ہیں جو ہمکو اچھی معلوم ہوتی ہیں کیا
بعضے باتیں انمیں سے نہ لکھہ لیں پس دیکہا آپنے حضرت عمر کیطرف
غصہ کی نظر سے اور کہا کیا متحیر و متردد ہو تم ای عمر جیسے یہود و نصاری
اپنے دین میں متحیر ہیں بیشک لایا ہوں میں تمہارے پاس دین
روشن و صاف اگر زندہ ہوتے موسی تو انکو بغیر میری
تابعداری کے کوئی چارہ نہوتا کسی نے حضرت حسن سے
پوچھا متہوکون کے معنے فرمایا متحیرون ہے اور مروی
ہے عطاء بن یسار سے انہوں نے روایت کیا ابو سعید خدری سے
سی کہ انہوں نے اجازت مانگی تہی نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے کتابت علم کی سو آپ نے اجازت نہیں دی تہی

عن حسن بن مسلم انه قال كان ابن عباس ينهى
عن الكتابة ويقول انما ضل من كان قبلكم
بالكتابة وروى ابن ابى الدرداء عن ابيه قال
جاء اصحاب عبد الله بن مسعود الى عبد الله
فقالوا انا قد كتبنا عنك علما انعرضه
عليك فيبين لنا فاتوه بذلك فاخذ الكتاب
فغسله بالماء ثم رده عليهم فقال لا تفعلوا
اذا كتبوا الكتاب اعتمدوا على الكتابة و
تركوا الجهد والحفظ فيعرض على الكتاب
عارض فيفوت عليهم علمهم ولان الكتاب
مما يمكن ان يزاد فيه ويغير والذى حفظ لا
يمكن فيه التغيير ولان الحافظ يتكلم بالعلم
والذى اخبر عن الكتابة اخبر بالظن من غير
حفظ واما حجة من قال انه يجوز فما روى
عن ابى هريرة رضى الله عنه انه قال ما كان
احد من اصحاب النبى عليه الصلوة والسلام اكثر
حديثا منى الا عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما فانه
كان يكتب وانا لا اكتب وعن ابن جريج انه قال قال
عبد الله بن عمرو رضى الله عنه يا رسول الله انا

اور حسن بن مسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ابن عباس کتابت
علم سے منع کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پہلی امتیں اسی سبب
گمراہ ہوئیں اور ابن ابی الدرداء اپنے باپ ابی الدرداء سے روایت
کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد انکے پاس آئے اور عرض
کی کہ ہمنے جو آپ سے علم لکہا ہے کیا اسکو دوبارہ آپکے پیش کریں
کہ آپ اسکو پھر بیان کریں تو ایسے کہ کہیں غلطی نہ ہو گئی ہو جب
اسکو لائے تو عبد اللہ بن مسعود رضہ نے کتاب کو پانی سے دہو ڈالا
اور انکو دیدی اور کہا کہ میں نے اسلیے کیا کہ جب تمہارے پاس کتاب
لکھی ہوئی ہوگی تو اسپر اعتماد کرکے کوشش اور حفظ کو چہوڑ دوگے
جب کتاب کسی عارضہ کہوئی گئی تو تم سب بے بہرہ رہجاؤ گے اور اسلیے
کہ کتاب میں زیادتی اور تغیر ممکن ہے اور جو یاد ہو اسمیں کوئی زیادتی
اور تغیر نہیں کرسکتا اور ایسے کہ حافظ کلام کرتا ہے ساتہ یقین کے
اور جو خبر دیتا ہے کتاب سے تو خبر دیتا ہے ساتہ ظن کے سوا حافظہ
کے اور جو شخص کہتا ہے کہ کتابت علم جائز ہے تو اسکی دلیل یہ ہے
جو ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کوئی صحابی مجہسے
زیادہ نہیں جانتا تہا مگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اسلیے
کہ وہ لکہا کرتا تہا اور میں نہیں لکہتا تہا اور ابن جریج
رضہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ جو آپکے

نعم منك الحديث افنكتبه قال نعم قلت
في الرضاء اوفي السخط قال نعم فاني لا اقول
فيهما الاحقا وقال معاوية بن قرة من
لم يكتب فلا يعد علمه علما وقال الله عزو
جل قال علمها عند ربي في كتاب وعن ربيع
بن انس عن جديه زيد و زياد انهما قدما
ودخلا على سلمان ليلا فلم يزل يحدثهما
ويكتبان حتى اصبحا وعن الحسين بن علي رضي
الله عنهما انه قال لا يعجزن احدكم ان يكون عنده
كتب من هذه العلوم ولان فيه بلوى قال عليه السلام
لا تغتروا بحدة ابصاركم واكتبوا الكتب لاخر
اعماركم ولو لم يكتب لذهب عنه العلم ولو كتب
لرجع اليه بما ينسى اويشكل عليه وهذا كما حكي
عن ابي يوسف رح انه عاتب محمدا في كتابة العلم
وقال محمد اني خفت ذهاب العلم لان النساء
لا يلدن مثل ابي يوسف رح ولان الامة قد
توارثت كتابة العلم ولان صاحب الخط مسرور
وصاحب الحفظ مغرور وقد قال النبي
صلى الله عليه وسلم ما راه المسلمون

آپسے حدیثین سنتی ہین کیا انکو لکہہ لیا کرین فرمایا ہان
مین نے عرض کیا خوشی کے وقت کی یا در غصہ کے وقت کی فرمایا ہان
دونونکی کیونکہ مین تو دونون وقتونمین حق ہی کہتا ہون + اور کہا
معاویہ بن قرہ نے جسنے نہین لکہا تو اسکا علم علم شمار نہین کیا جاتا
کیونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہا موسٰی نے علم انکا یعنے پہلی قرنونکا
میرے رب کے پاس ہے کتاب مین لکہا ہوا + اور روایت کرتے ہین ربیع
بن انس اپنے دونون دادا زید اور زیاد سے کہ وہ دونون حضرت سلمان
کی خدمتمین انکو حاضر ہوے اور حضرت سلمان رات بہر حدیثین بیان کرتے
رہے اور یہ دونون صبح تک لکہتے رہی - اور مروی ہے امام حسین رضہ سے
کہ آپنے فرمایا کہ نہ عاجز کرے کسیکو تم مین سے یہ امر کہ ہو وین اسکی پاس
کتابین ان علوم کے - اور اسلئے کہ کتابت مین سب مبتلا ہین - فرمایا
رسول اللہ صلعم نے نہ دہوکے مین پڑو تم اپنی بینائی کی تیزی کی وجہ سے اور
لکہہ لیا کرو کتابین اخیر عمر کے لئے + اب اگر کوئی شخص نہ لکہیگا تو
اس سے علم جاتا رہیگا اور اگر لکہہ لیا کریگا تو بہول چوک جایا کریگا تو
کتاب دیکہہ لیا کریگا + اور یہ امر ایسا ہے جیسے کہ حکایت امام ابو یوسف
کی مشہور ہے کہ وہ جب امام محمد پر خفا ہوے کتابت علم کی وجہ سے تو امام محمد
نے جوابمین کہا مین تو علم کے جاتے رہنے سے ڈرتا ہون اسلئے کہ
عورتین ہمیشہ ابو یوسف جیسے بچے نہ جنین گی - اور اسلئے کہ امت
ہمیشہ سے علم کو لکہتی چلی آئی ہے - اور اسلئے کہ کتاب والا ہمیشہ

حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون
سيئا فهو عند الله سيئ وقال لا يجتمع امتى
على الضلالة

باب الفتوى

قال الفقيه
الزاهد ابو الليث رحمه الله كره بعض
الناس الفتوى واجازه عامة اهل العلم اذا
كان الرجل ممن يصلح لذلك فاما حجة الطائفة
الاولى فما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم
انه قال اجرأكم على النار اجرأكم على الفتوى
وروى عن سلمان الفارسى رض ان اناسا كانوا
يستفتونه فقال هذا خير لكم وشر لى وعن
عبد الرحمن بن ابى ليلى انه قال ادركت مائة
وعشرين نفرا من اصحاب النبى عليه الصلوة
والسلام فما كان منهم يحدث الا ود ان
اخاه كفاه الفتوى وعن ابن سيرين رض انه قال قال
حذيفة اليمانى انما يفتى الناس احد ثلثة من يعلم الناسخ
من القرآن او امير لا يجد بدا او احمق متكلف فكان
ابن سيرين اذا سئل عن شئ يقول انا لست باحد
من هذين واكره ان اكون الثالث واما حجة
من اباح ذلك فما روى فى حديث ابى هريرة فى زيد بن

اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو
مسلمان بری سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور فرمایا
میری امت گمراہی پر جمع نہوگی

باب تیسرا فتوی دینے کی بیان میں

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں
نے فتوی دینے کو مکروہ کہا ہے اور اکثر علما نے اجازت دی ہے
جبکہ ہو کوئی شخص لائق فتوی دینے کے ۔ دلیل پہلوں کی تو یہ ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا تم
میں زیادہ جرأت والا آگ پر وہ شخص ہے جو زیادہ جرأت والا
ہو فتوی دینے پر اور سلمان فارسی رض سے لوگوں نے فتوی پوچھا تو
آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے واسطے تو بہتر ہی اور میرے واسطے برا ہی
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ایکسو
بیس صحابیوں کو دیکھ پایا کہ کوئی انمیں سے حدیث روایت
نکرتا تھا اور اسکو پسند کرتا تھا کہ اسکے بھائی فتوے
دینے کو کفایت کرتا ہے اور ابن سیرین روایت کرتے ہیں
کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ فتوی دینا صرف تین شخصوں میں سے ایک کا کام
ہے یا تو وہ شخص جو قرآن کے ناسخ و منسوخ کو جانے یا امیر جسکو فتوی دینے بغیر
کوئی چارہ نہیں یا احمق تکلف کرنیوالا اور ابن سیرین سے جب کچھ پوچھا جاتا
تو فرمایا کرتے کہ میں ان دونوں میں نہیں ہوں اور تیسرا ہونیکو برا جانتا ہوں
اور ان لوگوں کی دلیل جو فتوی کی اجازت دیتے ہیں یہ امر ہے جو مروی ہے ابو ہریرہ سے زید بن

خالد و سهل بن معبد قالوا كنا عند النبي
عليه الصلوة والسلام فقام رجل فقال و
انشدك بالله اقض بيننا بكتاب الله تعالى
فقام خصمه كان افقه منه فقال صدق اقض
بيننا بكتاب الله تعالى وائذن لي فاقول فاذن له
فقال ابني كان عسيفا لهذا الرجل يعني اجيرا
عنده وانه زنى بامرأته فافتديت منه بمائة
شاة وخادم ثم سألت رجالا من اهل العلم
فاخبروني ان على ابني مائة جلدة وتغريب عام
وعلى امرأته الرجم فقال النبي عليه الصلوة و
السلام اما والذي نفسي بيده لاقضين بينكما
بكتاب الله تعالى اما غنمك وخادمك فرد اليك
وجلد ابنه مائة جلدة وغربه عاما وامر انيسا
الاسلمي ان يأتي امرأة الاخرى فان اعترفت
فارجمها ففي هذا الحديث دليل على جواز الفتوى
لانه قال سألت رجالا من اهل العلم فافتوا
لي فلم ينكر عليهم رسول الله صلى الله عليه و
سلم فتواهم وفي هذا الخبر دليل ايضا على
ان الفتوى يجوز وان كان غيره اعلم منه

خالد اور سہل بن معبد کی حدیث میں کہا اُن تینوں نے کہ تھے ہم حضرت
میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سو کھڑا ہوا ایک شخص اور کہا کہ قسم دیتا
ہوں میں تجھکو اللہ کی کہ فیصلہ کردے ہمارا موافق کتاب اللہ کی پس کھڑا
ہوا مخالف اُسکا اور وہ اُس سے زیادہ سمجھدار تھا اور کہا سچ کہا اُسنے
آپ حکم لگا دیں ہمارے مقدمہ میں کتاب اللہ کی موافق اور اجازت دیں تا
مقدمہ کا اصل حال بیان کروں آپ نے اسکو اجازت عطا کی سو اُسنے بیان کیا میرا بیٹا
اِس شخص کے پاس مزدور تھا اور اُسنے اسکی بی بی کے ساتھ زنا کیا میں نے اسکی بدلے
میں سو بکریاں اور ایک غلام اسکو دیا پھر میں نے عالموں سے اِس مسئلہ کو پوچھا
اُنہوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس کا دیس نکالا ہے
اور اُسکی بی بی پر پتھراو ہے فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے قسم ہے اُس ذات
کی جسکی قبضہ میں میری جان ہے کہ میں تمہارے مقدمہ میں کتاب اللہ کی موافق
حکم لگاؤنگا سو تیری بکریاں اور غلام تو تیری طرف ہٹ آئی اور سو
کوڑے لگائے اُسکے بیٹے پر اور ایک برس کو جلا وطن کیا اور حکم کیا انیس
اسلمی کو کہ دوسرے شخص کی بی بی کے پاس جاکر پوچھے اگر وہ اقرار زنا کا کرے تو
اُسکو پتھراو کرے + اِس حدیث میں فتوے دینے کی جواز پر دلیل ہے اسلئے کہ اُس
شخص نے کہا پوچھا میں نے عالموں سے اور فتوے دیا اُنہوں نے مجھکو سو نہیں
انکار کیا اُن پر رسول اللہ صلعم نے اُنکے فتوے دینے کو + اور
اِس حدیث میں اسکی بھی دلیل ہے کہ فتوے دینا جائز ہے
اگرچہ اُس مفتی سے زیادہ علم میں کوئی شخص اور موجود ہو +

الا ترى انهم كانوا يفتون فى زمن النبى عليه
الصلوة والسلام وقد روى عن على رضى الله
عنه انه سئل عن محرم كسر بيض نعامة فامره
على رضى الله عنه لكل بيضة ان ينحر ولد ناقة
فجاء السائل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاخبره بذلك فقال له قد قال لك على سمعت
ولكن هلم الى الرخصة فعليك بكل بيضة اطعام
مسكين وروى عن ابى هريرة رض انه سئل بالبحرين
عن الحلال اذا ذبح صيدا فاكله محرم فقال يجوز
فلما رجع ابو هريرة الى عمر رض فاخبره بذلك فقال
له عمر لو قلت غير هذا لفعلت بك كذا وكذا و
لان الصحابة كانوا يفتون فى الحوادث الواقعة وهكذا
توارث المسلمون ولان الله عز وجل قال فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فلما امر الله تعالى الجهال
بان يسألوا العلماء فقد امر العلماء ان يخبروهم
اذا سألوهم عن ذلك

باب
من يصلح له الفتوى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله لا ينبغى لاحد
ان يفتى الا ان يعرف اقاويل الصحابة والعلماء

کیا تجھے خبر نہین کہ صحابہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین
فتوے دیتے تہے - مروی ہے حضرت علی رض سے کہ کسی نے
ان سے پوچھا کہ محرم نے شتر مرغ کا انڈا توڑ دیا تو آپ نے
اسکو حکم کیا کہ ہر انڈے کے بدلے ایک بچہ اونٹ قربانی
کرے پہر آیا وہی سائل رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اور خبر دی
اس قصہ کی فرمایا آپنے جو کچہہ کہ علی نے کہا ہے وہ مینے سن لیا ہے
لیکن تو رخصت اور آسانی کی طرف آ تجہپر ہر انڈے کے بدلے ایک
مسکین کو کہلانا ہے - ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بحرین مین انسے کسی نے
پوچھا کہ حلال نے شکار کو ذبح کیا اور محرم نے اسکو کہایا اسکا
کیا حکم ہے ابو ہریرہ نے کہا جایز ہے جب ابو ہریرہ حضرت عمر کی خدمت
مین واپس آئے تو اس قصہ کا ذکر کیا اسپر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تو
کچہہ اور کہتا تو مین تیرے ساتہ ایسا ایسا کرتا یعنے بری طرح
پیش آتا - اور اسلئے کہ صحابہ ہمیشہ حادثوں مین فتوے دیا کرتے تہے
اور اسیطرح مسلمان کرتے چلے آئے ہین - اور اسلئے کہ اللہ تعالے
نے فرمایا پوچھو تم جاننے والوں سے اگر تم انجان ہو جب اللہ تعالے نے
جاہلونکو عالموں سے پوچھنے کا حکم فرمایا تو عالمونکو حکم کیا اسکا کہ جب
کوئی انسے کچہہ پوچھے تو فورا اسوال کا جواب دین

چوتہا باب
اس امر کے بیان مین کہ فتوی دینے کی لائق کون ہے اور کون نہین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے نہین لائق ہے کسی کو کہ فتوی دے مگر جبکہ جانتا ہو اقوال صحابہ اور علما

اى اباحنيفة واصحابه ويعلم من اين قالوا و
يعرف معاملات الناس فان عرف اقاويل العلماء
ولم يعرف مذاهبهم فان سئل عن مسئلة يعلم ان
العلماء الذين ينتحل مذاهبهم قد اتفقوا عليه
فلا بأس بان يقول هذا جائز وهذا لا يجوز و
يكون قوله على سبيل الحكاية وان كانت مسئلة
قد اختلفوا فيها فلا بأس بان يقول هذا جائز
فى قول فلان ولا يجوز فى قول فلان ولا يجوز
له ان يختار قولا فيجيب بقول بعضهم ما لم
يعرف حجته روى الحسن بن زياد عن عمار وعن
عصام بن يوسف انه قال كنت فى ماتم فاجتمع
فيها اربعة من اصحاب ابيحنيفة رض زفر بن
هذيل وابو يوسف القاضى وعافية بن
يزيد وآخر قيل انه ابو مطيع فكلهم اجمعوا
على ان لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم
يعلم من اين قلنا ذلك وروى ابراهيم بن
يوسف عن ابى يوسف عن ابيحنيفة رض انه
قال لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم يعلم من
اين قلنا وروى عن عاصم بن يوسف عن ابى يوسف

یعنے ابوحنیفہ اور انکے شاگردونکے اور یہہ بھی جانتا ہو کہ علمانے
کہا سے کہا ہے اور جانتا ہو لوگون کے معاملونکو سو اگر علما کے اقوال کو
جانتا ہو اور انکے مذہبونکو پہچانتا ہو تو پہر اس سے کوئی مسئلہ پوچھے
اگر وہ جانتا ہو کہ اس مسئلہ پر وہ عالم جنکے مذہب منقول ہوتے
چلے آئے ہین متفق ہین تو اسکو کچہہ اندیشہ نہین اگر وہ یون کہے
کہ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز ہے اور یہ قول اسکا علی سبیل الحکایت
شمار ہوگا اور اگر وہ مسئلہ ایسا ہے جسمین علمانے اختلاف کیا ہے تو
اگر وہ یون کہے کہ یہ جائز ہے فلان امام کے نزدیک اور یہ ناجائز ہے
فلان امام کے نزدیک اور اسکو جائز نہین کہ اختیار کرلے کسی عالم
کے قول کو بغیر اسکے دلیل جانے۔ روایت کیا حسن بن زیاد نے
عصام بن یوسف سے کہ انہون نے کہا تہا مین ماتم مین پس جمع
ہوئے اسمین ابوحنیفہ کے چار شاگرد زفر بن ہذیل اور ابو یوسف
اور عافیہ بن یزید اور ایک اور شخص بعضون نے کہا
کہ وہ ابو مطیع ہین پس سب نے بالاتفاق یہ فرمایا کہ
کسی شخص کو ہمارے قول پر فتوے دینا حلال نہین جبتک کہ وہ یہ نہ پہچانے
کہ ہمنے کہا سے کہا ہے اور روایت کیا ہے ابراہیم بن یوسف نے
ابو یوسف سے انہون نے ابوحنیفہ سے کہ انہون نے فرمایا کسی
شخص کو ہمارے قول پر فتوے دینا حلال نہین جبتک نہ جانے کہ ہمنے
کہان سے کہا ہے اور روایت کیا ہے عصام بن یوسف نے ابو یوسف سے

انه قيل له انك تكثر الخلاف لابي حنيفة قال
ان ابا حنيفة قد اوتي من العلم والفهم ما لم نوتہ
فادرك بفهمه ما لم ندرك ونحن لم نوت
من الفهم الا ما اوتينا ولا يسعنا ان نفتي بقوله
ما لم نفهم قال الفقيه رضي الله عنه ينبغي لمن
جعل نفسه مفتيا او تولى شيئا من امور المسلمين
وجعل وجه الناس اليه ان لا يردهم قبل
ان يقضي حوائجهم الا من عذر ويستعمل فيه
الرفق والحلم وقد روى القاسم بن مخيمرة
عن ابن ابي مريم وكانت له صحبة مع اصحاب
النبي عليه الصلوة والسلام ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال من ولي من امور المسلمين شيئا فاحتجب
دون خلتهم وحاجتهم وفاقتهم احتجب الله
يوم القيمة دون خلته وحاجته وفاقته و
ينبغي للمفتي ان يكون متواضعا لينا ولا يكون
جبارا عنيدا ولا فظا غليظا لان الله تعالى
قال فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

بابٌ في الاختلاف

کہ کسی نے اُنسے یہ کہا کہ آپ ابو حنیفہ کا بہت خلاف کرتے ہین فرمایا
اِس لیئے کہ ابو حنیفہ کو جو علم تہا وہ ہمکو نصیب نہین اور جو اُنکو فہم تہی
وہ ہمکو میسر نہین ہمکو تو جتنی فہم دی گئی وہ تہا ہر ہے اور جبتک کہ اُنکے
قولکو سمجہہ نہ لین فتوی نہین دی سکتی ✤ کہا فقیہ ابو اللیث نے
جو شخص مفتی ہو یا مسلمانون کے کسی کام کا متولی ہو یا مخلوق
اسکی معتقد ہو اُسکو لایق ہے کہ مخلوق کی حاجت روائی
کرے اور اُلٹا نہ پہیرے مگر ہان کوئی عذر ہو اور نرمی
اور حلم کو برتے ✤ روایت کیا ہے قاسم بن مخیمرہ نے
ابن ابی مریم سے اور اُنکو صحابہؓ کی صحبت تہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانون کے کسی
کام کا متولی ہو اور وہ لوگون کی حاجت اور تنگی اور فاقہ
کی تدبیر نکرے اور پردہ مین بیٹہا رہے تو قیامت کو
اللہ تعالے اُسکی تنگی تکلیف اور اُسکی حاجت کی
کچہہ پرواہ نکریگا ✤ اور مفتی کو یہ لایق ہے کہ متواضع
اور نرم خو ہو جابر و تندخو و درشت رو و سخت دل نہو
اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سو کچہہ مہربانی ہے اللہ
کی جو نرم خو ملا تو اُنکو اور اگر ہوتا تو سخت گو سخت دل
تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد سے پانچوان

باب اختلاف کے بیان مین ✤

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه تكلم الناس
في المسئلة التي اختلف فيها العلماء قال بعضهم
كلاهما صواب وقال بعضهم احدهما صواب و
الآخر خطاء الا انه رفع عنه الاثم وهذا القول
اصح وقال بعضهم احدهما صواب وفي الخطاء
اجر اما حجة الطائفة الاولى فما روي عن
النبي صلى الله عليه وسلم انه امر بقطع نخل
بني النضير فكان ابو ليلى العامري المازني
يقطع العجوة وكان عبد الله بن سلام يقطع
اللين فقيل لابي ليلى لم تقطع العجوة قال
لان فيه كبتا للعدو وقيل لعبد الله بن
سلام لم تقطع اللين قال لاني اعلم ان
هذه النخيل تصير للنبي عليه الصلوة والسلام
فاريد ان يبقى له العجوة فنزل قوله تعالى
ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة
على اصولها فباذن الله فالله تعالى
رضي بما فعل الفريقان جميعا واما حجة
الطائفة الاخرى فما روي عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لعمرو بن العاص اقض

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے علماء نے مسئلہ مختلف فیہ مین
گفتگو کی ہے بعضون نے کہا دونون قول صواب ہین اور بعضون نے
کہا ایک قول صواب ہے اور دوسرا خطا ہے مگر خطا کرنیوالے پر گناہ نہین
اور یہی قول صحیح ہے اور بعضون نے کہا ایک قول تو صواب ہے
اور خطا مین ثواب ہے ٭ دلیل پہلے گروہ کی وہ روایت ہے جو
رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپنے بنی نضیر کے کھجور کے
باغ کو کاٹ ڈالنے کا ارشاد فرمایا تھا ابو لیلی عامرے
مازنی تو چن چنکر عجوہ کھجور کو کاٹتے تھے اور عبد اللہ
بن سلام دوسرے قسم کو ابو لیلی سے کسی نے پوچھا آپ
عجوہ کو کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ اسمین دشمنون کا
نقصان زیادہ ہے اور عبد اللہ بن سلام سے کسی نے پوچھا
کہ آپ دوسرے قسم کی کھجور کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ یہ درخت
اب تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو گئے سو میرا جی یون چاہتا
ہے کہ عجوہ جو کھجور کی عمدہ قسم ہے باقی رہے پس اسباب مین
یہ آیت اتری جو کاٹ ڈالا تمنے کھجور کا پیڑ یا کھڑا رہنے دیا انہی
جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ہے پس اللہ تعالے نے دونون کا فعل
پسند کیا + دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے جو مروی
ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے عمرو بن العاص
کو فرمایا کہ ان دونون مین فیصلہ کردو

بين هذين فقال اقضى وانت حاضر فقال نعم
فقال علي ماذا اقضى قال على انك ان اصبت فلك
عشر حسنات وان اخطأت فلك اجر واحد فقد
بين النبي عليه الصلوة والسلام ان المجتهد
في اجتهاده قد يخطى به وقد يصيب و لان
الله تعالى قال وداود وسليمان اذ يحكمان في الحرث
الى قوله ففهمناها سليمان فمدح سليمان
بفهمه انه ادرك بفهمه ما لم يدرك به داود
صلوات الله عليهما ولو كان كلا الحكمين
سواء صوابا في اجتهاد الرای لكان لا يستوجب
المدح بفهمه واذا كان احد القولين خطاء
فقد رفع الاثم عنه لانه كان ماذونا بالاجتهاد
روى موسى الجهني عن طلحة بن مطرف انه كان
اذا ذكر عنده الاختلاف قال لا تقولوا
الاختلاف ولكن قولوا السعة وقد روى
عن عمر بن عبد العزيز رح انه قال ما احب
ان لي باختلاف اصحاب رسول الله عليه الصلوة
والسلام حمر النعم يعني ان اختلافهم احب الي من حمر
النعم لانهم لو لم يختلفوا لكان لا يجوز لاحد بعدهم الاختلاف

انہوں نے عرض کیا کہ آپکے ہوتے فرمایا ہاں انہوں نے پھر عرض کیا
کہ اسمیں مجھے کیا فائدہ ہے آپنے فرمایا تیرا یہ فائدہ ہے کہ اگر تیرا فیصلہ
کیا ہوا واقع میں حق ہوگا تو دس نیکیاں ملینگی اور اگر واقع
میں غلط ہوگا تو ایک نیکی ملیگی سو نبی صلعم نے بیان فرمادیا کہ مجتہد
کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب ۔ دلیل دوسری یہ کہ اللہ
تعالے نے فرمایا (یاد کر اے محمد داؤد اور سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے
کھیتی کا جھگڑا) یہانتک کہ فرمایا (پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ
سلیمان کو) پس اللہ تعالے نے حضرت سلیمان کی سمجھ کی تعریف کی
اسلئے کہ حضرت سلیمان نے اپنے فہم سے وہ امر دریافت کیا جو حضرت
داؤد دریافت نکر سکے اور اگر دونوں حکم برابر صواب ہوتے تو حضرت
سلیمان کی سمجھ لائق تعریف نہوتی ۔ اور جب دونوں قولوں میں سے
ایک قول خطا ہو تو خطا کرنیوالے پر گناہ نہیں کیونکہ اسکو اجازت اجتہاد
کی شارع سے حاصل تھی ۔ اور روایت کیا موسی بن جہنی نے طلحہ بن مطرف سے
کہ انکے سامنے جب کبھی اختلاف کا ذکر آتا تو کہتے کہ اختلاف نہ
کہو اسکو بلکہ وسعت کہو ۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھکو صحابہ کا
اختلاف سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے
اسلئے کہ اگر صحابہ اختلاف نکرتے تو بعد صحابہ
رضی اللہ عنہم کے کسی کو اختلاف جائز نہوتا ۔

واذا لم يجز الاختلاف لضاق الامر على
الناس وروى عن القاسم بن محمد انه
قال اختلاف الصحابة كان رحمة للمسلمين

باب رواية الحديث بالمعنى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث بالمعنى قال بعضهم
لا يجوز الا بلفظه وقال بعضهم يجوز
وهذا هو الاصح اما حجة طائفة الاولى
فما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال نضر الله امرأ سمع حديثا فبلغه كما
سمع وروى عن براء بن عازب ان النبي
عليه الصلوة والسلام علم رجلا دعاءً
فيلقيه وكان في آخره آمنت بكتابك انزلت
ونبيك الذي ارسلت فقال الرجل وبرسولك الذي
ارسلت فقال النبي عليه الصلوة والسلام قل ونبيك
الذي ارسلت فنهاه عن تغيير اللفظ واما حجة الطائفة
الاخرى بانه يجوز لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
الا فليبلغ الشاهد الغائب فقد امر بالتبليغ عاماً
يبلغ كل قوم بلغتهم وروى عن واثلة ابن الاسقع انه

تو بعد صحابہ کے کسیکو بھی اختلاف جائز نہوتا اور جب
اختلاف جائز نہوتا تو عوام پر بڑی تنگی ہوتی + اور قاسم
بن محمد سے مروی ہے کہ اختلاف صحابہ کا مسلمانون کے واسطے رحمت
ہے

چھٹا باب روایت بالمعنی کی بیان مین

کہا ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علماء نے اختلاف
کیا ہے حدیث کے بالمعنے روایت کرنے مین بعضون نے
کہا کہ روایت بالمعنے جائز ہی نہین اور بعضون نے کہا
جائز ہے اور یہی صحیح ہے + پہلے گروہ کی تو دلیل ہے
جو کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے
فرمایا کہ تر و تازہ رکھے اللہ تعالی اُس شخص کو کہ سنا اُسنے
حدیث کو پھر پہنچا دیا اُسکو جیسا سنا تھا اور مروی ہے براء
بن عازب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو دعا سکھاتے
تھے اور اُس دعا کے اخیر مین یہ لفظ تھے جسکا ترجمہ ہے ایمان لایا مین اُس
کتاب پر جو تونے نازل فرمائی اور اُس نبی پر جو تونے بھیجا اُس آدمی نے
نبیک کی جگہ برسولک کہا تو آپنے فرمایا کہ نبیک پڑھ پس آپنے
لفظ بدلنے کو منع فرمایا + اور دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر غائب کو پہنچا دے
پس آپنے سبکو تبلیغ کا حکم فرمایا اور ظاہر ہے کہ ہر قوم اپنی
زبان مین تبلیغ احکام کریگی + اور روایت ہے واثلہ بن الاسقع سے انکا

من الصحابة قال اذا حدثناكم عن المعنى
فحسبكم وقال ابن عوف كان ابراهيم
النخعي والشعبي والحسن البصري رضي
الله عنهم يروون ويأتون بالحديث
على المعنى قال وكيع لو لم يكن الحديث
بالمعنى واسعا لهلك الناس وقال سفيان
الثوري رحمه الله اني لو قلت لكم اني
احدثكم كما سمعت فلا تصدقوني ولان
الله تعالى قال فلولا نفر من كل فرقة منهم
طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا
قومهم اذا رجعوا اليهم فلو كان قوم لا يفقهون
بلفظة العربية فلابد لهم من البيان والتفسير
بلغتهم فثبت ان العبرة للمعنى لا للفظ +

صحابی سے کہ فرماتے تہے جب ہم تمسے حدیث کو بالمعنے روایت
کرین توتمکو کافی ہے + اور کہا ابن عوف نے کہ ابراہیم نخعی
اور شعبی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم حدیث کو بالمعنے روایت
کیا کرتے تہے۔ اور کہا وکیع نے اگر حدیث بالمعنے کی گنجایش
نہوتی تو مخلوق ہلاک ہوجاتی۔ اور کہا سفیان ثوری
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر مین تمسے کہون کہ مین اُسی طرح
حدیث بیان کرتا ہون جسطرح مین سنتا ہون تو میری
تصدیق نکرو۔ اور اسلئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا سو کیون
نہ نکلے ہر فرقہ مین سے اُنکا ایک حصہ تا سمجہ پیدا کرین
دین مین اور تا خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جب پہرآوین
اُنکی طرف پس اگر کوئی قوم ایسی ہو کہ زبان عربی نسمجہی
توضرور ہے کہ اُنکی زبانمین بیان کیا جاے پس ثابت
ہوئی یہ بات کہ اعتبار معنونکا ہے نہ لفظونکا

باب رواية الحديث والاجازة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث والاجازة لو قال مكان
حدثنا اخبرنا او قال مكان اخبرنا حدثنا
هل يجوز ام لا قال بعض اهل الحديث
اذا قرأت الحديث على محدث

ساتوان باب حدیث کی روایت کرنے مین اور اجازت مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے علماء نے اختلاف کیا ہے روایت حدیث مین
اور اجازت مین + اگر کہا حدثنا کی جگہہ اخبرنا یا کہا
اخبرنا کی جگہہ حدثنا کیا جایز ہے یا نہین + کہا بعض
محدثین نے جب تو نے کسی محدث کو حدیث پڑہکر سنائی

فاردت ان تروی عنه ینبغی ان تقول اخبرنا
فلان ولو کان المحدث قرأ علیك فقل حدثنا فلان
وقال اکثر اهل العلم کلاهما سواء وبه ناخذ
فقد روی عن ابی یوسف القاضی رحمه الله انه
قال اذا قرأت الحدیث علی فقیه او قرأ علیك
فان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وان شئت قلت سمعته من فلان وروی عن
ابی مطیع البلخی انه قال سألت اباحنیفة رضی الله
عنه فقلت لنا اقول حدثنا او اقول اخبرنا قال
ان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وروی عن شعبة بن الحجاج انه قال ان شئتم قلتم اخبرنا وان شئتم
قلتم حدثنا وان شئتم قلتم انبأنا واذا قال
المحدث اجزت لك ان تحدث عنی فلا یجوز
لك ان تقول حدثنا ولا اخبرنا وجاز لك
ان تقول اجاز لی فلان قال الفقیه ابو اللیث
رحمه الله سمعت الخلیل بن احمد قال سمعت
ابا طاهر احمد بن سفیان الدباس یقول
اذا قال الفقیه اجزت لك بان تحدث
عنی فکانه قال اجزت لك بان

اور پھر تو نے روایت کا ارادہ کیا تو تجھکو اخبرنا فلان کہنا
چاہیئے - اور اگر محدث تجھکو حدیث پڑھکر سُناوے تو تجھکو
حدثنا فلان کہنا چاہیئے اور اکثر علماء دونوکو برابر کہتے
ہین اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے + اور مروی ہے امام
ابو یوسف رحمہ سے کہ اُنہون نے فرمایا جب تو حدیث کو
پڑھکر سُنائے یا سُنے تو تجھکو اختیار ہے جی چاہے حدثنا
کہہ جی چاہے اخبرنا کہہ جی چاہے سمعتہ من فلان کہہ
+ ابو مطیع بلخی کہتے ہین کہ مین نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا
کہ حدثنا کہون یا اخبرنا کہون فرمایا تیرا جی چاہے حدثنا کہہ
یا اخبرنا کہہ + اور شعبہ بن الحجاج سے روایت ہی کہ اُنہون نے
کہا کہ تمہارا جی چاہے اخبرنا کہو تمہارا جی چاہے حدثنا
کہو جی چاہے انبأنا کہو - اور جب محدث نے کہا مین نے
تجھکو اجازت دی کہ تو حدیث کے روایت بھی کرے تو تجھکو جائز
نہین کہ حدثنا یا اخبرنا کہے ہان یہ کہنا جائز ہے کہ
فلان محدث نے مجھکو اجازت دی ہے + کہا فقیہ ابواللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلیل بن احمد سے مین نے سُنا ہے کہ
اُنہون نے ابو طاہر احمد بن سفیان دباس کو کہتے سُنا ہے
جبکہ محدث نے کہا کہ مین نے اجازت دی کہ تو مجھسے حدیث
روایت کر تو گویا اُسنے کہا کہ مین نے اجازت دی تجھکو

بان يكذب على ولو كتب اليك المحدث بحديث
اوبعث اليك كتابه وقال حدثني فلان
بجميع ما فيه جاز لك ان تقول اخبرني فلان و
لا يجوز لك ان تقول حدثنا لان الكتابة خبر و
التحديث لا يكون الا بالمخاطبة الا ترى ان من حلف
ان لا يخبر فلانا بكذا فكتب اليه فانه يحنث في يمينه ولو حلف ان
لا يحدث فكتب اليه لا يحنث الا بالمخاطبة روى
ابو حمزة عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال
رأيت ابن شهاب يؤتى بالكتاب
فيقال له هذا كتابك عرفته فيقول نعم
فيرضون به كما قرأ وكما قرء عليهم و
كما قرء عليه فينسخونه ويحدثونه
وروى عن عبد العزيز بن ابان عن
شعبة رض قال كتبت الى منصور بن المعتمر
بحديث فلقيته فسألته عن ذلك
فقال اليس قد كتبت اليك فقلت انا
كتبت الى انا قول فقد حدثني به قال
نعم فذكرت ذلك لايوب فقال صدق
اذا كتب اليك فقد حدثك وروى

تجھکو جھوٹ بولنے کی اپنے اوپر اگر کسی محدث نے حدیث
لکھہ بھیجی یا کتاب اپنی تجھے بھیدی اور کہا مجھسے حدیث کی فلانے
نے ساری اس چیز کی جو اس کتاب میں ہے جایز ہے تجھکو کہ اخبرنی
فلان کہے اور حدثنا کہنا تجھکو جایز نہیں اسلئے کہ کتابت خبر ہے اور
حدیث آمنے سامنے ہوتی ہے + کیا تجھکو خبر نہیں کہ اگر کسی شخص نے
قسم کہائی کہ فلانے کو فلانی خبر نہ دونگا پہر وہی خبر لکھہ بھیجی تو
اس شخص کی قسم ٹوٹ جائیگی + اور اگر قسم کہائی کہ حدیث
نہیں کریگا پہر لکھہ بھیجا تو قسم نہیں ٹوٹی کی جبتک کہ آمنے
سامنے ہو کر حدیث نکرے + اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے
کہ کہا انہوں نے میں نے دیکھا ابن شہاب کو کہ انکے پاس کوئی کتاب لایا
پس کہا گیا یہ آپکی کتاب ہے آپ پہچانتے ہیں فرمایا ہاں پس خوشی
ہو اس سے ایسے جیسی کہ اگر پڑھتے وہ اس کتاب کو انپر یا پڑھتے وہ لوگ
انپر اور پہر لکھتے وہ اسکو اور خبر دیتے اسکی اور روایت
کیا ہے عبد العزیز بن ابان نے شعبہ سے کہ کہا انہوں نے لکھہ بھیجی منصور
بن معتمر ایک حدیث پہر ملا میں انسے اور سوال کیا اس حدیث
سے تو کہا انہوں نے وہ حدیث میں نے تجھکو لکھہ بھیجی تہی میں نے کہا
کیا لکھہ بھیجا حدیث کرنے کے برابر ہے کہا اور کیا پہر
میں نے ایوب سے یہ ماجرا ذکر کیا تو انہوں نے کہا سچ تو
ہے جب اسنے حدیث لکھہ بھیجی تو گویا حدیث بیان کر دیا

عن محمد بن الحسن انه قال كتابة العالم اليك
وسماعك منه بمنزلة واحد لا ينبغي يجوز
الرواية عنه اذ كتب العالم اليك كما يجوز
لو سمعت منه ولكن يختلفان في لفظ الرواية

باب اخذ العلم من الثقات

قال الفقيه رضي الله عنه وينبغي للمتعلم
ان لا ياخذ العلم الا من امين ثقة
لان قوام الدين بالعلم فينبغي ان لا
يأتمن الرجل على دينه الا من يجوز ان
يؤتمن عليه وروى عباد بن كثير عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا
تحدثوا عمن لا تقبلوا شهادته وعن محمد
ابن سيرين انه قال ان هذا العلم دين
فانظروا الى دينكم عمن تاخذونه و
عن الحسن انه قال من قال قولا حسنا وعمل عملا
سيئا فلا تاخذوا عنه علما الا تعلما ولا
تتهموا بعمله ولا تعتمدوا عليه فان
قيل اليس قد روى انس بن مالك
رضي الله عنه عن النبي عليه

اور امام محمد سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کسی عالم کا تجھکو
کچھ لکھہ بھیجنا اور تیرا اُس سے خود سننا برابر ہے یعنی تجھے
اُس سے روایت کرنی جایز ہے اگر اُسنے تجھے کچھ لکھہ بھیجا ہے جیسے
جایز ہے اگر اُس سے تونے کچھ سنا ہاں یہ دونوں لفظ روایت میں
مختلف ہونگے

باب آٹھواں اس بیان میں کہ علم کو ثقہ لوگوں سے سیکھنا چاہئے

کہا فقیہ ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے لایق ہے سیکھنے والی کو کہ ہر شخص سے علم حاصل
کرے امانت وار دیانت دار سے سیکھے اسلئے کہ قیام دین کا علم سے
ہے سو آدمی کو یہ لایق ہے کہ اپنے دین کو ایسے شخص کے پاس امانت
رکھے جسکو امانت دار سمجھے ÷ اور عباد بن کثیر نے نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا نہ حدیث
روایت کرو مگر اُس شخص سے جسکی شہادت قبول کر سکو
اور محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ علم دین
ہے جنسے علم سیکھو پہلے اُنکو دیکھہ بھال لو اور حضرت
حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص اوروں کو حق
بات بتائے اور خود بُری عمل کرے اُس سے علم کو سیکھو
تو یوں مگر ویسے عمل نہ کرو اور نہ اُسکے
افعال پر اعتماد کرو ÷ اور انس بن مالک رضی
اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہیں نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے

عليه الصلوة والسلام انه قال العلم ضالة
المؤمن حيث ما وجده اخذه قيل له حيث
ما وجده اخذه اذا كان الذي اخبره به
ثقة واذا كان الذي اخبره به غير ثقة
فلا ياخذ منه ولو ان رجلا سمع حديثا
او سمع مسئلة فان كان موافقا للاصول
جاز له ان يعمل به فان لم يكن القائل ثقة
فلا يسعه ان يقبل منه الا ان يكون قولا
يوافق الاصول فيجوز العمل به ولا يقع به
العلم والا فلا وكذلك لو وجد حديثا مكتوبا
او مسئلة فان كان موافقا للاصول جاز له
ان يعمل به والا فلا - وروى عبد الرحمن
بن ابي ليلى عن علي ابن ابي طالب رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من حدث بحديث وهو يرى انه
كذب فهو احد الكاذبين ÷ ÷

باب اباحة المجلس للعظة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله كره
بعض الناس الجلوس للعظة

علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ علم مسلمان کی گم ہوئی چیز ہے سو جہان کہین اُسکو پاوے
لیلے - اور مُراد جہان کہین پانے سے یہ ہے کہ جو کوئی
ثقہ ہو اُس سے علم سیکھہ لے اور جو ثقہ نہو تو نہ سیکھے ÷
اگر کسی شخص نے کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ سُنا اگر وہ حدیث
یا مسئلہ اصول دین کے موافق ہے تو اُسپر عمل کرنا جائز
ہے اگر قایل ثقہ نہو تو اُس شخص کو گنجایش نہین کہ
اُسکے قول کو قبول کرے ہان اگر وہ قول اصول دین
کے موافق ہو تو قبول کرے اور اُسپر عمل کرنا بھی جایز
ہے - اِسیطرح اگر کوئی حدیث لکھی ہوئی ملگئی یا
کوئی مسئلہ ملگیا تو اگر وہ حدیث و مسئلہ اصول کے
موافق ہو تو اُسپر عمل بھی جایز ہے نہین تو نہین ÷
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا
جو مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ
یہ حدیث جھوٹی ہے تو وہ دو جھوٹون مین کا ایک جھوٹا
ہے ÷

نوان باب اس بیان مین ہے کہ مجلس وعظ کی جایز ہے

کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے بعضے علما نے لوگون کے جمع ہونکو وعظ کے

وقال بعضهم لا بأس به اذا اراد به
وجه الله تبارك وتعالى هذا انتهى اصح
فاما من كره ذلك فاحتج بما روى عن عمرو
ابن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال لا يعظ الناس الا
اميرا ومامورا او مراء وعن تميم الداري
انه استاذن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
انه يعظ الناس في كل سبت يوما قال وما
تصنع بذلك قال اذكر الناس فقال قل
ما شئت واعلم انه كالذبح وهذا كما قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من استقضى
فقد ذبح بغير سكين وعن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال القاص ينتظر
المقت والمستمع ينتظر الرحمة وعن ابي
قلابة انه انصرف عن الصلوة فجاء
رجل يقص وينصح فقال له ابو قلابة
انما انت حمار ناهق وتروث
نهاقا ان عدت الينا لنوذينك
وعن ابراهيم النخعي انه قال انه

لئے مکروہ کہا ہے - اور بعضون نے کہا کچھہ ڈر نہین اگر
وعظ خدا کے واسطے ہو اور یہی قول صحیح ہے جنہون نے
اِس مجلس کو مکروہ کہا ہے اُنکی حجت وہ روایت ہے کہ جو عمرو
بن شعیب نے اپنی سند سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
نقل کی ہے فرمایا کہ نصیحت نہین کرتا مخلوق کو مگر یا تو
امیر یا اُسکا نائب یا ریاکار + اور حضرت تمیم داری سے مروی
ہے کہ اُنہون نے حضرت عمر سے ہر ہفتہ کے دن وعظ کہنے
کی اجازت مانگی آپنے فرمایا اس وعظ سے تمہارا کیا مقصد
ہے کہا لوگون کو نصیحت کرنا فرمایا اچھا جو جی چاہے
کہو لیکن یہ سمجھہ لو کہ وعظ کہنا ذبح ہونے کے برابر ہے
اور یہ قول حضرت عمر کا ایسا ہے جیسا رسول اللہ صلعم نے
فرمایا جس شخص نے منصب قضا طلب کیا گویا وہ بے چھری
ذبح ہوا + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا واعظ انتظار کرتا ہے خدا کے غصہ کا اور سننے والا
منتظر ہے رحمت کا اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ
نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آکر وعظ کہنے لگا سو
ابو قلابہ نے کہا تو حمار ناہق ہے اور جو کچھہ کہ رہا ہے گوز کرتا
گدھے کی آواز سے اور اگر تو ہمارے ہاتھہ لگیگا تو ہم تجھے خوب سمجھینگے
اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ مین

اكره القصص لثلاث آيات لقوله تعالى
اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسكم
وقوله تعالى عز وجل لم تقولون ما لا
تفعلون وقوله تعالى وما اريد ان اخالفكم
الى ما انهاكم عنه وفي الحديث ان الله
تعالى اوحى الى عيسى عليه السلام ان عظ
نفسك فان اتعظت فعظ الناس والا
فاستحي مني واما حجة من قال انه لا
بأس به فقول الله تعالى وذكر فان الذكرى
تنفع المؤمنين وقال الله تعالى في آية
اخرى ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم
يحذرون وعن عمر رض انه قال يا معشر
القصاص لا تقصوا فقد فقه الناس
ففي هذا الخبر دليل على ان القوم اذا
لم يعلموا فلا بأس به وروي عن عبد
الله بن مسعود انه كان يذكر الناس
كل عشية الخميس وهو قائم على رجليه
يدعو بدعوات وروى عطاء عن
ابي هريرة انه قال من كتم علما

وعظ کو تین آیتون کی وجہ سے مکروہ جانتا ہون اول تو
یہ آیت ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا حکم کرتے ہو لوگونکو نیک کام
کا اور بہولتے ہو آپکو۔ دوسری آیت یہ ہے کیون کہتے ہو منھ
سے جو نہین کرتے۔ تیسری آیت یہ ہے اور مین نہین چاہتا
کہ پیچھے آپ کرون جو کام تمسے چھڑاون ٭ اور حدیث
مین آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عیسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ پہلے اپنے
نفس کو نصیحت کر جب وہ نصیحت مان لے تب اورونکو نصیحت
کر اور اگر یون نکرے تو مجھسے حیا کر۔ اور دلیل اُن لوگون
کی جو کہتے ہین وعظ کہنے مین کچھہ حرج نہین یہ قول اللہ
تعالےٰ کا ہے اور نصیحت کر بیشک نصیحت مسلمانونکو نفع دیگی ٭
اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے دوسری آیت مین اور تا خبر پہنچا دین اپنے
قوم کو جب پہر آوین انکیطرف شاید وہ بچتے ہین ٭ اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ای گروہ واعظون کے اب وعظ نکہو اسلئے کہ
لوگ سمجھدار ہوگئے ٭ سو قول حضرت عمر کا اسکی دلیل ہے کہ اگر لوگ
انجان ہون تو وعظ کہنے کا کچھہ مضائقہ نہین ٭ اور عبد اللہ
بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ہر جمعرات کی شام کو
کہڑے ہوکر لوگون کو نصیحت کیا کرتے تھے اور
دعائین مانگا کرتے تھے ٭ اور عطاء نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت
کی ہے کہ اُنہون نے فرمایا جو شخص علم کو چھپایگا قیامت کو

بعلمه يلجم بلجام من النار يوم القيامة وروي
عن النبي عليه الصلوٰة والسلام مثله وعن
ابي هريرة انه قال لولا اية من كتاب
الله ما جلست للناس وهو قوله تعالى
ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات
والهدى الاية وروي عن عبد الله بن
عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوٰة
والسلام انه قال بلغوا عني ولو اية و
حدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج من
كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من
النار وقال الحسن لولا العلماء لصار
الناس مثل البهائم

باب اداب المذكرين

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه
ان اول ما يحتاج اليه المذكر يجب
ان يكون صالحا لنفسه لانه لو لم يكن صالحا
فانه يهرب منه العقلاء ويقتدي به
السفهاء فيكون في ذلك فساد العالم و
كلامه لا ينجع في قلوب الناس والثاني ينبغي

اُسکے مونہہ مین آگ کی لگام دی جاویگی + اور یہ بھی
اِس روایت کے نبی علیہ السلام سے بھی مروی ہے
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ اگر ایک آیت
کتاب اللہ کی نہوتی تو لوگونکی تعلیم کے لیئے یون نہ بیٹھا کرتا
اور وہ آیت یہ ہے۔ جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ ہمنے اُتارے صاف
حکم اور راہ کے نشان آخر آیت تک اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری
طرف سے لوگونکو پہنچا دو اگرچہ تمہارے پاس ایک ہی آیت ہو
اور بنی اسرائیل سے حدیثین روایت کرو اور اسمین کچھ حرج نہین
جو مجھپر جانکر جھوٹ تہمت لگاوے اُسکو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین
کر لی + اور حضرت حسن نے فرمایا اگر علما نہوتے تو خلقت مثل
جانورون کے ہوجاتی +

دسوان باب آداب واعظین کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے اول تو نصیحت کرنے والیکو یہ ضرور ہے کہ وہ
فی نفسہ نیک ہو اسلیئے کہ اگر نیک نہوگا تو سمجھدار لوگ
اُسکے پاس نہ پھٹکین گے اور بیوقوف اُسکی پیروی
کرین گے اور اِس مین عالم مین فتنہ و فساد ہوگا اور
اس شخص کے کلام لوگون کے دلونمین تاثیر نہ کرین گے
دوسری بات نصیحت کرنے والیکو یہہ

للمذكر ان يكون ورعا فلا يحدث الناس
بحديث لم يصح عنده لانه روى عن
على بن ابى طالب رضى الله عنه عن النبى عليه
الصلوة والسلام انه قال من حدث
بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد
الكاذبين والثالث ينبغى ان لا يطول
المجلس فيمل الناس فتذهب بركة المجلس
والعلم وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال ان للقلوب نشاطا واقبالا وان
لها تولية وادبارا فحدثوا القوم ما اقبلوا
عليكم وروى الزهرى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال روحوا القلوب ساعة
بعد ساعة وروى زيد بن اسلم عن ابيه
قال كان قاص فى بنى اسرائيل فيطول عليهم
فاملهم فلعن ولعنوا والرابع ينبغى للمذكر
ان يكون متواضعا لينا ولا ينبغى ان
يكون متكبرا فظا غليظ القلب لان التواضع
واللين من اخلاق النبى عليه الصلوة والسلام
قال الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم ولو

یہ ضروری ہے کہ متقی ہو ایسی حدیث لوگوں سی نکری جو صحیح
نہو اسلئی کہ حضرت علی رضی نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور جانتا
ہو کہ وہ جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹو مین کا ایک ہے اور تیسرے
بات اسکو یہ ضروری ہے کہ مجلس دراز نکری اور لوگ گہبراوین
اور برکت مجلس اور علم کی بہی جاتی رہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی
سے مروی ہے کہ ایک وقت دلونکی خوش ہونے اور لگنے کا
ہوتا ہے اور ایک وقت دلونکے اکتانی اور گہبرانی کا
ہوتا ہی پس لوگونکو نصیحت کیا کرو جبتک انکا جی لگا
رہے اور زہری نبی علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا راحت دو دلونکو تہوڑی دیر کے
بعد+ اور زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
بنی اسرائیل مین ایک واعظ تہا کہ بہت دیر تک وعظ
کہا کرتا تہا یہانتک کہ لوگ اکتا جایا کرتے تہے پس لعنت
کیا گیا وہ اور سب اکتانے والے + اور چوتہے واعظ کو ضروری ہے
کہ متواضع ہو نرم دل ہو اور نہین لائق ہے اسکو کہ متکبر
و سخت گو سخت دل ہو اسواسطے کہ تواضع اور نرمی رسول
اللہ صلعم کے اخلاق مین سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے سو
کچھہ مہربانی ہے اللہ کی کہ نرم خو ہوا تو ان کے لئی اور اگر

كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك
الخامس اذا اراد ان يخبر الناس بشئ من
الفضائل او من الصلوة او من الصدقة او
من الصوم فينبغي ان يعمل به اولا حتى
لا يكون من اهل هذه الاية اتأمرون الناس
بالبر وتنسون انفسكم وقال ابراهيم النخعي
اني اكره القصص لثلاث ايات من كتاب
الله وقد ذكرناها السادس ان يكون
عالما بتفسير القرآن والاخبار واقاويل
الفقهاء والعلماء وروي عن علي رضي الله
عنه انه رأى رجلا يقص فقال له اتعرف
الناسخ من المنسوخ فقال لا فقال له هلكت
واهلكت والسابع ينبغي للمذكر اذا حدث
الناس ان لا يقبل بوجهه على رجل واحد
ولكن يعمهم وقد روي عن حبيب بن ابي ثابت
انه قال من السنة ان لا يقبل الواعظ بوجهه على
رجل واحد ولكن يعمهم والثامن لا ينبغي
للمذكر ان يكون طامعا لان الطمع يذل
الانسان ويذهب بماء الوجه والعلم

ہوتا تو سخت گو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد
سی + پانچوین واعظ کو ضرور ہے کہ جب فضائل نماز و روزہ
اور صدقہ وغیرہ کا لوگون سے بیان کرے تو پہلے اسکو چاہیے
کہ خود عمل کرے تا کہ اس آیت کا مصداق نہ بنے کیا حکم کرتے
ہو اورونکو نیکی کا اور اپنے آپکو بھول جاتے ہو + اور ابراہیم نخعی
کہتے ہین کہ مین تو وعظ کہنے کو اچھا نہین سمجھتا ان تین
آیتون کی وجہ سے اور انکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین + چھٹے واعظ
کو یہ ضرور ہے کہ تفسیر قرآن کو اور حدیثون اور اقوال فقہا
اور علماء کو جانتا ہو + اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ
انہون نے ایک شخص کو وعظ کہتے ہوے دیکھا اور کہا
کیا تو ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے اسنے کہا نہین آپنے
فرمایا تو خود بھی ڈوبا اور اورونکو بھی ڈبویا + ساتوین
واعظ کو یہ ضرور ہے کہ جب لوگونکو نصیحت کرے تو کسی خاص
آدمی کی طرف نہ متوجہ ہو بلکہ سب کی طرف متوجہ ہو
اسلئے کہ حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ انہون نے
فرمایا مسنون ہے یہ بات کہ نہ متوجہ ہو واعظ خاص شخص
کی طرف بلکہ سب کے طرف متوجہ ہو + آٹھوین واعظ کو
یہ ضرور ہے کہ طامع نہو اسلئے کہ طمع آدمیکو ذلیل کر دیتی
ہے اور چہرہ کی رونق اور علم کی برکت کھو دیتی ہے

ولو اهدى اليه انسان بغير مسالة فلا
بأس بان يقبل هديته والتاسع ينبغي
للمذكر ان يذكر في المجلس الخوف
والرجاء ولا يجعل كله خوفا ولا كله
رجاء لانه نهى عن ذلك والعاشر ان
احتاج المذكر الى تطويل المجلس
فيستحب له ان يجعل في خلال مجلسه
كلاما يستظرفونه ويتنشطون و
يتبسمون وينشطون بذلك لكي
يشتهون بذلك فلا يسأمون فان
ذلك يزيد نشاطا واقبالا على السماع
وقد روي عن عمر رضي الله عنه انه
كان اذا جلس رغب الناس في الآخرة
وزهدهم عن الدنيا فاذا رآهم قد كسلوا اخذ
في ذكر الغرس والبناء والحيطان فاذا هم قد
نشطوا اقبل في ذكر الآخرة **باب الحث على**
طلب العلم وتفضيل الفقه على غيره قال الفقيه
ابو الليث رحمه الله ينبغي للانسان ان يتعلم
العلم ولا يقنع بالجهل لان الله تعالى قال قل هل

اور اگر کوئی شخص تحفہ بھیجے تو اُسکے قبول کرنے مین
کچھ بُرائی نہین + نوین واعظ کو یہ ضرور ہے کہ وعظ
مین مضمون خوف اور امید کے بیان کرے فقط خوف
کے یا فقط امید کے نہ بیان کرے اسلیئے کہ یہ
ممنوع ہے + دسوین اگر واعظ کو کچھ احتیاج
کہ مجلس وعظ دیر تک رہے تو اُسکو مناسب ہے کہ
کچھ کلام ظریفانہ کرے جس سے لوگون کے دل
کہین وعظ سے اُکتا نہ جائین اسلیئے کہ ایسے کلام سے
آدمی کا جی خوش ہوجاتا ہے اور وعظ کے سُننے کا
مُشتاق ہوتا ہے حضرت عمر رضی سے مروی ہے کہ جب وہ
لوگونکو آخرت کی طرف رغبت دلانے اور دُنیا سے نفرت
دلانے کو بیٹھا کرتے تھے تو اگر لوگونکو دیکھا اُکتائے ہوئے تو
درخت لگانے اور مکان بنانے کا ذکر کرنے لگتے تھے
پھر جب دیکھتے تھے کہ لوگونکا جی لگا ہے تو پھر آخرت کا
ذکر چھیڑ دیتے **گیارھوان باب آیا وہ کرنے**
مین طلب علم پر اور فضیلت بیان کرنے مین
فقہ کے اُسکی غیر پر کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ
نے انسان کو لائق ہے کہ علم سیکھے اور جہل پر قناعت نہ کرے
اسلیئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہہ دے کیا

لیستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون
ففضل اهل العلم علی غیرهم وقال النبی صلی
الله علیه وسلم وعلی آله لاخیر فیمن لم یکن عالماً
او متعلماً وقال ابو الدرداء مالی اری علماءکم
یموتون وجهالکم لایتعلمون تعلموا العلم قبل
ان یرفع العلم فان رفع العلم بذهاب العلماء
وقال عروة بن الزبیر لبنیه یا بنی تعلموا فان
تکونوا اصغار قوم فعسی ان یکونوا اکبار قوم
آخرین وما اقبح شیخ لیس عنده علم
وقال الشعبی لو ان رجلاً سافر من اقصی الشام
الی اقصی الیمن فحفظ کلمة فینفعه فیما یستقبل
من عمره رأیت ان سفره لم یضع قال الفقیه
ثم اعلم ان العلم علی انواع وکل ذلک عند الله
حسن ولیس کالفقه فینبغی للرجل ان یکون اهم
تعلم الفقه اهم الیه من غیره لان من تعلم الفقه تیسر
علیه سائر العلوم والفقه هو قوام الدین
وروی ابو هریرة عن النبی علیه الصلوٰة و
السلام انه قال ما عند الله بشئ افضل من فقه
فی الدین وقال النبی علیه الصلوٰة والسلام فقیه

برابر ہین جاننے والے اور انجان پس فضیلت دی اہل علم
کو لوگون کے غیر پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سکھانے والے
سیکھنے والے کے سوا کسی شخص میں خیر نہین + اور ابو الدرداء
فرماتے ہین مجھکو کیا ہوا کہ مین علما کو دیکھتا ہون کہ مر
جاتے ہین اور جاہل لوگ کو علم سیکھتے نہین علم کو سیکھو اُس
پہلے کہ علم اٹھ جاے اسلیئے کہ علم کا اُٹھنا یہی ہے کہ عالم اٹھ
جائین + اور عروہ بن الزبیر نے اپنے بیٹون کو فرمایا ای
بیٹو علم کو سیکھو اگر اپنے قوم مین چھوٹے ہو گے تو کبھی نہ کبھی کسی اور
قوم کے بڑے شمار ہوگے اور کتنا برا معلوم ہوتا ہے بڈھا وہ بوڑھا
جو عالم نہو + اور شعبی فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے انتہا ملک شام
سے انتہا ملک یمن تک سفر کیا اور ایسا کلمہ یاد کیا کہ جو آئندہ کو نفع دے
تو میرا یون گمان ہے کہ اُس شخص کا سفر ضایع نہین ہوا + کہا فقیہ نے
پھر جان لے کہ علم کی کئی قسمین ہین اور ہر ایک اللہ کے نزدیک اچھی
ہے مگر کوئی قسم فقہ کے برابر نہین اسلیئے آدمیکو لائق ہے فقہ کے
سیکھنے کی طرف زیادہ توجہ کرے اسلیے کہ جس شخص نے فقہ کو سیکھ لیا
تو آسان ہو گئے اُسپر اور سب علم اور فقہ اصل دین کی ہے + اور
ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز افضل نہین اُس شخص سے
جسے دین مین سمجھ حاصل کی ہو + اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

واحد اشد على الشيطان من الف عابد وقال
ابو هريرة لان احيى بالفقه ساعة احب الي
من ان احيي ليلة بلا فقه وروي عن ابن عباس
رضي الله عنهما عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين
وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه تفقهوا قبل
ان تسودوا واذا اخذ الانسان حظا وافرا
من الفقه فينبغي ان لا يقتصر على الفقه
ولكن ينظر في علم الزهد وفي كلام الحكماء
وشمائل الصالحين فان الانسان اذا تعلم
الفقه ولا ينظر في علم الزهد والحكمة
قسي قلبه وساء خلقه والقلب القسي بعيد
من الله ولو تعلم من علم النجوم مقدار
ما يعرف الحساب فلا بأس به ولا
يزيد عليه اذا تعلم مقدار ما يهتدي
به الى امر القبلة وامر الحساب وقال الله
تعالى وهو الذي جعل لكم النجوم
لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر وقال
في اية اخرى وعلامات وبالنجم هم يهتدون

اکیلا شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے + اور حضرت
ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ فقہ سیکھنے کے واسطے ایک گھڑی
بیٹھنا میرے نزدیک بہتر ہی ساری رات کی جاگنے سے بغیر
فقہ کے + اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسکو اللہ ارادہ کرتا ہے بھلائی
پہنچانے کا تو اُسکو دین کی سمجھہ عطا کرتا ہے + اور حضرت
عمر رض نے فرمایا ہے سمجھہ حاصل کرو دین مین پہلے اس سے
کہ سردار بنائی جاؤ تم + اور جب انسان ایک حصہ کامل
فقہ کا حاصل کرلے تو اُسکو چاہیے کہ فقہ ہی پر بس نکرے
بلکہ علم زہد کو دیکھے اور حکماء کے کلام پر نظر کرے اور
صلحاء کے احوال پر غور کرے اسلئے کہ انسان جب فقہ
کو سیکھے اور علم زہد اور حکمت کو نہ حاصل کرے تو سخت دل
اور بد اخلاق ہوجاتا ہے اور سخت دل اللہ سے دور ہوتا ہے
اور اگر انسان علم نجوم کو اسقدر سیکھ لے جس سے رات دن
کا حال معلوم ہوجائے اور قبلہ کا اندازہ سمجھہ مین آجائے
تو کچھہ مضائقہ نہین لیکن اس سے زیادہ نہ سیکھے فرمایا
اللہ تعالی نے اللہ وہ ہی جسنے پیدا کیا ستارون کو
تاکہ راہ پاؤ اُنسے اندھیرون مین خشکی اور تری کے اور
فرمایا اور بتاتی ہے اور ستارون سے لوگ راہ پاتے ہین

وقال عمر بن خطاب رضی الله عنه انه قال
تعلموا من النجوم مقدار ما تعرفون به
امر قبلتکم وتعلموا من الانساب ما تصلون
به ارحامکم وروی عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه نهی عن النظر فی النجوم وقال
عبد الله بن عباس لمیمون بن مهران رض
ان لا تتبع النجوم فانه یؤدی الی الکهانة

باب المناظرة فی العلم والجدال

قال الفقیه ابو اللیث رح کره بعض الناس
المناظرة والجدال فی العلم واحتجوا بقول
الله تعالی ما ضربوه لك الا جدلا وقال
فی الایة الاخری وکان الانسان اکثر شئ
جدلا فلامهم علی المجادلة وذمهم علیها
وروت عائشة عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال ان ابغض الناس الی الله تعالی
الالد الخصام وروی ابو امامة الباهلی ان
النبی علیه الصلوة والسلام قال ما ضل قوم بعد
هدی کانوا علیه الا اوتوا الجدال وروی عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال دع المراء وان کنت محقا

اور فرمایا حضرت عمر رضہ نے علم نجوم کو اتنا سیکھو جتنا
قبلہ کے معلوم کرنے میں کام آئے اور علم انساب کو اتنا سیکھو
جس سے ارحام کو ملا لو ۔ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ آپنے علم نجوم کے سیکھنے کو منع فرمایا ہے اور حضرت
عبد اللہ بن عباس رض نے میمون بن مہران کو فرمایا کہ علم
نجوم کے پیچھے نہ لگ اسلئے کہ وہ کہانت کی طرف پہنچا دیتا ہے

بارہواں باب مناظرہ کرنے میں اور جھگڑا کرنے میں بیچ علم کے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے
مکروہ کہا بعض علما نے مناظرہ کو اور جھگڑا کرنیکو علم میں
اور دلیل میں لاتے ہیں وہ یہ قول اللہ تعالی کا نہیں بیان
کرتے ہیں اسکو تجھسے مگر واسطے جھگڑے کے اور دوسری آیت میں
فرمایا اور ہے انسان بڑا جھگڑالو پس ملامت کی ہم نے انکو مجادلہ
پر اور مذمت کی انکی اسپر ۔ اور حضرت عائشہ رض نبی علیہ السلام
سے روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا کہ مبغوض زیادہ اللہ کے
نزدیک سرکش جھگڑالو ہے ۔ اور ابو امامہ باہلی نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا نہیں
گمراہ ہوے کوئی قوم بعد ہدایت کے کہ تھے وہ اوپر اسکے مگر یہ
کہ دیے گئے وہ جھگڑا ۔ اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا چھوڑ دے جھگڑے کو اگرچہ ہو تو حق پر ۔

وروی بلفظ آخر انه قال لا یجد احد
حقیقة الایمان حتی یدع المراء وهو
محق لان المراء یودی الی العداوة و
العداوة بین المسلمین حرام وقال عامة
اهل العلم لا باس بها اذا قصد بها
ظهور العلم والحق بقول الله تبارک وتعالی وجادلهم
بالتی هی احسن قال الله تعالی فلا تمار فیهم الا مراء ظاهرا
الآیة وقال الله تعالی الم تر الی الذی
حاج ابراهیم فی ربه الی قوله فبهت
الذی کفر وروی عن طلحة بن
عبید الله انه قال تذاکرنا فی
لحم صید یاکله المحرم وقد
ذبحه حلال والنبی علیه الصلوة والسلام
نائم فارتفعت اصواتنا فاستیقظ وقال فیما
ذا تتنازعون فاخبرناه فامرهم باکله
ولم ینکر علیهم جدالهم فی المسئلة ولان فی
المناظرة ظهور الحق من الباطل فالمناظرة فی
طلب الحق مباح والآثار التی وردت
عن النبی علیه الصلوة والسلام فی النهی

اور دوسرے الفاظ سے یہ روایت یوں ہے کہ فرمایا نہیں
پائیگا تم میں سے کوئی حقیقت ایمان کو یہانتک کہ
چھوڑ دے جھگڑے کو حق پر ہو کر بھی اور اسلئے کہ جھگڑا
موجب عداوت ہوتا ہے اور عداوت آپس میں مسلمانوں
کے حرام ہے - اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ اگر مناظرے سے اظہار
حق منظور ہو تو کچھ ڈر نہیں اللہ تعالی فرماتا ہے اور جھگڑا
کر تو انسے اس طرح پر جو بہتر ہو اور فرمایا اللہ تعالی نے کیا
نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اسکے رب کے بیچ میں
کہ فرمایا تب ہو گیا حیران وہ کافر + اور طلحہ بن عبید اللہ
سے مروی ہے کہ ہم چند آدمی آپس میں اس میں
گفتگو کرتے تھے کہ جس شکار کو حلال نے ذبح کیا
ہے اسکا گوشت کھانا محرم کو جائز ہے یا نہیں
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے جب
ہماری آواز بلند ہوئی تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور
فرمایا کس چیز میں جھگڑتے ہو ہم نے سارا حال بیان کیا تو آپ نے
فرمایا کہ کھا لو اور اس مسئلہ میں جھگڑنے پر کسیکو نہیں منع کیا
اور اسلئے کہ مناظرہ سے حق و باطل ظاہر ہو جاتا ہے اور
گفتگو طلب حق میں مباح ہے اور جو حدیثیں کہ مناظرہ کی
ممانعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں

معناها اذا جادل بغیر حق واراد به المباهاة
فهو مکروه کما روی عن النبی علیه الصلوٰة
والسلام انه قال من تعلم العلم لثلث
فهو فی النار ان یباهی به العلماء او
یماری به السفهاء او یصرف به وجوه
الخلق الی نفسه +

باب آداب المتعلم

قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله فاول ما
یحتاج الیه المتعلم ان یصحح نیته لینتفع
بما یتعلم وینتفع به من یاخذ منه
فاذا اراد نیته یحتاج الی ان ینوی
ثلثة اشیاء احدها ان ینوی بتعلمه الخروج
من الجهل لان الله تبارک وتعالی قال
قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون
والثانی ان ینوی به منفعة الخلق لان النبی علیه
الصلوٰة والسلام قال خیر الناس من ینفع الناس
والثالث ان ینوی به احیاء العلم لان الناس
لو ترکوا تعلم العلم لذهب العلم وکما روی عن
النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال تعلموا العلم

انکا مطلب یہہ ہے کہ آدمی خواہ مخواہ جھگڑا کیا کرے یا
مناظرہ سے اپنے آپکو بڑا عالم جتانا منظور ہو چنانچہ نبی
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم کو ان تینون
کامون کیلئے سیکھے تو وہ دوزخی ہے یا تو اسلئے کہ علماء مین
بڑائی کرے یا بیوقوفون سے جھگڑا کرے یا لوگون کو اپنا
معتقد بنائے +

تیرہوان باب بیچ بیان آداب سیکھنے والے کے

کہا فقیہ
ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اول علم کے سیکھنے والے
کو یہہ لازم ہے کہ اپنی نیت درست کرے تاکہ خود
بھی نفع اٹھاوے اور جو اس سے سیکھین وہ بھی نفع
اٹھائین اور جب نیت کرے تو تین چیزونکی نیت کرے
اول تو یہہ کہ علم کو حاصل کرکے جہل سے نجات پاؤن
اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہہ تو کیا جاننے
والے اور انجان برابر ہین + اور دوسرے مخلوقکی نفع رسانی کی
نیت رکھے اسواسطے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اچھا آدمی
وہ ہے جو مخلوق کو نفع پہنچاوے + اور تیسرے علم کے
سیکھنے سے علم کے زندہ رکھنے کی نیت کرے اسلئے کہ اگر سب
لوگ علم کو چھوڑ دینگے تو علم جاتا رہیگا چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہے علم کو سیکھو + + +

قبراً ان يرفع العلم و رفعه بذهاب
العلماء وينبغي للمتعلم ان يطلب به وجه
الله تعالى والدار الاخرة ولا ينوي به
طلب الدنيا لانه روي في الخبر انه قال
من طلب العلم لغير وجه الله لم يخرج
من الدنيا حتى يأتي عليه واذا طلب وجه
الله تعالى فانه ينال الامرين جميعا
قال الله تعالى من كان يريد حرث الاخرة
نزد له في حرثه ومن كان يريد حرث
الدنيا نؤته منها وما له في الاخرة من نصيب
وروى زيد بن ثابت عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال
من طلب العلم بنية الدنيا فرق
الله تعالى عليه امره وجعل فقره
بين عينيه ولم يأته من الدنيا
الا ما كتب الله له ومن طلب العلم
بنية الاخرة جمع الله شمله وجعل
غناءه في قلبه واتت الدنيا وهي
راغمة فاذا لم يقدر على تصحيح النية

اُسکے اُٹھنے کے پہلے اور علم کا اُٹھنا یہ ہے کہ عالم اُٹھہ
جائین + اور سیکھنے والے کو لازم ہے کہ علم سے اللہ کے
رضا اور آخرت مقصود رکھے دنیا کا طالب نہو اسلئے کہ حدیث
مین آیا ہے جو کوئی علم کو طلب کرے اللہ کی رضا کے سوا
کسی اور کام کے لئے تو نہین مریگا وہ یہانتک کہ وہ
کام اُسکو حاصل نہو جائے جب وہ خدا کی خوشی ورضا کا
طالب ہوگا تو دین و دنیا دونون حاصل ہونگے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی جو شخص آخرت کی کہیتی کا ارادہ
کرتا ہے ہم اُسکو بڑہاتے ہین اور جو شخص دنیا کی کہیتی
کا ارادہ کرتا ہے تو ہم دنیا مین سے کچھہ دیدیتے ہین
مگر آخرت مین اُسکو کچھہ بھی حصہ نہین + اور زید بن
ثابت نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا جو کوئی علم کو دنیا کے واسطے طلب کرتا ہے اللہ
تعالی اُسکے سب کاموں کو پریشان کردیتا ہے اور مفلسی
کو اُسکا سامنا کردیتا ہے اور دنیا تو اُتنی ہی ملتی
ہے جتنی لکھی ہے اور جو کوئی علم کو طلب کرے آخرت کے
لئے تو اللہ تعالی اُسکو جمعیت عطا کرتا ہے اور اُسکا
دل غنی کرتا ہے اور دنیا ہاتھ باندہے کہڑی رہتی ہے
پس اگر سیکھنے والا نیت کو درست نکرسکے تو بہر بھی

فالتعلم افضل من ترکه لانه اذا تعلم العلم
فانه یرجی ان یصحح العلم نیته وقال
مجاهد مکثنا وطلبنا هذا العلم کثیرا
وما لنا فیه النیة ثم رزقنا الله فیه النیة
للعلم واذا اراد الخروج الی الغربة
فالافضل له ان یستأذن ابویه فان لم
یأذنا فلا بأس بالخروج اذا کانا مستغنیین
عن خدمته ولا ینبغی ان یترک شیئا
من فرائض الله او یؤخرها عن وقتها
فتذهب برکة علمه ولا ینبغی للمتعلم
ان یؤذی احدا لاجل التعلم فتذهب
برکة علمه ولا ینبغی للمعلم ان یکون بخیلا
بعلمه اذا استعار منه انسان کتابا او
استعان منه فی تفهیم مسألة او نحو ذلک و
لا ینبغی ان یبخل به لانه یقصد بتعلمه
منفعة الخلق فلا ینبغی ان یمنع المنفعة
فی الحال - وقال عبد الله بن
المبارك من بخل بعلمه ابتلی
باحدی ثلث اما ان یموت

علم کا سیکھنا افضل ہے اسلیئے کہ علم کے سیکھنے کے بعد
نیت کے درست ہونیکی امید ہے ٭ مجاہد کہتے ہین کہ مدتون
علم کو سیکھا اور ہماری نیت کچھہ بھی نہین تھی جب اللہ
نے دیا تو نیت بھی درست ہوگئی اور جب سیکھنے والے
کا ارادہ سفر کا ہو تو بہتر یہ ہے کہ مان باپ سے اجازت
لیلے اگر اجازت نہ لے تو بھی مضائقہ نہین اگر وہ اسکے
خدمت کے محتاج نہون ٭ اور سیکھنے والے کو لایق
نہین کہ فرایض کو چھوڑ دے یا وقت پر ادا نکرے ورنہ
علم کی برکت سے ہاتھہ دہوئے اور یہ بھی لایق نہین
کہ کسیکو علم کے سیکھنے میں تکلیف پہنچائے اور علم کی
برکت جاتی رہے اور یہ بھی لایق نہین کہ علم کے باب
مین بخل کرے کوئی شخص کوئی کتاب مستعار مانگے
تو نہ دے یا کوئی شخص مسئلہ یا اور کچھہ علم کی بات
پوچھے تو نہ بتائے اور یہ بھی لایق نہین کہ بتانے
مین بخل کرے اسلئے کہ علم کے سیکھنے سے جب یہ ارادہ
ہے کہ آیندہ کو مخلوق کو نفع پہنچے تو اب نفع پہنچانے
مین کیون کمی کرتا ہے ٭ عبد اللہ بن مبارک
فرماتے ہین کہ جو کوئی علم مین بخل کرے وہ تین آفتون
مین سے ضرور ایک آفت مین مبتلا ہوگا یا تو جلدی مریگا

فيذهب علمه او يبتلى بسلطان او ينسى
العلم الذي حفظه وينبغي للمتعلم ان
يوقر العلم ولا ينبغي للمتعلم ان يضع
الكتاب على التراب واذا خرج من
الخلاء واراد ان يمس الكتاب
يستحب له ان يتوضأ او يغسل يديه
ثم يأخذ الكتاب وينبغي للمتعلم ان يرضى
بالدون من العيش ويتزوى من النساء
من غير ان يترك حظ نفسه من الاكل
والشرب والنوم وينبغي للمتعلم ان يقل
معاشرة الناس ومخالطتهم ومباشرة
النساء ومخالطتهن والصبيان ولا
يشتغل بما لا يعنيه وقيل في المثل من
اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه وقيل
للقمان الحكيم بم نلت ما نلت قال
بصدق الحديث واداء الامانة و
ترك ما لا يعني وينبغي للمتعلم ان يدرس
الكتاب على الدوام ويتذاكر
بالمسائل مع اصحابه او وحده وقد روي

اور یون علم جاتا رہیگا یا بادشاہ کے غضب مین گرفتار
ہو جائیگا یا علم ہی کو بہول جائیگا اور لائق ہے سیکھنے والے
کو کہ عزت علم کی کیا کرے لایق نہین کہ کتاب کو مٹی
کے ڈہیر پر رکھدیا کرے اور جب پاخانہ سے نکلے تو اسکو
مناسب ہے کہ پہلی وضو کر لے یا ہاتھ دہولے پہر کتاب کو ہاتھ لگائے
؛ اور سیکھنے والے کو یہ بہی لایق ہے کہ روکہی سوکہی
روٹی موٹے جہوٹے کپڑے پر قناعت کرے اور
عورتون سے دور بہاگے کہانا پینا سونا جسکے سکو ضرورت
ہے بالکل نہ چہوڑے اور یہ بہی لایق ہے کہ لوگون
سے کم ملا کرے عورتون اور بچون سے حتی الوسع
الگ رہا کرے اور بے فائدہ باتون مین مشغول
نہو مثل مشہور ہے جو شخص بے فائدہ باتونمین
مشغول ہوتا ہے تو وہ فائدہ کی باتون سے محروم
رہجاتا ہے ، حکیم لقمان سے کسی نے پوچہا کہ آپ کو
یہ رتبہ کیونکر میسر آیا کہا سچی بات کہنے سے امانت
کے ادا کرنے سے اور بے فائدہ کامون کے چہوڑنے
سے اور سیکھنے والے کو یہ لازم ہے کہ ہمیشہ
کتاب کا مطالعہ کرتا رہے اور اپنے ہم سبقون
سے سبق وغیرہ کا تکرار کرتا رہے اور یزید الرقاشی

يزيد الرقاشي عن انس بن مالك قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا
بالحديث ثم يدخل بيته فنذاكره بيننا
فيخرج الينا فكانما زرع في قلوبنا فذكر
في قول الله يا يحيى خذ الكتاب بقوة يعني
بالدرس بجد ومواظبة ويقال في المثل
عليك بالدرس فان الدرس غرس و
قيل لعبد الله بن عباس رحمه الله بم ادركت
ما ادركت هذا العلم قال بلسان
سؤل وقلب عقول وكف بذول و
فؤاد غير ملول وروى في بعض الاخبار
زيادة العلم بالدرس والسهر وبدن
في السراء والضراء صبور وقال الشعبي
من رق وجهه رق علمه وقيل لبوزرجمهر
بم نلت ما نلت قال من بكور كبكور الغراب
وحرص كحرص الخنزير وصبر كصبر الحمار و
تملق كتملق الهرة وضبط كضبط الاعمى و
ينبغي للمتعلم اذا وقعت بينه وبين احد
منازعة او خصومة ينبغي ان يستعمل

انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم ہم سے
حدیث بیان فرماکر گہر مین تشریف لیگئے اور ہم آپسمین مذاکرہ
کر رہے تہے پس باہر تشریف لائے پس گویا کہ بیج بو دیا آپنے
ہمارے دلون مین پہر ذکر کیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالی
یا یحیی خذ الکتاب بقوة یعنے کتاب کو ہمیشہ پڑہتے
رہو ۔ مثل مشہور ہے لازم پکڑ پڑہنے کو اسلئے کہ
پڑہنا گویا درخت بونا ہے ۔ عبد اللہ بن عباس سے
کسی نے پوچہا کہ آپکو علم مین یہ رتبہ کسطرح حاصل ہوا فرمایا
زبان پوچہنے والی سے اور دل سمجہدار سے اور ہاتہہ
خرچ کرنیوالی سے اور دل بے ملول سے ۔ اور بعض حدیثون
مین آیا ہے زیادتی علم کی پڑہنے پڑہانے رہنے اور جاگنے
سے اور اُس بدن سے جو رنج و راحت پر صبر کری حاصل ہوتی ہے
شعبی کہتے ہین جسکا مونہہ محنت کی وجہ سے نازک ہو جاتا ہے
اُسکا علم بہی نازک اور لطیف ہوتا ہے ۔ اور بزرجمہر سے کسی نے
پوچہا تجہکو یہ رتبہ کہانسے میسر ہوا کہا ایسے سویرے اٹہنے سے
جیسا کوّا سویرے اٹہتا ہے اور ایسی حرص سے جیسے سور مین
ہوتی ہے اور ایسے صبر سے جیسا صبر گدہا کرتا ہے اور ایسی
خوشامد سے جیسی خوشامد بلی کرتی ہے اور ایسے تحمل سے
جیسا تحمل اندہا کرتا ہے ۔ اور سیکہنے والے کو لائق ہے کہ

الرفق والانصاف ليكون فرقا بينه و
بين الجاهل لان النبي عليه الصلوة
والسلام قال ما دخل الرُّفق في شيء
الا زانه وما دخل الخرق في شيء الا
شانه وينبغي للمتعلم ان يعظم استاذه
فان بتعظيمه يظهر فيه بركة العلم
فان استخف به ذهبت عنه بركة
علمه ويقال انما ينتفع المتعلم بكلام
العالم اذا كان فيه ثلث خصال +
التواضع في نفسه والحرص على التعلم
والتعظيم للعالم فان بتواضعه ينجع
فيه العلم وبالحرص يستخرج العلم
وبتعظيمه يستعطف العالم +

باب قبول القضاء

قال الفقيه رضي الله عنه اختلف
الناس في قبول القضاء قال
بعضهم لا ينبغي ان يقبل القضاء
فقال بعضهم اذا ولي بغير طلب منه

نرمی اور انصاف کو برتے تاکہ اسمین اور جاہل مین فرق
ہو اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے نہین
داخل ہوتی نرمی کسی چیز مین مگر اُسکو سنوار دیتی ہے
اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر اُسکو بگاڑ دیتی
ہے + اور سیکھنے والیکو یہ لایق ہے کہ اپنے اُستادون
کی تعظیم کرے تاکہ اُسکے سبب سے برکت علم کی حاصل ہو
اگر بے تعظیمی کی تو علم کی برکت جاتی رہیگی + اور یہ
بات مشہور ہے کہ سیکھنے والا عالم کے کلام سے جبہی
نفع پاتا ہے جب اسمین تین خصلتین ہون ایک
تو اُسکے مزاج مین تواضع ہو دوسرے علم کا شوق
ہو تیسرے عالم کی اُسکے دلمین عظمت ہو اسلئے کہ
تواضع کے سبب سے تو علم اُسکے دلمین اثر کریگا اور
شوق اور حرص کی وجہ سے علم کی باتین کھود کھود
کر پوچھیگا اور تعظیم کی وجہ سے اُستاد کے ساتھ محبت
وشفقت کریگا + **چودھوان باب قبول**
کرنے مین منصب قضا کے کہا فقیہ
ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ہے علمانے
قبول قضا مین بعضون نے کہا قضا کا قبول کرنا
بہتر نہین بعضون نے کہا اگر بغیر طلب ملجاے اور

فلا باس بان يقبل اذا كان يصلح
لذلك الامر وهذا قول اصحابنا
رضى الله عنهم واما من كره ذلك
فاحتج بما روت عائشة رضى الله
عنها عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قال يجاء بالقاضى العادل يوم
القيمة فيلقى من شدة الحساب
ما يود ان لم يكن قضى بين اثنين
وروى عن ابى هريرة رض عن النبى
عليه السلام انه قال من جعل قاضيا
فكانما ذبح بغير سكين وروى
شريك عن الحارث البصرى قال كانت
بنو اسرائيل اذا استقضى لرجل منهم ايس له
من النبوة وروى ايوب عن ابى قلابة انه قال
دعى ابو قلابة للقضاء فهرب حتى اتى الشام فوافق
ذلك عزل قاضيها فهرب حتى اتى اليمامة فلقيته بعد ذلك
فقال ما وجدت مثل القضاء الا كمثل السابح فى
البحر فكم من سابح عسى ان يسبح حتى يغرق وروى
عن سفيان الثورى انه اذا دعى للقضاء

اس منصب کی لیاقت بھی رکھتا ہو تو کچھ مضائقہ
نہین اور یہی قول ہمارے علما کا ہے ۔ لیکن جو لوگ
قضا کے قبول کرنیکو مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل حضرت
عائشہ رض کی یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے
دن قاضی عادل کو حاضر کرینگے اور وہ قاضی سختی
حساب کے وجہ سے اسکو پسند کریگا کہ کیا اچھا ہوتا اگر مین
دو آدمیون پر بھی قاضی نہوتا ۔ اور ابو ہریرہ نبی صلعم
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی قاضی
بنایا گیا گویا وہ بے چھری ذبح کیا گیا ۔ اور شریک
حارث بصری سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل
مین جب کوئی شخص قاضی ہو جاتا تہا تو وہ اُسکے
نبی ہو جانے سے نا امید ہو جاتے تھے ۔ اور ایوب
ابو قلابہ سے روایت کرتے ہین کہ انکو قاضی بنانیکی
تجویز ہوئی تو وہان سے بہاگ کر شام مین پہنچے وہان
اتفاق سے قاضی معزول ہوا تہا اسلئے وہان سے
بہاگ کر یمامہ مین آئے بعد اسکے مین اُنسے ملا تو فرمایا کہ
مین قاضی کو اس تیراک کی مانند جانتا ہون جو دریا
مین تیرتا ہے مگر تیراک بہی اکثر ڈوبا کرتے ہین ۔ اور
سفیان ثوری منصب قضا کے لئے بلائے گئے پس

فهرب الى البصرة واختفى فبعث امير
المؤمنين فى طلبه فلم يقدروا عليه
فمات وهو متوار و روى عن ابي حنيفة
رضى الله عنه انه ابتلى بالضرب و
الحبس فلم يقبل فمات فى الحبس و
اما حجة من قال انه لا باس فما روى
عن انس بن مالك رضى الله عنه عن النبى
عليه الصلوة والسلام انه قال من
ابتغى القضاء وسال عليه الشفعاء وكل
الى نفسه ومن اكره عليه نزل
عليه ملك ياخذ بيده يسدده و
روى عن الحسن انه قال كان يقال
لاجر حكم عدل فى يوم واحد افضل
من اجر رجل يصلى فى بيته سبعين سنة
وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال لعبد الرحمن بن سمرة لا تسأل الامارة
فانك ان اعطيتها عن غير مسألة اعنت عليها
وان اعطيتها عن مسألة وكلت اليها وروى
عن ابى موسى الاشعرى ان رجلين

پس بھاگ کر بصرہ مین پہنچے اور وہان روپوش ہوگئے
بادشاہ وقت نے لوگونکو تلاش مین بھیجا لیکن نہ ملے یہانتک کہ
حالت روپوشی مین مرگئے ٭ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
کو بادشاہ نے مار بہی مارے اور قید بہی کیا مگر قاضی ہونے
کو قبول نہین کیا اور قید خانے مین انتقال کر گئے ٭
اُن لوگونکی دلیل جو کہتے ہین کہ قضا کی قبول کرنے مین
کچھہ ڈر نہین وہ روایت ہے جو انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے کرتے ہین آپنے فرمایا جو کوئی منصب قضا
کو خود طلب کرتا ہے اور لوگون سے سعی کراتا ہے تو اپنے
نفس کے سپرد کیا جاتا ہے اور جو کوئی زبردستی قبول
کرتا ہے تو اُسکی مدد کو فرشتہ آتا ہے اور اُسکا ہاتھ پکڑتا
ہے اور کام کو انصاف اور درستی سے کراتا ہے ٭ اور امام حسن
بصری سے مروی ہے کہ ثواب حاکم عادل کا ایک دن مین بہتر اُس
شخص کے ثواب سے جو اپنے گھر مین ستر برس نماز پڑھے ٭
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے عبد الرحمن بن سمرہ کو فرمایا ہے کہ مت حکومت
خود نہ مانگ اسلئے کہ اگر بے مانگے تجھکو حکومت ملیگی
تو تیری مدد عالم بالا سے ہوتی رہیگی اور اگر مانگے
سے ملیگی تو حکومت ہی کے سپرد کردیا جائیگا ٭
اور ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ دو شخص ٭

دخلا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم
وسالاه فقالا استعملنا علی بعض اعمالك
فان عندنا خیرا وصدقا وامانة فقال
النبی علیه الصلوة والسلام انا لا نستعمل
علی عملنا من اراده وطلبه +

باب آداب القاضی

قال الفقیه رض ینبغی للقاضی ان یسوی
بین الخصمین فی المجلس والاشارة والنظر
وغیره کما جاء فی الاثر وهو ما روت
ام سلمة عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال اذا ابتلی احدکم بالقضاء فلیسو
بینهم فی المجلس والاشارة والنظر ولا یرفع
صوته علی احد الخصمین اکثر مما علی الاخر
وینبغی للقاضی ان یکون فی قضائه فارغ
القلب وقد روی عن ابی سعید الخدری
رض عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال لا یقضی القاضی الا وهو شبعان
وریان وروی عن ابی بکرة
انه کتب الی ابنه وکان قاضیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین حاضر ہوئے اور
یہ عرض کیا کہ آپ کسی کام پر ہمکو بہیج دیجئے کہ ہم سچی دیانت دار
نیک ہین نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہم تو ایسے
لوگون کو جو خود طلب کرین کسی کام پر مقرر نہین
کیا کرتے + **پندرہوان باب قاضی کے
آداب کے بیان مین** کہا فقیہ رح نے قاضی
کو چاہئے کہ مدعی مدعا علیہ کو بٹہہانے مین اور اشارہ
کرنے مین اور اُنکی طرف دیکہنے مین برابری کا خیال
رکہے جیسا حدیث مین آیا ہے حضرت ام سلمہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا
جب کوئی تم مین قاضی ہو جاے تو اُسکو چاہئے کہ اہل
مقدمات بٹہانے اور اشارہ اور نظر مین برابری کا خیال
رکہے اور مدعی مدعا علیہ مین سے کسی ایک پہ بلند آواز نکرے بلکہ
دونون کے ساتہہ برابر آواز سے باتین کرے + اور قاضی کو لائق ہے
کہ فیصلہ کرتے وقت دلکو اور قصون سے خالی کرلے + ابو سعید
خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا نہ فیصلہ کرے قاضی مگر جبکہ فارغ ہو بہوک
اور پیاس سے + اور روایت ہے ابی بکرہ سے
کہ اُنہون نے اپنے بیٹے کو یہ لکہا اور وہ قاضی تہا

سجستان ان لا تقضی بین اثنین وانت
غضبان فانی سمعت رسول الله علیه
الصلوة والسلام انه قال لا یقضی القاضی
بین اثنین وهو غضبان وقال الحسن
البصری رحمه الله اخذ الله تعالی علی
الحکام ثلثة اشیاء ان لا یتبعوا الهوی
وان یخشوا الله ولا یخشوا الناس ولا
تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا ثم قرأ یا داود
انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الهوی
فیضلك عن سبیل الله وقرأ ولا تخشوا
الناس واخشونی ولا تشتروا بایاتی
ثمنا قلیلا وقرأ وداود وسلیمان اذ
یحکمان فی الحرث الی قوله ففهمناها
سلیمان ثم قال الحسن لولا ما ذکر
الله من امر هذین لرأیت ان
القضاة قد هلکوا ولکن الله تعالی
اثنی علی هذا بعلمه وعذر هذا باجتهاده

باب فضل تعلم القرآن

سیستان میں کہ نہ قضیہ چکا تو دو کا حالت غصہ میں اسلئے
کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہی فرماتے سنا ہے کہ قاضی غصہ
کی حالت میں کسیکا قضیہ نہ چکائے ؛ اور حسن بصری رح
فرماتے ہیں اللہ تعالی نے حاکموں پہ تین باتیں انکو لازم کیا
ہے ایک یہ کہ وہ اپنی ہوا و ہوس کے نہ پابند ہوں دوسرے
یہ کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور مخلوق سے نڈر رہیں تیسرے
یہ کہ میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت پر نہ فروخت کریں
پھر یہ آیت پڑھی ای داؤد بلا شبہ ہمنے تجھکو زمین کا
خلیفہ کیا پس فیصلہ چکا مخلوق میں حق حق اور پیروی
ہوا و ہوس کی نکر کبھی یہ گمراہ کردے تجھکو اللہ کی راہ سے
؛ اور پڑھی یہ آیت نہ ڈرو تم لوگوں سے اور ڈرو تم مجھ سے
اور نہ بیچو تم میری آیتوں کو تھوڑے سے مال دنیا کے بدلے
اور پڑھی یہ آیت اور یاد کر قصہ داؤد اور سلیمان کا جب
قضیہ چکاتے تھے وہ کھیتی کا اس اللہ کے قول تک
پس سمجھا دیا ہمنے اس قضیہ کو سلیمان کو پھر کہا حسن نے
اگر یہ دونوں امر جو اللہ تعالے نے ذکر کئے ہیں نہ ہوتے تو میں
جانتا کہ قاضی سب کے سب ہلاک ہوتے لیکن اللہ تعالی نے
تعریف کی اسکی علم کے سبب سے اور معذور رکھا اسکو
بسبب اجتہاد کے ؛

سولھواں باب قرآن

وتعلیمه

قال الفقیه رحمه الله لا ینبغی للقاری
ان یترك حظه من قراءة القران فی
بعض الاوقات وكل ما كان هو اكثر
فهو افضل وروی عن النبی علیه الصلوة
السلام انه افضل الناس الحال المرتحل قیل
وما الحال المرتحل قال الخاتم المفتتح
صاحب القران یقرأ القران من اوله
الی اخره كلما حل ارتحل وینبغی للقاری
ان یختم بالسنة مرتین وذلك ادناه اذ
لم یقدر علی الزیادة وقد روی الحسن
بن زیاد عن ابی حنیفة رض انه قال من قرأ
القران فی السنة مرتین فقد ادی حقه
لان النبی علیه الصلوة والسلام عرض علی
جبرئیل علیه السلام فی السنة التی توفی
فیها مرتین وروی ابن مالك عن النبی
علیه السلام انه قال عرضت علی اجور امتی
حتی القذاة یخرجها الانسان من المسجد
وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من

کے سیکھنے اور سکھانیکی فضیلت کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے قرآن کے پڑہنے
کو یہ لایق نہین کہ قرآن کا ورد چہوڑدے اور جتنا زیادہ
پڑہے سو بہتر ہے - اور نبی علیہ السلام نے فرمایا سب مین
افضل حال مرتحل ہے لوگون نے پوچہا مرتحل کون ہے
فرمایا قرآن کا ختم کرنے والا اور پہر فوراً شروع کرنیوالا
قرآن کا پڑہا ہوا قرآن کو اول سے آخر تک پڑہتا ہے
جب ختم کرتا ہے جبہی شروع کردیتا ہے ٭ قرآن پڑہنے
کو لایق ہے کہ اگر زیادہ نہو سکی تو کم سے کم ایک برس مین
دو قرآن تو پڑہ لیا کرے ٭ اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ رح
سے روایت کرتے ہین کہ جسنے سال بہر مین قرآن
کو دو دفعہ پڑہ لیا تو اُسنے قرآن کا حق ادا کردیا اسلیئے
کہ نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو اُس سال جسمین
آپنے وفات پائی تہی دو دفعہ قرآن سنایا تہا ٭ اور انس
بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا میری
امت کی نیکیان میرے سامنے پیش کی گئین یہانتک کہ
وہ کوڑا جو انسان نے مسجد سے باہر نکال پہینکا ہے اور
گناہ بہی میری امت کے میرے سامنے پیش ہوے مین نے
نہین دیکہا کسی گناہ کو جو بڑا ہو اُس گناہ سے

اٰية او سورة اوتيها رجل فنسيها وروى	جو کسی شخص کو آیت یا سورت کے بہلانے سے ہوا ہے
عبد الرحمن السلمی عن عثمان بن عفان	اور ابو عبد الرحمن سلمی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہین کہ
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه	نبی علیه الصلوٰة والسلام نے فرمایا ہے تم مین اچہا وہ شخص ہی جو
قال خیرکم من تعلم القراٰن وعلمه غیره	خود قرآن کو سیکہے اور اورونکو سکہاے پس ابو عبد الرحمن
فقال ابو عبد الرحمن فذالك الذی اقعدنی	نے کہا کہ اسینے تو مجہکو یہان بٹہایا ہے یعنی لوگون
هذا المقعد یعنی به جلوسه لیعلم الناس	کو قرآن کی تعلیم کے لئے * کہا فقیہ ابو اللیث رح
قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله التعلیم	نے تعلیم تین طرح کی ہے ایک تو یہ کہ خدا کے واسطے
علی ثلثة اوجه احدها ان یعلم للحسبة	لوگون کو تعلیم دے اور کچہہ عوض نہ لے اور دوسرے
ولا یأخذ به عوضا والثانی ان یعلم	یہ کہ تعلیم دے اُجرت پر تیسرے یہ کہ تعلیم بغیر شرط کی دی
بالاجر والثالث ان یعلم بغیر شرط	اگر کسینے تحفةً کچہہ دیدیا تو لے لیا ورنہ کچہہ طلب نہین
فاذا اهدی الیه قبل ولا یطلب علیه	سو اگر تعلیم خدا کی واسطے دی تو اسکو بڑا ثواب ہوگا اور
اجرا فاما اذا علم بالحسبة فهو ماجور	اسکا یہ عمل انبیاء علیهم السلام کے عمل کے مانند ہوگا
وعمله عمل الانبیاء علیهم السلام واما	اور اگر تنخواہ پر تعلیم دی تو اسمین علماء نے اختلاف کیا
اذا علم بالاجر فقد اختلف الناس فقال	ہے ہمارے اصحاب متقدمین تو کہتے ہین اجرت
اصحابنا المتقدمون لا یجوز اخذ الاجرة	لینی جایز نہین اسلئے کہ نبی علیه الصلوٰة والسلام نے
لان النبی علیه الصلوٰة والسلام قال	فرمایا پہنچا دو تم میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت
بلغوا عنی ولو باٰية فاوجب علی امته التبلیغ	کیون نہو پس امت پر تبلیغ کو واجب کر دیا جسطرح
کما اوجب الله تعالی علیه التبلیغ فکما	الله تعالی نے آپ پر تبلیغ کو واجب کیا ہے پس جیسے
لم یجز للنبی علیه الصلوٰة والسلام اخذ	نبی علیه السلام کو مزدوری لینی جایز نہین ایسے ہی

الاجرة فكذلك لا يجوز لا منه وقال
جماعة من علماء المتاخرين انه يجوز مثل
عصام بن يوسف ونصير بن يحيى و
ابى نصر بن محمد بن سلام وغيرهم فالافضل
للمعلم ان لا يشترط الاجر للحفظ بل
لتعليم الهجاء وتعليم الكتابة فلو شرط
لتعليم القرآن ارجو ان لا باس به لان
الناس قد توارثوا ذلك واحتاجوا اليه
ولانه لو لم يجز ذلك فى زماننا ادى
ذلك الى رفع الكتاب من بلاد المسلمين
واما الوجه الثالث انه اذا علم بغير
شرط فلو اهدى اليه يقبل الهدية فانه
يجوز فى قولهم جميعا لان النبى عليه الصلوة والسلام
كان معلما وكان يقبل الهدية وروى ابو المتوكل
الناجى عن ابى سعيد الخدرى ان اصحاب النبى عليه الصلوة
والسلام كانوا فى غزاة فمروا بحى من احياء العرب
فقالوا هل فيكم من راق فان سيد الحى قد لدغ فقام
رجل بفاتحة الكتاب فبراء فاعطى قطيعا من الغنم
فابى ان يقبله فسأل عن ذلك رسول الله عليه الصلوة

آپکی امت کو جایز نہین + اور متاخرین مین سے
ایک جماعت نے کہا کہ اجرت لینی جایز ہے مثل عصام
بن یوسف ونصیر بن یحیی وابی نصر بن محمد بن سلام
کی + پس افضل معلم کو یہ ہے کہ قرآن کے پڑہانے پر
مزدوری نہ مقرر کرے بلکہ الف بے تے پڑہانے
اور لکہنا سکہانے پر مقرر کرے اور اگر قرآن ہی پر
مزدوری مقرر کرلے تو مین یہ جانتا ہون کہ کچہہ مضایقہ
نہین اسواسطے کہ تمام مخلوق یون ہی کرتی چلی آئی
اور اسکی احتیاج بہی ہے اور اسواسطے کہ اگر یہ صورت جایز نہو
تو اس زمانہ مین قرآنکا علم مسلمانون کے یہان سے بالکل اٹہہ جاے
اور تیسری صورت اور وہ یہ ہے کہ کسی سے کچہہ تنخواہ مقرر نہین
کی ہے کسینے کچہہ دیدیا تو لیلیا نہین تو خیر اسکو سب جایز کہتے ہین
اسلیے کہ نبی علیہ السلام لوگون کو علم دین سکہایا کرتے تہے اور
ہدیہ وتحفہ بہی قبول کیا کرتے تہے + اور ابو متوکل الناجی
ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ جہاد مین تہے
انکا گذر ایک قبیلہ پر عرب کے ہوا ان لوگون نے پوچہا
تم مین کوئی منتر پڑہنے والا ہے کیونکہ اس قبیلہ کے سردار کو
سانپ نے کاٹ لیا ہے سو ایک صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑہکر پہونکدی
اور وہ سردار اچہا ہوگیا اور اسنے ریوڑ بکریونکا منتر کے

والسلام فقال بجرقيته قال بفاتحة
الكتاب قال فمايدريك انها رقية
فخذوها واضربوالى معكم فيها بسهم
فاعطاه فدل ان اخذه مباح وكره
بعض الناس النقط والتعشير في المصاحف
وهو قول ابيحنيفة رحمه الله وحجته ما
روى عن عبدالله بن مسعود رضي الله
عنه انه قال جردوا القرآن ولا تكتبوا
شيئا مع كلام الله تعالى ولا تعشروا
ولا تنقطوا وزينوه باحسن الاصوات
واعربوه فانه عربي ونحن نقول و
لكن النقط والتعشير لو فعل فلا بأس
به لان المسلمين قد توارثوا ذلك و
احتاجوا اليه خاصة للعجم لانه لا بد لهم
من النقط والعلامات لانهم متكلفون
ولا يجوز للجنب ولا للحائض ان يقرء القرآن
ولا يمس المصحف الا ان يكون في غلافه ولو كان
محدثا فلا بأس بان يقرأ القرآن ولا ينبغي
ان يمس المصحف الا ان يكون في غلافه

سے آپنے فرمایا کس چیز سے جہاڑا تہا تو نے عرض کیا سورۂ
فاتحہ سے فرمایا تجھکو کسنے بتادیا کہ وہ منتر ہے پس فرمایا
ریوڑ کو لیلو بلکہ اپنے ساتہہ میرا حصہ بہی لگا لیجیو پس اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ لے لینا مزدوری کا جایز ہے ٭ اور
مکروہ کہا ہے بعض علمانے قرآن شریف مین نقطے لگانے
اور عشرہ بنانے اور یہ قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور دلیل
اُنکی وہ روایت ہے جو عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ
اُنہوں نے فرمایا کہ قرآن تنہا لکہو اور اُسکے ساتہ اور کچہہ
نہ لکہو اور نہ عشر بناؤ تم اسمین اور نہ نقطے لگاؤ اور
زینت دو اسکو اچہی آوازون سے اور زیر زبر لگاؤ تم اسمین
اسلئے کہ وہ عربی ہے ٭ اور ہم تو یہ کہتے ہین کہ نقطے
لگانے اور عشر بنانیکا کچہہ مضائقہ نہین اسلئے کہ تمام
مسلمان یون ہی کرتے چلے آئے ہین اور محتاج ہین
اسکے خاصکر عجمی لوگ اسلئے کہ اُنکے واسطے تو نقطے
اور علامتین ضرور ہی چاہئین ٭ اور نہین جایز ہے
بے غسلی اور حائضہ کو پڑہنا قرآن کا اور ہاتہہ لگانا
مگر جبکہ وہ غلاف مین ہو ٭ اور اگر کوئی بے وضو ہو تو
اُسکو قرآن کے پڑہنے کا کچہہ مضائقہ نہین اور وہ قرآن
کو ہاتہ نہ لگائے مگر غلاف ہو تو مضائقہ نہین اسلئے

لقوله تعالى لا يمسه الا المطهرون ولما روي
عن علي ان النبي عليه الصلوة والسلام كان
يقرأ القرآن وهو محدث وقال النبي عليه
الصلوة والسلام لا يمس القرآن الا طاهر
فاما القراءة فلا بأس به اذا كان على غير وضوء
لما روي عن علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
ان النبي عليه الصلوة والسلام كان يقرأنا
القرآن بعد ما يخرج من الخلاء وكان لا يحجزه
او لا يحجبه شيء سوى الجنابة ولا بأس بان
يقرأ الجنب والحائض اقل من اية واحدة
فلو كانت المرأة معلمة فحاضت فارادت
ان تعلم الصبيان ينبغي لها ان تلقن نصف
اية ثم تسكت ثم تلقن نصف اية تامة بدفعة
واحدة ولا يجوز للحائض والجنب ان يدخلا
في المسجد ولا بأس للمحدث ان يدخل المسجد
ولا بأس للجنب والحائض بالتهليل والتسبيح
والدعوات ولا يجوز قراءة القرآن خاصة

باب تفسير سبع المثاني

روى سعيد بن جبير وابو سعيد الخدري

کہ اللہ تعالی فرماتا ہے نہ چہوئین قرآنکو مگر طہارت والے
اور اسلیئے کہ حضرت علیؓ فرماتی ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ و
السلام قرآن شریف کو پڑہ لیا کرتے تہے اور بے وضو
ہوتے تہے + اور نبی علیہ السلام نے فرمایا قرآن کو کوئی
نہ چہووے مگر پاک + مگر بے وضو قرآن کے پڑہنے مین مضائقہ
نہین اسلیئے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ نبی علیہ السلام
ہمکو قرآن پڑہایا کرتے تہے پاخانہ سے آکر اور آپکو قرآن
کے پڑہنے پڑہانے سے کوئی چیز نہین روکتی تہی مگر
بے غسلا ہونا روکتا تہا + اگر بے غسلا یا عورت
حیض والی ایک آیت سے کم پڑہ لی تو مضائقہ نہین اگر
عورت معلمہ کو حیض آجائے اور بچونکو تعلیم دینا چاہے تو
اسکو مناسب ہے کہ آدہی آیت بتادی پہر چپکی ہو رہے پہر
نصف آیت بتادے مگر پوری آیت ایکدفعہ نہ پڑہے + بے غسلے
اور حائضہ کو مسجد مین جانا جایز نہین - اور بے وضو کا
مسجد مین جانا جایز ہے + بے غسلی اور حائضہ کو
کلمہ شہادت پڑہنا یا سبحان اللہ یا دعائین پڑہنا جائز
ہین فقط قرآن کا پڑہنا منع ہے

سترہوان باب تفسیر سبع مثانی کے بیان مین

روایت کیا ہے سعید بن جبیرؓ اور ابو سعید خدریؓ نے

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما
انه قال فی قول الله تعالی ولقد اتیناك
سبعا من المثانی والقرآن العظیم قال
البقرة وآل عمران والنساء والمائدة
والانعام والاعراف وقال الراوی ونسیت
السابع وقال بعضهم السابع یسئلونك
عن الانفال مع البراءة وروی عن ابن
عباس فی روایة اخری انه قال السبع
المثانی فاتحة الکتاب وقال ابن مسعود رض السبع المثانی
فاتحة الکتاب وروی الربیع بن انس عن ابی العالیة فی
قوله تعالی ولقد اتیناك سبعا من المثانی
والقرآن العظیم لهی فاتحة الکتاب
فقیل له انهم یقولون هی السبع
الطوال قال لقد انزل علیه هذه
الآیة وما نزل شیء من الطوال و
روی ابو هریرة عن النبی علیه الصلوٰة
والسلام انه قال هی فاتحة الکتاب
ویقال انما سمیت فاتحة الکتاب
السبع المثانی لانها نزلت مرتین مرة

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہون نے
فرمایا اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر مین اور ہمنے
دین ہین تجھکو سات آیتین وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا
کہ اس سے مراد سورۂ بقر سورۂ آل عمران سورۂ نساء سورۂ
مائدہ سورۂ انعام سورۂ اعراف ہین اور کہا راوی نے ساتوین
کو مین بھول گیا ہون اور بعضون نے کہا ساتوین سورت
یسئلونک عن الانفال مع سورۂ برأت کے ہے ۔ اور ابن
عباس سے دوسری روایت یہ ہے کہ سبع مثانی سے سورۂ
فاتحہ مراد ہے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین سبع مثانی
سورۂ فاتحہ ہے اور ربیع بن انس ابو العالیہ سے روایت کرتے
ہین کہ انہون نے اس آیت ولقد آتیناک سبعا من المثانی
کی تفسیر مین یہ فرمایا ہے کہ سبع مثانی سورۂ فاتحہ ہے کسی نے
کہا یہ علما تو سبع مثانی سے سبع طوال مراد لیتے ہین
فرمایا کہ یہ آیت جب اتری تھی تب سبع طوال مین سے
ایک سورت بھی نہ اتری تھی ۔ اور ابو ہریرہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ سبع
مثانی سورۂ فاتحہ ہے اور فاتحہ کو سبع مثانی
اسلئے کہتے ہین کہ وہ دو دفعہ نازل ہوئی
ہے ایک دفعہ + + + + + + + + + + +

بمكة ومرة بالمدينة تعظيما لها ويقال
انما سميت فاتحة الكتاب السبع المثاني
لانها سبع آيات ويثنى بالقراءة في الصلوة

باب ما نزل من القرآن بمكة و المدينة

روى عبد الرزاق عن معمر عن قتادة
قال نزل من القرآن بالمدينة البقرة
وآل عمران والنساء والمائدة والانعام
والانفال والتوبة والرعد والنحل والحج
والنور والاحزاب والذين كفروا والفتح
والحجرات والحديد والمجادلة والحشر و
الممتحنة والصف والجمعة والمنافقون و
التغابن والطلاق والتحريم ولم يكن واذا جاء
نصر الله وقل هو الله احد والمعوذتان ونزل سائر القرآن
بمكة وقال بعضهم ست آيات من سورة الانعام وبعض الآيات من
النحل وبعضها من بني اسرائيل وبعض من سورة القصص
وبعض من سورة هل اتى على الانسان وآخر
سورة الشعراء من قوله والشعراء يتبعهم
الغاوون ه وسورة العاديات

مکہ مین ایک دفعہ مدینہ مین + اور بعض اسکی وجہ یہ کہتی
ہین کہ اسکی سات آیتین ہین اور نماز مین بار بار پڑہی
جاتی ہے + **اٹھارہوان باب اس
بیان مین ہے کہ کتنا قرآن مکہ مین
اترا اور کتنا قرآن مدینہ مین** + عبد الرزاق
نے بواسطہ معمر کے قتادہ سے روایت کی ہے قرآن مین
سے مدینہ مین سورۂ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور
مائدہ اور انعام اور انفال اور توبہ اور رعد اور نحل
اور حج اور نور اور احزاب اور الذین کفروا اور
فتح اور حجرات اور حدید اور مجادلہ اور حشر اور
ممتحنہ اور صف اور جمعہ اور منافقون اور تغابن
اور طلاق اور تحریم اور لم یکن اور اذا جاء نصر اللہ
اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس اتری ہین اور باقی قرآن مکہ مین اترا ہے اور
بعضون نے کہا چھہ آیتین سورۂ انعام کی اور چند آیتین نحل
اور بنی اسرائیل کی اور چند آیتین سورۂ قصص اور
سورۂ ہل اتی علی الانسان کی اور آخر سورۂ شعراء
کا والشعراء یتبعہم الغاوون سے آخر سورت
تک + اور سورۂ عادیات + + + + + +

مدينة وقال المجاهد فاتحة الكتاب نزلت
بالمدينة وقال ابن عباس في رواية ابي صالح
نزلت بمكة وقيل نزلت مرتين مرة بمكة ومرة
بالمدينة والله اعلم **باب الكلام في**
سورة البراءة قال الفقيه ابو الليث
اختلفوا في حذف بسم الله الرحمن الرحيم من
اول سورة براءة قال بعضهم كان النبي صلى
الله عليه وسلم اذا نزل عليه القرآن املاه
على كاتب يكتبه فلما املا عليه سورة براءة
نسي الكاتب كتابة بسم الله الرحمن الرحيم فبقي
هكذا بغير بسم الله الرحمن الرحيم وقال بعضهم
سورة براءة انزلت لنقض العهد الذي كان بين
المسلمين وبين الكفار فلم يكتب لان في كتابة بسم الله
الرحمن الرحيم يكون امانا فتركت كتابته لئلا يكون
امانا واصح التاويل ما روي عن ابن عباس انه سأل
عثمان بن عفان رضي الله عنه في ذلك فقال عثمان بن
عفان رضي الله عنه لان سورة الانفال نزلت اول ما قدم
رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وسورة براءة
نزلت آخر القرآن وقصتها يشبه بعضها بعضا

مدینہ میں اتری ہیں ۞ اور مجاہد کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ
مدینہ میں اتری ۞ اور ابو صالح ابن عباس سے روایت
کرتے ہیں کہ مکہ میں اتری بعضے کہتے ہیں دو دفعہ اتری
ایکبار مکہ میں ایکبار مدینہ میں اور اصل حال اللہ کو
معلوم ہے **انیسواں باب اُس گفتگو کے بیان میں**
جو سورۂ برات میں ہوئی ہے کہا فقیہ ابو اللیث رح
نے علما نے سورۂ برات پر بسم اللہ نہ لکھے جانیکی وجہ
میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے تو یہ وجہ بیان کی
ہے کہ رسول اللہ صلعم پر قرآن اترا کرتا تھا اور آپ کاتب
کو لکھوادیا کرتے تھے جب سورۂ برات لکھوائی اتفاقاً
کاتب بسم اللہ لکھنی سہو لگیا اسلئے سورۂ برات بے
بسم اللہ رہگئی ۞ اور بعضوں نے کہا سورۂ برات اُس
عہد کے توڑنیکے لئے اتری تھی جو مسلمانوں اور کافروں
میں تھا اور بسم اللہ موجب امن ہے اسلئے اسکو نہیں
لکھا گیا ۞ اور تاویل صحیح وہ ہے جو ابن عباس سے منقول
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان سے یہی
بات پوچھی انہوں نے فرمایا سورۂ انفال تو رسول اللہ
صلعم کے مدینہ میں تشریف لاتے ہی اتری تھی اور سورۂ
برات سب قرآن کے آخر میں اتری اور مضمون دونوں

ولم يبين لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
قصتها فاشتبه امرهما علينا ففصلنا بينهما
وتركنا كتابة بسم الله الرحمن الرحيم وروى
عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه سئل
عن ذلك فقال عليؓ لانها نزلت بالسيف
يعنے لنقض العهد

باب الكلام في قراءة النبي عليه الصلوة والسلام

قال الفقيه رضي الله روى عن النبي عليه الصلوٰة
والسلام انه قراء القرآن على ابي بن كعب فتكلم
الناس في ذلك فقال بعضهم انما قراء عليه
ليعلم الناس التواضع لكيلا يانف احد من التعلم
والقراءة على من دونه في المنزلة وقال بعضهم
انما قراء عليه لان ابي بن كعب كان اسرع باخذ
الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فاراد النبي صلى الله
عليه وسلم بقراءته عليه ان ياخذ الفاظ رسول الله ابي بن
كعب رضي الله عنه ويقراءه كما يسمع منه ويعلم غيره وقال بعضهم
حتى يصير ذلك توارثا لطريقة القرآن على المتقدمين **باب
انشاد الشعر** قال الفقيه رضي الله عنه قد تكلم الناس في انشاد الشعر

کے ملتے جلتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسبابمین کچھ فرمایا نتھا اسلئے یہ امر مشتبہ ہوگیا پس ان
دونون سورتونمین جدائی توکردی مگر بسم اللہ نہین لکھے
اور حضرت علی سے کسینے یہی بات پوچھی توآپنے فرمایا اسلئے
بسم اللہ نہین لکھی گئی کہ یہ سورت جہاد کے حکم کرنیکے ہو
ہے یعنی عہد صلح کو توڑنے کے لئے **بیسوان باب**

رسول اللہ صلعم کی قراءۃ قرآن کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمہ نے کہ رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
کہ آپنے ابی ابن کعب کو قرآن سنایا اسلئے علماء نے اسمین
گفتگو کی ہے بعضون نے تو اسکی وجہ یہ بیان کی کہ آپکا
مقصود اس سے لوگونکو تواضع سیکھنے کی تعلیم کرنی تھی تاکوئی
شخص اپنے سے کم درجے آدمی سے سیکھنے اور پڑھنے کو
عیب نہ سمجھے اور بعضون نے کہا اسلئے کہ ابی ابن کعب
رسول اللہ صلعم کے لفظونکو جلدی یاد کرلیتے تھے اسواسطے
آپنے انکو پڑھکر سنایا تا جلد الفاظ کو بعینہ یاد کرلین اور
اوسیطرح پڑھین اور اورونکو سکھائین اور بعضون نے
کہا اسلئے آپنے پڑھکر سنایا تا یہ طریقہ آگے کو جاری ہوئے
**اکیسوان باب اشعار کے پڑھنے کے
بیانمین** کہا فقیہ رضہ نے کہ علماء نے شعرون کے

الشعر كره ذلك بعض الناس ورخص فيه الاخرون
فاما من كره ذلك فقد احتج بما روى
الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لان يمتلي جوف احدكم قيحا حتى يريه
خيرا من ان يمتلي شعرا ولان الله تبارك
وتعالى قال والشعراء يتبعهم الغاوون اي
الضالون بانشاد الشعر وروى عن الشعبي
انه قال كانوا يكرهون ان يكتبوا امام
الشعر بسم الله الرحمن الرحيم وروى عن
مسروق انه كان يتمثل ببيت من الشعر
فقطعه فقيل له لو اتممت البيت فقال اني
لاكره ان اجد في كتابي بيتا من الشعر وروى
ابراهيم بن يوسف عن كثير بن هشام فقال
سئل عبد الكريم من قوله تعالى ومن الناس
من يشتري لهو الحديث قال الغناء والشعر
روى عن عطاء ان ابليس لعنة الله عليه قال يا رب
اخرجتني من الجنة من اجل ادم فاين
بيتي فقال الحمام فقال اين مجلسي قال

کے پڑھنے مین گفتگو کی ہے بعضون نے تو مکروہ کہا ہی اور
بعضون نے اجازت دی ہے جو مکروہ کہتی ہین اُنکی دلیل
روایت ہے جو اعمش نے بواسطۂ ابو صالح کے ابوہریرہ سے کی
ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ
کو پیپ سے بھر لے اور ہلاک ہو جاے اس سے بہتر ہے کہ شعرون
سے بھرے ۔ اور ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اور شعرا
لگتے ہین اُنکے پیچھے گمراہ ...... اور شعبی کہتے ہین کہ
ہمارے زمانہ کے علما اشعار سے پہلے بسم اللہ لکھنے
کو مکروہ سمجھتے تھے ۔ اور مسروق سے منقول ہے
کہ اُنکی کتاب مین ایک شعر لکھا تھا اُنھون نے اُسکو
کاٹ دیا کسی نے کہا اگر آپ شعر لکھ لیتے تو خوب ہوتا
فرمایا مین تو اپنی کتاب مین شعر لکھا ہوا پسند نہین
کرتا اور ابراہیم بن یوسف کثیر بن ہشام سے روایت
کرتے ہین کہ کسی نے عبدالکریم سے اس آیت کے
معنی پوچھے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث
کہا لہو الحدیث سے غنا اور شعر مراد ہے اور عطا
کہتے ہین کہ شیطان ملعون نے عرض کیا الٰہی درگاہ
آدم کی وجہ سے تو نے مجھے جنت سے نکالا اب میرے لیے کونسا
گھر ہے فرمایا حمام پھر عرض کی میری نشست کی جگہ کونسی فرمایا

السوق قال فما قرانى قال الشعر قال وما
كنانى قال الوشم واما حجة من اباح ذلك
فما روى عن هشام بن عروة عن ابيه عن
النبى عليه الصلوة والسلام ان من
الشعر لحكمة وعن هشام عن ابيه قال
ما رأيت امرأة اعلم بشعر ولا بطب و
لا بفقه من عائشة رضى الله عنها وروى
سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال كان
اصحاب النبى عليه الصلوة والسلام يتناشدون
الشعر والنبى عليه السلام جالس بينهم
يتبسم وروى عكرمة عن ابن عباس رضى الله
عنهما قال اذا قرأ احدكم شيئا من القران
فلا يدرى ما تفسيره فالتمسوه فى الشعر فان
الشعر ديوان العرب وقيل لابى الدرداء
اكل الانصار قالوا الشعر غيرك قال وانا
اقول ايضا الشعر يريد المرء ان يعطى مناه +
ويابى الله الا ما اراد + يقول المرء فائدتى
ومالى + وتقوى الله افضل ما استفاد + فان
الموت طالبكم فجيئوا + لهذا الموت راحلة

بازار ہے پہر عرض کیا میرے پڑہنے کی کونسی چیز ہے فرمایا
نقش و نگار + اور دلیل انکی جو شعر پڑہنے کو جائز
کہتے ہین وہ روایت ہے کہ جو ہشام بن عروہ نے بواسطہ
اپنے باپ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کی ہے آپنے
فرمایا بعضے شعر حکمت کے بہرے ہوئے ہین + اور ہشام
اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ مین نے کسی عورت کو شعر
کے جاننے مین اور طب کے اور فقہ کے حضرت عائشہ سے زیادہ
نہ دیکہا + اور سماک بن حرب جابر بن سمرہ سے روایت کرتے
ہین کہ صحابہ اشعار پڑہا کرتے تہے اور نبی علیہ السلام
سن سنکر تبسم فرمایا کرتے تہے + اور عکرمہ نے ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص قرآن
مین سے کچہہ پڑہے اور اسکی تفسیر نہ معلوم ہو تو اسکو
لازم ہے کہ اشعار مین تلاش کرے اسلئے کہ اشعار
عرب کے دیوان ہین + اور ابو الدرداء سے کسی نے پوچہا
کیا کل قوم انصار کی شاعر ہے سو آپکی فرمایا مین بہی شعر کہتا
ہون جنکا ترجمہ یہ ہے + ارادہ کرتا ہے آدمی کہ سبب کام اسکے موافق
اسکی خواہش کے ہون اور ہوتا ہے وہی جو اللہ چاہتا ہے + کہتا ہے
آدمی میرا فائدہ مال کا ہے + اور تقوی پرہیزگاری افضل
فائدے سی + تحقیق موت تمہاری تلاش مین ہے

وزاد وروی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن
عباس رض ان عائشة لما بلغها خبر ابی هریرة
قال رحم الله ابا هریرة انما قال النبی علیه الصلوة
والسلام لان یمتلی جوف احدکم قیحا حتی یریه
خیرا من ان یمتلی شعرا من الشعر الذی هجیت به
وقیل ایضا ان معنی النهی فی الشعر اذا اشتغل به
فشغله عن قراءة القرآن والذکر واما اذا لم یشغله
عن ذلك فلا بأس به وروی عائشة رضی الله عنها
انها قالت لست افهم غرائبك یا رسول الله فقال
علیه الصلوة والسلام استظهری اشعار
لبید قال الشیخ الامام ابو یعقوب یوسف بن
عاصم رح سمعت بالمدینة ان عائشة رضی الله
عنها یحفظ اثنا عشر الف قصیدة وروی ان
حسان بن ثابت رضی الله عنه کان شاعر رسول
الله علیه الصلوة والسلام وکان ینشد له الشعر
فی الحرب وروی عن عبد الله بن عباس انه قال
الشعر اول علم العرب فتعلموا الشعر علیکم بشعر الحجاز
وان کان فی الجاهلیة قد عفی عنه وقیل
ما من بنی عبد المطلب الا وقد قال الشعر

اور کلبی بواسطۂ ابوصالح کے ابن عباس سے روایت کرتا ہے
کہ جب حضرت عائشہ کو ابوہریرہ کی خبر پہنچی فرمایا ابوہریرہ
پر اللہ رحم کرے نبی صلعم نے تو یہ فرمایا تھا کہ آدمی کو یہ بہتر ہے
کہ اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے یہانتک کہ پیٹ بالکل خراب
ہو جائے اس سے کہ اشعار ہجو سے بھرے + اور بعضون نے کہا ہے
کہ شعر مین اتنا مشغول ہونا ممنوع ہے کہ آدمی قرآن شریف
کے پڑھنے سے اور ذکر اللہ سے غافل ہو جائے ورنہ ممنوع نہین
اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین نے رسول اللہ سے ایک
دن عرض کیا کہ مین آپکے کلام معجز نظام کو پوری طور
نہین سمجھتی یعنے آپکے کلام مین نئے نئے لغت ہین
آپنے فرمایا کہ لبید شاعر کے کلام سے مدد لے + شیخ امام ابویعقوب
ابویوسف بن عاصم کہتے ہین کہ مین نے مدینہ مین لوگون
سے یہ سُنا ہے کہ حضرت عائشہ رض کو بارہ ہزار قصیدے
یاد تھے + اور مروی ہے کہ حسان بن ثابت رسول اللہ
صلعم کے شاعر تھے اور آپکے سامنے لڑائیون مین شعر
پڑھا کرتے تھے + اور عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ انھون نے فرمایا شعر پہلا علم عرب کا ہے سو سیکھو شعر کو
اور لازم پکڑو اشعار ملک حجاز کو اور کہا گیا ہے کہ عبد المطلب
کے اولاد مین سے کوئی ایسا نہین جسنے شعر نہ کہا ہو

غیر النبی علیه السلام وابوبکر رضه قال شعرا وعمر رضه
قال شعرا وعلی رضه کان شاعرا

باب ما قیل فی اشعار النبی صلی الله علیه وسلم

قال الفقیه رضی الله عنه تکلم الناس
فی روایة الشعر عن رسول الله صلی الله
علیه وسلم وقال بعضهم لم یثبت عنه
الشعر واحتجوا بما روی عن عائشة رضی
الله عنها انه قیل لها اکان النبی صلی
الله علیه وسلم یتمثل بالشعر قالت
کان ابغض الحدیث الیه الشعر غیر
انه ا تمثل مرة ببیت اخی بنی قیس
بن طرفة فجعل اخره اوله وقال الشعر
ستبدی لک الایام ما کنت جاهلا + و
یاتیک بالاخبار من لم تزود + فجعل یقول ویاتیک
من لم تزود بالاخبار فقال له ابو بکر لیس
هکذا یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ما انا بشاعر وما علمناه الشعر
وما ینبغی له ان هو الا ذکر وقران مبین

سوا نبی صلعم کے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی
شعر کہے ہین اور حضرت علیؓ تو بڑے شاعر تھے

بائیسوان باب اِس بیان مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بھی شعر کہے ہین یا نہین

کہا فقیہ
ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے علما نے کلام کیا ہے روایت
شعر مین نبی علیہ السلام سے بعضون نے کہا آپ سے شعر کہنا
ثابت نہین اور دلیل مین یہ روایت حضرت عائشہؓ
کی پیش کرتے ہین کسی نے اُنسے پوچہا کہ نبی علیہ السلام
کبہی شعر پڑہتے تہے فرمایا شعر تو آپکو نہایت مبغوض
تہا مگر ہان ایکدفعہ مثلاً قیس بن طرفہ کا شعر
پڑہا تہا سو اُسکے اوّل کو آخر کردیا تہا اور وہ شعر یہ تہا
ترجمہ ظاہر کردیگا تجہپر زمانہ اُس چیز کو جسکو تو نہین
جانتا اور لاویگا تیرے پاس خبرین اون لوگون
کی جنہون نے توشہ ساتہ نہین لیا + پس کہنے لگے
سہ ویاتیک من لم تزود بالاخبار + ابوبکر نے کہا
یارسول اللہ اسطرح نہین پس فرمایا رسول اللہ صلعم
نے مین تو شاعر نہین اور یہ آیت پڑہی ترجمہ
نہین سکہایا ہمنے اُسکو شعر اور اُسکے لائق بھی
نہین وہ جو کچہہ کہتا ہے ذکر اور قرآن صاف ہے

وقال بعضهم يجوز منه الشعر كما يأتي عنه
في الاخبار وهو ما روى ابن طاؤس
عن ابيه ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال يوم الخندق ـ اللهم لا عيش الا
عيش الآخرة + فارحم الانصار والمهاجرة
+ فاجابت الانصار بهذا الشعر ـ نحن
الذين بايعوا محمدا + على الوفاء ما بقينا
ابدا + وروى عثمان النهدي عن سلمان
الفارسي ان النبي صلى الله عليه وسلم ضرب
في الخندق المعول قال ـ بسم الله وبه بدينا
+ ولو عبدنا غيره شقينا + وروى البراء
بن عازب ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال انا النبي لا كذب + انا ابن عبد المطلب
وروى اسود بن جندب ان النبي صلى الله عليه
وسلم كان يمشي في طريقه فعثر فاصاب
حجر اصبعه فدميت فقال ـ هل انت الا
اصبع دميت + وفي سبيل الله ما لقيت +
ويروى في كتاب الله ما لقيت قال الفقيه
رضي الله تعالى عنه هذه الاخبار صحيحة

اور بعضون نے کہا آپنے شعر کہے ہین جیسا حدیثون
مین آیا ہے ابن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہین
کہ نبی علیہ السلام نے خندق کی لڑائی کے دن یہ شعر
کہا تہا ترجمہ یا اللہ نہین زندگی قابل اعتبار کے
مگر زندگی آخرت کی + پس رحم کر تو انصار اور مہاجرین
پر + پس جواب دیا انصار نے اس شعر سے (ترجمہ) ہم وہ لوگ
کہ بیعت کی محمدؐ سے وفا پر جبتک دم مین دم رہے
اور ابو عثمان نہدی سلمان فارسی سے روایت کرتے ہین
کہ جب نبی علیہ السلام نے خندق کہودنے کے لئے کدال مین
پر ماری تو فرمایا (ترجمہ) شعر اللہ ہی کے نام پر شروع
کرتے ہین ہم اس کام کو اور اگر ہم سوا خدا کے اور کسی کو پوجین
تو ہلاک ہو جائین + اور براء بن عازب روایت کرتے ہین
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) مین نبی ہون اور اس
مین کچھ جہوٹ نہین + اور مین اولاد مین عبد المطلب کے ہون
اور اسود بن قیس جندب سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایکدن
رستہ مین چلتے ہوے پہسل گئے اور پتہر انگلی مین لگ گیا پس فرمایا نہین ہے
تو مگر ایک انگلی جو خون آلودہ ہو گئی ہے اور اللہ کی راہ مین
تکلیف جو تجہکو پہونچی ہے اور ایکروایت مین بجائے سبیل اللہ کی جگہ
فی کتاب اللہ آیا ہے + کہا فقیہ رحمہ نے یہ حدیثین صحیح ہین +

ولكنه يحتمل انه لم يقصد به الشعر ولكنه
كلام خرج موافقا للشعر من غير ان يقصد
به شعرا او لان هذه الابيات التي رويت
عنه انما هي رجز والرجز لا يكون شعرا وانما
يكون مثل السجع من الكلام

باب عبارة الرؤيا

قال الفقيه رضي
الله تعالى عنه من تعلم علم الرؤيا فلا باس
به بعد ما تفقه في الدين وهو علم حسن
وقد من تعالى على يوسف عليه السلام بعلم
الرؤيا وهو قوله عز وجل وكذلك مكنا
ليوسف في الارض ولنعلمه من تاويل
الاحاديث يعني به علم الرؤيا وروي عن
عمر بن الخطاب انه قال عليكم بالتفقه في
الدين والتفهم في العربية وحسن العبارة
يعني عبارة الرؤيا ولو كان ذلك يشغله
عن الفقه فالكف عنه افضل لان علم
الفقه معرفة احكام الله تعالى وعلم الرؤيا
بمنزلة فال يتفاءل به وروي عن ابي يوسف
انه سئل عن مسئلة الرؤيا فقال حتى تفرغ

مگر یہ احتمال ہے کہ آپنے قصداً شعر تصنیف نفرمایا ہو اتفاق
سے آپکا کلام موزون مثل شعر کے ہوگیا ہو یا یون کہا جاے
کہ یہ بیتین رجز ہین اور رجز شعر شمار نہین ہوتا بلکہ وہ مثل
نثر مقفے کے ہے

بائیسوین باب مین خواب کی تعبیر کا بیان ہے *

کہا فقیہ رح نے جسنے علم رویا سیکھا بعد اسکے کہ
دین مین سمجھہ حاصل کرچکا ہے تو کچھہ مضائقہ
نہین اور یہ علم خوب ہے اور احسان جتلایا ہے اللہ
تعالی نے رویا سے حضرت یوسف علیہ السلام پر اور
وہ قول اللہ عزوجل کا یہ ہے (اور اسطرح جگہہ دی
ہمنے یوسف کو اُس ملک مین اور اسواسطے کہ اُسکو
سکہا دین کچھہ کل بٹھانی) مراد تاویل احادیث سے
علم رویا ہے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین اپنے اوپر لازم کرو
دین میں سمجھہ اور زبان عرب اور تعبیر خواب میں فہم حاصل
کرنا * اور اگر سیکھنا علم رویا کا فقہ فی الدین کے
حصول میں مانع ہو تو اُسکا نہ سیکھنا افضل ہے کیونکہ
علم فقہ معرفت احکام الہی کا نام ہے اور علم رویا
بمنزلہ فال کے ہے * اور ابو یوسف رح سے کسی نے
مسئلہ رویا کا پوچھا فرمایا پہلے بیدار کی امور سے فارغ ہو چک

من امر اليقظة وروى عن محمد بن سيرين
انه ربما كان يقص عليه الرؤيا فيقول اتق الله
في اليقظة فانه لا يضرك ما رأيت في النوم
وروى اسماعيل بن علية عن ايوب قال بلغ
محمد بن سيرين ان الناس يقولون انه
يقول في الرؤيا ولا يقول في الفتوى وامسك
عن القول في الرؤيا ثم قال فيها وقال انما
هو ظن اظنه فمن ظننت له في رؤياه خيرا
حدثته اياه وروى ابو قتادة عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال اصدقكم رؤيا
اصدقكم حديثا ففي هذه الاحاديث
دليل على ان تركه لا يضر وانما هو بمنزلة
المثال **باب الرؤيا** الصالحة في
حسن العبارة قال الفقيه رضي الله تعالى
عنه روى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة قالت اول ما بدئ به رسول الله
صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة
فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق
الصبح وروى ابو سعيد الخدري عن

اور محمد بن سیرین سے جب کبھی کوئی خواب بیان
کرتا تو آپ یہ فرماتے کہ اللہ سے بیداری میں ڈر
جو تو نے خواب مین دیکھا وہ اسوقت ضرر نہ دیگا
اور اسمٰعیل بن علیہ ایوب سے روایت کرتے ہین کہ جب
محمد بن سیرین کو یہ خبر پہونچی کہ لوگ اُنکے باب مین
یہ تذکرہ کرتے ہین کہ وہ خواب کی تعبیر دیتے رہتے
ہین کبھی کوئی مسئلہ یا فتویٰ نہین بتاتے تو اُنہون نے تعبیر دینی
موقوف کردی پھر تعبیر دینے لگے اور فرمایا کہ تعبیر امر ظنی ہے جسکے خواب کی تعبیر
میرے ظن مین اچھی ہوتی ہے بیان کر دیتا ہون اور ابو قتادہ
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا تم مین صادق
الرؤیا وہ ہوگا جو صادق القول ہوگا + ان حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ علم رؤیا کے ترک مین کچھ ضرر نہین کیونکہ
وہ بمنزلہ مثال کے ہے **تیسوین باب مین** رؤیا صالحہ
اور **تعبیر نیک کا بیان ہے** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے روایت
کی ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ
سے کہ انہون نے فرمایا کہ ابتداء وحی رسول اللہ صلعم کی
خواب صالح تھی آپ کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر
اسکی تعبیر مثل صبح روشن کے ظاہر ہو جاتی تھی
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلعم سے

النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اذا رأى
احدكم رؤيا يحبها فانما هي من الله تعالى
فليحمد الله عليها وليحدث بها واذا رأى غير
ذلك مما يكره فانما هي من الشيطان فليستعذ
بالله من شرها ولا يذكرها لاحد فانها لا تضره
وروى ابو قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال الرؤيا الصالحة من الله تعالى والحلم
من الشيطان فمن رأى شيئا يكرهه
فلينفث عن شماله ثلثا وليتعوذ بالله من
الشيطان الرجيم فانها لا تضره وروى
عن عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت رأيت
ثلثة اقمار سقطن في حجرتي فقصصت
بها على ابي بكر فلما توفي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ودفن في بيتها فقال ابو بكر هذا
احد اقمارك وهو خيرها فلما مات ابو بكر
رضي الله تعالى عنه ودفن في بيتها قيل
هو القمر الثاني فلما مات عمر رضي الله عنه
ودفن في بيتها قيل لها هو القمر الثالث
وعن محمد بن سيرين عن النبي صلعم انه

روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین اچھا
خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے اللہ
کا شکر کرے اور اسکو بیان کرے اور جب کوئی برا خواب
دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اللہ سے پناہ مانگے
اور اسکو کسی سے ذکر نکرے وہ ضرر نہ دیگا ۔ اور ابو قتادہ
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطانی
وسوسہ ہے جو کوئی بری بات دیکھے اسکو چاہئے کہ
کہ اپنی بائین جانب تین دفعہ تھوکدے اور شیطان
مردود سے پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ پڑھے بلا شبہ وہ خواب
ضرر نہ دیگا ۔ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے وہ فرماتے
ہین کہ مینے ایکدفعہ دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ مین اگرے ہین
سو مینے اسکو ابوبکر سے بیان کیا پھر جبکہ رسول اللہ صلعم نے وفات
پائی اور میرے حجرہ مین دفن ہوئے تو ابوبکر نے کہا ایک چاند تو یہ
ہے اور یہ تینوں مین اول درجہ کا ہے پھر جب ابوبکر کا انتقال ہوا
اور اسی حجرہ مین دفن ہوئے تو کسی نے کہا یہ دوسرا
چاند ہے پھر جب عمر رض کا انتقال ہوا اور اسی
حجرہ مین دفن ہوئے تو کہا گیا یہ تیسرا چاند ہے
اور محمد بن سیرین نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے

يكره الغل في النوم وكان يعجبه القيد وقال
القيد ثبات في الدين وروى ذلك عن
ابي هريرة وقال محمد بن سيرين كان يقال
الرؤيا ثلث حديث النفس وتخويف الشيطان
وبشرى من الله تعالى فمن رأى شيئا يكرهه
فلا يقصه على احد وليقم فليصل وروى
سفيان عن عمرو بن دينار عن عطاء قال
جاءت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم
وزوجها غائب وقالت رأيت كان جائزة
بيتي انكسرت فقال خيرا يكون ان شاء الله
يرد الله عليك غائبك فرجع زوجها
ثم غاب فرأت مثل ذلك فجاءت الى
النبي صلى الله عليه وسلم فعبرها بمثل ذلك
فرجع زوجها ثم غاب فرأت مثل ذلك
فجاءت الى النبي صلى الله عليه وسلم فلم
تجده ووجدت ابا بكر وعمر رضي الله
تعالى عنهما فاخبرتهما بذلك فقالا يموت
زوجك فاتت النبي صلى الله عليه وسلم
فقال لها هل قصصتها على احد قالت نعم فقال

طوق پہننے کو خواب مین برا فرماتے تھے اور بیڑی کو پسند
فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیڑی سے دین کی
ثابت قدمی مراد ہے اور ابو ہریرہ سے بھی یون ہی مروی ہے،
اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ خواب تین طرح کے ہوتے
ہین ایک تو حدیث النفس دوسرے شیطان کا ڈرانا تیسرے اللہ تعالی کی
طرف سے بشارت جو کوئی بری بات دیکھے اسکو لازم ہے کہ کسی
سے بیان نکرے بلکہ اٹھ کھڑا ہو اور نماز پڑھنے لگے، اور سفیان
بواسطہ عمرو بن دینار کے عطا سے روایت کرتے ہین کہ ایک عورت
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اسکا خاوند سفر مین تھا اور
عرض کیا کہ مین نے خواب مین یہ دیکھا کہ میرے گہر کا شہتیر
ٹوٹ پڑا ہے آپنے فرمایا بہتر ہوگا اللہ چاہے تو تیرا خاوند آجاویگا
سو اسکا خاوند آگیا پھر وہ چلا گیا پھر اس عورت نے یہی خواب
دیکھا اور نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے پھر یہی تعبیر
دی پھر اسکا خاوند آگیا پھر چلا گیا پھر اسنے وہی خواب دیکھا
اور آپکی خدمت مین حاضر ہوئی مگر آپکو نہ پایا اسنے
ابو بکر اور عمر کو پایا اور ان سے تعبیر پوچھی انہون
نے فرمایا تیرا خاوند مر جاویگا پھر وہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے پوچھا
تونے اس خواب کو کسی سے ذکر کیا ہے کہا ہان فرمایا

هو كما قيل لك فما مضى زمان الا وقد نعي
اليها وفاة زوجها وقال عطاء كان يقال
الرؤيا على ما اولت وكان يقول لا تقص
الرؤيا الا على حكيم او واد فقد اخبر بعض
الناس بهذا الحديث ان الرؤيا على ما اولت
وقال اهل التحقيق ان حكم الرؤيا لا يتغير
بجواب جاهل غيرها كما ان مسئلة من
الفقه اذا اجاب بها جاهل لا يكون لذلك
الجواب حكم فكذلك مسئلة الرؤيا وانما
تغير ذلك بتاويل رسول الله صلى الله
عليه وسلم لانه تعالى صدق قوله لكرامته
وروى جابر بن عبد الله ان رجلا سال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انى رأيت
كان راسى سقط عني فاتبعته واخذته
فقال باى عينيك رايته اذا سقط الراس
عنك ثم قال اذا لعب الشيطان باحدكم
فلا يحدث الناس به وروى عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال اصدق الرؤيا
ما كان بالاسحار وروى عنه انه قال

اسکی تعبیر وہی ہے جو تجھے کہی گئی اسپر کچھ بہت زمانہ
نگذرا تھا کہ اُسکے خاوند کے مرنیکی خبر آئی + اور عطا کہتے ہین
کہ خواب کے وہی تعبیر ہے جو دیجاے اور فرماتی ہین کہ خوابکا
ہر کسی سے ذکر نکر مگر حکیم سے یا دوست سے + اور اسی حدیث سے
بعض علما کہتے ہین کہ خواب کے تعبیر وہی ہے جو دیجاے + اور
اہل تحقیق کہتے ہین کہ حکم خوابکا جاہل کے جواب دینے سے
بدلتا نہین جسطرح کسی فقہ کی مسئلہ کا کسی جاہل نے جواب
دیا تو یہ جواب جواب نہوگا اسیطرح مسئلہ رویا کو سمجھو اور
حدیث مین جسکا مذکور ہے وہ رسول اللہ صلعم کی تاویل
سے بدلا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آپکے قول کو
سچا کر دیا + اور جابر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا مین نے خواب مین یہ دیکھا ہے کہ گویا سر میرا
میرے دھڑ سے الگ ہو کر گر گیا مین اُسکے پیچھے گیا اور اُسکو
پکڑ لیا فرمایا جب تیرا سر گر گیا تھا تو کون سی آنکھون سے تو نے
سر کو دیکھا پھر فرمایا جب شیطان کسی سے کھیلے تو اُسکا ذکر
لوگون سے نکرے اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا سچے خواب وہ ہوتے ہین جو اخیر
رات مین نظر آئین اور یہ بھی آپسے مروی ہے کہ آپنے فرمایا

اصدق الرؤیا بالنہار لان اللہ تعالے
لاخر نہارا وقیل اصدق الرؤیا بالقیلولۃ
وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصالحۃ
جزء من اربعین جزءً من النبوۃ وروی
ابوہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال من رآنی فی المنام فقد رآنی فان
الشیطان لا یتمثل بی وقال من رآنی فی
المنام فسیرانی فی الیقظۃ وروی عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم قال من تحلم بحلم لم یرہ
کلف ان یعقد بین شعیرتین ولم یفعل

باب الکلام فی الطب والرقی

قال الفقیہ رضی اللہ تعالے عنہ
کرہ بعض الناس الرقی والدواء
واجازہ عامۃ العلماء فاما من کرہ ذلک
احتج بما روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
انہ قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون
الفا بغیر حساب فقام عکاشۃ بن محصن
فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی ان یجعلنی

سچے خواب دن کے ہوتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے
دن کا آخر مین بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے سچے
خواب دوپہر کے ہین + اور نبی صلعم نے فرمایا اچھے خواب نبوت
کے چالیس جزو مین ایک جزو ہے اور ابوہریرہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا
جسنے مجھکو دیکھا خواب مین تو مجھہ ہی کو دیکھا اسلئے کہ
شیطان میری صورت نہین بنا سکتا + اور فرمایا جسنے
مجھے خواب مین دیکھا وہ مجھکو بیداری مین دیکھیگا + اور عبد اللہ
بن عباس رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہین کہ جو کوئی جھوٹے خواب بیان کرے قیامت کے دن
اسکو دو دانے جو مین گرہ دینیکی تکلیف دیجائیگی اور وہ نکر سکیگا

چوبیسوین باب مین دوا اور تعویذ گنڈے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے بعض علما تعویذ
گنڈے کرنے اور دوا کرنے کو ناجائز کہتے ہین اور اکثر
علما جائز کہتے ہین جو ناجائز کہتے ہین انکی دلیل یہ ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین
داخل ہونگے سو کھڑے ہوئے عکاشہ بن محصن اور عرض
کیا یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انہین سے کردے

منهم قد قاله فقام رجل آخر فقال ادع الله
لي بها فقال النبي صلى الله عليه وسلم سبقكم
بها عكاشة فدخل رسول الله صلى الله عليه
وسلم المنزل فقالوا فيما بينهم من الذين
يدخلون الجنة بغير حساب فقال بعضهم
هم الذين ولدوا في الاسلام وماتوا على
ذلك ولم يذنبوا فلما خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم سالوه عن ذلك فقال
هم الذين لا يتداوون ولا يكتوون ولا
يرقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون
وروي عن عمران بن حصين انه قال كنت
ارى انوارا واسمع كلام الملائكة حتى
اكتويت فانقطع ذلك عني وروى
الاعمش عن ابي ظبيان عن حذيفة
ابن اليمان انه دخل على رجل يعوده
فوضع يده على عضده فاذا بخيط معقود
عليه فقال ما هذا فقال رقي لي فيه فاخذه
وقطعه وقال لو مت علي هذا ما صليت
عليك وعن سعيد بن جبير قال

آپنے اُنکے لئے دعا کردی پہر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور
عرض کیا میرے لئے بہی دعا کیجئے آپنے فرمایا وہ درجہ تو
عکاشہ لے اُڑا پہر رسول اللہ صلعم گہر مین تشریف
لیگئے صحابہ آپسمین چرچہ کرنے لگے وُہ کون ہین
جو بیحساب جنت مین جائینگے بعضون نے کہا جو مسلمان
ہی پیدا ہوئے اور مسلمان ہی مرے اور کوئی گناہ
نہین کیا پہر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے آپ سے پوچہا آپنے فرمایا یہ لوگ وُہ
ہین جو دوا نہین کرتے داغ نہین لگاتے تعویذ گنڈا
نہین کرتے فال بد نہین لیتے صرف اپنے پروردگار
پر بہروسہ رکہتے ہین + اور عمران بن حصین سے مروی ہے وہ
کہتے ہین مین پہلے انوار دیکہا کرتا تہا فرشتون کے کلام سنا
کرتا تہا ایکدفعہ مین نے داغ لگوایا پہر وہ بات جاتی رہی +
اور اعمش ابو ظبیان سے روایت کرتے ہین کہ حذیفہ بن الیمان
ایک شخص کی عیادت کو گئے جب اُسکے بازو پر ہاتہ
رکہا تو ایک دہاگہ بندہا دیکہا فرمایا یہ کیا ہے کہا
گنڈہ ہے آپنے اُسکو توڑکر پہینکدیا اور فرمایا
اگر تو اس حال مین مرجاتا تو مین تجہپر نماز نہ پڑہتا +
اور سعید بن جبیر فرماتے ہین جو کوئی کسیکے

لدغتنی عقرب فاقسمت علیّ امی ان
استرقی فاتیت الراقی اللیلة التی لم تلدغ
وعن زینب امرأة عبدالله بن مسعود
قالت جاء عبدالله ذات یوم فرای فی
عنقی خیطا فقال ما هذا الخیط فقلت رقی
لی فیه فاخذه وقطعه ثم قال ان آل عبدالله
لاغنیاء عن الشرک وقال الحسن البصری
رحمه الله یرحم الله اقواما لا یعرفون الهلیلج
والبلیلج وان ذلک ظن یظن به ولا
یعرف الشفاء فیما ذا یکون الا تری الی
ماروی عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما
انه قال لا تحموا المریض عما یشتهی فلعل
الله یجعل شفاءه فی بعض ما یشتهی
واما من اباح ذلک فاحتج بما روی عن ابن
مسعود رضی الله تعالی عنه انه قال ان الله
تعالی لم ینزل داء الا وقد انزل له دواء الا
السام والهرم فعلیکم بالبان البقر فانها
تخلط من کل شجر وفی خبر آخر فانها ترعی
من کل شجر وروی سفیان بن عیینة

بچھو نے کاٹ لیا سو میری ماں نے مجھے قسم دی کہ
جھڑواؤں سو مین نے اچھے ہاتھ کو جھڑوالیا + اور
زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود کی کہتی ہین کہ ایکدن
عبداللہ آئے اور میرے گلے مین ایک دھاگہ پڑا دیکھا
فرمایا یہ دھاگا کیسا ہے مین نے کہا گنڈہ ہے سو اُنھون
توڑ ڈالا پھر فرمایا بلاشبہ اہل وعیال عبداللہ شرک
سے بری ہین + اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے
ہین رحم کرے اللہ ان لوگون پر جو ہڑ بہیڑہ کو
نہین پہچانتے اور اسلئے کہ یہ امر ظنی ہے اور شفا
کا حال معلوم نہین کس مین ہے کیا تجھے خبر نہین
جو حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا بیمار کو
اُس چیز سے جسکو اُسکا جی چاہے نہ روکو شاید اللہ نے
شفا اسی مین رکھی ہو + اور جو لوگ کہتے ہین کہ
علاج وغیرہ جائز ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعود رض
سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی مرض
ایسا نہین پیدا کیا جسکی دوا نہ پیدا کی ہو مگر موت
اور بڑھاپا سو پیا کرو دودھ گایے کا اسلئے کہ ہر قسم
کی گھانس کہاتی ہے اور دوسرے سبب ہے کہ وہ
ہر درخت کو چرتی ہے اور سفیان ابن عیینہ

عن زياد بن علاقة عن اسامة بن شريك قال
شهدت النبي صلى الله عليه وسلم والاعراب
يسألونه هل علينا جناح ان نتداوى فقال
تداووا عباد الله فان الله تعالى لم يخلق
داء الا وقد وضع له شفاء وعن الحجاج
ابن ارطاة انه سأل عن العطاء عن
التعويذ فقال ما سمعنا بكراهيته من
قبلكم يا معشر اهل العراق ولان قوام
العبادة بالبدن فكما وجب علينا ان
نتعلم الاحكام لتصحح به قوام العبادة
فكذلك علم الطب والتداوي الذي
فيه اصلاح البدن فلا بأس بان نتعلمه
ونعمل به لنصحح به قوام العبادة ولان
القول في الاحكام جائز باكبر الرأي
وان لم يعرف بالنص واليقين فكذلك
القول في الطب اذا كان يعرف بالرأي
والتجارب فيجوز استعماله ولا يبعد ذلك
بالجل من الاحكام واما الاخبار التي وردت
في النهي فانها منسوخة الا ترى الى ما روي

بواسطے زیاد بن علاقہ کے اسامہ سے روایت کرتے ہین کہ میں
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور گنوار لوگ آپ سے
پوچھ رہے تھے کیا دوا کرنے مین گناہ ہے سو آپنے فرمایا
ای اللہ کے بندو دوا کرو کیونکہ اللہ تعالے نے کوئی بیماری ایسی
پیدا نہیں کی جسکے واسطے شفا نہ پیدا کی ہو ٭ اور حجاج
بن ارطاۃ سے مروی ہے کہ انہوں نے عطا سے تعویذ کو
پوچھا کہا اے عراقیو ہمنے تمسے پہلے کسیکو ناجایز
کہتے نہین سنا ہے اور اسلیئے کہ قیام عبادت کا بدن سے
ہے سو جسطرح ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم احکام کو سیکہین
تاکہ عبادت صحیح صحیح ادا کرین اسیطرح علم طب اور وہ
علاج جسمین بدن کی اصلاح ہو اگر اسکو ہم سیکہین
اور اسپر عمل کرین تاکہ عبادت درستی سے ادا کرین
توکچھہ مضائقہ نہین ٭ اور اسلئے کہ بہت احکام رای
سے ثابت ہوتے ہین اور وہان کوئی نص نہی ہوتی
ہے نہ یقین اسیطرح طب کا حال ہے کیونکہ وہ
بھی رائے اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے سو اسکا
برتنا جایز ہے اور علم طب احکام دین سے تو بڑہکر نہین
اور جو حدیثین ممانعت مین مروی ہین وہ منسوخ
ہین کیا تجھے خبر نہین کہ حضرت جابر سے مروی ہے

جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن
الرقي وكان عند آل عمرو بن حزم رقية
يرقون بها عن العقرب فاتوا النبي صلى الله
عليه وسلم فعرضوا عليه وقالوا انك نهيت عن
الرقي فقال ما ارى به بأسا من استطاع
منكم ان ينفع اخاه فليفعل ويحتمل النهي
عن الذي يرى العافية في الدواء اما اذا
عرف ان العافية من الله والدواء سبب
فلا باس به وقد جاء الآثار في الاباحة
الاترى ان النبي صلى الله عليه وسلم عالج جرح
يوم احد داوى جرحه بعظم قد بلي وروي
ان رجلا من الانصار رمي في اكحله
بمشقص فامر به النبي صلى الله عليه وسلم
فكوي وروي انه كان يرقي بالمعوذتين
والآثار فيه اكثر من ان تحصى

باب الاطعمة التي فيها الدواء

قال الفقيه رضي الله تعالى عنه روى شهر
ابن حوشب عن ابي هريرة عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال الكماة من المن

سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے جھاڑ پھونک کو منع
فرمایا اور آل عمرو بن حزم کو ایک جھاڑنا آتی تھی اس
سے بچھو کے کاٹے کو جھاڑتے تھے سو وہ حاضر ہوے
نبی صلعم کی خدمت میں اور وہ جھاڑ سنائی اور کہا آپنے جھاڑ
ممانعت فرمائی ہے آپنے فرمایا میں تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں
جانتا جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکے کرے اور
احتمال یہ بھی ہے کہ ممانعت اُسکو ہے جو یہ سمجھے کہ شفا دوا
میں ہے اور جو کوئی یون جانے کہ شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوا
سبب محض ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور بہت سی حدیثیں
جواز میں آئی ہیں کیا تجھے خبر نہیں کہ نبی علیہ السلام اُحد
کے دن جب زخمی ہوے تو آپنے اپنے زخم کا علاج
پُرانی ہڈی سے کیا تھا اور مروی ہے کہ ایک انصاری کے
رگ اکحل میں تیر لگ گیا تھا سو آپکے حکم سے داغ دیا گیا +
اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ معوذتین سے جھاڑا کرتے تھے اور
حدیثیں اسباب میں بیشمار ہیں

پچیسواں باب ہے ان کھانوں کا بیان ہے جنمیں دوا کا خاصہ ہے

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے شہر بن حوشب ابو ہریرہ سے
روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی قسم سے ہے

ودواءها شفاء للعين والعجوة من الجنة
وهي شفاء من السم وقال الربيع بن خثيم
ليس للنفساء عندي دواء الا الرطب
ولا للمريض الا العسل وروى الاعمش
عن ابي صالح قال في حمى الربع ثلث من
سمن وثلث من عسل وثلث من لبن
يعجن ويشرب وعن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال الحمى من فيح جهنم فابردوها
بالماء وعن علي بن ابي طالب عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال جعلت البركة
في العسل وفيه شفاء من الاوجاع
وقد بارك عليه سبعون نبيا وقال علي
ابن ابي طالب اذا اشتكى احدكم شيئا
فليسأل امرأته ثلثة دراهم من صداقها
فليشتر بها عسلا ولبنا وسمنا وليشربه
بماء السماء فيجمع الله تعالى الهنيء والمريء
والشفاء والماء المبارك وروى
محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم

اور اسکا پانی انکہہ کیواسطے شفا ہے اور کہجور عجوہ جنت کی چیز
ہے اور زہر کے واسطے شفا ہے + اور کہا ربیع بن خثیم
نے نہین ہے میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے کوئی دوا
مگر تر کہجور اور نہ کسی مریض کے لئے کوئی دوا مگر شہد + اور
اعمش ابو صالح سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا چوتہیہ
کے لئے یہ دوا ایک تہائی گہی ایک تہائی شہد ایک تہائی
دودہ مخلوط کئے جاوین اور پلائے جاوین اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا تپ دوزخ کی لپٹ سے ہے سو اسکو پانی
سے ٹہنڈا کرو + اور حضرت علی نبی صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا رکہی گئی ہے برکت شہد مین
اور اس مین شفا ہے دردون کے لئے اور اسکے لئے
برکت کی ستر نبیون نے دعا کی ہے + اور حضرت علی نے
فرمایا ہے جب کوئی تم مین مریض ہو تو اپنی بی بی کے
مہر مین سے تین درم مانگ لے اور انکا شہد اور دودہ اور
گہی مول لے اور مینہ کا پانی ملا کے پیئے سو اللہ تعالی
نے اسکے لئے ہنی اور مری اور شفا اور پانی مبارک
جمع کر دیئے ہین اور محمد بن المنکدر جابر بن عبد اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اثمد کہ جو ایک قسم کا سرمہ ہے اسکے استعمال

بالاثمد فانه ينبت الشعر في الجفن في العين
ويزيد البصر في خبر آخر ويجلي البصر وعنه
عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم بالعدس
فان فيه شفاء من سبعين داء والله اعلم

باب تفضيل لسان العربية على غيرها

قال الفقيه رضي الله
عنه اعلم ان لسان العربية لها فضل على سائر
الالسنة فمن تعلمها او علم غيره فهو
ماجور لان الله تعالى انزل القرآن بلغة
العرب فمن تعلمها فانه يفهم بها ظاهر
القرآن ومعاني الاخبار وقال روي عن ابن
ابي بردة عن ابي بريدة عن عمر رضي الله
عنه انه قال كلام اهل الجنة بالعربية وروي
عن عمر انه قال من تعلم الفارسية فقد خب ومن
خب فقد ذهب مروته يعني لو اقتصر على اللسان
الفارسية ولم يتعلم العربية فانه عجمي وقال
الزهري كلام اهل الجنة العربية وروي
عن عمر انه قال عليكم بالتفهم في العربية
وروي عن الحسن البصري انه سئل عن الرجل

کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بالونکو جماتا ہے اور بینائی کو
قوت دیتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے اور جلا دیتا ہے
بینائی کو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مسور کو کہا
کرو اسلئے کہ ستر بیماریون کے لئے شفا ہے - واللہ اعلم

باب چھبیسوان بیچ بیان فضیلت عربی زبان کے

اور زبانونپر کہا فقیہ ابو اللیث رض نے جان لے کہ زبان عرب
کو اور سب زبانون پر فضیلت ہے جسنے سیکھا اسکو
یا سکھایا کسی کو تو اسکو ثواب ملیگا اسلئے کہ اللہ تعالی
نے قرآن مجید کو عربی زبان مین نازل کیا ہے سو
جسنے اسکو سیکھا تو اسکے سبب سے ظاہری معنی قرآن
مجید اور حدیثون کے سمجھے + اور ابن ابی بردہ ابو بردہ
سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ
کلام جنتیون کی عربی زبان مین ہوگی اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ فرمایا جسنے سیکھی زبان فارسی اسنے خیانت کی اور
جسنے خیانت کی اسکی مروت گئی یعنی جسنے فقط زبان فارسی
سیکھی اور زبان عربی نہ سیکھی وہ عجمی ہے + اور زہری کہتے
ہین کہ جنتیون کی زبان عربی ہوگی اور مروی ہے حضرت
عمر رض سے کہ فرمایا سمجھ بوجھ حاصل کرو زبان عرب مین
اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ دریافت کی گئی وہ ایک شخص

يتعلم العربية يلتمس بها احسن المنطق ويفهم
بها قراءته قال الحسن فليتعلمها فان الرجل
ليقرء الاية فيعيا بوجهها فيهلك وروي عن عمر
انه سمع رجلين في الطواف يتراطنان
اي يتكلمان بالفارسية فقال لهما التمسا الى
العربية سبيلا فقال الفقيه رضي الله عنه ولو
تكلم بغير العربية يجوز ولا اثم عليه في ذلك وقد
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه تكلم
بالفارسية وهو ما روي عن جابر بن عبد الله
انه قال اتخذت لرسول الله عليه الصلوة والسلام
طعاما في يوم الخندق فاتيته فاخبرته فقال
لاصحابه اذهبوا الى بيت جابر فانه قد اتخذ لكم
شوربا وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه اتى بتمر الصدقة وعنده الحسن والحسين
فاخذ تمرة فادخلها في فيه فادخل رسول الله
عليه الصلوة والسلام اصبعه في فيه فقال
كخ كخ حتى نزع التمر من فيه وروي عن
ابي هريرة انه قال له رسول الله عليه الصلوة
والسلام حين اشتكى بطنه قال يا ابا هريرة

سے کہ سیکھتا ہے زبان عربی کو اسلئے کہ بول چال اچھی طرح
آجاتی ہے اور اچھی طرح قرائت کرنے لگے فرمایا حسن نے سیکھے اسکو
اسلئے کہ کبھی آدمی پڑھتا ہے آیت کو اور عاجز ہوتا ہے
اسکے سمجھنے سے پس ہلاک ہوتا ہے اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ انہوں نے سنا دو شخصونکو حالت طواف مین زبان
فارسی مین کلام کرتے ہوئے فرمایا انکو زبان عربی سیکھو +
کہا فقیہ ابو اللیث رح نے اگر کلام کیا کسی نے بغیر زبان عرب
کے تو جائز ہے کچھ گناہ نہین + چنانچہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فارسی با مین کلام کیا ہے جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم کے واسطے کہانا
تیار کیا خندق کے دن سو حاضر ہو کر اطلاع دی آپنے صحابہ
کو فرمایا جابر کے گہر چلو اسنے تمہارے لئے شوربا تیار کیا ہے
اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ انکی پاس چہوارے
صدقہ کے آئے اور اسوقت امام حسن یا امام حسین موجود تھے
سو انمین سے ایکنے ایک چہوارا مونہہ مین ڈال لیا پس
رسول اللہ صلعم نے انکے مونہہ مین انگلی ڈالی اور فرمایا کخ کخ
اور چہوارے کو مونہہ سے نکالڈالا + اور ابو ہریرہ سے منقول
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے انکو فرمایا جب انکے
پیٹ مین درد ہوا ہے اے ابو ہریرہ ۔ ۔ ۔

اشكم درد قال نعم قال بالصلوة فان في
الصلوة شفاء وقال سفيان بلغنا ان الناس
يتكلمون يوم القيمة قبل ان يدخلوا الجنة
بالسريانية فاذا دخلوا الجنة تكلموا بالعربية
وروى عبدالرحمن بن مغفل عن وهب بن
منبه قال ومامن لغة الا وفي القران منها
شيء فقيل له واين فيه من الفارسية فقال
من الفارسية سجيل يعني سنك وكل قال
وقيل يا ارض ابلعي ماءك ويا سماء اقلعي
وغيض الماء بلغة الحبشة وقوله تعالى فصرهن
اليك يعني قطعهن بالرومية وقوله تعالى
ولات حين مناص يعني ليس حين مفر
وليس حين فرار بالسريانية وروى عن
ابي موسى انه قال في قوله تعالى كفلين يعني
ضعفين بلسان الحبشة وقال بعضهم
لايجوز ان يكون في القران شيء سوى
العربية لان الله تعالى قال بلسان عربي
مبين وقال انا جعلناه قرانا عربيا
فالجواب عن هذا من وجهين احدهما

کیا تیرے پیٹ مین درد ہے عرض کیے کہ ہان فرمایا نماز پڑھ
کیونکہ نماز مین شفا ہے + اور کہا سفیان نے کہ ہمکو معتبر طریقے
سے یہ پہونچا ہے کہ لوگ قیامت کے دن جنت کے داخل
ہونیکے سے پہلے زبان سریانی مین گفتگو کرینگے اور جب جنت
مین داخل ہو جائینگے تو زبان عربی مین گفتگو کیا کرینگے
اور عبدالرحمن بن مغفل وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہین کہ
انہون نے فرمایا ایسی کوئی زبان نہین کہ قرآن شریف مین
اسکا کوئی لفظ نہو کسی نے کہا بھلا فارسی لفظ کونسا ہے کہا سجیل
کہا ہے یعنے سنگ و گل کا معرب ہے - اور کہا آیت وقیل یا ارض
الخ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور حکم آیا ای زمین نگلجا اپنا پانی اور
ای آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی) حبشی زبان مین ہے اور قول
اللہ تعالے کا فصرہن الیک (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ان
جانورونکو) زبان رومی مین ہے + اور قول اللہ تعالے کا
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور وقت نرہا تھا خلاصی کا) زبان سریانی
مین ہے اور ابو موسی سے مروی ہے کہ فرمایا انہون نے کہ قول اللہ
تعالے کا کفلین (یعنی ضعفین) حبشی زبان ہے اور بعضے
علما کہتے ہین کہ قرآن شریف مین عربی زبان کے سوا کسی
زبان کا ایک لفظ بھی نہین اسلئے کہ اللہ تعالے نے قرآن کے
باب مین فرمایا ہے بلسان عربی مبین اور دوسری جگہ

فرمایا ہے انا جعلناه قرآنا عربیا + [illegible]

ان هذه الالفاظ الذی ذکرناه من الحبشة
والرومية وغيرها كما ذكرنا الا ان العرب كانت
تستعملها وتعرفها فيما بينهم فاذا استعملت
العرب صار بمنزلة العربية ووجه اخران
قوله تعالى بلسان عربي مبين فالقرآن
هو العربي وان كان بعض الحروف من غيره
فان قيل كيف يكون حجة عليهم اذا كان بلغة
غيرهم قيل له لانهم كانوا يفقهون فيما
بينهم وان كان بينهم بعض الحروف من غير
لغتهم فيكون حجة عليهم

باب نزول القرآن على سبعة احرف

قال الفقيه رضي الله عنه وروى ابن عباس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اقرأني جبرئيل عليه السلام القرآن على
سبعة احرف وروي عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اقرأني جبرئيل عليه السلام القرآن على
حرف واحد فراجعته فلم ازل استزيده
ويزيدني فانتهى الى سبعة احرف وفي

کہ یہ لفظ جو ہمنے ذکر کئے زبان حبشی ورومی وغیرہ کے
اہل عرب کے یہان مستعمل تھے اور عرب اُنکے معنی جانتے تھے
اور جب یہ الفاظ اُنکے یہان مستعمل تھے تو بمنزلہ عربی
زبان کے تھے - دوسرا جواب یہ ہے کہ قول اللہ تعالے بلسان
عربی مبین صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف عربی زبان ہے
اگر تھوڑے سے کلمات غیر زبان کے بھی ہون تو عربی
ہونیمین خلل انداز نہین ✦ اگر کوئی یہ کہے کہ جب قرآن
مجید مین الفاظ غیر زبان کے ہونگے تو اہل عرب پر یہ قرآن
کیونکر حجت ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جب لوگ ان
لفظون کے معنی سمجھتے تھے تو بلا شبہ اُنپر حجت ہوگا ✦

باب ستائیسوان بیچ بیان اسباب کے کہ نزول قرآن سات حرفون پر ہوا

✦ کہا فقیہ رحمہ نے اور
روایت کیا ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ سلم کہ آپنے فرمایا
پڑھایا مجھکو جبرئیل نے قرآن سات حرفون پر اور
بروایت ابن عباس نبی علیہ السلام سے منقول ہے
کہ آپنے فرمایا پڑھایا مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے قرآن
حرف واحد پر پس مراجعت کی مین نے اُسنے پس
زیادتی طلب کرتا رہا مین اور وہ بھی زیادتی کرتے
رہے یہانتک کہ سات حرف تک پہنچے ✦ ایکروایت

خبرا خران جبرئيل عليه السلام قال اقرأ
القرآن على سبعة احرف كلها شاف وكاف
وقال عبد الله بن مسعود ان هذا القرآن
انزل على سبعة احرف لكل حرف ظهر
وبطن فان قيل ايش معنى قوله سبعة
احرف قيل له قد قالوا فيه اقاويل مختلفة
قال بعضهم انما يوجد ذلك في بعض
الآيات مثل قوله تعالى اف لكما فيقرأ
على سبعة احرف بالنصب والخفض و
الرفع كل وجه بالتنوين وغير التنوين
فذلك ستة اوجه وبالجزم فذلك سبعة
اوجه فلا يوجد ذلك في عامة الآيات
ومثل قوله تعالى تساقط عليك رطبا
جنيا ونحوها من الآيات التي يحتمل
في القرآن سبعة اوجه من القرأة وقال
بعضهم سبعة احرف يعني امر ونهي
وقصص وامثال ووعظ ووعيد
ووعد فهذا هو سبعة احرف وقال
ابو عبيدة سبعة احرف يعني على سبعة

حدیث مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھو تو قرآن کو
سات حرفون پر کل حرف شافی کافی ہین + اور فرمایا عبد اللہ
بن مسعود رضی نے کہ یہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا
ہے ہر حرف کے واسطے ایک ظاہر ایک باطن ہے + اگر
کوئی کہے معنی سَبْعَةَ اَحْرُفٍ کے کیا ہین کہا جائیگا کہ
اسمین بہت قول مختلف ہین + بعضے کہتے ہین کہ
سات حرف یعنی قرارت بعضی آیتون مین پائے جاتے
ہین چنانچہ قول اللہ تعالی اُفٍّ لکما پڑھا جاتا ہے سات
طرح پر زیر زبر پیش سے اور ہر ایک تنوین اور
بے تنوین کے چھہ طرح تو یہ ہوئین اور ساتوین
طرح جزم کے ساتھہ پڑھنا چاہیے + تو سات
قرأتین اکثر آیتون مین نہین + اور مانند قول اللہ
تعالی تساقط علیک رطبا جنیا کے اور مانند اسکے
اور آیتین جو سات قرارت سے پڑھی جا سکتے
ہین اور بعضے کہتے ہین سات حرف سے مراد امر
نہی قصص امثال وعظ وعید وعد ہین
+ اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالی
عنہ نے مراد سات حرف سے سات
لغت عرب کے ہین اور اسکے یہ معنے

لغات من لغات العرب وليس معناه ان
يكون في الحرف الواحد سبعة اوجه هذا
لم يسمع به قط ولكن هذه اللغات السبع
متفرقة في القرآن فبعضها بلغة قريش
وبعضها بلغة هذيل وبعضها بلغة اليمن
وبعضها بلغة الهوازن وبعضها بلغة دوس
وقال بعضهم معناه انما هي سبعة قرأت
التي اختارها سبعة من الائمة احدهم
عاصم بن ابي نجود واسم امه بهدلة والثاني
حمزة بن حبيب الزيات والثالث ابو الحسن
على بن حمزة الكسائي فهؤلاء الثلثة كانوا
من اهل الكوفة والرابع عبد الله بن كثير
وهو امام اهل مكة والخامس نافع بن
عبد الرحمن مولى جعونة بن شعفوا وهو
امام اهل المدينة والسادس ابو عمرو
ابن العلاء امام اهل البصرة وكان اسمه
ريان بن عمار بن عريان وكنيته ابو عمرو
والسابع عبد الله بن عامر وهو امام اهل
الشام فاختار كل واحد من هؤلاء السبعة

یہ معنی نہین کہ ایک حرف مین سات لغت ہین کیونکہ
یہ تو عرب سے کبھی سُنا ہی نہین گیا ہان یہ لغت ساتون
متفرق جگہ قرآن مین موجود ہین بعضے لغت قریش
کے ہین بعضے لغت ہذیل کے ہین بعضے لغت یمن کے
ہین اور بعضے لغت ہوازن کے اور بعضے لغت دوس کے
ہین اور بعضے کہتے ہین مراد سبعۃ احرف سے وہ سات
قرأتین ہین جنکو سات اماموں نے اختیار کیا ہے
ایک اُنمین سے عاصم بن ابی نجود ہین اور اُنکی مان کا
نام بہدلہ ہے اور دوسرے حمزہ بن حبیب الزیات ہین
تیسرے ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی ہین اور یہ تینون
اہل کوفہ سے ہین اور چوتھے عبد اللہ ابن کثیر امام اہل مکہ
کے ہین پانچوین نافع بن عبد الرحمن مولی جعونہ
بن شعفوا امام اہل مدینہ کے ہین چھٹے ابو عمرو بن العلاء
امام اہل بصرہ کے ہین اور نام اُنکا ریان بن عمار
بن عریان ہے اور کنیت اُن کی ابو عمرو
ساتوین عبد اللہ بن عامر امام اہل
شام کے ہین - پس اختیار کیا ہر ایک
نے ان ساتون سے ایک قرأۃ جو
اُسکے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قراءة قد صحت عنده من رسول الله صلے
الله عليه وسلم قال الفقيه رحمه الله اختلف
الناس فى الآيات التى قرأت بقرأتين
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بقراءة
واحدة الا انه قد اذن ان يقراء بقرائتين
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بهما
جميعا والذى صح عندنا والله اعلم انه
لو كان لكل قراءة تفسير بخلاف تفسير
قراءة اخرى فقال بهما جميعا فصارت
قراءتين بمنزلة آيتين مثل قوله تعالى
ولا تقربوهن حتے يطهرن فمعنے الاول
حتے ينقطع دمهن ومعنے الثانى حتے
يغتسلن وكذلك كل ما كان على نحو هذا
واما اذا كانت القراءتان تفسيرهما
واحد وهو مثل البيوت والبيوت
مثل المحصنات والمحصنات بالنصب
والخفض فانما قال باحدهما واجازنا
القراءة بهما لكل قبيلة على ما تعود لسانهم
فان قيل اذا صح انه قال باحدهما فباى

وسلم سے صحیح طریقہ سے منقول ہوئی ؛
کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علماء نے اُن
آیتون مین جو کئی قرأتون سے پڑہی جاتی ہین
بعضون نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ایک قرأت پر قرآن
کو نازل کیا مگر اجازت دو طرح پڑہنے کی بہی دیدی
اور بعضون نے کہا کہ اللہ تعالی نے دونون طرح نازل کیا
جو امر ہمارے نزدیک صحیح ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے
وہ یہہ ہے کہ اگر ہر قرأت کی معنی جدے جدے ہین تو دونون
طرح اللہ ہی نے نازل کیا گویا دو قرأتین بمنزلہ دو آیتون
کے ہوئین مانند قول اللہ تعالی ولا تقربوہن حتی
یطہرن پس معنی اول صورت (یعنے تخفیف کی [illegible]
یہ ہوئی نہ قریب ہو تم عورتون کے یہانتک کہ بند ہو جاوے حیض
کا خون اور معنی تشدید کی صورت مین یہ ہے کہ نہ قریب ہو
یہانتک کہ نہالین عورتین - یہی حال ہے اُن آیتون کا جو اسطرح
کی ہون مانند لفظ بُیوت اور بِیوت کے اور مانند
المحصنات کے زبر زیر کے ساتہہ تو یون سمجھنا چاہیے
کہ اللہ تعالی نے ایک ہی طرح فرمایا مگر اجازت دی
ہر قبیلہ کو جسطرح اُنسے ادا ہو موافق عادت کے
اگر کوئی کہے جب یہ بات ثابت ہو چکا کہ اللہ تعالی نے اس

القرآن قال قيل انما قال بلغة القريش
لان النبي عليه الصلوة والسلام كان من
قريش والقرآن نزل بلغتهم الاترى الى
ما روى وكيع عن سفيان عن رجل عن
مجاهد قال نزل القرآن بلغة قريش

باب الكلام في تفسير القرآن

قال الفقيه رح نے
سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبي
محمد صلى الله عليه وسلم انه قال من قال في
القرآن برأيه فليتبوء مقعده من النار
وروى عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه
انه قال اي ارض تقلني واي سماء تظلني
اذا قلت في كتاب الله ما لا اعلم وروى
عن الشعبي انه كان يمر بابي صالح فاخذ
باذنه فيقول انك لم تقراء القرآن فكيف
تفسره وروى عن عمر رضي الله عنه انه
راى في يدي رجل مصحفا قد كتب
فيه عند كل اية تفسيرها فدعا بمقراض
فقرضه وعن الحكيم انه قال كان شريح

اس آیۃ کو اسیطرح نازل کیا تو اب دو قراتوں میں سے
جسکو اختیار کرے تو کہا جائیگا لغت قریش کو اسلئے کہ
نبی علیہ السلام قریشی تھے اور قرآن لغت قریش کے موافق
نازل ہوا ہے کیا تجھے خبر نہین جو مجاہد سے مروی ہے کہا مجاہد نے
قرآن لغت قریش کے موافق اترا ہے

باب اٹھائیسواں بیچ کلام تفسیر القرآن کے

کہا فقیہ رح نے
روایت کیا ہے سعید بن جبیر نے بواسطہ ابن عباس کے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن کی
تفسیر اپنی راے سے کرے اُسکو چاہیے کہ اپنا ٹہکانا
آگ مین کرلے + اور حضرت ابوبکر صدیق رض فرماتے
ہین کونسی زمین کے اوپر اور کونسے آسمان
کے نیچے رہ سکتا ہون اگر کتاب اللہ مین وہ بات
کہون جو نہ جانتا ہون + اور شعبی سے مروی ہے کہ
وہ گذرے ابو صالح پر اور پکڑا کان انکا اور کہا
ابھی قرآن تو پڑھا ہی نہین تفسیر کرنے بیٹھ گیا
اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک آدمی
کے ہاتھ مین قرآن دیکھا کہ اُسکی ہر آیت کے
پاس تفسیر بھی لکھی ہوئی ہے سو آپنے مقراض منگائی اور
اُسکو کتر ڈالا اور حکیم سے مروی ہے کہ شریح تفسیر

لا یفسر من القرآن الا ثلث ایات احدہا
قولہ تعالی ویعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح
قال الزوج والثانیۃ قولہ تعالی واتینہ الحکمۃ
قال الفقہ والعلم وفصل الخطاب البینات
والایمان والاعمال والثالثۃ قولہ تعالی
ان خیر من استاجرت القوی الامین
وقال کانت قوتہ انہ حمل صخرۃ لا یقوی
علی حملہا الا عشرۃ وقیل اربعون وامانتہ
انہا مشت امامہ فرفعۃ فوضعہا الریح
فقال لہا تاخری وصفی لی فی الطریق
وقالت عائشۃ رضی اللہ عنہا ما کان النبی
علیہ الصلوۃ والسلام یفسر القرآن الا ایات
بعدد ما علمہن ایاہ جبرئیل علیہ السلام
فان قیل اذا لم یفسرہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فلا یجوز لغیرہ ان یفسر
برایہ فکیف الوصول الی معرفۃ تفسیرہ
قیل لہ النہی انما انصرف الی المتشابہ
منہ لا الی جمیعہ کما قال اللہ تعالی فاما الذین
فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ

نہین کرتے ستہے قرآن کی مگر تین آیتون کی ایک آیت تو
یہ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے یا معاف کرے وہ شخص کہ اسکے ہاتہ
مین گرہ نکاح کی ہے یعنی خاوند + دوسری آیۃ واتیناہ
الحکمۃ یعنی فقہ اور علم اور مقدمات کے فیصل کرنیکی عقل اور ایمان
اور عمل صالح + تیسری آیت قول اللہ تعالی کا ہے جسکا ترجمہ
یہ ہے کہ البتہ بہتر نوکر جو تو رکہا چاہے جو زور آور ہو امانتدار
کہا ہے موسی کی قوت کا یہ حال تہا کہ ایک پتہر جو دس آدمیون سے
کم نہ اٹہا سکتے تہے + اور حضرت موسی کی امانتداری کا
یہ حال تہا کہ صاحبزادی حضرت شعیب کی انکے آگے آگے
چلتی تہی پس ہوا نے انکے تہبند کو اوپر اٹہا دیا تو کہا انکو
حضرت موسی نے پیچہے ہو جاؤ اور رستہ بتاتی چلو اور حضرت
عائشہ فرماتی ہین کہ نبی علیہ السلام قرآن کی تفسیر نہین
کیا کرتے تہے مگر چند آیتونکی وہبی بعد اسکے کہ جبرئیل علیہ
السلام نے آپکو انکی تفسیر بتا دی تہی۔ اگر کوئی کہے جب رسول اللہ
صلعم اپنی راے سے قرآن کی تفسیر نہین کرتے تو اور
کسیکو تو کب جایز ہے پہر اب قرآن کی تفسیر کیونکر معلوم ہو
جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت متشابہات کی تفسیر سے ہے
سارے قرآنکی تفسیر سے نہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو سو جنکے دل
پہرے ہوے ہین وہ لگے ہین کہ ڈہونڈہتے ہین اسکو تلاش کرتے

ابتغاء الفتنة لان القران انما نزل بالحق
حجة على الخلق فلو لم يجز التفسير و البيان
لايكون حجة بالغة فاذا كان كذلك جاز
لمن يعرف لغات العرب ويعرف شان
النزول ان يفسره واما من كان من
المتكلفين ولم يعرف وجوه اللغة فلا
يجوز له ان يفسره الا بمقدار ما سمع
فيكون ذلك على وجه الحكاية لا على
سبيل التفسير فلا باس به ولو انه يعلم
تفسيره واراد ان يستخرج من الاية
حكما واستدلالا من الاحكام فلا
باس به فلو انه قال المراد من الاية
كذا من غير ان يسمع فيه شيئا فهذا
مما لا يحل له وهذا هو الذي نهى عنه
ولو انه سمع من بعض الائمة فلا باس
فيه بان يحكى عنه وروى عن ابن عباس
رضي الله عنه انه كان اذا اشكل عليه شيء
من التفسير سال اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم والمسلمين من اهل الكتاب الذين

ہین گمراہی) اِسلئے کہ قرآن شریف خدا کی حُجت ہے مخلوق
پر پس اگر جایز نہو تفسیر اور بیان اُسکا تو وہ حجت کیونکر ہوگا
اور جب بات یہ ہے تو جایز ہے اُس شخص کو جو لُغت عرب کے
جانے اور شان نزول کو پہچانے کہ قرآن کی تفسیر کرے
لیکن جو شخص خواہ مخواہ مفسر بنا چاہے لُغت عرب وغیرہ
کو نجانے اُسکو تفسیر کرنی قرآن کی جایز نہین مگر جتنے
کسی عالم سے سُنے ہوا اور یہ تفسیر بطور حکایت کے ہوگی بطور
تفسیر نہوگی اسلئے اسکا کچھہ ڈر نہین + اور اگر جانتا ہے
وہ تفسیر پہر ارادہ کرے وہ کہ آیت سے کوئی حکم نکالے
یا استدلال کسی حکم کے لئے کرے تو کچھہ مضائقہ
نہین سو اگر کہا اُسنے مُراد آیت سے یہ ہے اور سلف
سے اسباب مین کچھہ سُنا نہین ہے تو یہ اُسکو
حلال نہین ہے اور ممنوع یہی ہے + اور اگر
کسے امام سے یہ بات منقول ہو تو حکایتاً بیان
کرنیکا مضائقہ نہین + اور ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انکو جب کبھی تفسیر
مین کوئی اشکال پیش آتا تھا تو صحابہ اور
اون مسلمانون سے جو پہلے اہل کتاب تھے
توریت و انجیل کے عالم تھے جیسے کعب احبار اور

قرؤا الكتب مثل كعب الاحبار ووهب بن منبه وغيرهما وروی عکرمة عن ابن عباس انه قال عرفت جميع تفسير القرآن الا اربعا وهي قوله تعالى لاواه والرقيم وحنانا وغسلين وروی عن ابن عباس انه فسر هذه الاحرف ايضا

اور وہب بن منبہ وغیرہ سے پوچھ لیا کرتے تھے اور مروی ہے بواسطہ عکرمہ کے ابن عباس سے کہ وہ فرماتے تھے تمام قرآن کی تفسیر جانتا ہوں مگر چار لفظوں کی اور وہ چار لفظ یہ ہیں لاواہ والرقیم وحنانا وغسلین اور ابن عباس سے ان چاروں لفظوں کی بھی تفسیر مروی ہے

باب حسن المعاشرة ومعرفة الحقوق

باب انتیسواں مخلوق کے ساتھ اچھی طرح پیش آنیکے بیان میں اور حقوق پہچاننے میں

قال الفقيه رضي الله عنه ينبغي للرجل ان يكون قوله للناس لينا ووجهه منبسطا مع البر والفاجر والسني والمبتدع من غير مداهنة ومن غير ان يتكلم معه بكلام يظن انه يرضى بسيرته ومذهبه لان الله تعالى قال لموسى وهارون عليهما السلام فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى وانك لست بافضل من موسى وهارون والفاجر ليس باخبث من فرعون وقد امرهما الله تعالى باللين القول مع فرعون وروى ابراهيم النخعي عن حمزة العامري عن طلحة ابن عمرو قال قلت لعطاء انك رجل يجتمع

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے آدمی کو چاہیے کہ مخلوق سے کلام نرم کیا کرے اور نیک و بد سنی بدعتی سے بکشادہ پیشانی پیش آئے مگر مداہنت نکرے نہ ایسے کلام کرے کہ بدعتی اور فاسق گمان کرے کہ میرے عقیدے اور فعلوں کو یہ شخص پسند کرتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون کو فرمایا ہے (سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے) اور بلاشبہ تو موسیٰ وہارون سے افضل نہیں اور فاسق فرعون سے برا نہیں حالانکہ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ساتھ نرمی کا حکم کیا ہے۔ ابراہیم نخعی بواسطے حمزہ عامری کے طلحہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا تو ایک ایسا

عندك ناس ذو هواء مختلفة وانا رجل ذو
حدة فاقول لهم بعض القول الغليظ فقال لا
تفعل اذ يقول الله وقولوا للناس حسنا
فدخل في هذه الآية اليهودي والنصراني فكيف
بالحنيف وعن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال انكم لن تسعوا الناس
باموالكم فليسعهم منكم بسط الوجه وحسن
الخلق وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه
من احب ان يصفو له ود اخيه فليدعه
باحسن اسمائه اليه ويسلم عليه اذا لقيه
ويوسع له في المجلس وروي عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال لعائشة رضي الله عنها
لاتكوني فحاشة فان الفحش لو كان رجلا
لكان رجلا سوءا ويقال الاحسان قبل
الاحسان فضل والاحسان بعد الاحسان
مجازاة والاحسان بعد الاساءة كرم والاساءة
قبل الاساءة جور والاساءة بعد الاساءة
مكافاة والاساءة بعد الاحسان شوم ولوم
ويقال ليس الاحسان ان تحسن الى من احسن

شخص ہے کہ تیرے پاس مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں
اور مین آدمی تیز مزاج ہون مین تو ایسے لوگون کو برا
بہلا کہہ بیٹھتا ہون فرمایا یون نکر اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا
ہے (اور کہیو لوگونکو نیک بات) پس جب داخل ہوا اس
آیت مین یہودی ونصرانی پہر کیونکر داخل نہوگا حنیفی
اور ابوہریرہ رض نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا تم لوگ مخلوق کو اپنے مالونہین توکیا گنجایش دوگے
مگر مخلوق سے بکشادہ پیشانی اور اخلاق سے پیش آیا کرو اور
حضرت عمر رض نے فرمایا ہے جسکو یہ پسند آئے کہ اسکا بھائی
اسکا دوست جانی ہو تو اسکو چاہیے کہ اسکو اچھے نام سے
پکارے جب ملے سلام کرے جب وہ مجلس مین آوے تو جگہ دے
اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپنے حضرت عائشہ رض کو فرمایا
تو بدزبان نہو اسلیے کہ بدزبانی اگر آدمی ہوتا تو برا آدمی
ہوتا اور یہ قول ہے مشہور ہے کہ احسان کرنا کسی پر اسکے
احسان کرنے سے پہلے خوبی کی بات ہے اور احسان کرنا
بعد احسان کے بدلا ہے اور احسان کرنا بعد برائی پہونچنے کے
کرم ہے اور برائی کرنی برائی پہنچنے سے پہلے ظلم ہے اور
برائی کرنی برائی پہنچنے کے بعد بدلا ہے اور برائی کرنی بعد
احسان پہنچنے کے بدبختی اور سخت ملامت کی بات ہے

اور یہ بھی ہے کہ احسان یہ نہین ہے کہ احسان کرے اسپر جسنے احسان کیا

الیک ولکن الاحسان ان تحسن الی من اساء
الیک قال الفقیہ رح ینبغی للانسان ان یعرف
حق من ھو اکبر سنا منہ ویوقرہ لانہ روی
عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال ما
وقر شاب شیخا الا قیض اللہ لہ شابا
عند کبر سنہ فیوقرہ وعن لیث بن عمر
ابی سلیم قال کنت امشی مع طلحۃ بن مطرف
فیقدمنی وقال لو علمت انک اکبر منی بلیلۃ
ما تقدمتک وروی عن النبی علیہ الصلوۃ
والسلام انہ قال من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم
صغیرنا فلیس منا واللہ اعلم

باب زیارۃ الاخوان

قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ ... زیارۃ الاخوان
والاصدقاء فی اللہ حسن وھو اجود وفیہا
زیادۃ الفۃ وعمر قال ابو امامۃ الباھلی
امش میلا وعد مریضا وامش میلین
وزر اخا فی اللہ وامش ثلثۃ امیال واصلح
بین اثنین وقال بعض الحکماء لا تترک
الزیارۃ فینسوک ولا تکثر الزیارۃ فیملوک

احسان یہ ہے کہ جو تیرے ساتہ برائی کرے اسکے ساتہ تو احسان
کرے + کہا فقیہ رح نے انسان کو لائق ہے کہ اپنے سے بڑے
کا حق پہچانے اسکی توقیر کرے اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا نہین توقیر کرتا کوئی جوان
کسی بوڑہے کی مگر مقرر کرتا ہے اللہ اسکے واسطے ایک جوان
جو اسکی بڑہاپے مین توقیر کرے اور لیث بن عمر سے مروی ہے
کہ مین ساتہ ساتہ چلتا تہا طلحہ بن مطرف کے سو انہون
نے آگے کر دیا مجہکو اور کہا اگر مجہکو خبر ہو کہ تم ایک
رات بہی مجہہ سے بڑے ہو تو مین کبہی تمسے آگے نہون
اور مروی ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا جو بڑے
کی توقیر نکرے چہوٹے پر رحم نکرے وہ ہم مین سے نہین واللہ اعلم

باب بتیسوان بیان مین ملاقات کرنیکے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے ملاقات بہائیون اور
دوستون سے خدا کے واسطے اچہی چیز ہے اور ثواب ہے اور اسمین
الفت اور عمر زیادہ ہوتی ہے + کہا ابو امامہ باہلی نے
چل ایک میل اور مریض کی عیادت کر اور چل دو میل اور بہائی سے
ملاقات کر اور چل تین میل اور صلح کر دشمنون مین - کہا
بعضے حکیمون نے ترک نکر ملاقاتکو تا کہ تجہے لوگ بہول
نجائین اور نہ بار بار ملاقات کر کبہی تجہسے اکتا نجائین

وقال النبي عليه الصلوة والسلام لابي هريرة
يا اباهريرة زرغبا تزدد حبا وعن ابي بكر بن
عبدالله المزني قال المريض يعاد والصحيح
يزار روي عن عمر انه كتب الى ابي موسى
الاشعري انظر الى من قبلك من وجوه الناس
فاكرمهم فانه لم يقدم الناس الا ان يكون
لهم وجوها يذكرون ويقومون بحوائج الناس
عن ابي جعفر قال طرحت لعلي وسادة فجلس
عليها وقال لا يابى بالكرامة الا الحمار وعن
طارق بن عبدالرحمن قال كنت عند الشعبي
فاتاه رجل يعني ابن جريج وطرح له وسادة
فجلس عليها وقال ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه
وروى سلمة بن كهيل عن ابي جحيفة قال
كان يقال جالس الكبراء وخالط العلماء
وخالل الحكماء وروى ابوهريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال الرجل على دين
خليله فلينظر احدكم من يخالل قال الفقيه
رحمه الله قد اختار بعض الناس سن لك

اور فرمایا نبی صلعم نے ابوہریرہ کو اے ابوہریرہ ملاقات کیا
کر ایکدن ناغہ دیکر تاکہ محبت زیادہ ہو۔ ابوبکر بن عبداللہ
مزنی نے کہتے ہین کہ بیمار عیادت کیا جاتا ہے اور تندرست
ملاقات کیا جاتا ہے اور حضرت عمر رضہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسے
اشعری کو لکہا تہا کہ اُس ملک مین جو لوگ ذی وجاہت
ہون انکی تعظیم کیا کرو اسلئے کہ قابل تعظیم و تکریم کے وہی لوگ
ہوتی ہین جنسے لوگونکی حاجتین روا ہون اور ابوجعفر
سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین بیٹہی حضرت علی کی لئے بچہونا
بچہایا آپ اُسپر بیٹہے اور فرمایا کہ تعظیم سے تو وہی
انکار کرے جو گدہا ہو۔ اور طارق بن عبدالرحمن کہتے
ہین کہ مین شعبی کے پاس بیٹہا تہا کہ آیا انکی خدمتمین ایک
شخص یعنے ابن جریج اور بچہایا گیا اُنکے واسطے بچہونا پس
بیٹہے وہ اُسپر اور کہا فرمایا نبی علیہ السلام نے جب آئے تمہارے
پاس کسی قوم کا عزت دار تو تم اسکی عزت کرو۔ اور سلمہ بن
کہیل کہتے ہین کہ ابو جحیفہ نے کہا ہے بڑونکی خدمت مین بیٹہا
کر عالمونسے خلط ملط رکہ حکیمونسی دوستی کر اور ابوہریرہ نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا آدمی اپنے دوست کے
دین پر ہے اسلئے اسکو لازم ہے کہ دیکہہ لے کس سے دوستی کرتا ہے
کہا فقیہ رحمہ نے بعضے لوگون نے آدمیونمین رہنے کو ناپسند کیا ہے

المخالطة واختيار العزلة وقالوا السلامة في العزلة والذي نقول في ذلك ان الرجل اذا كان بحال لو اعتزل كان اسلم لدينه فالعزلة افضل له ولو كان بحال لو خلا بنفسه اشتغل بالوسواس فالمخالطة افضل بعد ان يعرف حقوقهم وتعظيمهم وروي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال لولا الوسواس ما باليت ان لا اكلم الناس وقال بعض الحكماء لابنه يا بني اصحب من الناس من شئت الا خمسا فاياك ان تصحبهم الفاجر كذابا فان للكذاب كلاما بمنزلة السراب يبعد القريب ويقرب البعيد ولا تصحبن الاحمق فان الاحمق يرى ان ينفعك وهو يضرك ولا تصحبن طماعا فانه يبيعك باكلة وشربة ولا تصحبن بخيلا فان البخيل يخذلك حيث ما كنت احوج اليه ولا تصحبن جبانا فان الجبان يسلمك ويسلم والديه ولا يبالي

باب السلام

قال الفقيه رضي الله عنه اذا مررت على

اور گوشہ نشینی پسند کی ہے اور کہتے ہین سلامتی گوشہ نشینی مین ہے۔ اور ہم اسباب مین جو کہتے ہین وہ یہ ہے کہ آدمی اگر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اُسکا دین سلامت رہے تو گوشہ نشینے افضل ہے اور اگر تنہائی مین وسوسون مین مبتلا رہے تو آدمیون مین رہنا افضل ہے مگر رعایت حقوق کی اور تعظیم بہی ضروری ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اگر وسوسے پیدا نہوتے تو لوگون سے کبہی کلام بہی نکیا کرتا۔ اور کہا بعضے حکیمون نے اپنے بیٹے کو اے بیٹے جسکی صحبت مین چاہے بیٹھ مگر پانچ قسم کے لوگونکی صحبت سے بچ صحبت مین نہ بیٹھ جہوٹے کی اسلئے کہ جہوٹے کا کلام بمنزلہ سراب کے ہے دور کرتا ہے قریب کو اور قریب کرتا ہے بعید کو اور صحبت مین نہ رہ احمق کے اسلئے کہ احمق ارادہ نفع پہنچانے کا کریگا اور پہونچیگا نقصان اور نہ صحبت اختیار کر لالچی کی اسلئے کہ وہ تجہکو ایک لقمہ اور ایک پانی کے گہونٹ کے عوض مین فروخت کر دیگا اور نہ صحبت پسند کر بخیل کی اسواسطے کہ بخیل ذلیل و محروم کریگا تجہکو اُس وقت مین جب تو زیادہ محتاج ہوگا اور نہ پاس بیٹھ نامرد کے اسلئے کہ نامرد ہلاک کروا دیگا تجہکو اور تیرے ماں باپ کو اور کچہہ پرواہ بہی نکریگا +

باب اکتیسواں سلام کرنیکے بیان مین کہا فقیہ نے

قوم فسلم عليهم فاذا سلمت عليهم فقد وجب عليهم رد السلام ثم اختلفوا في الافضل فقال بعضهم اجر الراد افضل لان الرد فريضة والسلام سنة فاجر الفرض اكبر من السنة وانما قيل ان الرد فريضة لان الله تعالى قال اذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او ردوها الآية فامر برد السلام والامر من الله تعالى فريضة وقال الآخرون اجر السلام اكثر وافضل لانه سابق والسابق له فضل السبق وهو السبب في وجوب الرد فكان شريكا فيه وروى عن النبي صلى الله عليه وسلم ليس منا من ترك السلام ومن لا يجيب السلام فهو جاهل وروى الاعمش عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن حارث قال اذا سلم رجل على قوم كان له فضل ودرجة فان لم يردوا عليه ردت عليه الملائكة ولعنتهم وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال الا ادلكم على امر اذا انتم فعلتموه تحاببتم افشوا بينكم

سلمان پر گزری تو سلام علیکم کر جب سلام کیا تو اُنپر جواب واجب ہو گیا + پھر اختلاف کیا علمائے کونسا افضل ہے کہا بعضون نے ثواب جواب دینے والیکو زیادہ ہے اسلیئے کہ جواب فرض ہے اور سلام سنتہ ہے اور ثواب فرض کا سنتہ سے زیادہ ہوتا ہے اور جواب سلام کا فرض اسلیئے ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے (اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹ کے) پس امر کیا جواب کا اور امر اللہ تعالیٰ موجب فرضیت ہے + اور بعضون نے کہا ثواب سلام کا زیادہ ہے اسلیئے کہ وہ پہلے ہے اور پہلی کو فضیلت ہوتی ہے پہلے پر اور سلام ہی سبب ہے جواب کے واجب ہونیکا پس یا سلام شریک ہے وجوب جواب مین + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے ہم مین سے نہین وہ شخص جو سلام کا تارک ہو اور جو سلام کا جواب نہ دے وہ جاہل ہے + اور اعمش بواسطے عمرو بن مرہ کے عبد اللہ بن حارث سے روایت کرتے ہین کہ جو آدمی کسی جماعت سے سلام کرے تو اُسکو ایک درجہ اور فضیلت ہوگی سو اگر اُس جماعت نے جواب سلام کا نہ دیا تو فرشتے جواب سلام کا دیتے ہین اور اُس جماعت پر لعنت کرتے ہین + اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا مین تمکو ایسی بات نہ بتاؤن کہ جب تم اُسکو کرو تو دوست بنجاؤ آپس مین سلام

السلام وقال عطاء يسلم الماشي على القائم والقائم على القاعد والصغير على الكبير والراكب على الماشي ويسلم الذي يأتيك من خلفك واذا التقى الرجلان فافضلهما الذي ابتدأ بالسلام وقال الحسن البصري في قوم يستقبلون قوما سلم الاقل بالاكثر وروى زيد بن وهب ان النبي عليه الصلوة والسلام قال يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير قال الفقيه رض اذا دخل جماعة على قوم فان تركوا السلام فانهم آثمون فيه وان سلم واحد منهم جاز عنهم جميعا وان سلموا كلهم فهو افضل فان تركوا الجواب فكلهم آثمون واذا رد واحد منهم جاز وان اجابوا كلهم فهو افضل وقال بعضهم يجب الرد عليهم جميعا وهذا القول اصح وروى عن ابي يوسف رح قال لان الرد فرض فقد وجب الفرض عليهم جميعا وقال بعضهم يجوز اذا رد الواحد منهم

کثرت کیا کرو۔ اور کہا عطا نے سلام کرے چلتا کھڑے پر اور کھڑا بیٹھے پر اور چھوٹا بڑے پر اور سوار پیدل پر اور سلام کرے تجھے وہ شخص جو پیچھے سے آئے + اور جب دو آدمی ملیں تو انمیں افضل وہ ہے جو پہلے سلام کرے + اور کہا حسن بصری نے جب ایک جماعت دوسری جماعت پر گذرے تو ابتدا سلام کریں تھوڑے بہت پر + اور روایت کیا ہے زید بن وہب نے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سلام کرے سوار پیدل پر اور پیدل بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر کہا فقیہ رحمہ نے جب کوئی جماعت کسی جماعت پر گذرے پس اگر سب کے سب سلام نکریں تو سب گناہگار ہیں اور اگر ایک نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے بھی سلام کافی ہوگیا اور اگر سب کے سب سلام کریں تو افضل ہے پس اگر دوسری جماعت میں سے کسی نے بھی جواب نہ دیا تو سب گناہگار ہونگے اور اگر ایک نے بھی جواب دیدیا تو سب کی طرف سے کافی ہوگیا اور اگر سب نے جواب دیا تو یہ اور بھی افضل ہے + اور بعضے کہتے ہیں جواب سب پر واجب ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے اور امام ابو یوسف رح اسکی وجہ فرماتے ہیں ابتدا اسلئے کہ جواب فرض ہے اور وہ واجب ہوا ہے سب پر + اور بعضے کہتے ہیں اگر ایک نے بھی

وبه ناخذ وروى الاعمش عن زيد بن وهب
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال اذا مر
قوم بقوم فسلم واحد منهم اجزاه عنهم واذا
رد عنهم واحد اجزى وينبغي للمجيب اذا
رد السلام ان يسمع جوابه المسلم لانه اذا
رد بجواب ولم يسمع المسلم لم يكن ذلك
جوابا الا ترى ان المسلم اذا سلم بسلام
ولم يسمع منه المسلم عليه لم يكن ذلك منه
سلاما وكذلك اذا اجاب بجواب لم يسمع
المسلم منه لم يكن ذلك جوابا وروى
معاوية ابن قرة ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال اذا سلمتم فاسمعوا واذا رددتم
فاسمعوا واذا قعدتم فاقعدوا بالامانة
ولا يرفعن بعضكم حديث بعض وينبغي
للرجل اذا سلم على واحد ان يسلم بلفظ
الجماعة وكذلك في الجواب لان المسلم لا
يكون وحده وروى الاعمش عن ابراهيم
النخعي انه قال اذا سلمت على واحد فقل
السلام عليكم فان معه الملائكة وروى

سلام کا جواب دیا تو کافی ہے اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے
اور اعمش بواسطہ زید بن وہب کے نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی کسی قوم پر گزرے اور ایک
شخص اُنمین سے سلام کرے تو سبکی طرف سے کافی ہے اسیطرح
اگر ایک نے جواب دیا تو سبکی طرف سے جواب ہوگیا + اور جواب
دینے والیکو یہ ضرور ہے کہ جواب اسطرح سے دے کہ سلام کرنے
والا اُسکو سن لے اگر اُسنے نہین سنا تو یہ جواب معتبر نہین کیا
تجھے خبر نہین کہ اگر سلام کرنے والا سلام کرے اور دوسرا
نہ سُنے تو یہ سلام شمار نہوگا اسیطرح جواب کا حال
ہے اور معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا جب سلام کیا کرو تو سنایا کرو اور
جب جواب دیا کرو تو سُنایا کرو اور جب بیٹھا کرو تو
امانت دار ہوکر بیٹھا کرو کسیکی راز کی بات افشا نہ کیا
کرو + اور آدمی کو چاہئے کہ جب ایک آدمی پر بھی سلام
کرے تو لفظ جمع کا کہے اور اسیطرح جواب کا حال ہے
اسلئے کہ مسلمان کبھی تنہا نہین ہوتا (اور نہین تو فرشتے
ہی ہوتے ہین) اور اعمش کہتے ہین کہ ابراہیم نخعی نے
فرمایا جب تو سلام کرے تنہا پر تو بھی السلام علیکم
کہہ اسلئے کہ اُسکے ساتھ فرشتے ہین + اور ابو مسعود

عن ابی مسعود الانصاری رضی الله عنه
ان امرأة جاءت الی النبی علیه الصلوة
والسلام فقالت علیك السلام فقال النبی
علیه الصلوة والسلام هذا التسلیم علی
الموتی ولكن قولی السلام علیكم قال الفقیه
رحمه الله والافضل للمسلم ان یقول السلام
علیكم ورحمة الله وبركاته وكذلك المجیب
فان اجره اكثر ولا ینبغی ان یزید علی
البركات شیئا وروی ابو امامة الباهلی
عن سهل بن حنیف عن ابیه ان النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال من قال السلام
علیكم كتب له عشر حسنات ومن قال السلام
علیكم ورحمة الله كتب له عشرون حسنة
ومن قال السلام علیكم ورحمة الله وبركاته
كتب له ثلثون حسنة وروی عن ابن عباس
انه سمع رجلا یقول السلام علیكم ورحمة
الله وبركاته ومغفرته فقال ابن عباس
انتهوا حیث انتهت الملائكة من اهل بیت
الصالحین وهو قوله ورحمة الله وبركاته

انصاری سے مروی ہے کہ ایک عورت آئی خدمت مین
نبی علیہ السلام کے اور کہا علیک السلام پس نبی علیہ الصلوٰة
والسلام نے فرمایا اسطرح کا سلام تو مردون پر ہوتا ہے
ہان السلام علیکم کہہ + کہا فقیہ رحمہ نے اور افضل مسلمان
کے لئے یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کہے
اور اسیطرح مجیب کو چاہئے اسلئے کہ اسمین ثواب
زیادہ ہے اور یہ لائق نہین کہ برکات سے زیادہ کوئی اور لفظ
کہے اور ابو امامہ باہلی سہل بن حنیف سے اور وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جسنے کہا السلام علیکم اسکے اعمالنامہ مین دس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا السلام علیکم ورحمة الله
اسکے لئے بیس نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته اسکے لیے تیس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور ابن عباس رضی الله عنہ
سے مروی ہے کہ انہون نے ایک شخص کو سُنا
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ومغفرته کہتے
ہوئے سو کہا ابن عباس رضی الله عنہما نے ٹھیرو
جہان ٹھیرے ہین فرشتے یعنے قرآن مین سورۂ
ہود مین فرشتون نے رحمة الله وبرکاته

عليكم اهل البيت وروى عن ابن عباس رض
انه قال لكل شئ منتهى وان منتهى السلام
البركات

باب التسليم على الصبيان

قال الفقيه رح اختلفوا في التسليم على
الصبيان قال البعض لا يسلم عليهم وقال
البعض التسليم عليهم افضل من تركه وبه
ناخذ اما من قال انه لا يسلم عليهم قال لان
السلام سنة والرد فريضة والصبي لا يلزمه
الفرائض فلما لم يلزمه الرد لا ينبغي ان يسلم
عليهم وروى الاشعث عن الحسن انه كان
لا يرى التسليم على الصبيان وكان يمر عليهم
ولا يسلم عليهم وروى عن ابن سيرين انه
كان يسلم على الصبيان ولكن لا يسمعهم
فاما من قال انه يسلم عليهم احتج لما روي
عن انس بن مالك رضي الله عنه وكان خادم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كنت مع
الصبيان اذ جاء النبي عليه الصلوة والسلام
فسلم علينا ثم دعاني فبعثني في حاجة له
وعن عيينة بن عمار قال كان ابن عمير يمر

علیکم اہل بیت پر انتہا کیا ہے اور ابن عباس کہتے ہین ہر چیز
کے ایک انتہا ہے اور انتہا سلام کے لفظ برکات پر ہے +

بتیسوان باب اس بیان مین ہے کہ لڑکون پر سلام کرنا چاہئیے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علماء نے لڑکون پر سلام کرنے
مین بعضون نے کہا سلام نکیا جاے بعضون نے کہا سلام کرنا افضل
ہے نکرنے سے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے ہین کہ
لڑکون سے سلام نکیا جاے وہ یہ کہتے ہین کہ سلام سنت ہے اور
جواب فرض ہے اور لڑکون پر فرض لازم نہین ہوتا تو پہر
سلام کرنے سے کیا فائدہ اور اشعث امام حسن بصری سے روایت
کرتے ہین کہ وہ لڑکون سے سلام کرنیکو جایز نہین کہتے تہے اور
جب کبہی لڑکون پر گذرتے تہے تو سلام نہین کیا کرتے تہے
اور ابن سیرین سے مروی ہے کہ وہ لڑکون سے سلام کیا کرتے تہے
مگر انکو سنایا نہین کرتے تہے جو لوگ کہتے ہین کہ سلام
کرنا چاہیے انکی دلیل وہ روایت ہے جو انس بن مالک خادم
رسول اللہ صلعم سے مروی ہے انس کہتے ہین کہ مین لڑکون
کے ساتھ کہیل رہا تہا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے
اور ہمسے سلام کیا پہر مجہے بلا کر کسی کام کے لئے بہیجا + اور
عیینہ بن عمار سے مروی ہے کہ ابن عمیر ہم پر گذرتے

علينا ونحن غلمان فی المکتب فیسلم علینا وعن الحکم قال کان شریح یسلم علی کل صغیر وکبیر وروی الحسن البصری رح انہ کان یتوضاء فمر علیہ علی بن ابی طالب راکبا بغلۃ فسلم علیہ

باب التسلیم علی اهل الذمۃ

قال الفقیہ اختلف الناس فی التسلیم علی اهل الذمۃ قال بعضهم لاباس بہ وقال بعضهم لا ینبغی ان یسلم علیهم واذا اسلموا ینبغی ان یرد علیهم الجواب وبہ ناخذ امامن قال بانہ لاباس بہ فاحتج بما روی عن ابی امامۃ الباهلی رحمہ اللہ انہ کان لا یمر باحد یهودی یا ولا نصرانیا الا سلم علیہ وقال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بافشاء السلام علی کل مسلم ومعاهد وقال علقمۃ اقبلت مع عبد اللہ بن مسعود من السالحین فصحبہ دهاقین السالحین فلما دخلوا الکوفۃ اخذوا فی طریق اخر فسلم علیهم فقلت لہ التسلم علی هؤلاء الکفار فقال نعم انهم صحبونا وللصحبۃ حق واما من قال انہ لا یسلم علیهم فذهب

اور ہم لڑکے مکتب مین پڑہتے تہے پس ہمسے سلام کیا - اور حکم کہتے ہین کہ شریح چہوٹے بڑے سب سے سلام کیا کرتے تہے اور حسن بصری سے مروی ہے کہ وہ وضو کرتے تہے اور حضرت علی خچر پر سوار انپر گذرے اور سلام کیا

تینتیسوان[۳۳] باب اس بیان مین کہ اہل ذمہ کفار سے سلام کیا جاے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علمانے اہل ذمہ کفار سے سلام کرنے مین بعضون نے کہا کچہہ مضائقہ نہین اور بعضون نے کہا نچاہیے مگر جب وہ سلام کرین تو جواب دینا چاہیے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے ہین کہ سلام کرنے مین کچہہ مضائقہ نہین انکی حجت یہ ہے کہ ابو امامہ باہلی رح نہین گذرا کرتے تہے کسی یہودی یا نصرانی پر مگر سلام کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم کیا ہے کہ سلام بکثرت کیا کرین ہر مسلمان اور ہر ذمی کا فر پر + اور کہا علقمہ نے ایکدن مین عبد اللہ بن مسعود کے ساتہ ایک گانو سے جسکا نام سالحین ہے آتا تہا رستہ مین کچہہ گنوار سالحین کے ساتہ ہولیے جب ہم کوفہ مین داخل ہوے اور وہ گنوار اور طرف کو چلے تو عبد اللہ نے انکو سلام کیا مین نے عرض کیا کہ ان کافرون سے سلام کرتے ہو کہا ہان یہ لوگ ہمارے ساتہ رہے تہے اور صحبت کا ایک

حق ہے لیکن ... سلام ... [illegible]

الی ماروی سهل بن یحیی بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی علیه الصلوة والسلام قال لاتبتدا الیهود والنصاری بالتسلیم فاذا لقیتم فی الطریق فاضطروهم الی اضیقها وقال علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ لاتسلموا علی الیہود والنصاری والمجوس وروی عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر ان النبی علیه الصلوة والسلام قال ان الیهود اذا سلموا علیکم فقولوا وعلیکم ولا تزیدوا وقال انس نهینا ان نزید علی وعلیکم یعنی علی اهل الکتاب قال الفقیه رحمه اللہ واذا مررت بقوم فیهم مسلمون وکافرون فانت بالخیار ان شئت قلت السلام علیکم وتریدبه المسلمون خاصة وان شئت قلت السلام علی من اتبع الهدی قال مجاهد اذا کتبت الی الیهودی والنصرانی فی الحاجة فاکتب السلام علی من اتبع الهدی وعن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال السلام تحیة

وہ روایت ہے جو سہل بن یحیی نے اپنی سند سے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا ہے نہ ابتدا السلام کرو یہود ونصاری سے بلکہ جب ملیں وہ تمکو رستہ مین تو انکا رستہ تنگ کردو + اور کہا حضرت علی رض نے یہود ونصاری اور آتش پرست سے سلام نکرو + اور عبد اللہ بن دینار ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا ہے کہ یہود جب تمپر سلام کرین تو اُنکے جواب مین وعلیکم کہو اِس سے زیادہ کچھ نہ کہو + اور کہا انس نے ہم منع کئے گئے ہین کہ اہل کتاب سے وعلیکم سے زیادہ کوئی لفظ کہین + کہا فقیہ رح نے جب تیرا گذر ہو ایسی جماعت پر کہ اُسمین مسلمان وکافر دونون ہین تو تجھکو اختیار ہے چاہے السلام علیکم کہے اور خاص مسلمانون کا ارادہ کرے اور چاہے السلام علی من اتبع الہدی کہے + کہا مجاہد نے جب تو کسی ضرورت سے کسی یہودی یا نصرانی کو خط لکھے تو چاہئے کہ اول یہ لکھے والسلام علی من اتبع الہدی + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا سلام تحفہ ہماری

ملتنا وامان لذمتنا وعن يزيد قال سألت
عبد الله بن عباس رضي الله عنه عن التسليم
على النساء فقال اذا كن شواب فلا

باب التسليم عند دخول البيت

قال الفقيه رح اذا دخلت بيتك فسلم
على اهلك فان لم يكن في البيت احد فقل
السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين
لان الله تعالى قال فاذا دخلتم بيوتا
فسلموا على انفسكم تحية من عند الله
مباركة طيبة فالآية تقتضي الامرين
جميعا وهو التسليم على الاهل اذا كان فيه
احد وعلى نفسه ان لم يكن فيه احد وروى
سعيد عن قتادة قال اذا دخلت بيتك
فسلم على اهلك فهم احق من سلمت عليهم
فاذا دخلت بيتا ليس فيها احد فقل
السلام علينا من ربنا وعلى عباد الله
الصالحين لانه كان يؤمر بذلك قال
وذكر لنا ان الملائكة ترد عليه وروى
عن عطاء قال سمعت ابا هريرة يقول اذا

مذہب کا اور سبب امن ہے واسطے اہل ذمہ کے۔
اور یزید کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس سے
پوچھا کہ عورتوں سے سلام کیا جاوے فرمایا اگر ہوں
جوان تو منع ہے انتہا الیسلون

باب اس بیان میں کہ گھر میں داخل ہونیکے وقت سلام کرنا چاہیئے

کہا فقیہ رحمۃ نے جب داخل ہو
تو اپنے گھر میں تو گھر والوں پر سلام کر اگر گھر میں کوئی
نہو تو کہہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسلئے
کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے (پھر جب جاؤ گھروں میں
تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے اللہ کی یہاں سے
برکت کی ستھری) پس آیت دونوں امروں کو مقتضی ہے
اور وہ سلام کرنا ہے گھر والوں پر جب گھر میں ہوں
اور اپنا اوپر جب کوئی نہو۔ اور سعید قتادہ سے روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب تو گھر میں داخل
ہو تو اپنے گھر والوں پر سلام کہہ اسلئے کہ وہ بہی
مستحق ہیں اور جب داخل ہو تو اس گھر میں جس
میں کوئی نہو تو کہہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ
الصالحین اسلئے کہ یونہی حکم ہے اور فرشتے جواب دیتے
ہیں۔ اور عطا سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کہتے تھے کہ سنا

قال الرجل ادخل فقال لا حتى تجئ بالمفتاح
فقلت السلام عليكم قال نعم وروى المغيرة
عن ابراهيم قال اذا دخل الرجل بيته فسلم
قال الشيطان لا مقيل لي يعني لم يبق لي
موضع القرار فاذا اتى بطعام فسمى قال
الشيطان لا مقيل ولا مطعم واذا اتى بشراب
فسمى قال الشيطان لا مقيل ولا مطعم
ولا مشرب فيخرج خائبا هاربا

باب ما يستحب من اللباس

قال الفقيه ينبغي للرجل ان يكون في لباسه
موافقا لاقرانه ولا يلبس لباسا مرتفعا
جدا ولا رديا جدا فانه لو فعل ذلك ارتكب
النهي واوقع الناس في الغيبة وروى عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى عن
الشهرتين في اللباس المرتفعة جدا
والمنخفضة جدا وقال الشعبي البس من
الثياب ما لا يزدريك السفهاء ولا يعيبك
به الفقهاء وقال محمد بن سيرين كانت
الشهرة في تطويل الثياب ثم صارت

جب کوئی انکے گہر مین آنیکی اجازت مانگتا تو کہتے تہی نہین
یہانتک کہ کہے کہ آئے تو کہون مین کہ کنجی السلام علیکم ہے کہا ہان + اور
مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہین جب داخل ہوتا ہے آدمی
گہر مین سلام کہکر تو کہتا ہے شیطان میرے رہنے کو کوئی جگہ نہین
رہی اور جب کہانا سامنے آتا ہے اور بسم اللہ پڑہ لیتا ہے
تو کہتا ہے شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانیکو کوئی
چیز رہی اور جب پانی آتا ہے اور بسم اللہ پڑہ لیتا ہے تو کہتا ہے
شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانے پینے کو کوئی چیز
رہی نکل جاتا ہی شیطان گہر سے محروم ذلیل چلا جاتا ہے

باب اس بیان مین کہ لباس کس طرح کا مستحب ہے

کہا فقیہ نے آدمی کو چاہئے کہ لباس اپنے اقران امثال کے موافق
ہو نہ سب سے اعلی درجہ کا پہنے نہ سب سے ادنی درجہ کا اسلئے کہ
اگر ایسا کریگا تو نہی شرعی کا مرتکب ہوگا اور لوگون کو موقع
غیبت کرنیکا دیگا + اور رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپنے
دونون شہرتون سے منع فرمایا ہے اعلی درجہ کی لباس
پہننے کی شہرت سے اور ادنی درجہ کی لباس پہننے کی شہرت سے
اور کہا شعبی نے کپڑے ایسے پہن کہ جاہل بیوقوف ہنسی
نہ اڑائین اور نہ فقہا نام رکہین + اور کہا محمد بن سیرین نے
پہلے شہرت کپڑون کی دراز کرنے مین تہی اور اب

الشهرة في مجي يدها واختار بعض الناس
الاقتصار في اللباس واحتج بما روي عن
علي بن ابي طالب كرم الله وجهه انه خرج الى
السوق مع قنبر فاشترى قميصين غليظين
متخيرا بين فخير قنبر فاخذ قنبر احدهما
ولبس الآخر بنفسه وروي عن بعض
التابعين انه قال رايت عمر بن الخطاب
رضي الله عنه يخطب وعليه قميص عليه
سبع رقاع وروي عن عمر انه قال اخشوشنوا
واخلولقوا وتمعددوا واجعلوا لراس
راسين يعني البسوا الخشن والخلق
وتشبهوا بالمعد واشتروا عبدين اذا هلك
احدهما بقي لكم الآخر وتشبهوا باهل
كانوا يشترون مكان عبد عبدين حتى
ان مات احدهما بقي لهم الآخر ويستحب
البيض من الثياب ويروى عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى
خلق الجنة بيضاء وخير ثيابكم البيض
يلبس احياكم وكفنوا به موتاكم وروي

قیمتی عمدہ کپڑون مین سے ہے + آور بعضون نے لباس
متوسط کو پسند کیا ہے اور یہ حجت لاتے ہین کہ حضرت
علی نے ایکدن بازار کی طرف تشریف لیگئے مع غلام
قنبر کے اور خریدے دو کرتے موٹی چھینٹ ہوے اور
قنبر سی کہا کہ ایک انمین سے چھانٹ لی سو قنبر نے ایک
لی لیا اور دوسرا آپنے خود پہن لیا + آور بعض تابعین سے
مروی ہے کہ مین نے حضرت عمر کو خطبہ پڑھتے ہوے دیکھا
کہ انکے کرتے مین سات پیوند لگی ہوے تھے + آور حضرت عمر
سی مروی ہے کہ آپنے فرمایا لباس موٹا سخت پہنا کرو اور
پرانا کردیا کرو یعنی اتنا پہنو کہ پرانا ہوجایا کرے اور چھوڑدو
تم عیش کو اور ہوجاؤ تم بیارکی مانند حالت عیش مین
اور کردو تم ایک سر کو دو سر یعنی مول لو تم دو غلاموں کو
اگر ایک ہلاک ہوجائیگا تو دوسرا باقی رہیگا اور اہل عرب
یہی کیا کرتی تھی کہ دو غلام مول لیا کرتی تھی + آور مستحب
ہین سفید کپڑے اور مروی ہے نبی صلعم سے کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ہے جنت کو
سفید براق اور اچھے تمہارے کپڑون مین سفید
کپڑے ہین زندون کو چاہئے کہ خود پہنین اور مردون
کو انکا کفن دین + اور ابن عباس نبی علیہ

عبد الله بن عباس رضی الله عنه عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال البسوا من
ثیابکم البیض وکفنوا فیها موتاکم
فانها خیر ثیابکم وروی عن ابن عباس
رضی الله عنه انه قال کل ما شئت والبس
ما شئت اذا اخطأك اثنان ای سرف ومخیلة

باب الجمال

قال الفقیه یستحب
للرجل اذا کان ذا مروة وکان ذا علم
ان یکون ثیابه نقیة من غیر کبر وروی
عن عمر رضی الله عنه انه قال من حسب المرء
نقاء ثوبه وروی عن رسول الله علیه الصلوة
والسلام انه قال ما علی الرجل ان یتخذ
ثوبین لیوم الجمعة سوی ثوبی مهنته ویقال
الجدید لمن لا یلبس خلقا وعن انس رضی
الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
ما طابت رائحة عبد قط الا نقی بطیبه ولا
نقیت ثیاب عبد قط الا نقیه وقال
عمر رضی الله عنه اذا وسع الله علیکم
فوسعوا علی انفسکم وروی عامر بن

السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کپڑے سفید
پہنا کرو اور مُردون کو کفن دیا کرو کیونکہ سفید کپڑے
سب کپڑون سے بہتر ہین + اور ابن عباس فرماتے ہین
جو چاہے کہا اور جو چاہے پی مگر اسراف اور تکبر نکر +

اکتالیسوان باب جمال کے بیان

مین کہا فقیہ رح نے مستحب ہے مروت والی اور عالم
کو یہ امر کہ کپڑے اسکے صاف و پاک ہون اور تکبر نہو +
اور حضرت رض نے فرمایا کہ حسب مین داخل ہے آدمی
کے کپڑے صاف ہونے + اور رسول الله صلعم سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا آدمی کا کیا حرج ہے اگر دو
کپڑے جمعہ کے لیئے جُدے بنا رکھے روز مرہ کے کپڑون
کے سوا + اور یہ بہی قول مشہور ہے جسنے پرانا نہ پہنا
گویا اُسنے نیا کبھی نہ پہنا + اور انس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین اچھی ہوتی بو
کسی بندہ کی یہانتک کہ خود اُسکو اچھا کر دیتی ہے اللہ
نہین صاف ہوتے کپڑے بندے کے مگر صاف کر دیتے
ہین خود اُسکو + اور حضرت عمر رض فرماتے ہین جب
الله تعالے تمہارے مالون مین وسعت دے تو
اورتم اپنے نفسون مین وسعت دو + اور عامر بن

ابی سعید عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام
انہ قال ان اللہ نظیف یحب النظافۃ
جمیل یحب الجمال جواد یحب الجود کریم
یحب الکرم ویروی طیب یحب الطیب وروی
زید بن اسلم عن عطاء بن یسار قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فدخل
رجل ثائر الراس واللحیۃ فاشار الیہ رسول
اللہ علیہ الصلوۃ والسلام بیدہ ان اخرج
واصلح راسک ولحیتک ففعل ثم رجع
فقال لہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
الیس ھذا خیر من ان یاتیکم ثائر الراس
واللحیۃ کانہ شیطان وروی زید بن
اسلم عن جابر بن عبد اللہ قال خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ
انمار فبینا انا نازل تحت الشجرۃ اذا مر
رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فقلت
یا رسول اللہ ھلم فنزل فقمت الی غرارۃ
لنا فوجدت فیہا جزا وقثاء فکسرتہ ثم
قربتہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابی سعید نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ پاک صاف ہے پاکی صفائی کو پسند کرتا
ہے صاحب جمال ہے جمال کو پسند کرتا ہے بخشش
کرنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو
پسند کرتا ہے ایک روایت مین یہ بہی آیا ہے کہ پاک ہے
پاکی کو پسند کرتا ہے + اور زید بن اسلم عطاء بن یسار سے
روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوے تہے کہ
ایک آدمی خدمت مین آیا جسکے بال سر اور ڈاڑہی کے
پریشان تہے سو رسول اللہ صلعم نے ہاتہہ سے اشارہ
کیا کہ یہان سے نکل اور سر اور داڑہی کو درست کر جب وہ
درست کرکے آیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا یہ وضع
بہتر نہین اُس وضع سے کہ آدمی پریشان بال آئے گویا
شیطان ہے + اور روایت ہے زید بن اسلم نے
جابر بن عبد اللہ سے کہا انہون نے نکلے ہم ساتہہ رسول اللہ
صلعم کے غزوۂ انمار مین پس درمیان اس حال کے
تہے ہم اُترے ہوے درخت کے نیچے گذرے رسول اللہ
صلعم عرض کی مین نے آئیے پس آپ اُترے پہر کہڑا ہوا مین
طرف اونٹ کے پس پایا مین نے اُس مین روٹی اور
کہیرے سو ٹکڑے کئی مین نے اُسکے پہر آپکے سامنے لیگیا اور

وعندنا صاحب قد ذهب يرعى ظهرالنا فرجع وعليه ثوبان له قد خلقا فنظر اليه رسول الله صلے الله عليه وسلم فقال اما له ثوبان غير هذين فقلت يا رسول الله بلے له ثوبان في العيبة قال فلا كسوته ايا فدعوته فلبسهما ثم ولى يذهب فقال رسول الله عليه الصلوة والسلام ماله ضرب الله عنقه اليس هذا خيرا فسمعه الرجل فقال يا رسول الله قل في سبيل الله قال في سبيل الله فقتل الرجل في سبيل الله وقال فيه الشاعر ٥

تجمل بالثياب ولا تبال ؛ فان العين قبل الاختبار ، فلو جعل الثياب على حمارة لقال الناس مالك من حمار

باب ما يجوز من الثياب وما لا يجوز

قال الفقيه رحمه الله ويجوز لبس الخز للرجال والنساء لان الصحابة كانوا يلبسونه وقد كره بعض الناس وقد روي عن الحسن رضي الله عنه انه قال لان اتقلد بساطي حتى ينقطع احبالها

اور میرا ایک ساتھی تہا کہ ہماری سواریکی جانوروںکو چرانے گیا ہوا تہا وہ آیا اور کپڑے پرانے پہنے ہوئے تہا رسول اللہ صلعم نے اُسکی طرف دیکہا اور فرمایا کیا اِسکے پاس اور کپڑے نہین میں نے عرض کی کیون نہین گٹھڑی مین کپڑے اور مین فرمایا کیون نہین پہنا تو نے اُنکو پہر مین نے اُسکو بلایا اُسنے وہ کپڑے پہنے پہر چلا گیا پہر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا ہوا اُسکو مارے اللہ گردن اسکی کیا یہ بات بہتر نہین پس سُنا اس کلام کو اُس شخص نے پس کہا یا رسول اللہ آپ یُون فرمائین فے سبیل اللہ یعنے اللہ کی راہ مین گردن ماری جائیو آپنے فرمایا اللہ کی راہ مین پس مارا گیا وہ شخص اللہ کی راہ مین اور کہے ہین اچھے کپڑوں کے باب مین کسی شاعر نے دو شعر جنکا ترجمہ یہ ہے سنوار اپنی اُنکو کپڑوں سے اور کچہہ پروا نکر ☆ اسلئے کہ آنکہ پہلے کپڑون پر پڑتی ہے پس اگر گدہی کو بہی کپڑے پہنائے جائین تو لوگ کہنے لگین کیا اچہا ہے گدہا ☆

انسٹھویں باب مین یہ بیان ہے کہ کون کونسی کپڑے جائز ہین اور کون کونسی جائز نہین

کہا فقیہ رح نے اور جائز ہے اُونی کپڑے کا پہنا مردونکو اور عورتونکو اسلئے کہ صحابہ بالعموم پہنتے تہے اور بعضے اسکا پہننا مکروہ کہتے ہین ☆ اور روایت ہے حسن بصری سے کہ وہ فرماتے ہین مجھے یہ اچہا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے گلے مین اپنا بستر لٹکاؤن

من ان البس الخز ولكن نحن نقول يجوز ان
يكون كراهة خاصة واختار التواضع ولم
يحرم على غيره وروى عن خثيمة انه قال
ادركت ثلثة عشر نفرا من اصحاب النبي
عليه الصلوة والسلام يلبسون الخز وروى
عن عكرمة انه قال كان لابن عباس كساء
خز يلبسه وعن وهب بن منبه عن صالح
بن كيسان انه قال رايت على جابر بن
عبد الله كساء خز يلبسه وروى عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان له كساء خز يلبسه
قال الفقيه رح ولا يجوز للرجل لبس الحرير
والديباج والابريسم ويجوز للنساء وروى
انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه خرج وفي احدى يديه ذهب وفي الاخرى
حرير فقال هذان محرمان على ذكور امتي
وحل لاناثهم وروى عن محمد بن سيرين
انه كان يكره لباس الحرير للرجال والنساء
ووجهه ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انما يلبس الحرير في الدنيا من لا

اس سے کہ اون کا کپڑا پہنون مگر ہم کہتے ہین جایز ہے کہ
اُنہون نے خاص اپنے نفس کے لئے اُسکو مکروہ سمجہا ہو تواضع
اور اوروں پر حرام نکیا + اور خثیمہ سے مروی ہے کہ مین نے
تیرہ صحابیونکو اُون کے کپڑے پہنے دیکہا ہے + اور عکرمہ
کہتے ہین کہ ابن عباس کملی اُون کی پہنا کرتی تہی +
اور وہب بن منبہ بواسطہ صالح بن کیسان کی روایت
کرتے ہین کہ مین نے جابر بن عبد اللہ کو کملی اُون کی
پہنے ہوے دیکہا ہے + اور ابو ہریرہ سے منقول ہے
کہ وہ بہی کملی اون کی پہنا کرتے تہے + کہا فقیہ رح نے
جایز نہین مرد کو پہنا حریر اور دیبا اور ریشم کا اور عورتون
کو جایز ہے + اور انس بن مالک نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایک روز باہر
تشریف لاے آپکے ایک ہاتہہ مین سونا تہا اور
دوسرے مین حریر تہا پس فرمایا یہ دونون حرام
ہین میرے امت کے مردون پر اور عورتون کے واسطے
حلال ہین + اور محمد بن سیرین مرد و عورتون کے
لئے حریر کے لباس کو مکروہ کہتے ہین + اور انکی دلیل
وہ روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ حریر کو وہی آدمی پہنتا ہے جسکو آخرت مین

خلاق له في الآخرة ولم يفصل بين الرجال
والنساء والجواب ان يقال الخبر انصرف
الى الرجال لانه فسره في حديث آخر حيث قال
لا اناثهم واختلفوا في لبس الحرير في الحرب
قال بعضهم لا يجوز وهو قول ابي حنيفة رضي
الله عنه وقال بعضهم يجوز وهو قول
ابي يوسف ومحمد رح فاما حجة من كرهه
ان النهي كان عاما في لبسه فاستوى ذلك
في حال الحرب وغيره وروي عن عكرمة انه
كره لبس الحرير والديباج في الحرب وقال
كانوا اترون شهادة من يلبس الحرير و
الديباج في الحرب وروي الحسن انه كره
لبس الحرير والديباج في الحرب واما من
اجاز ذلك فقد ذهب الى ما روي عن
عمر انه قيل له انا اذا لقينا العدو
ورايناهم قد كفروا على سلاحهم
بالحرير والديباج فراينا لذلك هيبة
فقال عمر انتم تكفرون على سلاحكم
بالحرير والديباج وعن القاسم بن محمد

کچھ حصہ نہین اور مردون عورتون کی کچھ تفصیل نہین فرمائی
جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس حدیث مین مرد ہین اسلئی کہ
دوسرے حدیث مین اسکی تفسیر آگئی ہے کیونکہ آپنے فرمایا کہ عورتون
کے لئے حلال ہین اور اختلاف کیا ہے علمانے حریر کی پہننے
مین لڑائی مین بعضون نے کہا نہین جایز ہی اور یہ قول امام
ابو حنیفہ رض کا ہے اور بعضون نے کہا جایز ہے اور یہ قول امام ابو
یوسف و امام محمد کا ہے جو لوگ اسکو منع کرتے ہین انکی
دلیل یہ ہے کہ ممانعت حریر کی عام ہے پس حال لڑائی
غیر لڑائی کا برابر ہونا چاہیے + اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ
حریر اور دیبا کی پہننے کو لڑائی مین مکروہ جانتے تھے اور کہتے
تھے کیا تمکو یہ امید ہے کہ جو لوگ حریر اور دیبا کو لڑائی مین پہنتے
ہین انکو شہادت ملیگی + اور امام حسن بصری حریر اور دیبا کے
پہننے کو لڑائی مین مکروہ سمجھتے تھے + جو لوگ اسکو جایز کہتے
ہین انکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انسے
عرض کیا گیا کہ ہم جب دشمن کے مقابل تھے تو ہمنے دیکھا کہ
انہون نے اپنے ہتیارون کو حریر اور دیبا مین چھپا رکھا ہے
اور اسکی وجہ سے ہمارے دل مین ہیبت پڑ گئی +
حضرت عمر رض نے فرمایا تم بھی اپنے ہتیارون کو
حریر و دیبا مین چھپا لو + اور قاسم بن محمد کہتے ہین

قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرون فى لبس الديباج والحرير فى الحرب باسا

باب العلم فى الثياب

قال الفقيه رح كره بعض العلماء العلم فى الثوب من الحرير والديباج والابريسم واباح الاخرون وبه ناخذ فاما من كره فقد ذهب الى ما روى الاعمش عن مجاهد ان عبد الله بن عمر اشترى عمامة وكان علمها حريرا فقطعه وروى موسى بن عبيدة عن خالد بن يسار عن جابر ابن عبد الله قال كنا نقطع الاعلام وقال ابن عمر اجتنبوا ما خالط الثياب من الحرير ولان النبى عليه الصلوة والسلام حرم الحرير على الرجال فاستوى فيه القليل والكثير واما حجة من قال لا باس به فما روى ابو امامة الباهلى قال قالوا يا رسول الله نهيتنا عن لبس الحرير فما يحل لنا منه قال ثلثة

کہ صحابہ حریر اور دیباکے پہننے کو لڑائی میں برا نجانتے تھے

تیئیسواں باب اس بیان میں کہ نقش و نگار یا گوٹ ریشم وغیرہ کی کپڑوں میں جائز ہیں یا نہیں

کہا فقیہ رح نے بعض علما مکروہ کہتے ہیں نقش و نگار یا گوٹ کو حریر اور دیبا اور ریشم اور بعضے مباح کہتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے ❊ جو لوگ مکروہ کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ اعمش مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے ایک عمامہ مول لیا اور اسمیں گوٹ حریر کی تھی تو آپ نے اسکو کتر ڈالا ❊ اور موسی بن عبیدہ خالد بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گوٹ نقش و نگار کو کتر دیا کرتے تھے ❊ اور ابن عمر فرماتے ہیں کہ بچو ایسے کپڑوں کے برتنے سے جن میں حریر لگا ہو ❊ اور اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حریر کو مردوں پر حرام فرمایا ہے اور اسمیں تھوڑا بہت برابر ہے اور جو لوگ کہتے ہیں اسمیں کچھ مضائقہ نہیں انکی دلیل یہ ہے کہ ابو امامہ باہلی رض روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ آپنے حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے سو کسقدر حلال ہے ذرا ہمیں

اصابع وذلك ايضا الخبر فيه وروى
عن ابن عباس رضه انه قال لاباس
بالعلم انما يكره المصمت وروى منصور
بن ابراهيم انه قال انهم كانوا يرخصون
في الاعلام وروى سويد بن علقمة عن عمر
انه قال لاباس بالاصبع والاصبعين
والثلثة ولان القليل في حد العفو
كما ان عمل القليل في الصلوة لا يقطع
الصلوة ولان قليل النجاسة لا يمنع جواز
الصلوة وكذلك الصيام اذا دخل الغبار
في حلقه لا ينتقض صومه لانه قليل
فكذلك هذا

باب افتراش الديباج

قال الفقيه رحمه الله اختلفوا
في افتراش الديباج والحرير قال
بعضهم لاباس به وهو قول ابي حنيفة
رضي الله عنه وقال بعضهم يكره وهو
قول محمد بن الحسن وبه ناخذ واما حجة
من اباحه فما روى ابراهيم عن مسعر
عن ابن راشد قال رايت على فراش

انگلی کی قدر حلال ہے مگر اسمین بھی خیر و برکت نہین ہے اور
ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ریشم نقش کا
کچھ ڈر نہین ہے اور منصور کہتے ہین کہ ابراہیم فرماتے تھے
کہ ہمارے زمانہ کے علماء گوٹ وغیرہ کی اجازت دیدیتے
ہین اور سوید بن علقمہ حضرت عمر رضہ سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا مقدار ایک انگلی یا دو یا تین کی جایز ہے
اور اسلیے کہ تھوڑا سا حریر یا ریشم معاف ہے اور جیسا کہ
عمل قلیل نماز کو نہین توڑتا اسیطرح سے قلیل نجاست نماز
ہونے کو نہین منع کرتی اور جسطرح روزہ دار کی حلق
مین غبار داخل ہو جاتا ہے اور روزہ نہین توڑتا اسلیے کہ
وہ تھوڑا سا ہے اسیطرح تھوڑے سے حریر وغیرہ کو سمجھنا چاہیے

چوالیسوان باب دیبا اور حریر کے فرش بنانے کے بیان مین

کہا فقیہ رحنے اختلاف کیا ہے
علماء نے فرش بنانے مین حریر و دیبا کے بعضون نے
تو کہا کچھ مضایقہ نہین اور یہی قول ابوحنیفہ رح کا ہے
اور بعضون نے کہا مکروہ ہے اور یہ قول امام محمد کا
ہے اور ہم اسیکو اختیار کرتے ہین دلیل انکی جو
جایز کہتے ہین وہ روایت ہے جو ابراہیم مسعر سے وہ اسلئے
ابن راشد کے روایت کرتی ہین کہ مین نے ابن عباس کے فرش

ابن عباس او مجلسه مرفقة من حريرا وروى عن الحسن انه شهد عرسا فجلس على وسادة حرير عليها طيور وروى عن انس بن مالك رض انه حضر وليمة فجلس على وسادة حرير عليها صورة واما من كرهه فذهب الى ما روى عن سعد بن مالك انه قال لان اتكى على جمرة احب الى ان اتكى على مرفقة من حرير وعن ابن سيرين انه قال قلت لعبيدة السلماني افتراش الديباج كلبسه قال نعم كلبسه والله اعلم بالصواب

باب لبس الحمرة والمصبوغ المعصفر

قال الفقيه رح كره بعض الناس لبس الثوب المصبوغ بالمعصفر والزعفران والورس للرجال وقال بعضهم لا باس به اما حجة من كره فما روى ايوب عن نافع عن ابن عمر قال نهانى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس المعصفر وعن القسى يعنى الثوب الرقيق وعن القراءة فى الركوع وروى الحسن

تکیه حریر کا رکہا ہوا دیکہا ہے + اور مروی ہے حسن بصری سے که وہ شادی کی محفل مین ایکدفعہ گئے پس بیٹہے ایک فرش پر حریر کے جسکے اوپر پرند جانور کی شکلین بنی ہوئی تہین + اور انس بن مالک ایکدفعہ کسیکے ولیمہ مین تشریف لیگئے تہے پس بیٹہے ایک فرش پر حریر کے جسکے اوپر تصویرین تہین + جو لوگ اسکو مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے که سعد بن مالک فرماتے ہین اگر تکیہ کرون مین ایک انگارے پر تو یہ بہتر ہے اِس سے که حریر کے تکیہ پر تکیہ کرون + اور ابن سیرین کہتے ہین که مین نے عبیدہ سلمانی سے پوچہا کیا فرش کرنا حریر کا پہننے کی برابر ہے کہا ہان مثل پہننے کے ہے والله اعلم بالصواب

پینتالیسوان باب سرخ کپڑے اور کسنب کے کپڑے رنگے پہننے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے مکروہ کہتے ہین بعض علما کسنب کی رنگے کپڑے کو اور زعفران اور ورس کے رنگے ہوئے کو مردون کے واسطے + اور بعضون نے کہا کچہہ مضائقہ نہین + جو لوگ مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل وہ روایت ہے جو ایوب نے روایت کی ہے نافع سے کہ ابن عمر سے کہ منع فرمایا مجہکو رسول الله صلعم نے کسنب کے رنگے کپڑے سے اور ریشم کے کپڑے یا باریک کپڑے سے اور رکوع مین قرآن کے پڑہنے سے + اور روایت کرتی ہین حسن

عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اياكم والحمرة فان الحمرة من زينة الشيطان
وان الشيطان يحب الحمرة وروى عن عمرو
بن شعيب عن ابيه عن جده قال رأني
رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى ملحفة
مسرورة بالمعصفر فاعرض فذهبت
فاحرقتها ولبست غيرها ثم جئت فقال
ما فعلت بالملحفة فقلت رأيتك اعرضت
عني فاحرقتها قال عليه السلام فهلا
اعطيتها بعض نسائك واما حجة من اباح
ذلك فما روى عن وكيع عن سفيان عن
ابي اسحق عن البراء بن عازب قال ما رأيت
ذا لمة احسن في حلة حمراء من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وروى عن لقمان مولى الكعب
ابن عجرة قال لقيت اربعة او خمسة من
اصحاب رسول الله عليه الصلوة والسلام
يلبسون المعصفر وروى عن وكيع عن
مالك بن مغول انه قال رأيت على الشعبي
ملحفة حمراء قال الفقيه رحمه الله عليه

نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا بچو سرخ رنگ کے کپڑے
سے اسلیئے کہ سرخ رنگ زینت شیطان کی ہے اور شیطان
محبوب رکھتا ہے سرخ رنگ کو + اور عمرو بن شعیب اپنے
پردادا سے روایت کرتے ہین دیکھا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوپر میرے چادر کسنب کی رنگی ہوئی تھی پس منہ پھیر
لیا آپنے پس گیا مین گھر پر اور جلا دیا اسکو اور اور کپڑا
پہنکر حاضر ہوا آپنے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی مین نے
عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے مونہہ پھیر لیا اسلیے مین نے
اسکو جلا دیا آپنے فرمایا کسی اپنی عورت کو نہ دیدیا +
جو کہتے ہین کہ مباح ہے انکی دلیل یہ ہے جو وکیع
نے اپنی سند سے براء بن عازب سے روایت کی ہے
وہ کہتے ہین نہین دیکھا مین نے کسیکو کہ اسکے
کانون تک بال ہون اور سرخ چادر اوڑھے ہوا ور
اچھا معلوم ہوتا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے + اور لقمان مولے کعب بن عجرہ روایت کرتے
ہین کہ مین ملا ہون چار یا پانچ صحابیون سے اور
وہ پہنتے تھے کسنب کا رنگا ہوا کپڑا + اور روایت
کرتے ہین وکیع مالک بن مغول سے کہ انہون نے کہا مین نے
دیکھا ہے شعبی کو چادر سرخ اوڑھے ہوئے + کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ

القول الاول اصح وهو قول ابي حنيفة رضي
الله عنه وبه ناخذ ويحتمل ان لبس رسول
الله عليه الصلوة والسلام كان قبل النهي
واما الذي روي عن الصحابة فانه لا
يلزم ما لم يتبين من كان من الصحابة وقد روي
عن عمر وعن علي النهي فهو اولى بالاخذ واما
الذي روي عن الشعبي فانه كان يفعل
ذلك فرارا عن القضاء فكان يلبس
المعصفر يلعب بالشطرنج ويخرج مع
الصبيان لرؤية الفيل

باب لبس جلود السباع

قال الفقيه رح
اختلف الناس في جلود السباع كلها
قال اصحابنا رح لا باس بجلود السباع
كلها والصلوة فيها جايزة اذا كان
مدبوغا او ذكيا ما خلا الخنزير وكره
بعض الناس فاحتجوا بما روى ابو المليح
الهذلي قال نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن لبس جلود السباع وعن افتراشها
وعن عمر انه راى على رجل قلنسوة ثعالب

قول پہلا صحیح ہے اور یہی قول ابو حنیفہ رح کا ہے اور اسکو
ہم اختیار کرتے ہیں ٭ اور احتمال ہے کہ رسول اللہ صلعم کو
سرخ کپڑا پہننا ممانعت سے پہلے ہو اور جو کچھ صحابہ سے منقول
ہے وہ ہمپر حجت نہیں جبتک یہ معلوم نہو کہ صحابہ میں سے
پہننے والے کون کون تھے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ
سے تو ممانعت منقول ہے پس اسکو لینا اولی ہے اور جو
شعبی سے مروی ہے اسکا حال تو یہ ہے کہ شعبی عہدہ
قضا سے بچنے کے لئے یہ کام کرتے تھے کبھی کسنبے کا رنگا ہوا
کپڑا پہنتے تھے کبھی شطرنج کھیل لیتے تھے کبھی لڑکوں کے ساتھ ہاتھی
دیکھنے کو چلے جاتے تھے

باب چھیالیسواں اس سوال میں ہے کہ چمڑے درندونکے استعمال کرنے جائز ہیں یا نہیں

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علما نے درندونکی چمڑے میں ہمارے فقہا اور صحابہ نے تو یہ فرمایا ہے
کہ درندوں کے چمڑوں پر نماز جائز ہے اگر وہ چمڑے مدبوغ
ہوں یا صاف کئے ہوں سوا سور کے ٭ اور بعضوں نے
انکی استعمال کو ناجائز کہا ہے اور یہ دلیل لائے ہیں کہ ابو ملیح
ہذلی روایت کرتے ہیں کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے
درندونکی کھال پہننے کو اور بچھانے کو ٭ اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمیکو ٹوپی لومڑیکی کھال کی اوڑھے

فمنعتها وعن الحسن انه قال يكره الصلوة
فی جلود الثعالب واما حجة اصحابنا فما
روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال ایما اهاب دبغ فقد طهر وروی
ابن عون عن ابن سیرین عن علی بن
ابی شریح انه ذکر عنده جلود النمر قال ما
اعلم احدا ترک هذه الجلود تاثما فیها وروی
عن ابن الشخیر انه قال دخلت علی عمار
ابن یاسر وعنده خیاط یخیط لحافا من ثعالب
وعن ابراهیم النخعی انه کان له قلنسوة
ثعالب واما الاثر الذی جاء فی النهی
فاحتمل ان النهی ورد فی الذی لم یدبغ
ویحتمل ان النهی علی سبیل الاستحباب
لترک زینة الدنیا والتنعم من غیر تحریم
لانه کان بالناس شدة العیش الا تری
الی ما روی عن ابی هریرة رضی الله عنه
انه قال انما کان طعامنا مع رسول الله
علیه الصلوة والسلام الاسودین التمر
والماء وما کنا نری سمراءکم هذه یعنی الحنطة

دیکھا اُسکو پہاڑ پہینکا ＊ اور حسن بصری سے مروی ہے
کہ وہ لومڑیون کے کہال پر نماز پڑہنی ناجایز بتاتے تہے ＊
ہمارا اصحاب کے حجت وہ روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کچا چمڑا دباغت دیا جاتا ہی وہ پاک ہو جاتا ہے
اور مروی ہے ابن عون سے بواسطہ ابن سیرین کے شریح سے کہ
کہ اُنکے سامنے چیتے کی کہال کا ذکر آیا تو اُنہون نے فرمایا
کہ مین تو یون جانتا ہون کہ کسی نے اُنکو گناہ سمجہکر پہننا چہوڑا
اور مروی ہے ابن شخیر سے کہ اُنہون نے کہا ایکدن عمار
بن یاسر کے پاس گیا اور اُنکے پاس درزی بیٹھا ہوا
لومڑیون کی کہالون سے لحاف سیتا تہا ＊ اور
ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ اُنکی ٹوپی لومڑی کی
کہال کی تہی ＊ لیکن وہ اثر جسمین ممانعت آئی
ہے احتمال ہے کہ ممانعت غیر مدبوغ مین ہو اور احتمال
ہے کہ ممانعت استحباب کے طور پر ہو حرام نہو تاکہ لوگ
زینت دنیا کی اور عیش و عشرت ترک کرین کیونکہ
اس زمانہ مین لوگون کو خوب عیش حاصل تہے کیا
تمہے خبر نہین کہ ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ ہمارا
کہانا رسول اللہ صلعم کے حیات مین چہوارے اور پانی تہا
اور گیہون جنکو تم لوگ کہاتے ہو ہمنے دیکہی بہی نہ تہے

وانما كان لباسنا هذه الثمار يعني الصوف الا ترى انه روى في الخبر انه نهى عن اكل الخليطين لاجل شدة الناس في العيش فكذلك امر اللبس والله اعلم

باب اكل اللحم

قال الفقيه رح كان المتقدمون يستحبون اكل اللحم ويرغبون فيه ويكرهون المداومة عليه وروى عن علي رضي الله عنه انه قال كلوا اللحم فانه ينبت اللحم ويزيد في السمع وقال ايضا من لم ياكل اللحم اربعين يوما وليلة ساء خلقه وقال الزهري رح اللحم يزيد سبعين قوة وروى عن عبد الملك بن مروان انه لما دفع اولاده الى الشعبي ليؤدبهم قال له جز شعرهم لتستغلظ رقابهم واطعمهم اللحم ليشتد قلوبهم وجالسهم الرجال ليناقضوهم الكلام وانما يكره المداومة عليه لما روى عن عايشة انها قالت يا بني تميم لا تدوموا على اكل اللحم فان له ضراوة كضراوة الخمر وروى عن عمر انه كان اذا راى رجلا

اور ہمارا لباس اونٹ اور بکری کی بالونکا تہا کیا تجہے خبر نہین کہ حدیث مین دو چیزونکو ملا کر کہانیکی ممانعت آئی ہے اسلئے کہ لوگ سخت عیش وعشرت مین مشغول تہے پس اسیطرح حال لباس کا ہے واللہ اعلم ✦

باب سینتالیسوان گوشت کہانیکے بیانمین

کہا فقیہ نے رح متقدمین تو گوشت کہانیکو مستحب کہتے تہے اور رغبت رکہتے تہے مگر مداومت کو مکروہ جانتے تہے اور حضرت علے رض سے مروی ہے کہ فرمایا کہاؤ گوشت کو اسلئے کہ وہ گوشت پیدا کرتا ہے اور سماعت کو زیادہ کرتا ہے ✦ اور فرمایا جو شخص چالیس دن تک گوشت نکہائیگا تو اُسکے اخلاق بُرے ہو جائینگے ✦ اور زہری رح کہتے ہین کہ گوشت ستر قسم کی قوت زیادہ کرتا ہے اور مروی ہے عبد الملک بن مروان سے کہ جب اُسنے اپنی اولاد کو تعلیم لئے شعبی کے سپرد کیا تو شعبی نے عبد الملک سے کہا بال اُنکے مونڈوا دے تاکہ گردن موٹی ہو اور گوشت کہلایا کر تاکہ دل اُنکے سخت ہون اور مردونکی پاس بٹہایا کر تاکہ اُنکی کلام مین اعتراض کیا کرین ✦ اور مداومت کرنا گوشت پر اسلئے مکروہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ ای بنی تمیم ہمیشہ گوشت نہ کہایا کرو کہ گوشت کی بہی لت ہی جیسی شراب کی لت پڑجاتی ہے اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکہتے تہے

يكثر الاختلاف الى القصابين فضربه
بالدرة وقال له ضراوة كضراوة الخمر
وروى ابو امامة الباهلي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
يبغض الخبز السمين واهل بيت اللحميين
وقال بعضهم يعني الذين يكثرون اللحم وقال
بعضهم يعني الذين يغتابون الناس
فياكلون لحومهم بالغيبة وروى ابو عمر
والشيباني عن ابن مسعود رضي الله عنه
انه راى رجلا دفع الى رجل دراهم فقال له
ما هذا قال اريد ان اشترى بها سمنا لشهر
رمضان فقال اذهب فادفعها الى امراتك
ومرها لتشترى كل يوم بدرهم لحما فهو خير لك
وروى هشام بن عروة عن ابيه عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لا تقطعوا اللحم
بالسكين كما تقطع الاعاجم ولكن انهسوا
فانه اهنا وامرء

باب اكل الفالوذج

قال الفقيه رحمه الله
كره بعض الناس اكل الفالوذج واللبن

کہ آمد رفت قصائیون کی دوکان پر زیادہ رکہتا ہی تو اسکو درّے
مارتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسکی بہی ایک لت ہی جیسی شراب
کی لت ہوتی ہے اور ابو امامہ باہلی نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک گہی کی روٹی
اور گوشت والا گہر مبغوض ہے بعضون نے کہا مراد اس سی وہ
لوگ ہین جو کثرت سے گوشت کہاتے ہین اور بعضی کہتے ہین مراد
اس سے وہ لوگ ہین جو لوگونکا گوشت کہاتے ہین یعنی
غیبت کرتے ہین ٭ اور عمرو شیبانی ابن مسعود رض سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہونے ایک آدمیکو دیکہا کہ دوسرے
کو کئی درہم دیے آپنے پوچہا کیون دیے کہا میرا ارادہ
ہے کہ گہی مول لون رمضان کے خرچ کے لیے فرمایا اوٹہہ
اور ان درہمون کو بی بی کو دے اور کہدے کہ ہر روز
ایکدرم کا گوشت منگا لیا کرے اور یہی بہتر ہے تیرے لیے
اور مروی ہے ہشام بن عروہ سے بواسطہ عروہ کی نبی علیہ السلام
کہ آپنے فرمایا گوشت کو چاقو سے کاٹ کر نہ کہایا کرو جیسی
عجمی کہاتے ہین لیکن مونہہ سے تم توڑ کر کہاو کیونکہ گوشت
اسطرح رچتا پچتا ہے اٹہتالیسوین باب اس بیان
ہی کہ فالودہ کا کہانا جایز ہی یا نہین کہا فقیہ رح
نے علمار فالودہ کے کہانے اور عمدہ قسم کے کہانے کو

من الطعام واباحة عامة العلماء فاما من كره
ذلك فذهب الى ما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ان من السرف ان يأكل الرجل
كل ما يشتهيه وقال كم من شهوة ساعة
اورثت صاحبها حزنا طويلا وروى عن عمر انه
قال اتى بشراب من عسل فاخذه ثم رده قال
خشينا ان اكون من الذين قال الله تعالى
اذهبتم طيباتكم في حيوتكم الدنيا واما من
اباحه فقد ذهب الى ما روى وكيع عن عمر
عن ابي الدرداء عن ابيه ان عمر لما وجه
الناس الى العراق قال انكم تاتون ارضا
تؤتون فيها بالوان من الطعام فكلما وضع
بين ايديكم لون فاذكروا اسم الله تعالى
ثم كلوا وروى عن الحسن انه كان على مائدة
ومعه مالك بن دينار فاتى بفالوذج فامتنع
مالك بن دينار عن اكله فقال له الحسن
كل فان نعمة الله عليك في الماء البارد اكثر
من هذا وروى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه اكل الرطب بالبطيخ وروى

مکروہ کہا ہے اور اکثر علما نے مباح کہا ہے ٭ جن لوگون نے
اسکو مکروہ کہا ہے انکی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ یہ بھی اسراف ہے کہ آدمی کا جس چیز کو جی چاہے وہ کہالے اور
فرمایا بہت سی خواہشین ہین کہ گھڑی بہر کا عیش ہے اور مدت
تک کا غم ہے ٭ اور مروی ہے حضرت عمر سے کہ انکے سامنے
ایکدفعہ شہد کا شربت آیا آپنے اول تو لے لیا اور پہر پہیر دیا
اور فرمایا ہم ڈرتے ہین کہ کبھی اُن لوگون مین سے نہو جائین
جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے لیلین تمنے عمدہ نعمتین اپنی دنیا
کی زندگی مین ٭ اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین اُنکی دلیل وہ
روایت ہے جو وکیع نے اپنی سند سے حضرت عمر سے روایت
کی ہے حضرت عمر رضی نے جب لوگون کو عراق کے ملک مین
بہیجا تو فرمایا تم ایسی زمین پر جاتے ہو کہ طرح طرح کی کہانے
کی چیزین تمہارے سامنے آئین گی جب تمہارے سامنے کسی قسم
کی چیز آئی تو بسم اللہ کہکر کہا لینا ٭ اور حسن سے مروی ہے کہ وہ
ایک دسترخوان پر تھے اور انکی ساتھ مالک بن دینار بہی تھے پس فالوذ
سامنے آیا تو مالک بن دینار نے کہانے سے انکار کیا حسن نے
کہا کہا لو اسلیے کہ اللہ کی نعمت تجہپر سرد پانی اس سے بھی زیادہ ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے تر چھوارا خربوزہ کے
ساتھ ملاکر نوش فرمایا ٭ اور حضرت عمر رض نے جو روایت

عن عمر بن الخطاب رض انه اكل البطيخ بالسكر
وقال الحسن البصري لباب البر بلعاب النحل
بخالص السمن ما عابه مسلم

باب ماجاء فی الاطعمة

روی احوص
ابن حکیم عن النبی علیه الصلوة والسلام
قال نعم الادام الخل والزیت وروی عن
عمرو بن دینار عن ابی جعفر ان النبی علیه
الصلوة والسلام قال لیس تفقر بیت فیه
خل وروی معاویة بن ابی سفیان انه قدم
وفد فقرب طعاما ثرد ها ببصل فقال
کلوا من هذا البصل فانه قل ما اکل قوم
من فجاء ارض فضرهم ماءها وروی انس
ابن مالک رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه کان یحب القرع قال انس بن
مالک فلم ازل احبه منذ رایت رسول
الله صلی الله علیه وسلم یحبه وروی عن
عبد الله بن عباس رضی الله عنه انه قال
ما لقحت رمانة قط الا بقطرة من ماء
الجنة وروی عن ابن ابی طالب کرم الله

کو شکر سے کہایا اور حسن البصری کہتے ہین گیہون کی روٹی
کو شہد اور گہی سے کہانے کو کسی مسلمان نے برا نہین سمجھا ؛

انچاسوان باب بیان مین کہانون کے

روایت
کرتے ہین احوص بن حکیم کہ نبی علیه السلام نے فرمایا کہ سرکه اور روغن
زیتون اچہا سالن ہے ؛ اور عمرو بن دینار ابو جعفر سے روایت
کرتے ہین کہ نبی علیه السلام نے فرمایا جس گہر مین سرکه ہو وہ گہر
خالی نہین ؛ اور حضرت معاویہ رض سے مروی ہے کہ ایک
دفعہ جماعت قاصدون کی آئی تو انہون نے لنگر سے
کہانا رکہا پہر منگایا پیاز اور کہا اسکو کہاؤ اسلیے کہ
بہت کم ہے یہ امر کہ کوئی قوم اسکو کہاوے اور
پہر غیر ملک کی آب وہوا اسکو ضرر دے ؛ اور
انس بن مالک رضی الله عنه نبی صلی الله علیه
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ کدو پسند
کرتے تہے انس بن مالک کہتے ہین کہ جب سے رسول
الله صلی الله علیه وسلم کو پسند کرتے دیکہا ہے
مین بہی کدو کو پسند کرتا ہون اور عبد الله بن عباس رض
رضی الله عنه فرماتے ہین کہ انار کبہی نہین پہولتا
مگر ایک قطرے سے جنت کے پانی سے اور مروی
ہے حضرت علی کرم الله وجہہ سے کہ جب تم

وجهه اذا اكلتم الرمانة فكلوها بشحمها فانه
دباغ للمعدة وروى ابو هريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه كان احب الثمار اليه البطيخ
والرطب واحب المرقة اليه القرع وروى
عن ابي طلحة بن عبد الله عن ابيه انه قال
دخلت على النبي عليه الصلوة والسلام وفي
يده سفرجلة فالقاها الي وقال دونكها اي
خذها يا ابا محمد فانها تجم الفؤاد وقال
وهب بن منبه وجدت في بعض الكتب
البطيخ طعام وشراب وفاكهة وخلال
واشنان وريحان ويغسل المعدة ويشهي
الطعام ويصفي اللون ويزيد الماء في
الصلب قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل
ان يوسع على اهله في الطعام والشراب
ولما روى عن النبي عليه السلام انه قال
ان الله تعالى يحب البيت الخصيب
وقال ابراهيم النخعي كانوا مخاصيب الرجال
في الطعام والشراب وفي اللباس يجوز
يعني كانوا يوسعون على العيال في المطعم

انار کو کہایا کرو تو اسکے چھلکے سمیت کہایا کرو اسلئے کہ
وہ مقوی معدہ ہے اور ابو ہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ پہلون مین سے آپکو خربوزہ اور ترچہوارا بہت پسند تہے اور شوربون
مین کدو کا شوربا پسند ہے + اور ابو طلحہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہین کہ مین نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپکے
ہاتہہ مین بہی تہے آپنے اسکو میری طرف پہینکدیا اور فرمایا ای
ابو محمد اسکو لیلے یہ دل کو قوت دیتی ہے اور کہا
وہب بن منبہ نے مین نے بعضے کتابون مین دیکہا ہے
کہ خربوزہ کہانا ہے اور پینا ہے اور میوہ ہے دانتون
کے لئے خلال ہے اور پیٹ کے لئے اشنان ہے
یعنی مثل اشنان کے صاف کردیتی ہے اور خوشبو کی چیز
ہے اور معدہ کو تر کرتا ہی اور بہوک لگاتا ہی اور رنگ کو صاف
کرتا ہے اور آب منی زیادہ کرتا ہے + کہا فقیہ رح نے مستحب
مرد کو کہ اپنے گہر والون کو کہانے پینے مین فراخی دے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالے اس
گہر کو پسند کرتا ہے جس مین فراغت ہو + اور
ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ صحابہ کہانے پینے مین فراخ دست
تہے اور لباس مین تنگدست یعنی اہل وعیال کو کہانا
پینا با فراغت دیتے تہے اور خود اپنے لباس

والشرب وتقدرون في الملبس وقال عمر
رضي الله عنه اكثر واخيبي تكم من الطعام
والشراب ورب رجل كثير المال قليل الخير
في البيت وقال الحسن ليس في الطعام سرف
يعني اذا وسع على عياله

باب اكل الثوم

قال الفقيه رحمه الله كره
بعض الناس اكل الثوم واباحه الآخرون
فامامن كرهه فقد ذهب الى ماروى القاسم
مولى ابي بكران النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اكل من هذه البقلة الخبيثة فلا
يقربن مسجدنا حتى يذهب ريحها من
فيه يعني الثوم وروى عطاء بن يسار
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال من
اكل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يوذينا
في مساجدنا وليجلس في بيته وسئل
عن الحسن عن الثوم ينضج في الخبط
يجعل في السكباج فكرهه قيل له انه
لا يصلح الا به فقال لا خير في طعام لا
يصلح الا به واما من اباحه فقد ذهب

مین تنگی برتتی ہے اور فرمایا حضرت عمر رض نے زیادہ کرو
برکت گہرون کے کہانے پینے سے اور بہت آدمی مال والے ہوتے
ہین مگر گہر مین اُنکی برکت کم ہوتی ہے اور کہا حسن نے کہانے
مین اسراف نہین یعنی اگر اہل وعیال کو بافراغت دے +

پچاسوان باب لہسن کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے مکروہ
کہا ہے بعضون نے لہسن کہانے کو اور بعضون نے مباح
کہا ہے + جنہون نے مکروہ کہا ہے اُنکی دلیل وہ روایت ہے جو
قاسم مولی ابوبکر نے کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کوئی اس ترکاری خبیث کو کہاوے اُسکو چاہئے
کہ ہماری مسجدون مین نہ آیا کرے یہانتک کہ اُسکے مونہہ
سے اُسکی یعنی لہسن کی بو نجاتی رہے + اور عطا بن
یسار نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا جسنے اس درخت خبیث کو کہایا ہو اُسکو چاہئے
کہ ہمکو مسجدون مین تکلیف دینے نہ آئے اپنے گہر مین
بیٹھا رہے + اور حسن بصری سے پوچھے گئے کہ اگر لہسن ہانڈی مین پروکے
سکباج جو ایک قسم کا سالن ہوتا ہے ڈالین تو کیسا ہے فرمایا برا ہے
عرض کیا کہ وہ تو بغیر لہسن کے درست ہی نہین ہوتا فرمایا جو
کہانا بغیر لہسن کے درست اور مزیدار نہو اُسمین برکت ہی نہین
ہے اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے

الی ما روی عبد الرحمن بن ابی لیلے قال
اهدی الی النبی علیه الصلوة والسلام
مرقة وفیه الثوم فارسل به الی ابی ایوب
الانصاری فقال ابو ایوب یا رسول الله
أكل شيء كرهته قال انما كرهته لانه
يناجيني جبرئيل عليه السلام فيجد ريحه
وروى سفيان عن عبد الله بن ابي بريدة
عن ابيه قال نزلت على ام ابي ايوب الانصاري
فحدثتني انهم تكلفوا لرسول الله طعاما
فيه بعض هذه البقول فاتوه به فكرهه
وقال لاصحابه كلوا فاني لست كاحدكم
اني اخاف ان اوذي صاحبي جبرئيل
وعن ابن سيرين انه قال كان يدلس
لابن عمر الثوم فيجعل في الخيط فيترك
في القدر حتى اذا انضج به دفع الخيط
بما فيه وعن محمد بن علي قال نحن ال
محمد لا ناكل الثوم والبصل والكراث

باب ما قيل في المروة

قال الفقيه رحمه الله روى عن علي بن

کہ عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہین کہ تحفہ مین آیا رسول اللہ
صلعم کی خدمت مین سالن اور اُسمین لہسن پڑا ہوا تہا پس
بہیجا آپنے اُسکو ابو ایوب انصاری کی پاس پس کہا ابوایوب
نے یا رسول اللہ کیا مین ایسی چیز کو کہاؤن جسکو آپ برا
جانتے ہین فرمایا مین تو اسلیے اسکو برا جانتا ہون کہ جبرئیل
علیہ السلام سے بات چیت کرنیکی ضرورت پڑتی ہے اور انکو
اُسکی بو بُری معلوم ہوتی ہے + اور روایت کیا ہے سفیان نے
عبداللہ بن ابی بریدہ سے کہ انکی باپ کہتے ہین کہ مین مہمان ہوا
ایکدفعہ ابوایوب انصاری کی والدہ کے ہان اُنہون نے مجھسے یہ حدیث بیان
کی کہ لوگون نے رسول اللہ صلعم کیلیے کہانا پکایا اور اُسمین ترکاریات
لہسن پیاز سے ملی اور اُس کہانیکو آپکی خدمت مین لیگئے آپنے اُسکو
پسند نہ فرمایا اور صحابہ سے فرمایا تم کہاؤ اسلئے کہ میرا حال تمہارا سا
نہین مجھے تو یہ ڈر رہتا ہے کہ کہین جبرئیل علیہ السلام کو انکی بو سے
تکلیف پہنچے + اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابن عمر کے لیے
یہ حیلہ کیا جاتا تہا کہ لہسن کچے دہاگے مین پرو کی ہانڈی مین ڈال
دیا جاتا تہا جب پک جاتا تہا تو دہاگے سمیت پہینکدیا جاتا تہا + اور
محمد بن علی فرماتے ہین کہ ہم اولاد محمد کی ہین لہسن پیاز گندنے کو
کہاتے ہین

باب الکاؤن اہمین مروت کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ

ابی طالب کرم اللہ وجہہ عن النبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام انہ قال من عامل الناس
ولم یظلمہم وحدثہم فلم یکذبہم ووعدہم
فلم یخلفہم فہو من کملت مروتہ وظہرت
عدالتہ ووجبت اخوتہ وقال ابن زیاد
لرجل من اہل الدہا فاین ما المروۃ فیکم
قال اربع خصال اولہا ان یعتزل الرجل
الریاء والریب فانہ اذا کان مرائیا کان
ذلیلا ولم یکن لہ مروۃ والثانی ان یصلح
مالہ فلا یفسدہ فان من افسد مالہ و
احتاج الی غیرہ فلا مروۃ لہ والثالث ان
یقوم لاہلہ فیما یحتاجون الیہ فامامن
احتاج الی الناس فلا مروۃ لہ والرابع
ان ینظر الی ما یوافقہ من الطعام والشراب
فیلزم ولا یتناول ما لا یوافقہ فان ذلک
لیس من المروۃ وروی عن قیس بن ساعدۃ
الایادی انہ کان یقدم علی قیصر فیکرمہ
قال لہ قیصر ما افضل العقل قال معرفۃ
المرء نفسہ قال فما افضل العلم قال

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو حاکم ہو کر لوگوں پر ظلم نہ کرے
جو بات کہے تو جھوٹی نہ کہے اور وعدہ کرے تو خلاف نہ کرے
تو وہ مروت میں کامل ہے اور عدالت اُسکی ظاہر ہے اور
بھائی چارا اُس سے واجب ہے + اور ابن زیاد نے ایک
آدمی سے دہنا نون میں سے کہا مروت تم کسکو سمجھتے ہو
کہا چار خصلتیں ہیں پہلی خصلت یہ ہے کہ آدمی ریاکاری
سے الگ رہے اسلیے کہ اگر ریاکار ہوگا تو ذلیل ہوگا اور
اُسکی مروت جاتی رہیگی اور دوسری خصلت یہ ہے کہ اپنے
مال کی اصلاح کرے اُسکو خراب نکرے ورنہ غیر کا
کا محتاج ہوگا اور مروت جاتی رہیگی اور تیسرے یہ ہے کہ
اپنے گھر والونکی خود احتیاج پورا کرے اگر اُس احتیاج کو
اوروں کے پاس لیجائیگا تو مروت جاتی رہیگی چوتھے یہ
ہے کہ کھانا پینا جو اپنے موافق ہو اُسکو کھائے
پئیے جو اپنے حال کے موافق نہ ہو اُس سے بچے
ورنہ مروت خاک میں مل جائیگی + اور قیس بن
ساعدہ ایادی سے روایت ہے کہ وہ قیصر کے پاس
گئے تو قیصر نے پوچھا کون سی عقل افضل ہے
کہا آدمی کو اپنا جاننا کہا علم کونسا
افضل ہے کہا جو نہ جانتا ہو اُسپر چپکا ہو جا

وقوف المرء عند جهله قال فما افضل المروة
قال استيفاء الرجل مال نفسه قال فما
افضل المال قال ما قضى منه الحق وقال
ربيعة المروة فى ستة اشياء ثلث فى الحضر
وثلث فى السفر فاما الثلثة التى فى الحضر
فتلاوة القرآن وعمارة مساجد الله واتخاذ
الاخوان فى الله واما الذى فى السفر فبذل
الزاد وقلة الخلاف لاصحابه والمزاح فى
غير معاصى الله وقال بعض الحكماء افضل
المروة للرجل ان يكون صادقا بقوله وافيا
بعهده باذلا لماله وروى عن الحسن
البصرى ان حجاما قص شاربه فاعطاه
درهما فسئل عن ذلك قال لا تدنقوا
فيدنق عليكم وكان الحسن اذا سمع رجلا
يتكلم بالدانق فيقول لعن الله الدانق
ومن تكلم بالدانق فلا مروة له وقال محمد
ابن الحسن ثلثة اشياء من الدناءة مشارطة
اجر الحجام والنظر فى مرآة الحجامين و
استقراض الخبز من جيرانه وقال الفقيه د

کہا مروت کونسی افضل ہے کہا اپنا مال پورا پورا لے لینا
کہا مال کونسا افضل ہے کہا وہ مال جس سے حق ادا
ہو وے اور کہا ربیعہ نے مروت چھہ چیزوں میں ہے تین تو
وطن میں ہیں اور تین سفر میں جو وطن میں ہیں وہ
یہ ہیں تلاوت کرنا قرآن کا آباد کرنا مسجدوں کا اتحاد
پیدا کرنا بہائی بندوں سے خدا کے واسطے اور جو سفر
میں ہیں وہ یہ ہیں خرچ کرنا توشہ کا اور ساتھیوں سے
مخالفت کم کرنی اور خوشطبعی کرنی بغیر گناہ کے اور کہا
بعضے حکمانے افضل مروت آدمی کے لئے یہ ہے کہ اپنے قول کا
سچا ہو عہد کا پورا ہو مال کو خرچ کرے اور حسن بصری سے
مروی ہے کہ ایکدفعہ حجام نے انکی لبین کترین تو آپنے اسکو ایک
درم دیا لوگوں نے پوچھا آپنے اتنا زیادہ کیوں دیا فرمایا نہ
کفایت شعاری کرو تو نہ کفایت شعاری کیجاوے تمسے اور حسن
جب سنتے تھے کسی شخص کو کہ ایک دانگ پر جھگڑا کرتا ہے تو کہتے
لعنت کرے اللہ دانگ کو جو کوئی دانگ پر جھگڑا کرے
وہ اہل مروت سے نہیں کہا محمد بن حسن نے تین چیزیں دنائت
خست میں داخل ہیں حجام کی مزدوری کو مقرر کرنا حجام کے آئینہ
میں مونہہ دیکھنا اور روٹی کا قرض لینا دینا ہمسایوں سے
اور کہا رستوں اور دوکانوں پر باتوں کے واسطے بیٹھنا

في الطرقات وحوانيت الناس للحديث ليس
من المروة قيل لبعض الحكماء ما المروة قال
باب مفتوح وطعام مبذول واذان مشدود
في حوائج الناس وقال الحسن البصري رضي
الله مروة الرجل صدق لسانه واحتمال عثرات
اخوانه وبذل المعروف لاهل زمانه وكف
الاذى عن اباعده وجيرانه واخوانه وروي
عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال
انا اعلم متى يهلك هذه الامة فقيل له متى
تهلك يا امير المؤمنين قال اذا كان ساسهم
من ليس له تقى الاسلام ولا كرم الجاهلية
قال الراوي صدق امير المؤمنين فما دام
ساسهم الذين لهم تقى في الاسلام مثل
عثمان بن عفان رض وعلي رض ومن له كرم
الجاهلية مثل معاوية لم يهلكوا فاذا ساسهم
مثل يزيد بن معاوية لم يكن له تقى الاسلام
ولا كرم الجاهلية هلكوا وقال [illegible]
تمام المروة في شيئين اجتناب ما يشين
الناس والتجاوز عما يكون منهم وقال علي رض

مروت سے بعید ہے ٭ بعضے حکما پوچھے گئے مروت سے
کہا مروت یہ ہے کہ دروازہ آنے جانے والوں کے لیے کھلا
ہوا ہو اور کھانا خرچ ہوا کرے اور تہ بند مضبوط بندھا ہوا ہو
لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ٭ اور کہا حسن بصری نے
مروت یہ ہے کہ آدمی زبان کا سچا ہو بھائیوں کی مشکل
کے وقت کام آئے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے اور تکلیف
نہ پہنچائے دور والوں کو نہ پڑوسیوں کو نہ بھائیوں کو ٭ اور حضرت
عمر رض فرماتے ہیں میں جانتا ہوں جب ہلاک ہوگی یہ امت
لوگوں نے پوچھا کب ہلاک ہوگی اے امیر المؤمنین کہا جب ہوگا
حاکم اونکا وہ شخص کہ نہ اسمیں تقوی ہوگا زمانہ اسلام کا اور نہ
جاہلیت کی زمانہ کا کرم راوی کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین
نے سچ فرمایا تھا کیونکہ جب تک انکے حاکم وہ لوگ رہے
جو تقوے والے تھے مانند حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض
کے اور وہ لوگ جن میں زمانہ جاہلیت کا سا کرم تھا
مانند حضرت معاویہ کے تو ہلاک نہوے اور جب حاکم ہوئے
آخر مانند یزید کے جن میں نہ تقوی تھا نہ کرم تو ہلاک ہو گئے
اور [illegible] نے کہا ہے مروت کامل دو چیزوں میں ہے باز
رہنا [illegible] سے جو لوگوں کو [illegible] اور درگذر کرنا اس سے
جو انکی طرف سے پہنچے ٭ اور حضرت علی رض نے حضرت

ابی طالب کرم الله وجهہ لابنہ الحسن ما المروۃ
قال العفاف وملک النفس والبذل فی
العسر والیسر قال فما اللوم قال احراز المرء
مالہ وبذلہ عرضہ وان یری ما فی یدیہ
شرفا وما انفقہ تلفا ویقال جماع المروۃ فی
قول الله تعالی ان الله یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر
والبغی الآیۃ وقال عبد الواحد بن زید
جالسوا اهل الدین فان لم تقدروا علیهم
فجالسوا اهل المروات من اهل الدنیا
فانہم لا یرفثون فی مجالسہم یعنی لا
یتکلمون بکلام الفحش وقال احنف بن
قیس لا راحۃ لحاسد ولا مروۃ لکاذب
ولا خلۃ لبخیل ولا وفاء لمطاول ولا سرور
لسیئ الخلق ولا وفاء للملوک ولا اخاء
للملوک ویروی للملوک

باب ما قیل فی العقل والعلم

روی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنہ قال
العلم خلیل الرجل والعقل دلیلہ والحلم

امام حسن سے پوچھا مروت کیا ہے کہا پارسائی کرنی اور
نفس پہ قادر ہونا اور تنگی فراخی مین خرچ کرنا پوچھا ملامت
کیا ہے کہا جمع کرنا مال کا اور خرچ کرنا آبرو کا جو اپنے ہاتھہ
مین ہو اسکو عزت سمجھنا جو خرچ ہو جاے اسکو بیفائدہ
تلف ہونا جاننا ۔ اور کہا جاتا ہے سبطرح کی مروت کا ذکر
اللہ تعالے کی قول مین جسکا ترجمہ یہ ہے بیشک اللہ حکم کرتا ہے
ساتہہ عدل کے اور احسان کے اور دینی قرابت والونکی اور منع کرتا ہے
بیحیائی اور نامعقول سے اور سرکشی سے ۔ اور کہا عبد الواحد بن زید نے
صحبت اختیار کرو دین والونکی اگر اسپر قدرت نہو تو جو دنیا
کے لوگ اہل مروت مین سے ہین انکی صحبت اختیار کرو اسلیے کہ
وہ اپنی محفلون مین بیہودہ کلام نہین کرتے ۔ اور کہا
احنف بن قیس نے حاسد کو کبہی راحت نہین جہوٹے کو
مروت نصیب نہین بخیل کی دوستی کا اعتبار نہین جو دیر
دے وہ وعدہ وفا نہین جو بداخلاق ہو اسکو خوشی نصیب
نہین بادشاہ وعدہ وفا نہین تیرے غلام سی بہائی بندی نہین آتی
دوسری روایت یہ ہے کہ بادشاہون کے بہائی چارے کا اعتبار نہین

باب وہ ہے جس مین ان اقوال کا مذکور ہے جو عقل اور علم کے بارے مین منقول ہین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا علم آدمی کا گاڑہا دوست ہے اور عقل رہنما ہے اور حلم

وزيره والعمل قيمه والصبر امير جنده و
الرفق والده واللين اخوه ثم قال علي لابنه
الحسن او الحسين يا بني لا تستحقرن برجل
تراه ابدا فان كان اكبر منك فاحسب انه
ابوك فان كان مثلك فاحسب انه اخوك
فان كان اصغر منك فاحسب انه ابنك وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال الذي لا يصنع
في السر شيئا يستحيي منه في العلانية قال
الفقيه رضي الله عنه وهذا موافق لما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال آخر
ما بقي من كلام النبوة اذا لم تستحيي فاصنع
ما شئت يعني اذا كان عملك عملا لا يستحيي
منه فافعل ذلك العمل ما شئت وروي
عن لقمان الحكيم انه قال لابنه يا بني ان
حسن طلب الحاجة نصف العلم والتودد
الى الناس نصف العقل والتقدير في
المعيشة نصف الكسب وفي رواية نصف
العيش يا بني ارسل رسولا حكيما ولا
توصه فان لم يكن لك رسول حكيم امين

وزیر ہے اور عمل قیمت یعنے محافظ ہے اور صبر لشکر کا سردار ہے اور
نرمی باپ ہے اور نیکی بھائی ہے پھر کہا حضرت علی نے حضرت امام
حسن یا حسین سے ای بیٹے کسی آدمی کو حقیر نہ جان اگر تجھسے بڑا ہے
تو تیرا باپ ہے اگر تیری برابر ہے تو تیرا بھائی ہے اگر چھوٹا ہے تو
تیرا بیٹا ہے + اور بعضے حکما سے پوچھا گیا عاقل کون ہے
فرمایا وہ شخص ہے جو خلوت مین ایسا کام نکرے کہ اگر ظاہر ہو جاوے
تو شرمندہ ہونا پڑے + کہا فقیہ نے اور یہ بات موافق ہے
اُسکے جو مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
آخر کلام نبوت سے جو باقی ہے وہ یہ ہے جب
حیا نکرے تو جو چاہے کر یعنے اگر تیرا عمل ایسا ہے
کہ حیا کے قابل نہین تو اس عمل کو جسقدر جی
چاہے کر + اور مروی ہے حکیم لقمان سے کہ
اپنے بیٹے کو فرمایا اپنی حاجت کو خوبصورتی سے
طلب کرنا آدھا علم ہے اور دوستی لوگون سے
کرنی آدھی عقل ہے اور روزی کے باب مین تھوڑا
پریشا کر رہنا آدھا کسب ہے ایک روایت مین
نصف عیش آیا ہے اے بیٹے قاصد حکیم
بھیج اور اُسکو کچھ وصیت نہ کر اگر تجھکو قاصد
حکیم امانت دار میسر نہ آئے تو خود اپنا

فكن رسول نفسك ويقال ثمانية نفران
هينوا فلا يلومن الا انفسهم الذاهب الى
مائدة لم يدع اليها والمتامر على رب
البيت وطالب الخير من اعدائه وطالب
الفضل من اللئيم والداخل بين اثنين
في حديثهما من غير ان يدخلاه فيه والمستخف
بالسلطان والجالس مجلسا ليس له باهل
والمقبل بحديثه على من لا يقبل وروى
شعبة عن ابي اسحق عن الحارث عن علي
ابن ابي طالب ان النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ينبغي للعاقل ان لا
يكون شاخصا الا في احدى ثلث مرمة
لمعاشه وخطوة لمعاده او لذة في غير محرم
وقد قيل ينبغي للعاقل ان يكون له من
النهار اربع ساعات ساعة يناجي فيها ربه
وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة ياتي
فيها اهل العلم الذين يبصرونه امر دينه
وينصحونه وساعة يخلي بين نفسه وبين
لذاتها فيما يحل ويجمل وينبغي للعاقل

تو خود اپنا قاصد آپ بن + اور کہا گیا ہے آٹھہ آدمی اگر
ذلیل ہون تو اپنے آپکو ملامت کرین ایک تو وہ شخص جو
بے بلائے دعوت مین چلا جاے اور دوسرا وہ جو گھر والی پر حکومت
کرے تیسرا وہ جو طالب بھلائی کا ہو دشمنون سے چوتھا وہ جو
طالب فضل کا ہو بخیل سے پانچوان وہ جو دو آدمیونکی بات مین
خواہ نخواہ دخل دے چھٹا وہ جو بادشاہ کی اہانت کرے ساتوان
وہ جو ایسی مجلس مین بیٹھے جو اُسکے لائق نہو آٹھوان وہ
جو متوجہ ہو کر باتین کرے اُس سے جو متوجہ ہو کر نسنے
اور مروی ہے شعبہ سے بواسطہ کئی راویون کے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل کو لائق ہے کہ مسافرت
نہ اختیار کرے مگر تین کام کے لیئے یا معاش کے لیئے
یا آخرت کے لیئے یا کسی لذت حلال کے لیئے +
اور کہا گیا ہے لائق ہے عاقل کو کہ دن کو چار
وقتون پر تقسیم کرے ایک وقت اللہ تعالی کے
عبادت کرے ایک وقت اپنے نفس سے حساب
لے ایک وقت اہل علم کی خدمت مین جاے تاوہ
دین کے امور مین اُسکو رہنمائی کرین اور نصیحت کرین
اور ایک وقت نفس کو حلال لذتون مین مصروف
رکھے + اور عاقل کو یہ سزاوار ہے کہ اپنے

ان ينظر في شانه ويعرف اهل زمانه ويحفظ
فرجه ولسانه

باب الآداب

قال عمر بن الخطاب رض تادبوا ثم تعلموا
وقال ابو عبد الله البلخي ادب العلم اكثر من
العلم وقال عبد الله بن مبارك اذا وصف
لي رجل له علم الاولين والآخرين وليس له
ادب لا اتاسف على فوت لقائه واذا سمعت
رجلا له ادب النفس تمنى لقائه واتاسف
على فوت لقائه وقيل مثل الايمان كمثل
بلدة لها خمسة من الحصون الاول من الذهب
والثاني من الفضة والثالث من الحديد
والرابع من الآجر والخامس من اللبن فما دام
اهل الحصن يتعاهدون الحصن الذي
من اللبن لا يطمع فيهم العدو فاذا تركوا
التعاهد حتى خرب الحصن الاول وطمع
العدو في الثاني ثم في الثالث حتى يخربوا
الحصون كلها فكذلك الايمان في خمسة
من الحصون اولها اليقين ثم الاخلاص
ثم اداء الفرائض ثم اتمام السنن ثم حفظ

کہ اپنے حالکو اور اہل زمانے کی حالکو دیکھے پہچانے اور اپنی
شرمگاہ اور زبان کو حرام سے بچاوے

باب ترپن مین ادب کا بیان ہے

فرمایا حضرت عمر رض نے اول ادب سیکھو پھر علم
اور کہا ابو عبد اللہ بلخی نے علم کا ادب علم سے زیادہ تر ہے
اور کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب کبھی مین سنتا ہون کسی
شخص کو کہ اسکو علم اولین وآخرین ہے اور بے ادب ہے تو اسکے
نہ ملنے کا مجھے کچھہ افسوس نہین ہوتا اور جب سنتا ہون کسیکو
کہ اسکا نفس مؤدب ہے تو اسکی ملاقات کا آرزومند رہتا
ہون اور ملاقات نہونے کا افسوس رہتا ہے اور
کہا گیا ہے حال ایمان کا مثل حال ایک شہر کے ہے کہ
پانچ قلعون سے محفوظ ہے پہلا قلعہ سونیکا دوسرا چاندی کا
تیسرا لوہے کا چوتھا پکی اینٹون کا پانچوان کچی اینٹون
کا پس جبتک اہل قلعہ کچی اینٹون کے قلعہ کی حفاظت کرینگے
دشمن کو فتح کی امید نہوگی پس جب چھوڑ دی حفاظت
یہانتک کہ پہلا قلعہ خراب ہوگیا تو طمع کریگا دشمن دوسرے
قلعہ کی پھر تیسرے کی یہانتک کہ دشمن کل قلعہ خراب
کر دینگے اسیطرح ایمان پانچ قلعون مین محصور ہے
اول قلعہ یقین ہے پھر اخلاص ہے پھر ادا کرنا فرضون کا
پھر تمام کرنا سنتونکا پھر نگاہ رکھنا ادب کا سو

الآداب فما دام العبد يحفظ الآداب ويتعاهدها فان الشيطان لا يطمع فيه فاذا ترك الآداب يطمع الشيطان فى السنن ثم فى الفرائض ثم فى الاخلاص ثم فى اليقين فينبغى للانسان ان يحفظ الآداب فى جميع اموره فى امر الوضوء والصلوة والشراء والصحبة وغير ذلك وقد بينا ههنا من الآداب ما لابد منها فاول من ذلك آداب الوضوء والصلوة والله اعلم

باب آداب الوضوء والصلوة

قال الفقيه رحمه الله اذا اراد الرجل ان يتوضاء فاذا دخل الخلاء ينبغى ان يبداء برجله اليسرى ويقول بسم الله ثم يقول اللهم انى اعوذ بك من الرجس النجس المخبث الخبيث من الشيطان الرجيم لان النبى عليه الصلوة والسلام قال ان هذه الحشوش محتضرة يعنى يحضرها الشيطان الرجيم فاذا دخل احدكم فيها فليستعذ بالله من الشيطان

جب تک بندہ آداب کی حفاظت کرتا ہے شیطان اسکی طمع نہیں کرتا جب اداب کو چھوڑا تو شیطان سنتوں پر حملہ کرتا ہے پھر فرضون پر پھر اخلاص پر پھر یقین پر اسلیے آدمی کو لایق ہے کہ تمام امور مین ادب کا خیال رکھے مثلاً وضو نماز بیع شرا صحبت وغیرہ مین ادب کا لحاظ رکھے اور ہم اس جگہ ضروری آداب وضو نماز کے بیان کرتے ہین + واللہ اعلم

باب چون مین آداب وضو اور نماز کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارادہ کرے آدمی وضو کا اور داخل ہو پاخانہ مین تو اول بایان پانون رکھے اور بسم اللہ کہے پھر یہ دعا پڑھے الٰہی اللہ مین پناہ مانگتا ہون تجھسے ناپاکی شیطان مردودسے اسلیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ نجاست کی جگہین شیطان مردود کی حاضر ہونے کی ہین جب کبھی تم مین سے ان مین داخل ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرے + اور اگر وہ یہہ استنجا کرنا داہنے ہاتھ سے اسلیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے سوا اپنا ہاتھ پاک چیزون کے لیے

الرجیم ویکرہ الاستنجاء بالیمنی ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام نھی عن ذلک فجعل الیمنی للطہارات والیسریٰ للنجاسات ورروی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انھا قالت کانت ید رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام الیسریٰ لخلائہ وما کان من اذی وکانت یدہ الیمنی لطعامہ وشرابہ وعن حفصۃ انھا قالت کانت یمنی رسول اللہ لطعامہ وشرابہ وطھورہ وثیابہ وکانت شمالہ لما سوی ذلک وعن ابراھیم النخعی انہ قال کان یقال یمنی الرجل لطعامہ وشرابہ وشمالہ لاستنجائہ ومخاطہ وقال الفقیہ رحمہ اللہ بھذا الاخبار نقول انہ لا ینبغی لہ ان یستنجی او یتمخط بیمینہ الا ان یکون بالیسریٰ علۃ ولا ینبغی ان یکشف عورتہ للشمس والقمر ولا یستقبل القبلۃ ببول وغائط فی الصحراء والبنیان الا ان یکون کنیفا جعل نحو القبلۃ فلا باس بہ ولا ینبغی ان یتکلم

مقرر کیا گیا ہے اور بایان ناپاکیون کے لیئے + اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ بایان ہاتہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پاخانہ اور اور ناپاکیون کے لیئے تہا اور داہنا کہانے پینے اور وضو کرنے اور کپڑے پہننے وغیرہ کے لیئے تہا اور بایان اور کامون کے لیئے + آور ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ داہنا ہاتھ آدمی کا کہانے پینے کے لیئے ہے اور بایان استنجا اور ناک صاف کرنے کے لیئے + کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے اِن حدیثون اور آثار کی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ آدمی کو لایق نہین کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے یا ناک صاف کرے مگر بائین ہاتہہ مین اگر کوئی مرض ہو تو ناچار ہے آور لایق نہین کہ چاند سورج کے سامنے برہنہ ہو اور پاخانہ پیشاب قبلہ کی طرف مونہہ کرکے نکرے جنگل مین ہو خواہ آبادی مین + مگر پاخانہ اگر قبلہ کی طرف بنا ہوا ہو تو کچھہ ڈر نہین + اور آدمی کو یہ لایق نہین کہ قضاے حاجت یعنے پائخانہ پہرنے کے وقت

في حاجته لان الملائكة يتنحون عنه
ويستترون عنه فاذا تكلم في ذلك الوقت
فقد اتعبهم بالعود اليه ليكتبوا قوله وينبغي
للانسان ان يتنزه عن البول لان النبي
عليه السلام قال استنزهوا عن البول
ما استطعتم فان عامة عذاب القبر منه
وينبغي للانسان اذا اراد ان يقعد لحاجته
ان لا يرفع ثوبه مالم يدن من الارض ويستتر
به ما استطاع لان النبي عليه الصلوة والسلام
امر بهذا فقيل يا رسول الله ارايت لو لم
يكن معه احد قال الله تعالى احق ان يستحيي
منه ولان معك صاحباك حافظاك لا
يوذيانك فينبغي لك ان لا توذيهما فاذا
خرجت من الخلا فابدأ برجلك اليمنى
وقل الحمد لله الذي اخرج عني ما يوذيني
وامسك فيّ ما ينفعني ويقويني غفرانك ربنا
واليك المصير واذا اردت الوضوء فقل
بسم الله والحمد لله الذي جعل الماء طهورا
والاسلام نورا لان النبي عليه الصلوة والسلام

کہ قضاے حاجت کے وقت باتین کرے اسلئے کہ فرشتے
اسوقت الگ ہو جاتے ہین اور پردہ کر لیتے ہین جب کلام کرنے
لگتا ہی تو انکی تکلیف دیتا ہے تاکہ وہ اسکی کلام کو لکھین
اور آدمی کو یہ بہی لائق ہے کہ پیشاب سے بچتا رہے اسلئے کہ
نبی علیہ السلام نے فرمایا پیشاب سے اپنے انکو بچاؤ جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ اکثر عذاب قبر اسکی وجہ سے ہے + اور انسان کو یہ
بہی لائق ہے کہ جب ارادہ کرے رفع حاجت بیٹھنے کا تو ننگا
نہو جبتک زمین سے قریب ہو اور پردہ کرے جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے اسیطرح فرمایا ہے لوگون نے
عرض کیا یا رسول اللہ اگر آدمی اکیلا ہو فرمایا اللہ تعالی
سے زیادہ حیا کرنی چاہئے اور اسلئے کہ تیرے ساتہ دو
ساتہی تیرے محافظ ہین وہ تجہکو تکلیف نہین دیتے
تجہکو چاہئے کہ تو بہی انکو تکلیف نہ دے + پس جب
تو پاخانہ سے نکلے تو داہنا پاؤن باہر رکہہ اور کہہ خدا کا
شکر ہے جسنے میرے پیٹ سے تکلیف دینی والی بلا نکالدی اور جو
چیز نافع اور قوت کی تہی وہ باقی رکہہ لی بخشدے ہمکو اے ہمارے
رب اور تیری طرف سب پہر آنیوالی ہین + اور جب وضو کا ارادہ کرے تو
بسم اللہ کہہ اور کہہ خدا کا شکر ہے جسنے پانی کو پاک کرنیوالی چیز بنایا
اور اسلام کو روشن بنایا اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے

قال من سمی الله تعالی عند الوضوء فقد اسبغ وضوءه وطهر جسده ومن لم یسم لم یسبغ وضوءه ولم یطهر جسده واذا استنجی الانسان فانه یستحب له بعد الاستنجاء ان یضرب یده علی الحائط او علی الارض ثم یغسلها لیزول الاذی عنها فان ذلک من السنة ویستحب للمتوضی ان یخلل بین اصابعه ویتعاهد عراقیه بالماء فقد جاء التشدید بترک ذلک وهو قوله علیه الصلوٰة والسلام ویل للعراقیب من النار وقال علیه السلام خللوا اصابعکم قبل ان یتخللها نار جهنم وقد روی ابو ایوب الانصاری رض عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال حبذا المتخللون قالوا یا رسول الله وما المتخللون قال المتخللون من الطعام والمتخللون بالماء فی الوضوء فاذا فرغ من الوضوء فانه ینبغی له ان یقول سبحانک اللهم وبحمدک اشهد ان لا اله الا انت واشهد ان محمدا عبده ورسولک وانک

فرمایا جسنے بسم اللہ وضو کرتے وقت کہہ لی تو اسنے وضو کو کامل اور بدنکو پاک کر لیا اور جسنے بسم اللہ نہ کہی تو نہ وضو کو کامل کیا نہ بدن کو پاک کیا + اور جب آدمی استنجا کرے تو مستحب ہے بعد استنجا کرنیکے ہاتہہ کو دیوار پر یا زمین پر مارے پہر دہوئے تاکہ نجاست بالکل زائل ہوجائے اور یہ بات سنون ہے + اور مستحب ہے وضو کرنے والیکو کہ انگلیون مین خلال کرلے اور ٹخنونکو پانی سے خوب دہولے کیونکہ اسباب مین سخت تاکید آئی ہے اور وہ یہہ ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہین ہلاکی ہے واسطے ٹخنون کے آگ سے + اور فرمایا نبی علیہ السلام نے انگلیون مین خلال کر لیا کرو اس سے پہلے کہ خلال کرے انمین آگ دوزخ کی + اور ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بہت اچہے ہین خلال کرنے والے لوگون نے عرض کیا متخللون کون ہین فرمایا دانتون مین خلال کرنے والے کہانے سے اور وضو مین خلال کرنے والے + سو جب فارغ ہو وضو سے تو مستحب ہے یہ کہ پڑہے یہ دعا ترجمہ اسکی بیان کرتا ہون مین تیری اے اللہ اور تعریف کرتا ہون مین تیری شہادت دیتا ہون مین سواے تیرے کوئی معبود نہین ہے مگر تو ہی اور شہادت دیتا ہون مین سواے تیرے کہ محمد تیرے بندے تیری رسول ہین اور رجوع ہوتا

الیك فقد روی فی هذه فضل کثیر وروی عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال اذا فرغ احدکم من الوضوء فلیشهد ان لا اله الا الله ولیشهد ان محمد عبده ورسوله ثم لیصل علی فاذا فعل ذلك فتحت له ابواب الرحمة وینبغی ان یکون فی وضوءه مقبلا علیه ولا یتکلم فیه بشیء من الفضول لانه یرید زیادة ربه ولانه یرید القیام بین یدی الله تعالی فاذا دخل المسجد ینبغی له ان یدخل بالتعظیم ویبدا برجله الیمنی ویقول بسم الله ثم یقول سلام علی رسول الله وعلی من اتبع الهدی اللهم افتح لی ابواب رحمتك واغفر لی ذنوبی واذا خرج فیقول اللهم افتح لی ابواب فضلك وینبغی ان یکون فی صلوته خاشعا لان الله تعالی قال قد افلح المؤمنون الآیة ولا یلتفت یمینا ولا شمالا فانه فی مقام عظیم بین یدی الله تعالی وکما روی عن النبی علیه

تیری طرف اسلئے کہ اسکے پڑہنے مین بڑا ثواب ہے + اور مروی ہے ابن مسعود رضی کہ نبی صلعم نے فرمایا جب فارغ ہو ایک تم مین سے وضو سے پس اشہدان لا آلہ الا اللہ واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ پڑہے پہر درود پڑہے جب پڑہیگا کہل جائینگے اُسکے لئے دروازے رحمت کے + اور لائق ہے یہ کہ متوجہ ہوکر وضو کرے اور فضول باتین نکرے اسلئے کہ ارادہ رکہتا ہے پروردگار کی زیارت کا اور ارادہ رکہتا ہے اللہ کے سامنے کہڑا ہونیکا + پس جب داخل ہو مسجد مین تو داخل ہو تعظیم سے اور داہنے پاؤن کو اول رکہے اور بسم اللہ کہے پہر سلام وصلوة بہیجے رسول اللہ صلعم پر اور اُس شخص پر جو تابعداری کرے ہدایت کی یا اللہ کہولدے میرے واسطے دروازے رحمت کے اور بخشدے میرے گناہ اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اے اللہ کہولدے میرے لئے دروازے فضل کے + اور لائق ہے یہ کہ نماز خشوع سے ادا کرے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلاح کو پہونچے وہ مؤمن جو نماز خشوع سے ادا کرتے ہین اور داہنے بائین نہ دیکہے اسلئے کہ اللہ کے سامنے کہڑا ہے + اور اسی لئے نبی علیہ السلام سے مروی ہے

الصلوة والسلام انه مر على رجل يصلى
ويجاوز بصره عن موضع سجوده فقال رسول
الله عليه الصلوة والسلام لو خشع قلبه لخشعت
جوارحه وعنه عليه الصلوة والسلام انه
مدح صلوة رجل يقال له ابو سلمة بن عبد الرحمن
فقال الا ترون كيف لا يجاوز بصره عن موضع
سجوده وينبغى ان لا يلتفت يمينا ولا شمالا
فانه فى مقام عظيم بين يدى الله تعالى
فاذا اراد افتتاح الصلوة ينبغى ان يحضر
النية ويعلم اى صلوة هى فان الصلوة لا
يجوز الا بالنية فاذا فرغ عن صلوته ينبغى
ان يدعو الله تعالى لنفسه ولوالديه ولجميع
المؤمنين والمؤمنات وينبغى ان يعظم
المسجد فان الله تعالى قال فى بيوت اذن
الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يعنى
ان تعظم ونهى النبى عليه الصلوة والسلام
عن البيع والشراء فى المسجد ويكره
كلام الفضول واللغو والشغب و
الخصومة فيه ويروى اللعب واذا اراد

کہ آپ ایک نمازی پر گذرے کہ سجدے کی جگہ سے آگے نظر کر
رہا تہا سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا
تو اعضا پر بہی اُسکا اثر ہوتا ۔ اور مروی ہے رسول اللہ
صلعم سے کہ ایک آدمی کی نماز کی تعریف فرمائی اُسکا نام
ابو سلمہ بن عبد الرحمن تہا پس فرمایا کیا نہین دیکہتے کہ
اُسکی نگاہ سجدہ کے جگہ سے آگے نہین پڑہتی ۔ اور
لائق ہے یکہ نہ دیکہے داہین بائین اسلیئے کہ وہ بڑی
مقام مین اللہ تعالے کی آگے کہڑا ہے ۔ جب نماز کے
شروع کرنیکا ارادہ کرے لائق ہے کہ نیت کرے اور جانے
کہ فلان نماز پڑہتا ہون اسلیئے کہ نماز بے نیت ہوتی نہین
جب نماز سے فارغ ہو تو لائق ہے کہ دعا مانگے اللہ تعالے سے
اپنے واسطے اور ماں باپ اور تمام مسلمانون کے لئے ۔ اور لائق
ہے کہ تعظیم کرے مسجد کے اسلیئے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان
گہرون مین کہ اللہ نے حکم دیا انکو بلند کرنیکا اور وہان
اُسکا نام پڑہنے کا یعنے اللہ کے گہرون کی تعظیم چاہیئے
اور منع فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے مسجد مین خرید و فروخت
سے ۔ اور مکروہ ہے مسجد مین فضول باتین کرنے شور
وغل کرنا اور جہگڑنا ۔ اور مروی ہے شغب کی جگہہ
لعب یعنے کہیلنا ۔ اور جب ارادہ کرے آدمی

الرجل دخول المسجد ينبغي ان يتعاهد
النعل والخف عن النجاسة ثم يدخل فيه

باب آداب النوم

قال الفقيه رحمه الله اذا اراد الانسان النوم
ينبغي له ان ينام على الوضوء لان النبي
عليه الصلوة والسلام قال من بات طاهرا
بات في شعاره ملك لا يستيقظ ساعة من
الليل الا قال الملك في فراشه اللهم اغفر
لعبدك فانه بات طاهرا وان استطاع
الانسان ان يكون ابدا على الطهارة فليفعل
وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لانس بن مالك ان اتاك ملك الموت
وانت على وضوء لم تفتك الشهادة قال
وبلغنا ان الله تعالى قال لموسى يا موسى
ان اصابتك مصيبة وانت على غير وضوء
فلا تلومن الا نفسك وقال ان ارواح
المؤمنين تعرج الى السماء اذا ناموا فما
كان منها طاهرا اذن له بالسجود وما كان
غير طاهر فلا يؤذن له بالسجود ويستحب

مسجد مین داخل ہونیکا تو اسکو چاہیے کہ جوتی اور موزے
کو نجاست سے صاف کر لے پھر مسجد مین داخل ہو ؛

باب پچپن مین نیند کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے جب ارادہ کرے آدمی سونے کا تو چاہیے
کہ وضو سے سووے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو
رات گذارے طہارت پر رات گذارتا ہے فرشتہ اُسکے
پاس مین نہین جاگتا کسی وقت رات کو مگر کہتا ہے فرشتہ
اُسکے بستر پر اے اللہ بخش اپنے بندے کو اسلئے
کہ رات طہارت سے گذارے اگر ہو سکے تو ہمیشہ طاہر
رہے اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا انس بن مالک سے اگر تیرے پاس فرشتہ موت
کا آئے حالت وضو مین تو شہادت کہین نہین گئی
اور کہا یہ منقول ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی سے
فرمایا اے موسی اگر تجھکو مصیبت پہنچے اور تو وضو سے
نہ ہو تو اپنے نفس پر ملامت کر ؛ اور کہا روحین
مؤمنین کے آسمان پر چڑھتی ہین سونے کے وقت
جو اُن مین سے پاک ہوتے ہین اُن کو اجازت
سجدہ کی ملتی ہے اور جو پاک نہین ہوتے تو اجازت
سجدہ کرنے کی نہین ملتی ؛ اور مستحب ہے سونے

له عند نومه ان يضطجع على يمينه مستقبل
القبلة عند اول اضطجاعه فان بدا له ان
ينقلب الى الجانب الآخر فليفعل ويستحب
له ان يقول حين يضطجع بسم الله الذي
لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى السماء
وهو السميع العليم ويدعو من الدعوات
بما شاء ويستحب له اذا اصبح ان يقول
حين يستيقظ ويقوم الحمد لله الذي
احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور فاذا
قال هذا فقد ادى شكر ليله ويستحب له
عند دخول البيت ان يبدا برجله
اليمنى وعند الخروج يبدا برجله اليسرى
ويستحب للمسلم ان يعود لسانه بسم الله
فى جميع حركاته وليقل الحمد لله بعد
الفراغ من كل شئ ليدخل حلاوة الايمان
فى قلبه ويكره النوم فى اول النهار وبعد
العصر وفيما بين المغرب والعشاء ويستحب
النوم فى وسط النهار وروى عن ابن عباس
رضى الله عنه انه نظر الى بعض ولده وهو

کے وقت لیٹنا داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف مونہہ کرکے
پہر اگر دوسری کروٹ کو جی چاہے تو کروٹ لیلے + اور
مستحب ہے وقت لیٹنے کے یہ کہ پڑہے بسم اللہ الذی
لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وہو
السمیع العلیم + اور جو چاہے دعا مانگے + اور جب
صبح ہو تو مستحب ہے نیند سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑہنی
(ا اللہ کا شکر ہے جسنے بعد مارنے کے ہمکو زندہ کیا
اور اسیکی طرف قبروں سے اٹھنا ہے) پس
جب یہہ دعا پڑہ چکا تو اسنے رات کا شکر ادا
کر دیا + اور مستحب ہے گہر مین داخل ہونے وقت
داہنا پانون پہلے رکہنا اور نکلتے وقت بایان پانون
پہلے رکہنا + اور مستحب ہے مسلمان کو کہ اپنی زبان
کو ہر کام مین بسم اللہ کہنی کی عادت ڈالے اور ہر
کام سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے تاکہ حلاوت ایمان
کی دل مین داخل ہو + اور مکروہ ہے نیند
اول دن مین اور بعد عصر کے اور مغرب عشا
کے بیچ اور مستحب ہے دوپہر کو + اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہون
نے اپنے اولاد مین سے کسیکو صبح کے وقت

ناتم يوم الصبحة فركضه برجله فقال قم
لا انام الله عينك اتنام في الساعة التي
تقسم فيها الارزاق اما علمت انما النوم التحر
قال العرب مكرهة تكسلة مهرمة منساة
للحاجة ثم قال النوم ثلثة خلق وخرق
وحمق فاما الخلق فنومة الهاجرة واما
الحمق فنومة الضحى الصبح واما الخرق
فنومة اخر النهار لاينامها الا احمق او
سكران او مريض **باب**

اداب الاكل قال الفقيه
رحمه الله يستحب غسل اليدين قبل
الطعام وبعده فان فيه بركة روى
زاذان عن سلمان قال قرأت في التورية
الوضوء قبل الطعام وبعده يعني غسل
اليدين بركة فذكرت ذلك لرسول الله
عليه الصلوة والسلام فقال نعم الوضوء
قبل الطعام وبعده بركة ولاياكل طعاما
حارا لانه روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ابردوا بالطعام فان

سو ٹہوکر مارے اُسکو اور کہا اُٹھہ تیرے آنکھون کو اللہ
نہ سولائے کیا ایسے وقت مین سوتا ہے جس مین
رزق تقسیم ہوتے ہین کیا تو نہین جانتا یہ نیند وہ
ہے جسکو اہل عرب کہتے ہین سستی لانے والی
بڑہاپا لانے والی ہے اور دیر کرنے والی حاجت
مین + پہر فرمایا نیند تین طرح کی ہے ایک خلق
دوسرے خرق تیسرے حمق سو خلق تو نیند دوپہر
کی ہے اور حمق نیند اول دن کی ہے اور خرق نیند
آخر دن کی ہے ایسے وقتون مین نہین سوتے مگر احمق
یا نشہ باز یا بیمار + **باب چہپن مین کہانے
کے آداب کا بیان ہے** کہا فقیہ رح نے
مستحب ہے دہونا ہاتہون کا کہانے سے پہلے اور پیچہے
اسلئے کہ اسمین برکت ہے + اور زاذان سلمان سے روایت
کرتے ہین کہ مین نے توریت مین پڑہا ہے دہونا
ہاتہونکا کہانے سے پہلے اور پیچہے موجب برکت ہے
پس اسکا ذکر مینے رسول اللہ صلعم سے کیا آپنے فرمایا ہاتہون
کا دہونا کہانے سے پہلے اور پیچہے سبب برکت کا ہے +
اور نہ کہاوے کہانا بہت گرم اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا کہانے کو ٹہنڈا کرکے کہاؤ اسلئے کہ گرم مین

الا خير ذي بركة ولا يشم الطعام فان
ذلك من عمل البهائم وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال لا تشموا
الطعام كما يشم البهائم ولا ينفخ في الطعام
والشراب فان ذلك سوء الادب وروي
عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه نهي ان ينفخ في الاناء
ويتنفس فيه واذا بدات فقل بسم الله
وليكن طعامك من حلال لانه يقال ان
من كان طعامه من حرام فاذا قال بسم الله
يقول له الشيطان كلا اني قد كنت معك
حين اكتسبته فانا شريكك فيه فلا افارقك
الان واذا كان طعامك من حلال فذكرت
اسم الله عليه يهرب الشيطان منك واذا
نسيت يشاركك الشيطان فيه فذلك
قوله تعالى وشاركهم في الاموال و
الاولاد واذا قلت بسم الله فارفع صوتك
حتى يلقن من معك وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال اذا اكل

گرم مین برکت نہین + اور نہ سونگھے کہانے کو اسلیئے کہ یہ فعل
چوپایون کا ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ سونگھو کہانے کو جیسا سونگھتے ہین چارپایے اور نہ
پھونک ماری جاوے کہانے اور پانی مین اسلیئے کہ یہ بے
ادبی ہے اور عکرمہ بواسطۂ حضرت ابن عباس کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے برتن مین
پھونکنا مارنے سے اور برتن مین سانس لینے سے منع
فرمایا ہے + اور جب کہانا شروع کرے تو پڑہ بسم اللہ
اگر کہانا حلال ہو اسلیئے کہ کہانا اگر حرام کا ہوگا اور
پھر بسم اللہ کہے تو شیطان کہتا ہے ہرگز نہین مین تیرے ساتھ
تھا جب تونے اس مال کو کمایا تھا اب بھی مین تیرا شریک
ہون الگ نہین ہو سکتا + اور جب ہو کہانا تیرا حلال پھر
ذکر کرے تو اسپر اللہ کا نام تو شیطان بھاگ جائیگا اور جب
بسم اللہ کہنا بھول جائیگا تو البتہ شیطان شریک ہوگا یہی
مراد ہے اس قول اللہ تعالی سے (اور شریک ہو تو
انکے مالون اور اولادون مین) اور جب کہے تو
بسم اللہ تو پکار کے کہہ تاکہ تیرے ساتھی بھی
بسم اللہ کہین + اور مروی ہے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے جب کوئی تم مین سے کہانا

احدکم طعاما فلیذکر بسم الله ولیاکل
مما یلیه ولیاکل بیمینه وایاکم الذروة
فان البرکة تنزل من اعلاها ولا یاکل
احدکم بشماله فان الشیطان یاکل بشماله
ویشرب بشماله واذا وقع طعام احدکم
فلا یقم حتی یرفع فاذا رفع احدکم لقمة
فلا یلتفت حین یرفع واجتمعوا علی
طعامکم یبارک لکم فیه وهذا کله عن النبی
علیه الصلوة والسلام وروت عائشة
رضی الله عنها انه قال اذا اکل احدکم
طعاما فلیقل فی اوله بسم الله فان نسی
فی اوله فلیقل فی اخره او وسطه وقال
عبد الله بن مسعود اذا دخل الرجل
منزله فاکل ولم یسم اکل معه الشیطان
فان ذکر اسم الله منع الشیطان عن بقیة
طعامه ونقی مما اکل واستانف طعاما
جدیدا ومن السنة ان یاکل بیمینه لما
روی ایاس بن سلمة عن ابیه عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه رای رجلا یاکل

شروع کرے تو بسم اللہ کہے اور اپنے آگے سے کہاے اور
داہنے ہاتہہ سے کہاے کہانے کے بیچمین سے نہ کہاے
اسلئے کہ برکت بیچمین اترتی ہے اور بائین ہاتہہ سے نہ کہاے
اسلئے کہ شیطان بائین ہاتہہ سے کہاتا پیتا ہے + اور جب
گر پڑے کہانا تو جتے الوسع اٹہالی + جب کوئی شخص
لقمہ کہانے کو اٹہائے تو اور طرف نہ دیکہے + ملکر
کہانا کہایا کرو کیونکہ اسمین برکت ہوتی ہے + اور یہ
سب حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین +
اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ جب کوئی تم مین
سے کہانا کہائے تو اول بسم اللہ کہہ لے اگر اول مین بہول
جائے تو آخر مین یا بیچ مین کہہ لے + اور کہا عبد اللہ
بن مسعود رضہ نے جب داخل ہو آدمی گہر مین اور کہانا
کہانا شروع کیا اگر بسم اللہ نہ پڑہے تو شیطان ساتہہ
کہاتا ہے اور اگر بسم اللہ پڑہ لے تو شیطان باقی کہانے
سے رک جاتا ہے اور جتنا کہا لیتا ہے وہ قے کر دیتا
ہے اور پہر نئے سر سے کہانے کا ارادہ کرتا ہے + اور سنت ہے
داہنے ہاتہہ سے کہانا اسلئے کہ ایاس بن سلمہ نے روایت کی
اپنے باپ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے دیکہا ایک شخص کو کہ اسکا نام

له سیرابی من قبیلتہ اشجع یاکل بشمالہ فقال
لہ کل بیمینک قال لا استطیع فقال لہ لا
استطعت فقیل فما وصلت یدہ الی فیہ
ومن السنۃ ان لا یاکل الطعام من وسطہ
لانہ روی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
رض عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال
البرکۃ تنزل من وسط الطعام فکلوا من
حافتیہ ولا تاکلوا من وسطہ وروی الحسن
عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام قال لا تاکلوا
الطعام من فوقہ فان البرکۃ تنزل من فوقہ
فان قیل قد روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
انہ اکل من وسط الطعام وقال اکل البرکۃ
ولا ادعہا قیل لہ احتمل انہ فعل ذلک بعد
ما اکل من حافتیہ ومن السنۃ ان یلعق
اصابعہ قبل ان یمسح بالمندیل د ترکہ من
امر العجم وامر الجبابرۃ والفراعنۃ وکذلک
یلعق القصعۃ ویقال ان القصعۃ تستغفر
لمن یلعقہا وروی عن النبی علیہ الصلوۃ
والسلام انہ قال ان اللہ وملائکتہ یصلون

سیرین تہا اور قبیلہ اشجع مین سے تہا کہ بائین ہاتہہ سے
کہاتا ہے آپنے فرمایا داہنے ہاتہہ سے کہا کہا نہین سے
نہین کہا سکتا پس آپنے فرمایا نہ کہا سکیو تو پس کہا گیا
کہ آیندہ سے کبہی اُسکا ہاتہہ مونہہ تک نہ پہنچا + اور
یہہ بہی سنت ہے کہ کہانے کو بیچ مین سے نہ کہاے
اسلیئے کہ سعید بن جبیر بواسطہ ابن عباس کے نبی علیہ السلام
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برکت کہانے کے
بیچمین اُترتی ہے پس کنارون سے کہاؤ بیچ سے نہ کہاؤ
اور مروی ہے حسن سے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہانا اوپر سے
نہ کہاؤ اسلیئے کہ برکت اوپر ہی اُترتی ہے + اگر کوئی
کہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنہون نے بیچ مین
سے کہایا اور کہا مین برکت کہاتا ہون چہوڑتا نہین تو
جواب مین یہ کہا جائیگا کہ احتمال ہے کہ کنارون کے
کہانیکے بعد بیچ مین سے کہایا ہو + اور یہہ بہی سنت ہے کہ
انگلیون کو رومال سے پونچہنے سے پہلے چاٹے اور نہ چاٹنا
اُنکا عجمیونکی عادت ہے اور متکبرین اور فرعونون کی ہے
اور اسیطرح رکابی کو بہی چاٹ لے + اور کہا جاتا ہے
کہ برتن چاٹنے والے کے واسطے استغفار کرتا ہی اور
مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ اللہ تعالی اور فرشتے رحمت بہیجتے ہین

على الذين يلعقون اصابعهم وروى عن
عطاء عن ابن عباس رضي الله عنه ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال اذا اكل احدكم فلا
يمسح يده بالمنديل حتى يلعق اصابعه
وروى جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
من يلعق القصعة تقول القصعة اللهم
اعتقه من النار كما اعتقني من يد الشيطان
وروى جابر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه امر بلعق القصعة وروى عن عبد الله
ابن ابي بريدة قال رايت ابن عباس يلعق
اصابعه الثلثة اذا اكل وروى جابر عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
طعم احدكم فلا يمسح يده حتى يمصها فانه
لا يدري في اي طعام يبارك له عن عبد الله
ابن ابي يزيد رض قال رأيت ابن عباس
رضي الله عنه يلعق اصابعه اذا اكل وروى
جابر ان النبي عليه الصلوة والسلام امر
بلعق الصحفة ومن السنة ان ياكل ما يسقط
من المائدة لما روى حجاج السلمي ان النبي

انگلیون کے چاٹنے والون پر۔ اور عطا ابن عباس رض
سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلعم نے فرمایا جب کوئی
تم مین کچھہ کہائے تو رومال سے ہاتھہ نہ پونچھے جب تک
انگلیان نہ چاٹ لے ۔ اور جابر نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین جو شخص برتن کو چاٹ لیتا ہے
تو برتن دعا کرتا ہے لئے اسکے اللہ اسکو آگ سے آزاد کر
جیسے اسنے شیطان کے ہاتھہ سے مجھے آزاد کیا ۔
اور پھر جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے برتن چاٹنے کا حکم فرمایا ہے ۔ اور عبد اللہ
بن ابی بریدہ کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو
تینون انگلیان چاٹتے دیکھا ہے جب کبھی کہانا کہاتا
ہے ۔ اور جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے کہانا کہائے تو ہاتھہ نہ پونچھے
یہانتک کہ ہاتھہ نہ چوس لے اسلئے کہ اسکو کیا خبر ہے کہ
کس جزو مین برکت ہے ۔ اور عبد اللہ بن ابی یزید
کہتے ہین کہ مینے ابن عباس کو انگلیان چاٹتے دیکھا جب
کبھی کہانا کہایا ۔ اور روایت ہے جابر سے کہ نبی صلعم نے رکابی کے چاٹنے
کا حکم فرمایا ۔ اور مسنون ہے دسترخوان سے گرے ہوے
کو کہانا اسلئے کہ حجاج اسلمی نبی صلے اللہ علیہ

ان النبي عليه الصلوة والسلام قال من اكل
ما يسقط من المائدة لم يزل في سعة من
الرزق وفي الحمق عنه وعن ولده وولد ولده
وروى جابر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اذا سقطت لقمة احدكم فليأخذها
وليمط عنها الاذى وليأكلها ولا يدعها
للشيطان ومن السنة ان لا يجمع بين الفاكهة
وبين البقل في طبق واحد وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه نهى ان يجمع بين
التمر والنوى على الطبق الواحد ومن السنة
ان يحمد الله تعالى اذا فرغ من الطعام وروى
ابوبكر المزني عن عطاء عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا كان في الطعام
اربع خصال فقد كمل شانه اذا كان اوله
من حلال فاذا اكل ذكر اسم الله تعالى
ثم يكثر عليه الايدي واذا فرغ منه
يحمد الله تعالى ولا ينبغي ان يرفع صوته
بالحمد لله الا ان يكون جلساءه قد فرغوا
من الاكل لان في رفع الصوت منعا لهم

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے دسترخوان
کے گرے ہوئے کو کہایا اُسپر رزق کی ہمیشہ وسعت
رہیگی اور وہ اور اُسکی اولاد حمق سے محفوظ رہیگی + اور
جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا جب کسیکی ہاتہہ سے لقمہ گرجاوے تو اُسکو
اُٹھالے اور صاف کرکے کہالے شیطان کے لیے نچھوڑے
اور مسنون ہے یہ کہ نہ جمع کرے میوے اور ترکاری
کو ایک برتن مین یعنی ایک وقت مین دونون کہاوے
اسلیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمع کرنے کو
منع فرمایا ہے اور مسنون ہے الحمد للہ کہنا کہانے
سے فارغ ہونے کے بعد + اور ابوبکر ہزلی بواسطے
عطا کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
جس کہانے مین چار باتین ہون وہ کہانا خوب ہے
اول تو حلال کا ہو دوسرے اُسپر بسم اللہ کہی جاوے
تیسرے بہت سے آدمی اُسکو کہائین چوتہے بعد
فراغت کے الحمد للہ پڑہی جاوے + اور لائق نہین
انسان کو کہ الحمد للہ پکار کر کہے مگر ساتہی اُسکی کہا
چکے ہین تو مضایقہ نہین کیونکہ الحمد للہ پکار کر کہنا گویا
اُنکو منع کرنا ہے + اور مستحب ہے ابتدا نمکین

عن الاكل ويستحب له ان يبدا الطعام
بالملح ويختم به فان ذلك من السنة ويقال
فيه شفاء من سبعين داء ويستحب ان
ياكل مما يليه والاجتماع على الطعام افضل
من فرادى وقد روى عن النبي عليه الصلوٰة
والسلام انه قال شر الناس من اكل وحده
وضرب عبده ومنع رفده ويقال احب
الطعام الى الله تعالى ما كثرت فيه الايدي
ويكره للانسان ان يكثر الاكل حتى يملاء
بطنه وروى عن النبي عليه الصلوٰة والسلام
انه قال ما ملاء ابن ادم وعاء شرا من بطنه
فان كان لابد من ذلك فينبغي ان يجعل
بطنه اثلاثا فثلث للطعام وثلث للشراب
وثلث للنفس ويقال في قلة الاكل منافع
كثيرة منها ان يكون الرجل اصح جسما واجود
حفظا وازكى فهما واقل نوما واخف نفسا
وفي كثرة الاكل مضار كثيرة منها التخمة ويتولد
منه الامراض المختلفة ويقال اذا كانت
العلة من قلة الاكل صلحت بمؤنة قليلة

کے ساتھ کرنی اور اسی پر ختم کرنا اسلئے کہ یہ ہی سنون
ہے اور مشہور ہے کہ اسطرح کرنے مین ستر مرضون کیلئے
شفا ہے ✤ اور اپنے آگے سے کہانا مستحب ہے ✤ اور ملکر
کہانا تنہائی سے بہتر ہے ✤ اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آدمی وہ بہت برا ہے جو تنہا کہاے اور غلام کو مارے
اور پیالہ مانگا نہ دے ✤ اور کہا جاتا ہے محبوب تر
اللہ کے نزدیک وہ کہانا ہے جسپر بہت سے ہاتھ
پڑین ✤ اور مکروہ ہے آدمی کے لیئے پیٹ بہر کے کہانا
اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ کوئی برتن جالیے
بہر پیٹ سے زیادہ برا نہین اگر آدمی کو پیٹ ناچار بہرے
تو چاہیئے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک کہانے کے لیئے
ایک پانی کے لیئے ایک سانس کے لیئے ✤ اور کہا جاتا ہے
کہ کم کہانے مین بہت فائدے ہین انمین سے یہ ہے
کہ آدمی تندرست رہتا ہے حافظہ درست رہتا ہے سمجھ
تیز رہتی ہے نیند کم آتی ہے سانس آسانی سے آتا جاتا
ہے ✤ اور زیادہ کہانے مین بہت نقصان ہین انمین
سے ایک تو تخمہ ہے کہ وہ امراض مختلفہ کو پیدا کرتا ہے
اور کہا جاتا ہے کہ بیماری اگر کم کہانیکے سبب سے پیدا ہوئی
ہے تو اسکی اصلاح تہوڑی سی دقت سی ہوجاتی ہے

واذا كانت العلة تولدت من كثرة
الاكل يحتاج الى مؤنة كثيرة حتى يدفعها
وقال بعض الحكماء ثلثة اصناف من الناس
يبغضهم الناس من غير ان يكون لهم منهم اذى
البخيل والمتكبر والاكول

باب اجابة الدعوات

قال الفقيه رحمه الله اذا دعيت الى وليمة
فان لم يكن ماله حراما ولم يكن فيها فسوق
فلا باس بالاجابة وان كان ماله حراما فلا
تجبه وكذلك اذا كان فاسقا معلنا فلا
تجبه ليعلم انك لست براض بفسقه فاذا
اتيت وليمة فرأيت فيها منكرا فانههم عن
ذلك فان لم ينتهوا عن ذلك فارجع لانك
لو جالستهم يظنون انك راض بفعلهم
وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
من تشبه بقوم فهو منهم وقال بعضهم
اجابة الدعوة واجبة لا تسع تركها
واحتجوا بما روي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال من لم يجب الدعوة فقد

اور اگر وہ کثرت سے کہانی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے تو بہت
دقت اور دشواری سے جاتی ہے ۔ اور کہا بعض حکمانے
تین طرح کے آدمی ایسے ہین کہ مخلوق انکو برا جانتی ہے
حالانکہ انکو انسے کچھہ تکلیف نہین پہنچتی ایک بخیل دوسرا
متکبر مغرور تیسرا بہت کہانے والا

باب ستاون مین دعوت کے قبول کرنیکا بیان ،

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے جب تو بلایا جاوے ولیمہ مین تو اگر حرام کا
مال نہوا ور فسق و فجور بہی وہان نہو تو قبول کرلے
اور اگر مال حرام ہے یا بلانے والا علانیہ فسق
کرتا ہے تو تو قبول نکر تاکہ وہ جانے کہ تو اسکے فسق
سے راضی نہین ۔ پس جب تو ولیمہ مین جائے اور
وہان بیٹھا رہیگا تو وہ گمان کرینگے کہ تو انکے فعل
سے خوش ہے ۔ اور اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جو شخص تشبہ کرے کسی قوم سے تو وہ انہین مین سے
ہے ۔ اور بعضے کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا
واجب ہے رد کرنا اس کا جائز نہین اور
دلیل مین یہ روایت لاتے ہین کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو دعوت قبول نکرے
وہ ابوالقاسم کا یعنے ہمارا نافرمان ہے ۔ اللہ

فقد عصی ابا القاسم وقال عامة العلماء الاجابة لیست بواجبة ولکنها سنة والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمة یدعی فیها الغنی والفقیر لان النبی علیه الصلوة والسلام قال لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اهدی الی ذراع لقبلت واما الخبر الذی ورد من لم یجب الدعوة فقد عصی ابا القاسم فانما ورد لان القوم کانت بینهم عداوة فی الجاهلیة فکانت بالاجابة الفة وفی ترکها عداوة فاوجب رسول الله صلی الله علیه وسلم علیهم الاجابة فاذا لم یخف هذا المعنی فالرجل بالخیار ان شاء اجاب وان شاء ترک والاجابة افضل لان فیه ادخال السرور علی المؤمن قال بعض الحکماء من دعانا فابینا فله الفضل علینا فاذا نحن اجبنا رجع الفضل الینا واذا توسک انسان فاجبته فایاک ان تمتنع من الحضور الالعذر ظاهر لان فی الامتناع بعد الاجابة جفاء وفیها ایضا خلاف الوعد

اور عام علما کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا واجب نہین سنت ہے ہان افضل یہ ہے کہ قبول کرلے اگر ایسا ولیمہ ہو جس مین امیر غریب سب بلائے جاتے ہون اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اگر بلایا جاؤن مین طرف ایک پاؤن بکری کے کھانے کے لئے تو قبول کرلون اور اگر ہدیہ دیا جاون مین دست گوشت کا تو قبول کرلون ✦ اور وہ حدیث جسکا یہ مضمون ہے جو دعوت قبول نکرے وہ نافرمان ہے اُسکا یہ حال ہے کہ یہ حدیث ایک ایسی قوم کے واسطے آئی ہے کہ زمانہ جاہلیت مین اُنمین عداوت تہی اور دعوت کے قبول کرنے مین محبت پیدا ہوتی ہے اور انکار مین دشمنی اسلئے رسول اللہ صلعم نے اُنکے واسطے دعوت قبول کرنیکو واجب کردیا تہا پس جب آدمیکو ناخوشی کا خوف نہو تو اسکو اختیار ہے چاہے قبول کرے چاہے نکرے مگر پہر بہی قبول کرلینا افضل ہے اسلئے کہ اسمین مسلمان کا جی خوش ہو جائیگا ✦ کہا بعض حکما نے جسنے ہماری دعوت کی اگر ہمنے انکار کردیا تو اسکو ہم پر فضیلت ہے اور جو ہمنے قبول کرلی تو ہمکو فضیلت حاصل ہوگئی ✦ اور جب کسی نے تجہے بلایا اور تونے اُسکا عذر کرلیا تو اب ضرور جانا چاہیے مگر کوئی معذوری پیش آجائے تو خیر اسلئے کہ دعوت مان لینے کے بعد نجانا ظلم ہے اور دوسرے اسمین خلاف وعدہ بہی ہے

واذا دعيت الى وليمة وانت صائم فاخبره
بذلك فان كان لابد لك من الحضور فاجبه
فاذا دخلت المنزل فان كان صومك
تطوعا فان كنت تعلم انه لايشق عليه فلا
تفطر وان علمت انه يشق عليه امتناعك
من الطعام فان شئت فافطر فاقض يوما
مكانه وان شئت فلا تفطر والافطار
افضل لان فيه ادخال السرور في قلب
المؤمن وروى ابو سعيد الخدري رضي
الله عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه اضاف رجل مع اصحابه وكان فيهم
رجل صائم فقال له النبي عليه الصلوة
والسلام اجب اخاك وافطر واقض
يوما مكانه وروى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا دعي احدكم الى طعام
فليجب ان كان مفطرا فلياكل وان كان
صائما فليصل يعني بدعولهم بالبركة وروى
عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه دعي الى
طعام فجلس ووضع الطعام فمد يده فقال

اگر تو کسیکے ولیمہ مین بلایا جاوے اور روزہ دار ہو تو کہدے ہین
روزہ سے ہون اگر وہان جانا ضروری ہو تو جانے کا وعدہ کرلے
پہر جب تو وہان پہنچے تو اگر روزہ نفلی ہو اور صاحب خانہ
کو تیرے نہ کہانے سے رنج نہ ہو تو روزہ توڑنے کی
ضرورت نہین اور اگر رنج ہو تو تجہے توڑنے نہ توڑنے
مین اختیار ہے اگر توڑے تو قضا کر دینا مگر توڑ دینا افضل
ہے اسلیئے کہ اسمین مسلمان کا دل خوش ہو جائیگا
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے
آپکی مع صحابہ کے دعوت کی ایک شخص اُنمین روزہ
سے تہا سو اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنی بہائی کی دعوت قبول کر اور روزہ توڑدے پہر قضا
کر دینا ٭ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے کہانے کے واسطے
بلا جاوے تو قبول کرلے اگر روزہ دار نہین ہے تو
کہالے اور اگر روزہ دار ہے تو اُن کے واسطے برکت
کی دعا کرے ٭ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آپ کسی مجلس مین کہانے کے لئے
بلائے گئے اور کہانا آگے رکہا گیا سو آپنے ہاتہ بڑہایا اور کہا

كلوا بسم الله ثم قبض يداه فقال لي اصايم
وقال الاخرون ان الافطار افضل لان فيه
ادخال السرور على المؤمن والله اعلم بالصواب

اداب الضيافة

قال الفقيه رحمه الله يستحب للضيف ان
يجلس حيث يجلس لان صاحب البيت
اعرف بعورة اهل بيته من غيره ويقال
على الضيف اربعة اشياء اولها ان يجلس
حيث يجلس والثاني ان يرضى بما قدم
اليه والثالث ان لا يقوم الا باذن رب
البيت والرابع ان يدعوله اذا خرج وكان
النبي عليه الصلوة والسلام اذا خرج
يقول افطر عندكم الصائمون واكل
طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة
وتنزلت عليكم الرحمة ولا ينبغي للضيف
ان يسمى على رب البيت الا بالماء
والملح ولا يعيب طعامه فما وجد اكل
وحمد وهو الادب ويقال في المثل ليس
للضيف ما اشتهى وتخيروان للضيف

کہاؤ اللہ کے نام پر پہر ہاتہہ کہینچ لیا اور فرمایا مین تو روزہ دار
ہون اور کہا بعضون نے روزہ کا توڑ دینا افضل ہے اسلئے کہ
اسمین مسلمان کا دل خوش ہوگا **باب اٹہاون مین**
مہمانی کے آداب کا بیان ہے کہا فقیہ
رح نے مہمان کے لئے مستحب ہے کہ جہان بٹہایا جاے بیٹہہ جائے
اسلئے صاحب خانہ اپنے گہر والونکی پردہ کا حال
خوب جانتا ہے ۔ اور کہا جاتا ہے مہمان پر چار باتین
لازم ہین اول تو جہان اسکو بیٹہایا جاسے وہان بیٹہہ
جاے دوسرے جو سامنے اسکے لایا جاے بخوشی کہالے تیسرے
بغیر اجازت صاحب خانہ کے نجائے چوتہے چلتے وقت
صاحب خانہ کے لئے دعاے خیر کرے ۔ اور نبی صلعم
کے عادت تہی کہ جب آپ دعوت کہاکر باہر نکلتے تو
فرماتے روزے دارون تمہارے یہان روزہ کہولا
نیک لوگون نے تمہارا کہانا کہایا رحمت بہیجی تمپر فرشتون نے
اور اتری تمپر رحمت ۔ مہمان کو لایق نہین کہ صاحب خانہ
سے سوا پانی اور نمک کے کسی اور چیز کی فرمایش کرے اور
کہانے مین عیب نہ نکالے جو ملے کہالے اور شکر کرے
یہی ادب ہے ۔ اور مثل مشہور مین ہے مہمان کا یہ حق نہین
کہ اپنی آرزو اور تمنا نکالے مہمان کا حق یہی ہے

فابتدأ اليه واذا كان على المائدة من هو
اكبر منك فلا تبتدا قبله فانه يقال الصدر
للسلطان والبداية لذي السن وذكر ان
حكيما دعي الى طعام فقال اجيبك بثلثة
شرائط اوله ان لا تتكلف ولا تخون
ولا تجور فقال ما التكلف قال ان تتكلف
بما ليس عندك قال وما الخيانة قال ان
تبخل بما عندك ولا تقربه الى ضيفك
قال وما الجور قال ان تحرم عيالك وتوثر
ضيفك عليهم فاذا دعوت قوما الى طعام
فان كان القوم قليلا فان جلست معهم
فلا باس وان تخدمهم على المائدة فهو
احسن لان خدمتك اياهم على المائدة
من المروة وان كان القوم كثيرا فلا
تقعد معهم واخدمهم بنفسك فان اكرام
الضيف ان تخدمهم بنفسك وذكر في
قول الله تعالى هل اتاك حديث ضيف
ابراهيم المكرمين قال كان اكرامهم خدمته
بنفسه ويستحب ان يقول للضيف احيانا

کہ جو اسکے آگے رکہا جاوے ÷ اور جب دسترخوان پر تجہسے بڑا موجود
ہو تو اس سے پہلے کہانا نہ شروع کر اسلیے کہ صدر کی جگہہ بادشاہ
کا حق ہے اور ابتدا کرنا کہانے مین بڑے کا حق ہے اور مشہور ہے
کہ ایک حکیم کی کسی نے دعوت کی کہا تین شرطون سے قبول کرتا ہون
اول یہ کہ تکلف نکریو دوسرے یہ کہ خیانت نکریو تیسرے یہ کہ
ظلم نکریو اسنے پوچہا تکلف کیا ہے کہا تکلف یہ ہے کہ جو تیرے
پاس نہو اسکی فکر کرنا کہا خیانت کیا ہے کہا یہ ہے کہ جو تیرے
پاس ہو پہر بخل کرے مہمانکو نہ کہلاوے کہا ظلم کیا ہے کہا یہ
کہ اہل وعیال کو تو محروم رکہے اور مہمان کو کہلاوے ÷
اور جب تو کسی قوم کی دعوت کرے سو اگر وہ ہون تہوڑے
تو اگر ساتہ انکے بیٹہہ جاوے تو کچہہ مضایقہ نہین اور
اگر خدمت مین رہے تو انکی تو بہت اچہا ہے اسلیے کہ
دسترخوان پر خدمت کے لیے حاضر رہنا مروت مین
داخل ہے اور اگر قوم بہت ہو تو انکے ساتہ نہ بیٹہہ تو خود
خدمت کر اسلیے کہ مہمان کی تعظیم یہی ہے کہ تو خود انکی خدمت
کرے ÷ اور ذکر کیا گیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے جسکا ترجمہ
یہ ہے کیا پہنچی ہے تجہکو بات ابراہیم کے مہمانونکی جو عزت والے
تہے) کہا علما نے انکی تعظیم یہ تہی کہ حضرت ابراہیم بذات
خود خدمت کرتے تہے ÷ اور مستحب ہے کبہی کبہی مہمان کو کہنا

كل من غير الحاح لان الفرس فلا يشرب
احيانا بغير صفير ومع الصفير اكثر شربا
والبعير يشرب بغير هر ومع الهر اكثر
فكذلك الضيف اذا قلت له كل كان اكله
اهنى واشهى ولا تلح عليه فان الالحاح
مذموم ولا تكثر السكوت عند الاضياف
فتدخل عليهم الوحشة ولا تغب عنهم فان
ذلك من الجفاء والحقارة ولا تغضب على
الخادم عند الاضياف لانه يقال افضل
ما يبذل للضيف ويكرم به الوجه الطلق
والوجه الجميل والرفق واقصى كرامة الضيف
الوجه الطلق ولا ينبغي ان تجلس معهم
من يثقل عليهم فان الثقل يبغض الطعام
فاذا فرغوا من الطعام فاستأذنوا ينبغي
ان لا تمنعهم فان ذلك ربما يثقل عليهم
ويأذن بالخروج وروي عن محمد بن سيرين
انه قال لا تكرم اخاك بما يكره وذكر ان
حكيما اضافه رجل فقال له اجيبك بثلاثة
شرائط احدها ان لا تطعمني سما والثاني

کہاتو لیکن بغیر اصرار کے اسلیے کہ گہوڑا بغیر سیٹی کے پانی
تہوڑا پیتا ہے اور سیٹی سے زیادہ پیتا ہے اور اونٹ بغیر حدی
کے تہوڑا پانی پیتا ہے اور حدی سے زیادہ پیتا ہے اسیطرح
مہمان کو جب کہا جاتا ہے کہاتو تو وہ رغبت سے اور مزے
سے کہاتا ہے لیکن اصرار بیجا ہے اسلیے کہ اصرار برا ہے ÷
اور مہمانوں کے پاس چپکا نہ بیٹہا رہو کبہی گہبرائیں اور
آنسے غایب بہی نہو اسلیے کہ یہ ظلم ہے اور حقارت ہے
اور خادم پر مہمانوں کے سامنے غصہ نہو اسلیے کہ مہمان کے
لیے جو امر افضل ہے وہ یہ ہے کہ خندہ پیشانی اور نرمی سے
پیش آئے اور انتہا تعظیم کی کشادہ پیشانی ہے ÷
اور لایق نہیں کہ مہمانوں کے ساتہ ایسے لوگوں کو
بٹہائے جو انکو بہاری معلوم ہوں اسلیے کہ بہاری
کہانے کی لذت کو خاک میں ملا دیتا ہے جب مہمان
فارغ ہوں توانکو چاہیے اجازت مانگیں اور صاحب خانہ کو
لایق ہے کہ روکے نہیں اسلیے کہ کبہی یہ روکنا انپر بہار ہوتا ہے
سوانکو جانیکی اجازت دیدے ÷ اور ابن سیرین کہتے ہیں کہ
اپنے بہائیکا اکرام اسطرح نکر کہ اسکو برا معلوم ہو ÷ اور ذکر
کیا کہ ایک حکیم کی کسینے دعوت کی سو کہا حکیم نے تین شرطوں
پر قبول کرتا ہوں ایک تو مجہے زہر نہ کہلائیو دوسرے

ان لا تحبس معي من هو احب اليك وابغض
الي والثاني ان لا تحبسني في السجن قال نعم
فلما دخل عليه اجلس معه صبيا صغيرا فلما
قدم الطعام وفرغ من الاكل جعل يلح عليه
في الاكل فلما اراد الخروج قال له امكث
ساعة فقال له الحكيم قد تركت العهود
كلها واذا حضر بعض القوم وابطأ آخرون
فالحاضر احق ان يقدم اليه الطعام عن المتخلف
ويقال ثلث يورث الكسل رسول يبطئ
وسراج لا يضئ وطعام ينتظر عليه من يجئ
وينبغي لصاحب الضيافة ان لا يقدم الطعام
ما لم يقدم لهم ليغسلوا ايديهم فاذا اراد
ان يقدم الماء لغسل الايدي قبل
الطعام كان القياس ان يبدأ اولا بالصغار
ومن هو في آخر المجلس ويؤخر صاحب
الصدر لان في ذلك حبسا عن الشروع
في التناول فالبر في تاخيره ولكن الناس
قد استحسنوا بالبداية لصاحب الصدر
وان كان ذلك قبل الطعام ويعدون

میرے ساتھ ایسے کو نہ بٹھانا جو تیرے نزدیک محبوب ہو
اور میرے نزدیک مبغوض ہو۔ دوسرے مجھے قیدخانہ میں قید
نکریو کہا اچھا پس جب حکیم اُسکے گھر گیا اُسکے ساتھ چھوٹا
بچہ بٹھا دیا جب کہانا کہا چکا تو اُس سے کہانا بہر اصرار کرنے لگا جب جانیکا
ارادہ کیا کہنے لگا ذرا تو ٹھیرو کہا حکیم نے تو نے سب
عہد توڑ دیے ۔ اور جب بعض لوگ آگئے اور بعض
ابھی نہیں آئے تو جو آگئے ہیں اُنکا حق ہے کہ کہانا
اُنکے سامنے رکہا جاوے جو نہیں آئے اُنکی رعایت سے
اُنکو نہ بٹھائے رکھے ۔ اور کہا جاتا ہے تین چیزیں جنسے ہو
سستی طبیعت کے ہیں قاصد جو دیر کرے اور چراغ جو صاف
روشن نہو اور وہ کہانا جسپر کسیکے آنیکا انتظار کیا جاوے اور
صاحب ضیافت کو چاہیئے کہ کہانا پہلے آگے نہ رکھدے پہلے پانی
ہاتھ دہونیکے لئے لائے اور جب پانی ہاتھ دہونیکے لئے لایا جاوے تو
تو عقل تو یوں چاہتی ہے کہ اُن بچوں کی اور اُن لوگوں کی جو
آخر مجلس میں ہوں ہاتھ دہلائے جو صدر جگہ میں بیٹھا
ہو اُسکے ہاتھ سبکے بعد میں دہلائے اسلیئے کہ اسطرح کرنے میں
کہانا شروع کرنے سے روکنا ہے سو خوبی تاخیر میں ہے ۔ مگر لوگ
صاحب صدر کے اول ہاتھ دہلانے کو پسند کرتے ہیں
اگرچہ کہانے سے پہلے ہو اور اُسیکو خوبی میں

ذلك من الحرفان فعل ذلك فلا باس واذا
اوتي بالماء وغسلوا ايديهم قبل الطعام
كان القياس ان لا يمسح الغاسل يده
بالمنديل لانه غسل يده من امس فلا
يمس بعد الغسل ولكن الناس قد
استحسنوا بمسح البلل بالمنديل فاذا فعل
ذلك فلا باس به واذا ارادوا غسل
ايديهم بعد الطعام فينبغي ان يبدا
باصحاب الصدر حتى ينتهي الى اخر المجلس
وقد كره بعض الناس افراغ الطست في
كل مرة وذهب الى ما روي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال املؤا الطسوت
وخالفوا المجوس وقد روي
في خبر اخر اجمعوا وضوءكم يجمع الله
شملكم وقيل افراغ الطست في كل مرة
من فعل العجم وقال بعضهم لا باس به
وهو من المروة لان الدسومة اذا سالت
في الطست فربما ينتضح الى ثيابه فيفسد
عليه ثيابه وكان في الزمن الاول غالب

اختیار کرتے ہین خیر اگر کوئی یون ہی کرے تو بھی کچھ مضایقہ
نہین پہر جب پانی آیا اور ہاتھ دہولئے تو حقیقت یون
کہتی ہے کہ ہاتھون کو رومال سے نہ پونچھا جائے اسلیے
کہ ہاتھ تو اسیواسطے دہوئے تہے کہ اور چیزونکو لگنے سے بچے
سوائے کسی اور چیز کو نہ چہوے لیکن لوگ ہاتھ پونچھنے کو
پسند کرتے ہین خیر اگر یون ہی کرے تو بہی مضایقہ نہین
اور جب بعد کہانے کے ہاتھ دہونے چاہین تو بہتر ہے
کہ پہلے صدر والون کے ہاتھ دہلائے جائین + اور بعضے
لوگون نے بار بار طشت کے پانی پہینکنے کو مکروہ کہاہے
اور دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
طشتون کو بہر کر اوندہا کیا کرو اور مجوسیون کی مخالفت
کیا کرو ...... + اور دوسری حدیث مین
آیا ہے وضو کے پانی کو جمع کر لیا کرو تاکہ اللہ تعالی
تمکو جمعیت خاطر عنایت کرے + اور مشہور ہے کہ
ہر بار طشت کا اوندہانا عجمیونکی عادت ہے + اور بعضے
کہتے ہین اسمین کچھ مضایقہ نہین بلکہ مروت مین
داخل ہے اسلیے کہ چکنائی جب طشت مین آجاتی
ہے تو اگر پانی آدمی کے کپڑے پر گر جائیگا تو کپڑے
خراب ہونگے اور پہلے زمانے مین اکثر کہانا روٹی اور

طعامهم الخبز والتمر او طعام غير قليل الدسم
واما اليوم اذا اكلوا الباجات والالوان
ويصيب ايديهم بذلك فلا باس بان يصيبه
في كل مرة واي الوجهين فعل فلا باس به
ويكره للرجل ان ينظر الى لقمة غيره لان في
ذلك سوء الادب ولا ينبغي للضيف ان
يكثر الالتفات الى موضع الذي يؤتى
بالطعام لان ذلك مكروه عند الناس

باب الخلال

قال الفقيه رحمه الله روى حسن بن عون
عن ابن سيرين انه قال كان ابن عمر يامر
بالخلال ويقول اذا تركه وهن الاضراس
وروى جابر عن عمر بن الخطاب رضي الله
عنه انه قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانه
يورث البرص ولا تخللوا بالقصب فانه
يورث الاكلة وقال الاوزاعي لا تخللوا
بالآس فان ذلك يورث عرق النساء
قال الفقيه اذا تخلل الرجل فما خرج
من بين اسنانه شيء من الطعام فان ابتلعه

چہوہارے تہے یا ایسا کہانا تہا جس مین چکنائی کم ہوتی تہی
لیکن اس زمانے مین طرح طرح کے سالن اور کہانے مرغن
کہائے جاتے ہین ہاتہہ چکنے ہوتے ہین تو اگر اس زمانے
مین ہر دفعہ پانی پہنچایا جائے تو کچہہ مضایقہ نہین بہر حال دونون
صورتون مین حرج نہین ۔ اور آدمی کو یہ نچاہیے کہ دوسرے کے
لقمہ کی طرف دیکہے اسلیے کہ یہ بے ادبی ہے ۔ اور مہمان کو
یہ لایق نہین کہ جس طرف سے کہانا آتا ہو اسطرف کو تاکتا رہے کیونکہ
یہ امر مخلوق کے نزدیک معیوب گنا جاتا ہے ۔ باب

دانتہہ مین خلال کرنے کا بیان ہے

کہا فقیہ نے حسن بن عون ابن سیرین سے روایت کرتے
ہین کہ حضرت عمرؓ خلال کو فرمایا کرتے تہے کہ اگر کوئی
خلال کو چہوڑیگا تو دانت مین ضعیف ہو جاینگے ۔ اور
جابر حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ دہوپ کے
پانی سے نہ نہاؤ کیونکہ یہ برص پیدا کرتا ہے اور نہ خلال
کیا کرو بانس کی خلال سے کیونکہ خارش پیدا کرتا ہے
اور اوزاعی کہتے ہین کہ آس کا خلال نکیا کرو کیونکہ
یہ مرض عرق النسا پیدا کرتا ہے ۔ کہا فقیہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اگر آدمی خلال کرے تو جو کچہہ دانتون
مین سے نکلے چاہیے تو اسے نگل لے اور چاہے

جاز فان القاه جاز وقد جاء في الاثر الاباحة
في الوجهين جميعا وروى ابو هريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من اكل فما
تخلل فليلفظ وما لاك بلسانه فليبتلع
فمن فعل فقد احسن ومن لم يفعل فلا حرج
ويستحب له اذا اراد اكل اللحم ان ياكل قبله
نهما لقمتين او ثلثة من الخبز حتى يملأ
الخلل ويكره الخلال بالريحان وبالآس
وبخشب الرمان ويستحب ان يكون
الخلال من الخلاف الاسود واذا كان
الرجل ضيفا عند انسان فتخلل بين اسنانه
فلا ينبغي له ان يرمي بالطعام الذي خرج
من بين اسنانه على ثياب المجلس لان
ذلك يفسد ثيابهم ولكن يمسكه فاذا
اتى بالطست لغسل اليد القاه فيه
ثم يغسل يده فان ذلك من المروة

باب الشرب

قال الفقيه رحمه الله يستحب ان يشرب
في ثلثة انفاس وهو قاعد ولو شرب

تہوکدے اور حدیث مین ان دونون کو مباح فرمایا
ہے ابوہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے کہایا پہر خلال کیا تو
جو کچھ خلال سے نکلے اُسکو تہوک دے اور جو زبان
کے لگنے سے نکلی اُسکو نگل لے جو کوئی یون کرے تو
بہتر ہے نکرے تو کچھ حرج نہین ہے اور مستحب ہے اگر گوشت کہانے
کا ارادہ ہو کہ لقمہ دو لقمہ روٹی کا کہالے تاکہ دانتون مین
جو سوراخ ہین وہ بند ہو جائین اور مکروہ ہے خلال کرنا
نازبو اور آس کی لکڑی اور انار کی لکڑی سے اور مستحب ہے کہ
خلال کالی بید کا ہو اور جب آدمی کہین مہمان ہو اور خلال
کرے تو اُسکو یہ لایق نہین کہ جو کچھ دانتون مین سے نکلے اُسکو
وہان پہینکدے اسلیے کہ کسیکے کپڑون کو نہ لگجاے بلکہ
اُسکو اپنے پاس رکہے جب ہاتہ دہونے کے لیے
طشت آئے تو اُسمین ڈالدے پہر ہاتہ دہولے اسلیے
کہ یہہ امر بہی مروت مین داخل ہے

باب ساٹہوین مین پانی پینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے مستحب ہے تین سانس سے پانی
پینا بیٹھکر اور اگر ایک سانس مین یا کھڑا ہو کر کوئی

بنفس واحد او شرب قائما فلا باس وقد
جاءت الآثار في الاباحة وقد جاءت بخلافه
وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لاتشربوا بواحدة كشرب البعير واشربوا
مثنى وثلث وسموا الله تعالى اذا شربتم
واحمدوه اذا فرغتم قيل كان النبي عليه
الصلوة والسلام اذا شرب الماء قال الحمد
لله الذي جعله عذبا فراتا برحمته ولم
يجعله ملحا اجاجا بذنوبنا واذا فرغ
عن الطعام قال الحمد لله الذي اطعمنا
وسقانا وجعلنا من المسلمين وروي
قتادة عن انس بن مالك رضي الله عنه
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه نهى
عن الشرب قائما وروي عن النزال بن
سبرة انه قال رأيت عليا يشرب فضل
وضوئه قائما ثم قال ان ناسا يكرهون
الشرب قائما وقد رأيت رسول الله
عليه الصلوة والسلام فعل مثل ما فعلت
وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده

پیوے تو بھی کچھ مضایقہ نہین قدیثین اسکے مباح
ہونے مین اور مباح نہونے مین دونو نمین آئی ہین +
اور مروی ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ پیو تم ایک سانس مین اونٹ کی طرح پیو دو تین سانس لیکر
اور بسم اللہ کہو جب پیو اور الحمد للہ کہو جب پی چکو + اور
مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب پانی پیتے تھے تو
پڑہتے تھے اللہ کا شکر ہے جسنے پانی کو میٹھا بنایا
اپنی رحمت سے اور نہ کردیا اُسکو نمکین کہارا ہمارے
گناہون کی شامت سے + جب آدمی کہا چکے تو یہ
پڑہے اللہ کا شکر ہے جسنے کہلایا ہمکو اور مسلمان
بنایا + اور قتادہ انس بن مالک سے روایت کرتے
ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہڑے ہوکر
پانی پینے سے منع فرمایا اور نزال بن سبرین کہتے
ہین کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو
کا پانی بچا ہوا کہڑے ہوکر پیتے دیکہا ہے پہر انہون
نے فرمایا لوگ تو کہڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ
کہتے ہین اور مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو اسطرح پیتے دیکہا ہے + اور عمرو بن
شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے

عن النبي عليه الصلوة والسلام انه كان
يشرب قائما وقاعدا وعن نافع عن ابن عمر
قال كنا نشرب ونحن قيام وناكل ونحن
نمشي وروي عن ابي هريرة رض انه قال لو
يعلم الذي يشرب قائما ماذا عليه لاستقاء
قال الفقيه رحمه الله اذا شرب قاعدا فهو
احسن في الادب وابعد من الضرر والاذى
وروي عن الشعبي رض انه قال انما كره
الشرب قائما لانه يورث داء وانما كره
الاكل متكئا مخافة ان يعظم البطن يعني
ان النهي نهي الشفقة لا نهي التحريم كما
ان النهي ورد في الشرب في فم السقاء يعني
في فم القربة نهي نهي الشفقة وليس بنهي
التحريم لانه لو شرب من فم القربة فان
ذلك يجوز وروي عن مجاهد انه قال لا
يشرب من قبل العروة والثلمة فان
الشيطان يقعد عليها يعني يقعي عليها

باب
فضل اليمنى على الشمال

روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کھڑے ہو کر
پیتے تھے اور کبھی بیٹھکر ✤ اور نافع ابن عمر سے روایت
کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم تو کھڑے ہو کر اور چلتے
پھرتے بھی کھایا کرتے تھے اور ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ اگر جانے
کھڑا ہو کر پینے والا اسکو کہ اسپر کتنا گناہ ہے تو پانی پیا ہوا
قی کردے ✤ کہا فقیہ رح نے اگر پانی بیٹھکے پیے تو بہتر ہے اور
ادب کے بات ہے اور نقصان اور تکلیف سے نجات ہے ✤
اور شعبی کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پانی پینا صرف اسوجہ سے مکروہ
ہے کہ مرض کو پیدا کرتا ہے اور تکیہ لگا کر کھانا بھی صرف
پیٹ کے بڑے ہونے کے خوف سے مکروہ ہے یعنی یہ ممانعت
خیرخواہی کی وجہ سے ہی کچھ حرام نہیں جیسے ممانعت
مشک کے مونہہ سے پانی پینے میں آئی ہے کیونکہ یہہ
ممانعت شفقت کی راہ سے ہے حرام نہیں اگر کوئی
مشک کو مونہہ لگا کر پانی پی لے تو جائز ہے ✤ اور
مجاہد کہتے ہیں کہ ٹونٹی کو مونہہ لگا کر اور ٹوٹی ہوئی
جگہہ سے پانی نہ پیے اسلیے کہ شیطان وہاں بیٹھا
رہتا ہے ✤

باب اکسٹھوین مین یہہ بیان ہے کہ
کہ داہنے کو بائیں پر فضیلت ہے

قال الفقيه رحمه الله اذا شربت شيئا
وعندك قوم يمينا وشمالا فابدأ بمن عن
يمينك لان لليمين فضلا على الشمال ولان
النبي عليه الصلوة والسلام كان يحب
التيامن في كل شئ وقال عليه السلام اذا
اعترض لكم طريقان فتيامنوا وروى سهل
بن سعد ان النبي عليه السلام اتى بقدح
من لبن فشرب وعن يمينه غلام وهو
احدث القوم والاشياخ عن يساره فقال
له اتاذن لي ان اعطي الاشياخ فقال لا ما
كنت لاوثر بنصيبي منك احدا يارسول الله
فاعطاه اياه وروى انس بن مالك عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال كان عن يساره
ابوبكر الصديق وعن يمينه اعرابي فلما شرب
ناول الاعرابي قبل ابي بكر الصديق فقال
الاعرابي اول ابابكر فقال عليه الصلوة
والسلام الايمن فالايمن وقال القائل شعر
صددت الكاس عنا ام عمرو فكان الكاس
مجراها اليمينا وروى ابوهريرة عن النبي

کہا فقیہ رح نے جب تو کوئی پینے کی چیز پیئے اور تیرے داہنے
بائیں اور لوگ ہوں تو اول اسکو دے جو داہنے بیٹھا ہو کیونکہ
داہنے کو بائیں پر فضیلت ہے اور اسلیے کہ نبی علیہ السلام
ہر کام میں تیامن کو پسند فرماتے تھے ؛ اور فرمایا نبی
علیہ السلام نے جب تمہارے سامنے دو رستے ایک
مکان کے جانے کے آجائیں تو داہنے کو چلو ؛ اور سہل
بن سعد کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے سامنے ایک پیالہ
دودھ کا آیا سو آپنے کچھ پیا اور داہنے طرف آپکے ایک لڑکا
جو سب میں نو عمر تھا بیٹھا تھا اور بائیں طرف بوڑھے بوڑھے
بیٹھے تھے آپنے اسکو فرمایا کہ بوڑھوں کو پہلے دیدوں لڑکے نے
کہا ہرگز نہیں آپکا تبرک کسیکو کیونکر دے سکتا ہوں ناچار آپنے
پہلے اسکو دیا ؛ اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ بائیں جانب آپکی حضرت ابوبکر تھے اور داہنے
جانب ایک اعرابی تھا جب آپ پی چکے تو اول آپنے
اعرابی کو دیا اعرابی نے عرض کیا ابوبکر کو عنایت کیجے
آپنے فرمایا دایاں پھر اسکے بعد دایاں
مستحق ہے ؛ اور کہا شاعر نے ام عمرو نے پیالہ
ہماری طرف سے ہٹا لیا ؛ اور دور پیالہ کا ہوتا داہنے
کو ؛ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ

عليه الصلوة والسلام انه قال اذا انتعلت
فابدأ باليمنى واذا نزعت فابدأ باليسرى
وقال لا يمشي احدكم في نعل واحد لينتعلهما
او ليخلعهما جميعا وروي عن عائشة رضي الله عنها
كانت تمشي في طريق فاصاب الخف في رجلها
فخلعت خفها وجعلت تمشي في خف واحد
وقالت لاخطين ابا هريرة يعني اخالفه فيما
يقول لانه كان حلفان هذا الخبر من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال الفقيه رح انه
كان بالعذر فلا باس به وان كان بغير
عذر يكره حتى يكون ذلك جمعا بين الخبرين

باب الخروج من المنزل والصحبة

قال الفقيه رح فيستحب
للرجل ان يقول عند خروجه من المنزل
بسم الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة
الا بالله فانه بلغنا انه اذا قال بسم الله
يقول له الملك هديت واذا قال توكلت
على الله يقول له الملك كفيت واذا قال
لا حول ولا قوة الا بالله يقول له الملك وقيت

وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جب جوتی پہنے
تو اول داہنے میں پہنے اور جب نکالے تو پہلے بائیں سے
نکالے ÷ اور فرمایا تم سے کوئی شخص ایک پاؤن میں جوتی
پہنکر نہ چلے یا دونو نہیں پہنے یا دونون میں سے نکال ڈالے ÷ اور حضرت
عائشہ رض سے مروی ہے کہ وہ ایکدن رستہ میں چلی جاتی تہیں
تو موزہ اُنکے پاؤن میں لگ گیا آپنے اُسکو نکال ڈالا اور ایک
ہی موزہ پہنی چلتی رہیں اور کہا میں تو ابوہریرہ کی خطا ثابت
کرونگی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسکو منع فرمایا ہے ÷ کہا فقیہ رح نے کہ حضرت عائشہ
کا یہ فعل عذر سے تہا اسلیے کچھہ مضایقہ نہیں اور اگر یہ
فعل بغیر عذر کے ہو تو مکروہ ہے

باب باسٹہوین میں یہ بیان ہے کہ گہر سے نکلے تو کیا کیا کرے اور رفیق کے ساتھہ کیونکر پیش آئے

کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
آدمیکو گہر سے نکلتے وقت یہ کہے بسم اللہ اللہ پر
بہروسا کیا ہے مینے اور نہیں قوت ہے کسی میں کسیطرح کی
مگر اللہ کی دی ہوئی کیونکہ ہمکو معتبر طور سے یہ بات پہنچی ہے کہ
جب آدمی بسم اللہ کہے تو فرشتہ کہتا ہے ہدایت کیا گیا تو
اور جب کہا توکلت علی اللہ تو فرشتہ کہتا ہے کفایت کیا گیا تو اور جب
کہتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے فرشتہ محفوظ

ويستحب للرجل اذا خرج من المنزل ان
يغض بصره ولا ينظر يمينا ولا شمالا من غير
حاجة ويجعل بصره حيث وضع قدميه لان
النظر يورث الشهوات واذا نظر يمينا وشمالا
تغفل عن اذى الطريق فيصيبه وهو لا يشعر
واذا استقبلك المسلم فابدا بالسلام و
استقبله بالبشاشة فان كان صديقك
فصافحه ولا تنزع يدك من يده قبله وتبسم
في وجهه فانه روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ان من فعل ذلك محيت ذنوبه
ويستحب للراجل مشيته في جانب الطريق
والراكب في وسط الطريق اذا كان في المصر
ولو كان في الفضاء فوسط الطريق للراجل
وجانباه للراكب ويستحب للمتنعل ان
يوسع للحافي عن سهل الطريق واذا استقبله
الكافر والمرأة يختار لنفسه سواء الطريق
وقد جاء في كل ذلك الاثر روي صالح
عن ابيه عن ابي هريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام اذا استقبلكم اليهود

ہو گیا تو اور آدمی کو یہ مستحب ہے کہ جب گھر سے نکلے تو اپنی نگاہ
کو روکے رکھے بی ضرورت دائین بائین نہ دیکھے اپنی نگاہ
قدمون پر رکھے اِسلیئے کہ اِدھر اُدھر دیکھنے سے خواہ نخواہ
طرح طرح کی خواہشین پیدا ہوتی ہین دوسرے دائین بائین
کے دیکھنے مین رستہ کا خیال نہ رہیگا اور بے خبری مین
کوئی ایذا پہنچ جائیگی * جب تجھے کوئی مسلمان آ ملے تو پہلے
تو سلام کر اور خندہ پیشانی سے اُسکی طرف متوجہ ہو اگر وہ
دوست تیرا تو مصافحہ کر اور ہاتھ اپنے اُس سے پہلے الگ نکر اور
ہنس اِسلیئے کہ نبی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا
جسنے اسطرح کیا اُسکے تمام گناہ محو ہو گئے * اور پیدل
کے لیے یہ مستحب ہے کہ رستہ کے کنارے کنارے چلے اور
سوار بیچ مین چلے لیکن یہ حکم شہر کا ہے اگر جنگل مین ہو
تو بیچ کا رستہ پیادہ کے لیے ہے اور کناری سوار کے
واسطے اور جوتی پہنے ہوے کی لیے یہ مستحب ہے کہ ننگے پانوں
والے کے واسطے اچھا اور نرم رستہ چھوڑ دے * اور جب کافر یا عورت
سامنے سے آ جائے تو اپنے واسطے بیچ کا رستہ پسند کرے
اور اِن سب مین حدیثین آئی ہین * اور ابو صالح نے
اپنے باپ سے ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمکو یہودی یا نصرانی سامنے

والمذاري في الطريق فاضطروهم الى
اضيقها وقد روى المقداد عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ليس للنساء نصيب في سواء
الطريق ولا ينبغي للعاقل ان يتمخط ويبزق
في ممر الناس كيلا يصيب اقدامهم ويستحب
للرجل مجالسة المشايخ واهل الخير ويكره
مجالسة الاحداث والصبيان والسفهاء
لانه يذهب بالمهابة وربما يتخلق باخلاقهم
ويستحب المجالسة مع من يرغب في الآخرة
ويذكر الموت ويكره المجالسة مع اهل
الدنيا الحراص عليها الذين يخوضون
في امر الدنيا فانهم يفسدون على الرجل
قلبه وعيشه ودينه واذا استغنيت عن
دخول السوق فاقلل الدخول فيها فانه
يقال فيها مردة الشياطين والانس
ويقال فيها ذياب عليهن ثياب ويستحب
للرجل اذا دخل السوق ان يقول لا اله
الا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت

مین آ جاوے تو رستہ کو تنگ کردو * اور مقداد نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا عورتون
کو کوئی حصہ بیچون بیچ رستہ کے نہین * عاقل کو
لائق نہین کہ رستہ مین ناک صاف کرے یا تہوکے اسلئے
لوگون کے پانون بہرین * اور مستحب ہے صحبت
مین بیٹھنا بوڑہون اور نیکون کے اور مکروہ ہے نو
عمرون لڑکون اور بیوقوفون کی صحبت مین بیٹھنا کیونکہ
آدمی کی ہیبت جاتی رہتی ہے چہچھورا ہو جاتا ہے اور
انہین کے رنگ مین رنگا جاتا ہی اور مستحب ہے صحبت اس
کہ اس شخص کے جو آخرت کی رغبت دلاوے اور موت کو یاد دلاوے
اور مکروہ ہے ہمنشینی اختیار کرنی دنیا دارونکی ساتہہ جو دنیا
کے حریص ہین اور اسی مین لگے رہتے ہین اسلئے کہ دنیا دار
آدمی کے دل اور عیش اور دین کو خراب کر دیتے ہین اور اگر
بازار جانیکی ضرورت نہو تو اسمین کم جایا کرے اسلئے کہ
بازار مین سرکش شیطان اور انسان ہوتے ہین یا
یون کہو بہیڑیے کپڑے پہنے ہوے ہین * اور مستحب ہے آدمیکو
اگر داخل ہو بازار مین یہ کہے نہین کوئی لائق عبادت کے
مگر اللہ اکیلا اسکا کوئی شریک نہین اسیکا ملک ہے اسیکے
لیے سب تعریفین ہین وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے

ابداً ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وهو
علی کل شیٔ قدیر فانہ روی عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال من قال ذلک فی السوق فلہ
بعدد من فی السوق عشر حسنات

باب البیع والشراء

قال الفقیہ رحمہ اللہ روی عن عمر رضی اللہ
عنہ انہ قال لا ینبغی ان یتجر فی اسواقنا
من لم یتفقہ فی الدین وروی عن علی بن
ابی طالب کرم اللہ وجہہ انہ قال من اتجر
قبل ان یتفقہ فقد ارتطم فی الربوا ثم
ارتطم وروی عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
انہ قال رحم اللہ رجلا سہل البیع وسہل
الشراء وسہل القضاء وسہل التقاضی
وروی عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
انہ قال من انظر معسرا او وضع عنہ اظلہ اللہ
یوم القیٰمۃ تحت ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ
وروی عن محمد بن سیرین انہ کان یدخل
السوق ویقول یا اہل السوق سوقکم
کاسد وبیعکم فاسد وجارکم حاسد

جلال والا اور اکرام والا اور اُسکی ہاتھہ مین بہلائی ہے اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جسنے بازار مین جاکر یہ کلمات کہے اُسکو ہوا فق
گنتی بازاریون کے دس دس نیکیان ملین گی +

تریسٹہوین باب مین بیع وشرا کا

بیان ہے

کہا فقیہ رہ نے حضرت عمر رضہ سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہمارے بازارون مین وہ شخص
تجارت نکرنے جو دین کے احکام مین سمجھہ بوجہہ رکہتا
ہو اور حضرت علی رض فرماتے ہین جو شخص تجارت کرے اس سے
پہلے کہ دین مین سمجھہ حاصل کرے وہ سود خواری مین پڑکے
پہر پڑے + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
اللہ رحم کرے اُس شخص پر جو بیع شرا مین حکم لگانے
مین تقاضا کرنے مین نرمی برتے + اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جو شخص
قرضدار تنگدست کو مہلت دیدے یا معاف کردے تو اللہ تعالے
اُسکو قیامت کو اپنے عرش کے سایے مین جگہہ دیگا اور اُس دن
سوا عرش کے سایہ اور کوئی سایہ نہوگا + اور محمد بن سیرین بازار
مین کبہی جایا کرتے تو فرمایا کرتے تہے اے بازار والو تمہارے بازار
کہوٹے ہین اور تمہاری بیع شرا نکمی ہین اور تمہارے پڑوسی حاسد ہین

ومأويكم النار يعني اذا كان التاجر جاهلا
لا يحترز من الربوا واما اذا كان التاجر قد
يعلم الفقه ويكون تقيا في حال تجارته
فهو في الجهاد لانه روي في الخبر ان كسب
الحلال افضل من الجهاد وقال قتادة بلغنا
ان التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم
القيمة فاذا باع الرجل شيئا او اشترى
فندم صاحبه فطلب الاقالة ينبغي ان
يجيبه لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقال نادما بيعه اقال الله تعالى
عثراته يوم القيمة وروى عن ابي حنيفة
رضي الله عنه ان رجلا اشترى منه خزا
ثم ندم الرجل على ذلك فجاء اليه وطلب
منه الاقالة فاقاله ابو حنيفة رح البيع
ثم قال ابو حنيفة رح لخادم قم وارفع
الثياب حتى تذهب الى المنزل فانما كان
حاجتي الى البيع والشراء لكي ادخل تحت
قول النبي عليه الصلوة والسلام من اقال
نادما بيعته اقال الله عثراته يوم القيمة

اور رہنا تمہارا آگ مین ہے یہ امر جب ہے جب تاجر جاہل ہو
سود کے لینے دینے سے نہ بچتا ہو اور اگر تاجر احکام بیع و شرا
کے جانتا ہو متقی پرہیزگار ہو تو وہ تو جہاد مین ہے کیونکہ
حدیث مین آیا ہے کہ کمانا روزی حلال کا جہاد سے
افضل ہے اور قتادہ کہتے ہین کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی ہے
کہ تاجر سچا قیامت کو عرش کے سایہ مین ہوگا ٭ اور
جب کسی نے کوئی چیز بیچی یا خریدی پھر وہ نادم
ہوکر اقالہ کا طالب ہو تو دوسرے کو لائق ہے کہ
اس چیز کو پھیر لے یا پھیر دے کیونکہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جو کوئی بیع کا اقالہ کریگا تو قیامت کو اللہ تعالے
اسکی خطاؤنکو اقالہ یعنے معاف کردیگا ٭ اور ابو حنیفہ رح
سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک اونی کپڑا خریدا
پھر وہ نادم ہوکر آیا اور اقالہ کا طالب ہوا آپنے اقالہ
کردیا پھر فرمایا خادم کو اٹھہ اور کپڑے کو اٹھا کر گھر لیجا
کیونکہ میری غرض بیع و شرا سے صرف یہ تھی کہ داخل
ہوجاؤن ان لوگون مین جنکے حق مین
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو
کوئی بیع کا اقالہ کرلے گا تو اللہ تعالے
قیامت کے دن اسکی خطائین معاف کردیگا

وقد دخلت الآن واذا اشتريت شيئا من
السوق فقال لك صاحبه قبل الشراء ذقه
وانت في حل فلا تاكل منه لانه انما اذن لك
بالاكل لاجل الشرى فربما لا يقع بينكما بيع
فيكون ذلك الاكل شبهة ولكن لو وصف
لك صفة فاشتريته فلم تجده على تلك الصفة
فانت بالخيار ويكره للتاجر ان يحلف لاجل
ترويج السلعة ويكره ان يصلي على النبي
عليه الصلوة والسلام في عرض سلعة وهو
ان يقول صلى الله على محمد ما اجود هذا ويستحب
للتاجر ان لا يشغله تجارته عن اداء الفرائض
فاذا جاء وقت الصلوة ينبغي ان يترك
تجارته حتى يكون من اهل هذه الآية قال
الله تعالى رجال لا تلهيهم تجارة الآية وقال
بعضهم هم الذين تركوا التجارة واشتغلوا
بالعبادة مثل اصحاب الصفة ومن كان
في مثل حالهم وقال بعضهم هم الذين يتجرون
ولا يشغلهم تجارتهم عن الصلوة بميقاتها
ولا عن ذكر الله تعالى وروى عن الحسن

اور اب مین اُنہین داخل ہوگیا + اور جب توکوئی چیز بازار سے
خریدے اور بیچنے والا تجھکو کہے کہ چکھہ تو سہی تو تجھکو اُسکا
کہانا نہ چاہیے اسلیئے کہ اُسنے کہانے کے اجازت اسلیئے
دی ہے کہ تو مول لے اور ممکن ہے کہ تو نہ لے تو یہ کہانا شُبہہ
سے خالی نہوگا ہان اگر اُسنے اُسمین کوئی خوبی بیان کی ہے
اور تونے اُسکو مول لے لیا ہے اور اُسمین وہ خوبی نپائے
تو تجھکو پھیرنے کا اختیار ہے + اور مکروہ ہے تاجر کو قسم
کہانی سودے کے بکنے کے واسطے اور مکروہ ہے درود پڑہنا
سودے کے دکہاتے وقت مثلا یون کہے رحمت ہو اللہ
کی محمد صلعم پر یہ سودا کتنا اچھا ہے + اور مستحب ہے
تاجر کو یہ بات کہ تجارت اُسکو فرضون کے ادا کرنے سے نروکے
جب نماز کا وقت آئی تو تجارت کو چھوڑ دی اور اُن لوگون
مین داخل ہوجکا اِس آیۃ مین ذکر ہے رجال لا تُلہیہم
تجارۃ الخ) اور بعضون نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو
تجارت کو چھوڑ کر عبادت مین مشغول ہوگئے مانند
اصحاب صُفّہ کے اور جو لوگ ویسے ہون + اور بعضون
نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو تجارت کرتے ہین اور اُنکی
تجارت نماز سے اور ذکر اللہ سے نہین روکتی اپنی وقتو پر ادا
کرتے ہین + اور حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین

البصری انه قال کانوا یتجرون ولا تلهیهم
تجارة ولا بیع عن ذکر الله قال الفقیه رح دخل
فی الآیة کلا الفریقین وهی محتملة للتفسیرین
جمیعا

باب اطاعة الوالی

قال الفقیه رح یجب علی الرعیة اطاعة الوالی مالم
یامرهم بالمعصیة فاذا امرهم بالمعصیة لا یجوز
لهم ان یطیعوه ولا یجوز لهم الخروج علیه الا
ان یظلمهم فامتنعوا من ظلمهم وانما قلنا ان
اطاعة الوالی واجبة لقول الله اطیعوا الله
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم قال فی
بعض التفسیر یعنی الامراء وروی انس بن
مالک عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
اسمعوا واطیعوا اولی الامر ولو استعمل علیکم
عبد حبشی وروی ابن عباس عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال من رای من امیره
شیئا فکرهه فلیصبر فانه لیس احد من یفارق
الجماعة شبرا فیموت الامات میتة الجاهلیة
وروی عن ابن عمر انه لما بلغه ان یزید بن
معاویة ولی فقال ان کان خیرا رضینا

کہ صحابہ تجارت کرتے تھے اور وہ انکو اللہ کے ذکر سے
نروکتی تھی * کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اس آیت مین دونون
فریق داخل ہین اور یہ آیت دونون تفسیرونکا احتمال رکھتی ہے

چونتیسوین بابمین حاکم کی اطاعت کا بیان

ہے کہا فقیہ رح نے رعیت پر اطاعت حاکم کی وجب ہے
جبتک گناہ پر مجبور نکرے جب وہ گناہ پر مجبور کرے تو اسکی
اطاعت جائز نہین اور نہ حاکم پر خروج جائز ہے یعنی لڑائی
اگر وہ رعیت پر ظلم کرے اور وہ اسکی ظلم سے بچنے کے لئے
لڑین تو جائز ہے * اور ہمنے حاکم کی اطاعت کو اسلئے وجب کہا
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور
اپنے حاکم کی جو تم مین کا ہو بعضی تفسیرون مین اولی الامر کے
تفسیر الامراء کی گئی ہے اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا سنو اور اطاعت کرو حاکم کی اگرچہ
وہ حاکم حبشی غلام ہو * اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی اپنے حاکم مین کوئی
بری بات دیکھے تو صبر کرے اسلئے کہ جو کوئی جماعت سے
ایک بالشت بھی جدا ہو کر مر جائیگا تو اسکی موت مثل موت زمانہ
جاہلیت کے ہوگی اور ابن عمر سے مروی ہے کہ جب انکو یزید کے
حاکم ہونیکی خبر پہنچی تو فرمایا اگر وہ بہلا ہے تو ہم راضی ہین

وان كان شرا وبلاء صبرنا وقال بعض
الصحابة اذا عدلت الائمة على الرعية
كان الشكر على الرعية والاجر للائمة و
اذا جارت الائمة على الرعية كان الصبر
على الرعية والوزر على الائمة واذا امر
بالمعصية فلا يجوز الطاعة له لان النبي
عليه الصلوة والسلام قال لا طاعة
للمخلوق في معصية الخالق وروى نافع
عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال السمع والطاعة على المرء المسلم فيما
احب او كره ما لم يؤمر بمعصية فاذا امر
بمعصية فلا سمع ولا طاعة وروى عن علی
بن ابي طالب رض ان النبي عليه الصلوة والسلام
بعث جيشا وامر عليهم رجلا فغضب عليهم وما
واوقد نارا فقال لهم ادخلوا نارا فارادوا ان
يدخلوا وقال الاخرون انا لا ندخلها فذكر
ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال لو دخلوها
ما خرجوا منها ابدا لا طاعة في المعصية
انما الطاعة في المعروف وقال عبد الله

اور اگر وہ برا ہے تو ہم صبر کرینگے اور فرمایا بعض صحابہ نے
جب حاکم انصاف کرین تو رعیت پر اُسکا شکر واجب ہے
اور ثواب حاکمون کے لیے ہے اور اگر رعیت پر ظلم کرینگے
تو رعیت کو صبر لازم ہے اور بوجھہ گناہونکا حاکمون کی
گردن پر ہے + اور جب حاکم گناہ پر مجبور کرے تو اُسکی
اطاعت جائز نہین اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی مین نکرنی چاہیے
اور نافع بواسطۂ ابن عمر رض کے نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہر مسلمان پر حاکم کے تابعداری
ہر امر مین خواہ وہ امر اسکو اچھا معلوم ہو یا برا واجب ہے مگر
جبتک وہ حاکم گناہ کا امر نکرے اور جب وہ گناہ کرنیکا حکم
کرے تو اُسکی تابعداری جائز نہین + اور حضرت علی رض سے مروی
ہی کہ نبی علیہ السلام نے ایک لشکر کو کہین بہیجا اور اُنپر ایک شخص کو
حاکم بنادیا سو وہ حاکم ایکدن لشکر پر غصہ ہوا اور آگ روشن کرا کے
پہر لشکریونکو کہا اس مین گھسو بعضون نے گھس جانے کا
ارادہ کیا اور بعضون نے کہا ہم تو ہرگز بھی نہین گھستے
پس ذکر کیا گیا یہ قصہ نبی علیہ السلام سے آپنے فرمایا
اگر اُس آگ مین گھس جاتے تو کبھی نہ نکلتے تابعداری گناہ مین نہین
تابعداری تو فقط امر معروف مین ہے + اور فرمایا عبد اللہ

بن مسعود ان الله تعالى ليؤيد هذا الدين برجل فاجر وقال حذيفة بن اليمان ليبعثن الله عليكم امراء يعذبونكم ويعذبهم الله وروى موسى بن عبيدة عن ايوب بن خالد عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال سيكون بعدي امراء يعملون بما تنكرون ويامرونكم بما لا تعلمون فاولئك لا طاعة لهم وعن زبير بن عدي قال اتينا انس بن مالك فشكونا اليه ما لقينا من الحجاج فقال اصبروا فانه لا يأتي عليكم زمان الا والذي بعده شر منه سمعته من نبيكم عليه السلام

باب اخذ الجائزة من الامراء

قال الفقيه رح اختلف الناس في اخذ الجائزة من السلطان قال بعضهم يجوز ما لم يعلم انه يعطيه من حرام وقال بعضهم لا يجوز فاما من اجازه فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب كرم الله وجهه انه قال ان للسلطان نصيبا من الحلال والحرام فما اعطاك فخذه فانما يعطي من الحلال

بن مسعود نے کہ اللہ تعالی اس دین کی تائید فاسق فاجر سے بھی کرا دیتا ہے ٭ اور کہا حذیفہ بن الیمان نے البتہ تم پر اللہ تعالی ایسے حاکم مقرر کریگا کہ تمکو تکلیف دینگے اور اللہ انکو عذاب کریگا ٭ اور موسی بن عبیدہ ایوب بن خالد سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تھوڑے زمانے کے بعد تم پر ایسے حاکم ہونگے کہ عمل کرینگے جو تمکو برے معلوم ہونگے اور تمکو حکم کرینگے جو تم نجانتے ہوگے ایسے حاکمونکی تابعداری نچاہیے ٭ اور زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس بن مالک کے خدمت مین آئے اور جو تکلیفین حجاج سے پہنچی تہین انکا بیان کیا فرمایا صبر کرو اسلیے کہ اگلا زمانہ اس سے بھی بدتر ہوگا ہے اور مین نے یہ بات تمہارے نبی علیہ السلام سے سنی ہے ٭

پینتیسوین باب مین بیان ہے کہ امیر لوگونسے تحفہ یا وظیفہ لینا جائز ہے یا نہین

کہا فقیہ رح نے علماء نے وظیفہ اور تحفہ کے لینے مین بادشاہ سے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا جائز ہے اور بعضون نے کہا جائز نہین ٭ جنہون نے جائز کہا ہے انکی دلیل تو یہ ہے کہ حضرت رض فرماتے ہین کہ بادشاہ کے پاس مال حلال اور حرام دونون ہوتے ہین جو مال وہ تجھے دے تو اسکو لیلے کیونکہ وہ حلال مین سے دیتا ہے ٭ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

وروی عمر عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال من اعطی شیئا من غیر مسألة فلیأخذه
فانما هو رزق رزقه الله تبارك وتعالی
وروی الاعمش عن ابراهیم انه لم یر باسا
بالاخذ من الامراء وروی عن حبیب بن
ابی ثابت قال رأیت هدایا المختار تاتی ابن
عمر وابن عباس فیقبلانها وعن الحسن
انه کان یاخذ هدایا الامراء وروی محمد
بن الحسن عن ابیحنیفة عن حماد عن ابراهیم
النخعی رح انه خرج الی زهیر بن عبد الله الازدی
وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزته
هو وابو ذر الهمدانی قال محمد وبه ناخذ
ما لم نعرف شیئا حراما بعینه وهذا قول
ابی حنیفة واصحابه واما من کره فقد
ذهب الی ما روی حبیب بن ابی ثابت
قال ارسل امیر من الامراء الی ابی ذر بمال
فقال ابو ذر اکل المسلمین ارسل الیه مثل هذا
فقال لا فقال رده ثم قال کلا انها لظی
نزاعة للشوی وروی عن عثمان بن عفان

نبی علیه الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا اگر کسیکو کوئی چیز بے سوال ملجاے تو لیلے اسلیے کہ یہ
رزق اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہے + اور اعمش ابراہیم سے
روایت کرتے ہین کہ وہ امیرون سے لینے کو کچھ برا نجانتے
تھے + اور حبیب بن ابی ثابت کہتے ہین کہ مین نے دیکھا مختار کے
تحفے ابن عمر اور ابن عباس کے خدمت مین آتے تھے اور یہ
دونون صاحب قبول کرلیا کرتے تھے + اور امام محمد بواسطہ
امام ابوحنیفہ اور حماد کے روایت کرتے ہین کہ ابراہیم نخعی
زہیر بن عبد اللہ ازدی کے پاس گئے اور وہ عامل حلوان کا
تہا وہ اور ابوذر ہمدانی اپنے وظیفہ کو طلب کرتے تھے امام
محمد کہتے ہین ہمارا عمل اسی پر ہے جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ
یہ خاص مال حرام ہے اور یہی قول ابوحنیفہ اور
اُنکے شاگردون کا ہے + اور جو اسکو جائز نہین
کہتے انکی دلیل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے
ہین کہ کسی امیر نے ابوذر رض کی خدمت مین کچھ مال بھیجا ابوذر
نے پوچھا کیا سب مسلمانون کے پاس اتنا اتنا مال بھیجا
ہے کہا نہین کہا تو لیجا پھر پڑھی یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے
ہرگز نہین وہ تپتی آگ ہے کھینچ لینے والی کھال
اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت

رضی اللہ انہ مر بابی ذر و هو نائم علی حائط
المسجد فقال لغلامه خذ هذه الدنانیر
واقعد هھنا حتی یستیقظ هذا الرجل فادفع
الیه هذه الدنانیر فان قبلها منك فانت
حر فلما استیقظ فاعطاها ایاه فابی ان یقبل
فقال له الغلام خذها فان فیه فکاك
رقبتی من الرق فقال لا اخذها فان فیه
استرقاق رقبتی وروی عن ابی وائل انه
قال درهم من تجارة احب الی من عشرة
من عطایا وروی عبد المنعم بن ادریس عن
ابیه عن وهب قال جاء رجل الی ابی الدرداء
فقال یا ابا الدرداء ان فلانا شتمنی فظلمنی
فقال له ابو الدرداء ان کنت صادقا فلا
یمر بك الایام حتی یعاقبه الله تعالی قال
فما مر به الایام حتی دخل علی الامیر فاجاز
الامیر ذلك الظالم بعشرة الاف درهم فارسل
ابو درداء الی صاحبه فقال صدقت یا اخی
قد عاقبه الله تعالی عقوبة عظیمة فقال
یا ابا الدرداء اتعد هذه الجائزة عقوبة

ابوذر پر گذرے اور وہ مسجد کی دیوار پر پڑے سوتے تھے اپنے
غلام کو کہا یہ دینار لے اور یہان بیٹھا رہ جب یہ شخص جاگے
تو یہ دینار اسکو دیدینا اگر لیلیے تو تو آزاد ہے جب وہ جاگے
تو اُسنے وہ دینار دیے ابوذر نے انکار کیا غلام نے کہا لیجیے
آپکے لیلینے مین میری آزادی ہے کہا مین تو نہین لیتا کیونکہ
اسمین میری غلامی ہے ✦ اور ابو وائل کہتے ہین ایک درم
تجارت کا دس درمون سے جو کسی امیر نے عطا کیے
ہون بہتر ہے میرے نزدیک ✦ اور عبد المنعم اپنے باپ کے
واسطہ سے وہب سے روایت کرتے ہین کہ ایک
شخص ابو درداء کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے
ابو درداء فلان شخص نے مجھے بُرا بھلا کہا مجھپر ظلم کیا
کہا ابو درداء نے اگر تو سچا ہے تو تھوڑا زمانہ گذرنے
دے اللہ اُسکو عذاب مین مبتلا کریگا راوی کہتے
ہین کہ تھوڑے سے دن گذرے تھے کہ وہ شخص
ظالم کسی امیر کے پاس گیا امیر نے دس ہزار درم دیے
پس ابو درداء نے فریادی کو بلایا اور کہا اے میرے
بھائی تو سچا ہے اللہ تعالے نے اُسکو سخت عذاب
مین گرفتار کیا ہے پس کہا اُسنے اے ابو درداء
کیا انعام کو آپ عذاب شمار کرتے ہین ✦

قال واللہ لو جلد علی ظہرہ عشرۃ الاف اسواط
کنت ارجی لہ من جائزۃ عشرۃ الاف درہم
قال الفقیہ رحمہ قبول الجائزۃ عندنا علی وجہین
فان کان الامیر غالب اموالہ الرشوۃ و
الاخذ بغیر حق فلا یجوز قبول جائزتہ الا
ان یعلم ان الذی بعث الیہ اصابہ من
حلال ولو کان الامیر غالب اموالہ میراثا
ورثہ من حلال و تجارۃ اکتسبہا فلا باس
بان یقبل ما لم یعلم ان الذی بعث الیہ
من حرام او شبہۃ و ترکہ افضل فی الوجہین
جمیعا

باب النہی عن النظر فی بیت غیرہ

قال الفقیہ رحمہ اللہ لا یجوز لاحد ان ینظر فی بیت
غیرہ بغیر اذن صاحبہ فان فعل فقد اساء
فہو اثم مسیئ فی فعلہ فان نظر ففقا صاحب
البیت عینیہ فقد اختلف الناس فیہ قال
بعضہم لا شیئ علیہ و قال بعضہم علیہ الضمان
وبہ ناخذ فاما من قال لا شیئ علیہ فقد ذہب
الی ما روی ابن شہاب عن سہل بن سعد

کہا اللہ کی قسم ہے اگر اوسکی پشت پر دس ہزار کوڑے پڑتے
تو مجہکو اچہے ہونیکی زیادہ امید ہوتی بہ نسبت دس ہزار درہم
کے + کہا فقیہ رح نے قبول انعام یا وظیفہ یا تحفہ کی قبول
کرنیکے دو حکم ہین اگر اکثر مال امیر کا رشوت اور ناحق کا ہو
تو قبول کرنا جائز نہین ہان اگر یہ جانے کہ یہ مال خاص
حلال کا ہے تو جائز ہے + اور اگر اکثر مال حلال کا ہے
میراث مین پہنچا ہے یا تجارت سے حاصل ہوا ہے تو
قبول کرنے مین مضایقہ نہین جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ
جو مال خاص بہیجا ہے وہ حرام ہے یا اوسمین شبہہ ہے اور
قبول نکرنا دونون صورتون مین افضل ہے

باب مین دوسرے کے گہر مین جہانکنے کی ممانعت کا بیان

+ کہا فقیہ رح نے جائز نہین
کہ کوئی شخص کسیکے گہر بغیر اجازت کے جہانکے اگر جہانکیگا
تو گنہگار ہوگا + اگر جہانکا اور صاحب خانہ نے اوسکی
آنکہہ پہوڑ دی تو اسمین علماء نے اختلاف کیا ہے
بعضون نے کہا صاحب خانہ پر کچہہ نہین بعضون
نے اوسپر دیت سہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو
لوگ کہتے ہین کہ صاحب خانہ پر کچہہ نہین اونکی دلیل یہ
ہے کہ ابن شہاب سہل بن سعد ساعدی سے

الساعدی ان رجلا اطلع فی بیت رسول الله
علیه الصلوة والسلام ومع رسول الله مدری
یحك به راسه فلما راٰه رسول الله علیه الصلوة
والسلام قال لو اعلم ان تنظر الی لطعنتك
به فی عینك انما جعل الاذن من اجل النظر
وروی ابو الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة
قال قال ابو القاسم صلی الله علیه وسلم لو
ان امراء اطلع علیك بغیر اذن فخذفته
بحصاة ففقأت عینه لم یکتب علیك جناح
واما من قال انه یجب الضمان علیه لان الله
تعالی قال فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه
بمثل ما اعتدی علیکم وقال فان عاقبتم فعاقبوا
بمثل ما عوقبتم به والخبر جاء مخالف لکتاب الله
تعالی ویحتمل ان الخبر منسوخ او له معنی سوی
معنی ظاهرة والخبر اذا کان مخالفا لکتاب
الله تعالی فلا یجوز العمل به واحتمل ان
الخبر کان قبل نزول قوله تعالی وان
عاقبتم الایة واحتمل ایضا ان الخبر علی وجه
الوعید والتهدید لا علی وجه الحتم وقد

روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے
گہر مین جہانکا اور آپکے ہاتہ مین خار پشت تہا اُس
سے سر کہجا رہے تہے جب رسول اللہ صلعم نے دیکہا تو
فرمایا اگر مجہے خبر ہوتی کہ تو جہانکیگا تو مین تیری آنکہہ
مین اس خار پشت سے کونچا مارتا اجازت تو دیکہنے ہی کے
واسطے مقرر کی گئی ہے ۞ اور ابو الزناد بواسطۂ اعرج کے
ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ابو القاسم صلعم نے
اگر کوئی شخص تیرے گہر مین جہانکے اور تو کنکر سے اُسکی آنکہہ
پہوڑدے تو تجہپر کچہہ گناہ نہین ہے اور جو لوگ کہتے ہین
کہ اُسپر دیت واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ
جتنے تمپر زیادتی کی تم اُنپر زیادتی کرو جیسے اُنسے زیادتی کی
اور دوسری آیت مین فرمایا اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اُسقدر
جتنی تمکو تکلیف پہنچی اور یہ حدیث مخالف اللہ کی کتاب کے ہے اور احتمال ہے
کہ حدیث منسوخ ہے یا اس حدیث کی معنی سوا معنی ظاہر
کے اور ہون اور حدیث جبکہ مخالف ہو کتاب اللہ کے
تو قابل عمل نہین اور احتمال ہے کہ یہ حدیث آیت کے
پہلے نازل ہوئی ہوگی یعنے وان عاقبتم الخ جسکا ترجمہ پہلے
گذرا اور احتمال ہے کہ حدیث سے ڈرانا دہمکانا مراد
ہو نہ اور بر وجہ وجوب کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

كان النبي عليه الصلوة والسلام يتكلم بكلام
في الظاهر واراد له شيئا اخر كما جاء في الخبر
ان عباس بن مرداس السلمي لما مدح رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال قم فاقطع
لسانه انما اراد بذلك ان يدفع اليه شيئا
لم يرد به القطع في الحقيقة فكذلك هذا
ثم احتمل انه ذكر فقاء العين والمراد به ان
يعمل به عملا لا ينظر بعد ذلك في البيت

باب النهي عن التعرض للتهمة

قال الفقيه رح لا ينبغي للرجل ان يعرض نفسه
للتهمة ولا يجالس اهل التهمة ولا يخالطهم فانه
يصير متهما وقال الله تعالى اذا سمعتم ايات الله
يكفر بها الاية وقال النبي عليه الصلوة والسلام
من تشبه بقوم فهو منهم وعن لقمان الحكيم انه
قال من يصحب صاحب السوء لا يسلم ومن يدخل
مداخل السوء يتهم ومن لا يملك لسانه يندم وروي
بهذا اللفظ ايضا عن رسول الله عليه الصلوة و
السلام وروي عن ابن شهاب عن علي بن الحسين
ان النبي عليه الصلوة والسلام راته صفية

کبھی ایسی بات فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری معنی اُسکے اور
ہوتے تھے اور مُراد آپکی اور ہوتی تھی جیسا حدیث مین آیا
ہے کہ عباس بن مرداس سلمی نے جب رسول اللہ صلعم کی تعریف
مین قصیدہ پڑھا تو آپنے بلال کو فرمایا اٹھو اسکی زبان کترو
آپکی مُراد اس سے یہ تھی کہ اُسکو کچھہ دیدو حقیقی معنے مراد نہین
اسیطرح اس حدیث کو بھی سمجھنا چاہیے یہہ احتمال ہے کہ
آپکی آنکھہ پھوڑنے سے مُراد یہہ ہو کہ اُسکے ساتھہ ایسا کام کرنا
چاہیے کہ پھر نہ جھانکے

ستتھوین باب بیچ اس امر کا بیان ہے کہ آدمی کو تہمت کی جگہہ سے بچنا چاہیے

کہا فقیہ رح نے آدمی کو
لائق نہین کہ اپنے آپکو محل تہمت بناوے اور جو لوگ تہمت مین
ہین انکی صحبت مین نہ بیٹھے نہ ربط ضبط رکھے کیونکہ اگر ایسا
کریگا تو یہہ بھی متہم ہوگا اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جب سنو تم کہ
مجلس مین اللہ کی آیتون سے انکار اور ہنسی کیجاتی ہے تو تم وہان
نہ بیٹھو اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جو کسی قوم کے ساتھہ مشابہت
پیدا کرے وہ انہین مین شمار ہے اور حکیم لقمان فرماتے ہین جو
بری صحبت مین بیٹھیگا وہ سالم نہ رہیگا جو بری جگہہ جائیگا وہ
متہم ہوگا جو اپنی زبان پر قادر نہوگا وہ نادم ہوگا اور یہی لفظ
رسول اللہ صلعم سے بھی مروی ہین اور ابن شہاب علی بن حسین سے

صنعة يعني في المسجد فلما رجعت انطلق معها
فمر به رجلان من الانصار فقال لهما انما
هي صفية قالا سبحان الله تعالى قال ان
الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم ولقد
خشيت ان تظنا فهلكا وروي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال من كان يؤمن بالله
واليوم الاخر فلا يقفن موقف التهمات +

باب الرفق قال الفقيه رحمه الله ينبغي
للمسلم ان يستعمل الرفق في كل شيء ويستعمل
التواضع من غير ذل وروي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ما دخل الرفق في شيء
الا زانه وما دخل الخرق في شيء الا شانه
روي مجاهد عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال لو نظر الناس الى خلق الرفق لم يروا
مما خلق الله تعالى مخلوقا احسن منه ولو نظر
الناس الى خلق الخرق لم يروا مخلوقا اقبح
منه وروي عروة عن عائشة ان رجلا استاذن
على رسول الله عليه الصلوة والسلام فقال
ائذنوا له فبئس ابن العشيرة او بئس اخو

یعنی مسجد مین جب وہ وہاں سے گھر کو پھرین تو آپ انکو پہنچانے
آئے رستہ مین دو انصاری جاتے تھے سو آپنے فرمایا یہ صفیہ
ہین انہون نے کہا سبحان اللہ آپ کیا فرماتے ہین فرمایا شیطان
آدمی کی رگون مین خون کی مانند پھرتا ہے مین ڈرا کبھی تم بدگمانی
کرو اور ہلاک ہو جاؤ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اللہ
اور رسول اور روز قیامت پر ایمان لائے اسکو چاہیے کہ
تہمت کی جگہ کھڑا بھی نہو +

اٹھسٹھوین باب
مین یہ بیان ہے کہ ہر کام مین نرمی اچھی
ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے لائق ہے مسلمانکو کہ ہر کام مین نرمی
برتے اور تواضع اختیار کرے بغیر ذلت کے + اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا نرمی کسی چیز مین داخل نہین ہوتی مگر
اسکو زینت دیدیتی ہے اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر
عیب دار کر دیتی ہے اسکو + اور مجاہد نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا اگر انسان نرمی کی خوبی کیطرف خیال کرتا
تو تمام مخلوق سے بہتر جانتا ہے اور اگر سختی کی برائی کی طرف
دھیان کرتا ہے تو مخلوق خدا مین اس سے زیادہ کسیکو برا نہین
جانتا + اور عروہ حضرت عائشہ رضہ سے روایت کرتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے گھر مین آنیکی اجازت مانگی آپنے اپنے
صحابہ کو کہا بلا لو برا ہے ابن العشیرہ یا فرمایا اخو العشیرہ

العشيرة فلما دخل الان له القول فقلت له يا
رسول الله لقد قلت ما قلت ثم النت له القول
فقال ان شر الناس منزلة يوم القيمة من اكرمه
الناس اتقاء فحشه وقال ابو الدرداء انا لنكشر
في وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم وقال النبي
عليه الصلوة والسلام طوبى لمن تواضع في غير
منقصة وانفق مالا جمعه من غير معصية و
رحم اهل الذلة والمسكنة وخالط اهل الفقه
والحكمة وروى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة رضي الله عنها ان رجلا خاصم الى النبي
عليه الصلوة والسلام فقال وهو يخاصم حسبي
الله ونعم الوكيل فقال النبي عليه السلام ان
الله يلوم عبده على العجز فابلغ نفسك عذرها
في جهتها ثم قال حسبي الله ونعم الوكيل وقال
لقمان لابنه يا بني لا تكن مرا فتلفظ ولا تكن
حلوا فتبتلع وقال ابراهيم النخعي في قوله تبارك
وتعالى والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون
قال كانوا يكرهون للمؤمن ان يذل نفسه
وروى عن عائشة ان امرأة سالتها فقالت

جب آپکی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے اُسکے ساتھ نرمی سے
گفتگو فرمائی حضرت عائشہ کہتی ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپنے پہلے تو اُسکے حق مین وہ کچھہ فرمایا پھر ملائمیت سے گفتگو
کی اسکا کیا سبب ہے آپنے فرمایا سب مین بُرا قیامت کو وہ آدمی
ہے کہ لوگ اُسکی بُرائی کے خوف سے اُسکی تعظیم تکریم کرین +
اور ابو درداء کہتے ہین کہ ہم بہت لوگون کے سامنے دانت کھولتے
ہین اور دل سے انکو لعنت کرتے ہین اور نبی علیہ السلام نے
فرمایا خوشخبری ہو اُس شخص کو جو تواضع کرے بغیر امید کسی نقصان
کے اور خرچ کرے حلال مالکو نیک راہ مین اور رحم کرے مسکین
ذلیل پر اور فقیہ اور حکیم والون سے ربط ضبط رکھے + اور
ہشام بن عروہ بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ سے روایت
کرتے ہین کہ ایک شخص نبی صلعم کی خدمت مین جھگڑا لیکر آیا پہر
وہ دوسرے شخص سے جھگڑتا جاتا تہا اور کہتا تہا اللہ مجھکو
کافی ہے اور وُہی بہتر وکیل ہے سو فرمایا نبی صلعم نے اُس بندے
کو اللہ ملامت کرتا ہے جو خواہ مخواہ اپنے آپکو عاجز بنا دے جو کچھہ
تجھکو عذر ہو اُسکو بیان کر پہر حسبی اللہ ونعم الوکیل کہہ + اور لقمان
نے اپنے بیٹے کو کہا اے بیٹے نہ اتنا کڑوا بن جو تجھی کو کوئی
تہوک دے اور نہ اتنا میٹھا بن جو تجھے نگل لے + اور کہا
ابراہیم نخعی نے تفسیر مین اس قول اللہ تعالے کے والذین اذا

ان لی جیرانا یھینوننی وجیرانا یکرموننی فقالت
عائشة رضی الله عنہا اھنی من اھانك واکرمی
من اکرمك قال الفقیه رح ھو الذی قالت
عائشة رضی الله عنہا ھو العدل والانصاف و
اما من اخذ بالفضل واحسن من اساء الیه فھو
افضل لان الله تعالی قال وجزاء سیئة سیئة مثلها
ثم قال فمن عفی واصلح فاجره علی الله و
یقال ثلثة من اخلاق اھل الجنة لا یوجد الا
فی الکریم الاحسان الی من اساء الیه والعفو
عن من ظلمه والبذل لمن حرمه وھذا موافق
بقول الله تعالی خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاھلین وروی عن علی بن زید
عن سعید بن المسیب عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال رأس العقل بعد الایمان
بالله مداراة الناس واھل المعروف فی الدنیا
ھم اھل المعروف فی الآخرة ولن یھلك
امرء بعد المشورة **باب فضل
العصا** - قال الفقیه رح روی میمون
بن مھران عن عبد الله بن عباس رضی

کہ میرے پڑوسیون مین سے بعضے میری اہانت کرتے ہین اور بعضے
اکرام کرتے ہین فرمایا جو تیری اہانت کرتے ہین تو انکی اہانت کر
جو تجھکو اکرام کرین انکو اکرام کر کہا فقیہ رح نے جو حضرت عائشہ رض نے
جواب مین فرمایا انصاف یہی ہے مگر جو کوئی فضیلت کو
اختیار کرلے اور برے کے ساتھ بھلائی کرے تو یہ بات افضل ہے
اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اور بدلہ برائی کا برائی ہے برابر اسکے
پھر فرمایا جو کوئی معاف کرے اور اصلاح کرے تو اسکا ثواب اللہ کے
ذمہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ تین خصلتین جنتیون کے اخلاق سے
ہین نہین پائی جاتین وہ کسی مین مگر جو کریم النفس ہو جو اپنے ساتھ
برائی کرے اسکے ساتھ احسان کرنا جو ظلم کرے اسکو معاف کرنا
جو اپنے آپکو محروم کردے اسپر خرچ کرنا اور یہ اللہ تعالی کی قول کے
موافق ہے (اختیار کر معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر
جاہلون سے) اور علی بن زید بواسطہ سعید بن مسیب کے نبی صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا اللہ پر ایمان لانیکے بعد عقل کی یہ
بات ہے کہ مخلوق سے مدارات پیش آئے اور اہل معروف دنیا کے وہی
اہل معروف ہین آخرت کے اور بعد مشورہ کے کوئی شخص نقصان
نہین اٹھاتا ۔ **اٹھتروین باب عصا رکھنے کی
فضیلت کا بیان ہے**، کہا فقیہ رح نے میمون بن مہران
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

الله عنه انه قال امساك العصا سنة الانبياء
صلوات الله عليهم اجمعين وعلامة المؤمنين
وقال الحسن البصري رضي الله عنه للعصا ستة
ستة خصال سنة الانبياء وزين الصالحين
وسلاح على الاعداء يعني الكلب والحية و
غير ذلك وعون الضعفاء وغم المنافقين
وزيادة في الحسنات ويقال اذا كان المؤمن
معه العصا يهرب الشيطان منه ويخشع منه
المنافق والفاجر ويكون قبلته اذا صلى و
قوته اذا اعيى وفيها منافع كثيرة كما قال
الله تعالى في قصة موسى عليه السلام قال
هي عصاي اتوكأ عليها الاية + باب

زوال الدنيا عن المؤمن

قال الفقيه رحمه الله روي عن معاوية بن ابي سفيان
قال اما ابو بكر فلم يرد الدنيا ولم ترده و
اما عمر فقد ارادته ولم يردها واما عثمان
فقد نال منها ونالت منه اما نحن فقد
تمرغنا فيها ظهرا لبطن فلا ندري الى ما
يصير الامر وقال زيد بن ارقم كنا عند

کہ عصا کا ہاتھ میں رکھنا تمام انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین
کی سنت ہے اور مسلمانوں کی علامت ہے اور کہا حسن بصری رح
نے عصا میں چھہ خوبیاں ہیں نبیوں کی سنت ہے نیکوں کی
زینت ہے اور دشمنوں یعنی کتے اور سانپ وغیرہ کے لیے
ہتیار ہے اور ضعیفوں اور ناتوانوں کا مددگار ہے +
اور منافقوں کے لیے چہڑی ہے اور نیکیوں میں زیادتی
ہے + اور کہا گیا جب مومن کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی ہے
شیطان بہاگ جاتا ہے اور منافق اور فاجر اس سے ڈرتا ہے
اور جب نماز پڑہتا ہے تو سترہ بنجاتا ہے اور جب تہک
جاتا ہے تو اس سے سہارا لیلیتا ہے اور عصا میں اور بہی بہت سے
نفع ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے
کہا موسی نے یہ میرا عصا ہے اسپر تکیہ لگالیتا ہوں الخ + شروع ہوا

باب بیچ بیان ہے کہ مومن کو دنیا کم ملتی ہے

کہا فقیہ رح نے حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا لیکن ابوبکر
نے تو دنیا کی خواہش نہیں کی اور نہ دنیا نے انکی خواہش کی
اور مگر عمر انہوں نے دنیا کی خواہش نہیں کی مگر دنیا نے انکی
خواہش کی اور لیکن عثمان انہوں نے دنیا سے کچھ لیا اور دنیا نے
انسے کچھ لیا لیکن ہم تو سر تا پا دنیا میں بھرے ہوئے ہیں نہیں جانتے
کہ ہمارا انجام کیا ہو + اور کہا زید بن ارقم نے ہم ابوبکر

ابی بکر فدعا بشراب فاتی بماء وعسل فلما دنی
من فیه بکی فبکینا ببکائه فسکتنا ولم یسکت ثم
مسح عینیه فقلنا ما هاجك یا خلیفة رسول الله
قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فرأیته
یدفع عن نفسه شیئا ولم ار معه احدا فقلت
یا رسول الله اراك تدفع عن نفسك شیئا ولا
اری معك احدا فقال هذه الدنیا تمثلت لی
فقلت لها الیك عنی فتنحت عنی فقالت اما
ان تنفلت عنی فلا تنفلت عنی من بعدك فخشیت
ان یلحقنی ثم وضع الاناء من یده ولم یشرب
قال الفقیه رضی الله عنه من اصاب شیئا من
الدنیا من الحلال فلا یکون اثما فی اخذه و
لکن لو ترکه کان انفع لاخرته لان النبی علیه
الصلوة والسلام قال حلالها حساب وحرامها
عذاب وقال عبد الله بن عمر من اصاب شیئا
من الدنیا نقص من اخرته وان کان کریما
علی الله تعالی

باب علامة الساعة

قال الفقیه رح روی عن وکیع عن سفیان
عن قتادة عن ابی الفضل عن حذیفة بن اسید

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سوا بوبکر نے پانی مانگا لوگون نے شربت
شہد کا پیش کیا جب اُسکو مونہہ کے قریب لیگئے روئے ہم بھی رونے لگے
سو ہم تو چپکے ہو رہے اور وہ چپکے نہوے پہر آنکھیں پونچھیں ہمنے
عرض کیا کس چیز نے آپکو اسقدر رُلایا اے خلیفہ رسول اللہ کہا تہا
مین رسول اللہ صلعم کے ساتہ سو مینے دیکہا کہ آپ کسی چیز کو اپنی طرف سے
ہٹاتے ہین اور ظاہر مین وہان کوئی بھی نہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ
مین آپکو دیکھتا ہون کہ کسی چیز کو ہٹاتے ہین حالانکہ یہان کوئی
چیز نہین آپنے فرمایا اس دُنیا کی تصویر میرے سامنی آکر کہڑی ہوئی
مینے کہا دور ہو وہ دور ہوگئی پہر اُسنے کہا اگر آپ میرے پنجے
سے نکلجاینگے تو جو لوگ آپکے بعد ہونگے وہ میرے پنجے سے کیونکر چہوٹینگے
سو مین ڈرا کہ کبہی دنیا مجہے نہ آدبائے پہر ہاتہہ سے برتن رکہدیا اور
شربت نہ پیا کہا فقیہ رح نے اگر کسی شخص کو کوئی چیز دنیا کی حلال
ملجائے تو اُسکے لینے مین کچہہ گناہ نہین مگر نہ لینا پہر بہی بہتر ہے اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حلال مین حساب ہوگا اور حرام مین عذاب
اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے جس کسیکو دنیا مین سے کچہہ حصہ
پہنچا تو آخرت مین اُتنے ہی حصہ کا نقصان ہوا اگرچہ وہ اللہ کے نزدیک
مقبول ہو

اکہتروین باب قیامت کے علامتونکا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے وکیع اپنی سند سے حذیفہ بن اسید
سے روایت کرتے ہین کہ ایک دن رسول اللہ صلعم نے

قال اطلع النبی علیه الصلوٰة والسلام من
غرفة ونحن نتذاكر الساعة فقال لا تقوم حتی
یکون عشر ایات طلوع الشمس من مغربها و
الدجال والدخان ودابة الارض ویاجوج
وماجوج ونزول عیسے علیه السلام وثلث خسوف
خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف
بجزیرة العرب نار یخرج من قعر عدن تسوق
الناس الی المحشر تبیت معهم اذا باتوا وتقیل
معهم اذا قالوا وروی ابن عمر عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام انه قال اذا ذکر عنده الدجال
قال انما امره لا یخفی علیکم ان الله تعالی لیس
باعور وان المسیح الدجال اعور بعین الیمنی کان
عینه الیمنی عنبة طافیة وروی انس بن مالک
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام قال ما بعث
الله تعالی من نبی الا انذر قومه بالاعور
الکذاب انه اعور وان ربکم لیس باعور
مکتوب بین عینیه کافر بالله یقرأ کل مؤمن
وروی حذیفة عن النبی علیه الصلوٰة و
السلام انه قال ان مع الدجال ماء ونارا

کھڑکی سے جہانکا اور ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے سو فرمایا آپ نے
قیامت نہ آئیگی جب تک دس باتین ظہور مین نہ آلین آفتاب
کا طلوع ہونا مغرب سے آنا دجال کا پیدا ہونا دہوین کا نکلنا ایک
جانور کا زمین سے آنا یاجوج ماجوج کا حضرت عیسے علیہ السلام
کا آسمان سے نازل ہونا اور تین جگہ سے زمین دہنسیگی ایک جگہ
مشرق مین ایک جگہ مغرب مین ایک جگہ جزیرہ عرب مین اور
ایک آگ عدن سے نکلیگی اور تمام مخلوق کو میدان حشر کی طرف
ہانکیگی رات گذاریگی انکے ساتھ جب وہ رات کو ٹہیرینگے اور قیلولہ
کریگی وہ آگ انکے ساتھ جب آرام کے لیے دوپہر کو ٹہیرینگے۔ اور حضرت
ابن عمر روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام کے سامنے جب کبھی دجال
کا ذکر آتا تو آپ فرماتے دجال کا حال تم پر پوشیدہ نہ رہیگا کیونکہ اللہ تعالی
کانا نہین اور مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے گویا داہنی آنکھ
اسکی انگور اُبھرا ہوا ہے ۔ اور انس بن مالک کہتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہین بہیجا اللہ تعالی نے کوئی نبی مگر اُس
نبی نے دجال کانے کذاب سے اپنی قوم کو خبردار کر ڈرایا ہے
سن لو وہ کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہین دجال کے
دونون آنکہون کے درمیان ماتھے پر لفظ کافر لکھا ہوا ہے، ہر
ایماندار پڑھا ان پڑھا اسکو پڑھ سکیگا اور حضرت حذیفہ نبی علیہ السلام
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ دجال کے ساتھ پانی اور آگ

فنارہ ماء وماءہ نار وترمذی عن فاطمۃ بنت
قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخر
لیلۃ صلوۃ العشاء ثم خرج ثم قال انما حبسنی
حدیث کان یحدثنی تمیم الداری ان ابن
عم لہ رکب البحر فوقع فی جزیرۃ من جزائر
البحر فاذا ھو بقصر فیہ رجل یجر شعرہ
مسلسل علیہ الاغلال فقال لہ من انت
فقال انا الدجال فقال الدجال اخرج رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامین بعد ام
لا قال نعم قال فاطاعوہ ام عصوہ قال
اطاعوہ قال ذلك خیر لھم قال الفقیہ رحمہ
الناس قد اختلفوا فی امرہ قال بعضھم انہ
محبوس بعد و یخرج فی اخر الزمان وقال
بعضھم انہ لم یولد بعد وسیولد فی اخر
الزمان ویخرج ویدعو الناس الی عبادۃ
نفسہ فیتبعہ من الیھود مالا یحصی علیہ
ویطوف فی البلدان ویفتتن بہ کثیر من
الناس ثم ینزل عیسی بن مریم صلوات اللہ
علیہ فیقاتلہ فیقتلہ ویظھر الاسلام فی

دونون ہونگے جو آگ ہوگی درحقیقت مین پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا
درحقیقت مین آگ ہوگی + اور فاطمہ بنت قیس روایت کرتی ہین کہ
رسول اللہ صلعم نے ایکرات عشا کی نماز مین دیر کی پھر باہر تشریف لائے
اور فرمایا ایک بات کی وجہ سے مجھکو دیر ہوگئی وہ بات یہ ہے کہ تمیم داری
کہتے ہین کہ میرا چچیرا بہائی دریا کے سفر کو گیا تہا وہان اسکا جہاز
طوفان مین اکر کسی جزیرہ سمندر کے کنارہ جا لگا اور لوگ وہان اتر
پڑے ہین نے وہان ایک بڑا مکان دیکہا جسمین ایک شخص لمبی بالون
والا طوق و زنجیرون مین جکڑا پڑا ہے مین نے اس سے پوچہا تو کون ہے
کہا مین دجال ہون پہر دجال نے پوچہا کیا نبی امین صلعم ابتک مبعوث
ہوئے یا نہین مین نے کہا مبعوث ہوگئے پوچہا لوگون نے انکی اطاعت کی
یا نافرمانی مین نے کہا تابعدار کہا یہ بات انکے واسطے بہتر ہوئی +
کہا فقیہ رحمہ نے علماء نے دجال بابت مین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا
ابتک قید ہے اخیر زمانہ مین نکلیگا اور بعضی کہتے ہین کہ وہ ابتک
پیدا ہی نہین ہوا اخیر زمانہ مین پیدا ہوگا اور مخلوق سے اپنی
پرستش چاہیگا - یہودی بیشمار اسکے ساتھ ہو جاوینگے اور شہرون
مین پہرینگا بہت سی مخلوق اسکے فریب مین گرفتار ہو جاویگی
پہر حضرت عیسے علیہ السلام اترینگے اسکو قتل کرینگے اور
اسلام تمام روئے زمین پر پہیل جاویگا واللہ اعلم
بالصواب

جميع الارض والله اعلم باب حفظ

الكلام

قال الفقيه رحمه الله ينبغي للعاقل ان يكون كلامه بالوزن ويكون الكلام في موضعه ولا يتكلم بما لا يعنيه فاذا اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه ولا يجيب عما لا يسئل فان ذلك علامة لحمق الرجل ولا ينبغي للعاقل ان يغضب على ما لا فائدة فيه فانه يقال علامة جهل الرجل ان يلعن الدواب ويشتمها فان الدواب لا يعرفن الادعاء ونداء فالاشتغال لشتمهن وقد فضح جهل تام وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه سمع رجلا يلعن الريح فقال النبي عليه السلام من لعن شيئا لم يكن اهلا لها رجعت اللعنة اليه وروي ابو المليح عن ابيه ان رجلا من اصحاب النبي عليه الصلوة والسلام كان رديفه على دابة فعثرت بهما الدابة فقال الرجل تعس الشيطان فقال النبي عليه الصلوة والسلام لا تقل تعس الشيطان فانه عند ذلك يتعاظم

بہترویں باب مین یہ بیان ہے کہ کلام و گفتگو مین اپنی حد سے تجاوز نکیا جاے

کہا فقیہ رحمہ نے عاقل کو لائق ہے کہ اُسکا کلام وزن دار یعنی موزون اور اپنے موقع سے ہو اور بیفائدہ باتین نکرے اگر بیفائدہ باتون مین مشغول ہوگا تو کچہہ فائدہ نہوگا اور جو بات تجہہ سے نہ پوچہی جاے اُسکا جواب نہ دے اسلیے کہ یہ بات ہلکی پن کی ہے اور عاقل کو لائق نہین بیفائدہ غصہ کرے اسلیے کہ کہا گیا ہے آدمی کے جہل کی یہ علامت ہے کہ جانورون کو گالی دے اسلیے کہ جانور نہین پہچانتے مگر پکارنا اور چلانا پہر جانورونکے بُرے بہلے کہنے مین مشغول ہونا کمال جہل ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے ایک آدمیکو آپنے سُنا کہ ہوا کو لعنت کرہا ہے آپنے فرمایا جو کوئی لعنت کرے ایسی چیز کو جو لعنت کے قابل نہو تو لعنت کہنے والے پر آئیگی + اور ابو الملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ مین سے ایک شخص نبی کے ردیف تہے وہ جانور دونون کو لیکر گر گیا پس اُس شخص نے کہا ہلاک ہووے شیطان سو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یون نہ کہو کیونکہ اس سے تو شیطان اتنا پہولتا ہے کہ گہر مین سما جاتا ہے ہان بسم اللہ کہہ کیونکہ اِس سے

حتى يكون ملأ البيت ولكن قل بسم الله
فانه يصغر حتى يكون مثل الذباب وروى
سماك بن حرب عن ابي لفافة العدوي قال
اخذت بكرا ودخلت المدينة وانا اريد
بيعه فمرّ بي ابو بكر الصديق رضي الله عنه فقال
يا اعرابي اتبيع البكر فقلت نعم يا خليفة
رسول الله فقال بكم تبيعه فقلت بمائة و
خمسين درهما قال تبيعه بمائة فقلت لا
عافاك الله فقال لا تقل لا عافاك الله و
لكن قل عافاك الله لا قال ابو الليث قد علم
ابو بكر هذا الكلام يعني يقول له لا تقل لا عافاك
الله لانه يشبه الدعاء بنفي العافية و
ينبغي للعاقل ايضا اذا سمع حديثا انكره و
لم يكن سمعه ان لا يقول الحديث كذب
ولا يقول ايضا هو صدق لانه لو صدّقه
فلعله يكون كذبا ولو كذّب به فلعله يكون
صدقا ولكن يقول لم يبلغني هذا الحديث
ولا اعرفه وروى يحيى بن ابي كثير عن ابي
هريرة قال كان اهل الكتاب يقرؤن

اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ مکھی کے برابر معلوم ہونے لگتا
ہے * اور سماک بن حرب ابو لفافہ عدوی سے روایت کرتے
ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے ایک جوان اونٹ لیا اور مدینہ میں
داخل ہوا اور ارادہ کیا اُسکی بیع کا سو گذری مجھپر ابو بکر
صدیق اور کہا اے اعرابی اس اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں
اے خلیفہ رسول اللہ کہا کتنے کو میں نے کہا ڈیڑھ سو درہم کو
کہا سو درہم کو بیچتا ہے میں نے کہا نہیں عافیت سے رکھے تجھکو
اللہ تعالے کہا یوں نکہہ بلکہ یوں کہہ عافیت سے رکھے اللہ تجھکو
نہیں * کہا ابو اللیث نے حضرت ابو بکر نے اعرابی کو
کلام کی حد تعلیم فرمائی یعنی فرمایا لا عافاک اللہ نکہہ اسلیے کہ
یہ کلام بد دعا کا وہم دلاتا ہے * اور عاقل کو یہ بھی لائق
ہے کہ جب کوئی حدیث اوپری سُنی تو اُسکو جھوٹی سچی
نہ کہے اسلیے کہ اگر اُسکی تصدیق کی تو شاید وہ جھوٹی ہو
اور اگر اُسکی تکذیب کی تو شاید وہ سچی ہو ہاں یوں کہے
یہ حدیث ہمنے نہیں سُنی ہم اسکو نہیں پہچانتے *
اور حضرت یحیی بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی
زبان میں پڑھتے تھے اور اُسکا ترجمہ

التورية بالعبرانية ويفسرونها بالعربية
لاهل الاسلام فقال النبي عليه الصلوة و
السلام لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم
وقولوا امنا بالله وما انزل الينا وما انزل
من قبل قال الفقيه رحمه الله وسئل عن
بعض المتقدمين عن رجل قيل له اتؤمن
بفلان النبي عليه السلام وسمي له اسما لم
يعرفه فان قال نعم فلعله لم يكن نبيا فقد
شهد بالنبوة بغير نبي ولو قال لا فلعله
نبيا فقد جحد نبيا من الانبياء فكيف يصنع
قال ينبغي له ان يقول ان كان نبيا فقد امنت به
ونقل عن الشافعي رحمه الله انه يقول امنت
بجميع ما قال الله على ما اراد الله وبجميع ما قال
رسول الله على ما اراد رسول الله صلى الله عليه
وسلم وروي عن نصر محمد بن سلام انه
كان اذا سئل عن مسئلة الكلام ابى ان يجيب
فقيل لما اذا اشكلت علينا مثل هذه المسائل
كيف نقول فيها قال قولوا امنا بجميع ما
انزل الله تعالى وبجميع ما قال الله وبجميع

عربی مین کرکے مسلمانون کو سناتے تھے سو نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی نہ تکذیب کرو اور
کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور جو ہمپر اُتارا اور ہمسے پہلے اُتارا
کہا فقیہ رح نے بعض متقدمین سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص ہے کہ کسی نے اُس سے پوچھا تو فلانے نبی پر
ایمان لاتا ہے اور یہ شخص اُس نبی کو نہین جانتا تو اگر
وہ کہتا ہے ہان ایمان لایا تو شاید واقع مین وہ نبی نہو
اور ایسے جو نبی تہے اُنکو نبی مان لیا اور اگر وہ کہتا ہے
نہین تو شاید وُہ نبی واقع مین ہون اور یہ منکر ہوا تو
اب کیا کرے فرمایا اُسکو یون کہنا چاہیے کہ اگر وہ نبی
واقع مین ہین تو مین ایمان لایا + اور امام شافعی رح سے
منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے مین سب پر ایمان لایا
جو کچھہ خدا نے فرمایا اور جو کچھہ اُس سے مُراد ہے اور ایمان لایا
سب پر جو کچھہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور جو کچھہ اُنکی مراد
ہے + اور ابو نصر محمد بن سلام سے مروی ہے کہ جب اُنسے
کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا جاتا تھا تو جواب دینے سے انکار
کرتے تھے کسی نے اُنسے کہا جب اِس قسم کے مسئلون کے
سمجھنے مین ہمکو مشکل پیش آئی تو ہم کیا علاج کرین تو
کہدیا کرو جو کچھہ اللہ نے اُتارا جو کچھہ اللہ نے فرمایا جو

ارادہ الله تعالى وبحجية قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم

باب النهى عن التصاوير

قال الفقيه رحمه الله يكره
الرجل ان يصور بصورة ما فيه روح و
لا بأس بان يصور شيئا مما لا روح له
مثل الاشجار ونحوها وروى نافع عن ابن
عمر عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال
ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم
القيمة ويقال لهم احيوا ما خلقتم وروى
ابو هريرة عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قال قال الله تعالى ومن اظلم ممن
يخلق كخلقى وروى مجاهد عن النبى عليه
الصلوة والسلام قال لا تدخل الملائكة
بيتا فيه كلب وصورة فاما ان يقطع راسها
واما ان يبسط قال الفقيه رحمه الله وبه
ناخذ فلا بأس بان يبسط الثياب التى
فيها التصاوير والتماثيل وروى عن عطاء
وعن عكرمة انهما قالا انما كره من التماثيل
ما ينصب نصبا فاما ما وطئ بالاقدام فلا بأس

الله کی مراد ہے جو کچھ رسول الله صلعم نے فرمایا سب پر
ایمان لائے

تہترویں باب میں تصویروں کی بنانے اور گھروں میں رکھنے کی ممانعت ہے

کہا فقیہ
رح نے کسیکو جائز نہیں کہ کسی جاندار کی تصویر
بنائے اور بے جان کی تصویر بنائے تو کچھ مضائقہ نہیں
مانند درختوں وغیرہ کے ؛ اور نافع بواسطہ ابن عمر رض کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مصور
قیامت کو عذاب میں گرفتار ہونگے اور انسے کہا جائیگا
جو تمنے پیدا کیا ہے اوسکو زندہ کرو ؛ اور ابو ہریرہ
کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ الله تعالے نے فرمایا ہے
اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جو پیدا کرے میرے
پیدا کرنے کے مانند ؛ اور مجاہد کہتے ہیں کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا
یا تصویر ہو ہاں اگر تصویر کا سر کاٹ ڈالا جائے یا جس کپڑے میں
تصویر ہے اوسکو فرش بنا دیا جائے تو خیر کہا فقیہ رح نے اسکو ہم اختیار کرتے ہیں
یعنی جن کپڑوں پر تصویریں ہوں اگر انکو بچھا دیویں
تو مضائقہ نہیں ؛ اور عطا اور عکرمہ کہتے ہیں کہ
تصویروں کا عزت و حرمت سے اچھی جگہ پر رکھنا منع ہے
اگر تصویریں پاؤں میں روندی جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں

باب تزويج الزانية

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في تزويج
الزانية قال بعضهم لا يجوز وقال عامة اهل
العلم انه يجوز وبه نأخذ اما حجة الطائفة
الاولى فلان الله تعالى قال واحل لكم ما وراء
ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير
مسافحين فاباح الله تعالى نكاح غير المسافح
فثبت بهذا ان نكاح الزانية باطل ولان
ل قال الزاني لا ينكح الا زانية الى
حرم ذلك على المؤمنين فحرم نكاح
نية على المؤمنين وروى عن بعض
ابة انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم
ا قال هذا شر من الاول وروى عائشة
ه عنها انها سئلت عن ذلك فكرهته
ن قال انه يجوز احتج بما روى عن عبد الله
اس انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم
ا فقال ابن عباس رض اوله سفاح وآخره
ا يحرم الحرام الحلال فالنكاح مباح ولا
لسفاح النكاح وقال هذا بمنزلة من اكل

چوہترویں باب

یہ بیان ہے کہ نکاح کرنا زانیہ سے
جائز ہے یا نہیں: کہا فقیہ رحمہ نے اختلاف کیا علماء نے
زانیہ سے نکاح کرنے میں بعضوں نے کہا جائز ہے اور
اکثروں نے کہا جائز ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے اور گروہ پہلے
لوگوں کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور حلال
ہوئیں تمکو جو انکے سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے
بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو) سو مباح کیا
اللہ تعالیٰ نے نکاح غیر مسافح کا سو ثابت ہوا اس آیت سے
کہ نکاح زانیہ سے باطل ہے اور اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
(نہیں نکاح میں لاتا زانی مگر زانیہ کو) آگے فرمایا (اور
حرام ہے مومنین پر) سو نکاح زانیہ سے مومنین پر حرام ہوا
: اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا ایک آدمی نے
کہ اسنے ایک عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا آپ اس میں کیا فرماتے ہیں کہا
یہ امر تو پہلے سے بھی برا ہے: اور حضرت عائشہ سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا
تو آپنے بھی اس نکاح کو ناجائز فرمایا: اور جو لوگ جائز کہتے ہیں
انکی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا
اور اس سے نکاح کر لیا اسکا کیا حکم ہے فرمایا پہلا زنا ہے اور دوسرا نکاح ہے اور
حرام حلال کو حرام نہیں کر سکتا پس نکاح مباح ہے اور زنا نکاح کو حرام نہیں کرتا
اور فرمایا یہ صورت بمنزلہ اس کے ہے کہ کسی نے کسی کی کھجور کے درخت سے کھجور

من نخلة انسان فی اول النهار ثم اشتریها فی
آخر النهار واما تاویل قوله تعالی الزانی لا
ینکح الا زانیة قال سعید بن جبیر والضحاك
معناها الزانی لا یزنی الا بزانیة مثله و
هكذا روی عن ابن عباس رضی الله عنه و
قد قیل ان الایة منسوخة لان رجلا سأل
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان امرأتی
لا ترد ید لامس فقال طلقها فقال انی
احبها قال علیه السلام فامسكها

باب تفضیل الفقر علی الغنی

قال الفقیه رحمه اختلف الناس فی تفضیل الفقر علی الغنی
قال بعضهم الغنی افضل وقال بعضهم الفقر
افضل و حاصل الاختلاف ان الغنی الصالح
افضل ام الفقیر الصالح قال بعضهم الغنی
الصالح افضل وقال بعضهم الفقیر الصالح
افضل وبه ناخذ فاما من قال الغنی افضل
فاحتج بقول الله تعالی ووجدك عائلا فاغنی
فمن علیه بالغنی فلو لم یكن الغنی افضل لما من
الله تعالی علیه بذلك وروی عن النبی علیه

صبح کو کہا مین اور شام کو اوس درخت کو خرید لیا لیکن
تاویل الزانی لا ینکح الا زانیة کی یہ ہے کہ سعید بن
جبیر اور ضحاک نے کی ہے یعنے زانی نہین زنا کرتا ہے
مگر زانیہ ہی سے ؛ اور یہی تاویل عبداللہ بن عباس سے
مروی ہے ؛ اور کہا گیا ہے کہ آیت منسوخ ہے اسلیے
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے یہ عرض کیا کہ میری
عورت کسی ہاتھ لگانی والے کے ہاتھ کو روکتی نہین
آپنے فرمایا طلاق دیدے اوسنے عرض کی مجھے محبت ہے
فرمایا طلاق ندے

چہترھوین باب مین یہ بیان ہے

کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہے کہا فقیہ رح نے اختلاف
کیا علما نے فضل ہونے مین فقر کے غنا پر بعضون نے
کہا غنا افضل ہے اور بعضون نے کہا فقر افضل ہے اور
حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ غنی صالح افضل ہے یا
فقیر صالح افضل ہے بعضون نے کہا غنی صالح افضل ہے
اور بعضون نے کہا فقیر صالح افضل ہے اور یہی ہمارا
مذہب ہے ؛ جو لوگ کہتے ہین کہ غنی افضل ہے وہ دلیل
دلیل یہ قول اللہ تعالے کا ہے (اور پایا تجکو مفلس پھر تجکو
مالدار کیا) پس احسان جتلایا اللہ نے ساتھ غنا کے اگر غنا
افضل نہوتا تو اللہ نبیا احسان نہ جتاتا اور نبی علیہ السلام سے مروی

الصلوٰة والسلام انه قال نعم احسن الغنى مع
التقی وروی عمرو بن العاص عن النبی علیه الصلوٰة
والسلام انه قال نعم المال الصالح للرجل
الصالح وروی عطا عن ابن عمر انه قال ان کرمکم
تقواکم وشرفکم غناکم واحسابکم اخلاقکم
وقال بعض المتقدمین المال فی الغربة وطن و
الفقر فی الوطن غربة وقد نظم الشاعر فی
هذا المعنی سه الفقر فی اوطاننا غربة + و
المال فی الغربة اوطان + وقال محمد بن
کعب القرظی ان الغنی اذا کان تقیا یضاعف
الله له الاجر مرتین ثم قرأ هذه الآیة و
ما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا
زلفی الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء
الضعف بما عملوا وعن سعید بن المسیب قال
لا خیر فیمن لا یجمع المال من حله ولا یخرج
من حقه ولا یصون به عرضه ولا یصل به رحمه
وروی هشام بن عروة عن ابیه قال قسم میراث
الزبیر ابن العوام بعد الثلث اربعین الف الف
درهم وروی عن عبد الرحمن بن عوف انه

ہے کہ آپ نے فرمایا غنا تقوے کے ساتھ کتنی اچھی
چیز ہے : اور عمرو بن العاص نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہیں اچھا حلال مال اچھی آدمی کے لیے اچھی
چیز ہے : اور عطا ابن عمر رض سے روایت کرتے ہیں
کہ تمہارا اکرام تقوی ہے تمہارا شرف تمہاری غنا ہے
تمہارا حسب تمہارا اخلاق ہیں : اور بعض متقدمین نے
فرمایا ہے مال مسافرت میں وطن ہے اور مفلسی وطن میں
مسافرت ہے : اور ایک شاعر نے اسی مضمون کو شعر میں
باندھا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے مفلسی وطن میں مسافرت ہے
اور مال مسافرت میں وطن ہے : اور محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں
کہ مالدار اگر متقی ہو تو اللہ تعالے اوسکو دوہرا ثواب دیگا
پھر پڑھی آیت جسکا ترجمہ یہ ہے (اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد
وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی
یقین لایا اور بھلا کام کیا سو انکو ہی بدلا دونا انکی کیے پر)
اور سعید بن المسیب کہتے ہیں اوس میں خیر و برکت نہیں جس سے حلال
نہ جمع ہوا ہو اور نہ نکلی اوس سے حق اوسکا اور نہ بچائی جا آبرو
اوسکی اور نہ ملا اوس سے رحم اپنے : اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں
کہ تقسیم کیا زبیر بن عوام کا مال بعد تہائی نکالنے کے چار کروڑ
درم : اور مروی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف کی

كان له ثلث نسوة فطلق احدى نسائه في صحته
فصالحوها بعد موته من ميراثها من ثلث
الثمن على ثلثة وثمانين الفا فيكون جملة المال
الفالف درهما الا ثمانية الاف درهم وروى
سفيان بن عيينه عن عمرو بن دينار قال كانت
غلة طلحة بن عبد الله كل يوم الف اواق
واما حجة من قال ان الفقر افضل احتج بقوله تعالى
كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى فاخبر
الله تعالى ان الغنى يحمله على الطغيان وقال
في موضع اخر وما نريك اتبعك الا الذين هم
اراذ لنا بادى الرأى واخبر ان الفقراء كانوا
هم الذين يتبعون الانبياء وروى ابان عن
انس عن النبي عليه الصلوة والسلام قال
لكل احد حرفة وحرفتي اثنان الفقر والجهاد
فمن احبهما فقد احبني ومن ابغضهما فقد
ابغضني وعن النبي صلعم انه قال اللهم من
احبني فارزقه العفاف والكفاف ومن
ابغضني فاكثر ماله وولده وروى مجاهد
عن ابن عمر انه قال ما اصاب عبد شئ من

تین بیبیاں تہیں ایک کو مرض الموت میں طلاق دیدی
سوا اونکی وارثوں نے بعد اونکے مرنے کے اوسکے حصہ پر جو
اٹہویں حصہ کی تہائی تہی تراسی ہزار درم پہ صلح کر لی تو اونکی جائداد
کل ال آٹھ ہزار درم کم چار لاکھ درم ہوا ۔ اور سفیان بن عیینہ
عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن عبد اللہ کی
آمدنی ہر روز ایکہزار اوقیہ کی تہی ۔ اور جو کہتے ہیں کہ
فقر فضل ہے اونکی دلیل یہ قول اللہ تعالے کا ہے کوئی
نہیں آدمی سرچڑہتا ہے اس سے کہ دیکہے آپکو بے پروا سو خبر دی
اللہ تعالے نے کہ غنا آدمی کو سرکشی پر برانگیختہ کرتی ہے اور
دوسری جگہہ میں فرمایا (اور دیکہتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا
مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں اوپر کے عقل سے) پس خبر دی
اسبات کی کہ انبیا کے تابعین فقیر سے ہوتے ہیں ۔ اور ابان
بوسیلہ انس رضہ کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سب کا
ایک پیشہ ہے اور میرے پیشے دو ہیں ایک فقر اور ایک جہاد
جسنے ان دونوں کو دوست رکہا گویا مجکو دوست رکہا اور
جسنے دشمن کہا گویا مجسے بغض رکہا ۔ اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا اللہ میری جو کوئی مجکو دوست رکہے اوسکو بقدر
کفایت روزی دے اور جو مجہسے دشمنی رکہے اوسکو مال اور اولاد کثرت سے دے
اور مجاہد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نہیں ملتی کسی کو کوئی چیز

من الدنیا الا نقص من درجاته عند الله تعالیٰ
وان کان کریما علی الله وروی عن عیسی بن مریم
علیه السلام انه قال الفقر مشقة فی الدنیا و
میسرة فی الاخرة والغنی میسرة فی الدنیا
مشقة فی الاخرة وعن انس بن مالك عن النبی
علیه الصلوة والسلام قال اللهم احینی مسکینا
وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین
قیل له لم ذلك یا رسول الله قال لانهم یدخلون
الجنة قبل الاغنیاء باربعین خریفا ولان الغنی
یتمنی عند موته ان لو کان فقیرا ولا یتمنی فقیر ان
لو کان غنیا ولو لم یکن للفقیر فضیلة سوی
ان حسابه فی الاخرة اقل لکانت حجة کافیة
ویقال اعظم منة الله تعالی علی عبده یوم القیمة
ان یقول له الم اجمل ذکرك به وقال القائل
دلیلك ان الفقر خیر من الغنی وان قلیل
المال خیر من الکثیر لقاؤك مخلوقا عصی الله
بالغنی ولم تر مخلوقا عصی الله بالفقر قال الفقیه
رحمه الله الفقر افضل من الغنی ولکن لا عیب
فی الغنی الا تری ان فی زمان النبی علیه الصلوة

دنیا کی مگر اللہ کے نزدیک اوسکا کوئی کوئی درجہ کم ہو جاتا ہے
اگرچہ بہت ہی اوسکے اللہ نزدیک مقبول ہو :: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا فقر موجب مشقت ہے دنیا میں اور موجب
خوشی ہے آخرت میں اور غنا موجب خوشی ہے دنیا میں موجب
محنت و مشقت ہے آخرت میں :: اور انس بن مالک
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ دعا کیا کرتے تھے یا الٰہی
مجکو زندگی میں مسکین رکھ اور مجکو مسکین ہی مار اور مسکینوں کی گروہ میں
میرا حشر کر کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں کہا اسلیے کہ مسکین
الدار دولتی چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہونگے اور اسلیے کہ غنی
وقت موت کے تمنا کریگا کاش میں فقیر ہوتا اور فقیر تمنا نکریگا
کاش میں غنی ہوتا :: اور اگر فقیر کے لیے سوا اسکی کہ قیامت کو حساب
اوسکا کم اور ہلکا ہوگا کوئی اور فضیلت ہوتی تب بھی کافی تھی یعنی بہت بڑا
فقر غنا سے افضل ہے :: اور کہا گیا ہی کہ بڑا احسان اللہ تعالیٰ کا اپنی بندہ پر
قیامت کو یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے کہیگا کیا تیرا نام میں نے فقر کے وجہ سے کم نہیں
کیا :: اور شاعر نے اس باب میں دو شعر کہے ہیں ترجمہ اونکا یہ ہے (تیری دلیل
اس امر میں کہ فقیر مالدار سے بہتر ہے اور تھوڑا مال بہت مال سے بہتر ہے یہ ہے کہ تو
بہت سے مخلوق کو دیکھتا ہے کہ مالداری کے سبب سے اونہوں نے اللہ کی نافرمانی
کی ہے اور ایسے مخلوق نہ دیکھیگا جو فقر کی وجہ سے اونہوں نے گناہ کیا ہے) فقیہ
نے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے فقر غنا سے افضل ہے مگر غنا میں عیب نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی علیہ السلام کے

والسلام کانوا اغنیاء فلم یامر علیه الصلوٰة و
السلام بترکه فلو کان ذلك مذموما لنهاهم
عن ذلك ویامرهم بترك المال فلما لم یأمرهم
بترکه ثبت انه لاعیب فی الغناء وانما العیب علی
صاحبه اذا فعل فی غناء بخلاف ما امر
ویقال انما کان الاختلاف فی الصدر الاول
ان الغنی افضل من الفقر لان غالب اموالهم
الحلال فاذا جمع من حله ووضعه فی
حقه کان الغناء افضل واما فی هذا الیوم
لما صار غالب اموالهم الحرام والشبهة فلا
معنی لهذا الاختلاف فالفقر افضل بالاتفاق

باب الاستدانة

قال الفقیه رحمه الله لا بأس بان یستدین الرجل اذا
کانت له حاجة لابد منها وهو یرید قضاءها
ولو انه استدان دینا وقصد ان لا یقضیه
فهو آکل السحت وروی عن عائشة رض انها
کانت تستدین فقیل لها مالك والدین
قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول من کان علیه دین ینوی قضاءه کان

بہت سے غنی تھے اور آپنے اونکو نفرمایا کہ غنا کو ترک کرو
اگر تونگری کوئی بری چیز ہوتی تو آپ ضرور اونکو منع
فرماتے اور مال کے الگ کرنیکا حکم کرتے جب آپنے ایسا نہیں کیا
تو یہ بات ثابت ہوئی کہ تونگری میں عیب نہیں ہان
عیب اگر ہے تو مالدار پر ہے اگر وہ بہی اوس وقت کہ وہ خلاف
حکم خدا و رسول کے کرے ؛ اور کہا گیا ہے کہ خلاف زمانہ
اول ہی اس امر میں کہ غنا فقر سے افضل ہے اسلیے تہا کہ اکثر
مال حلال تہا جب کوئی شخص حلال طریقے سے جمع کرے اور
اوسکو اپنے موقع میں صرف کرے تو غنا افضل ہوگا لیکن
اس زمانہ میں جبکہ اکثر مال حرام یا مشتبہ ہے تو اس
اختلاف کے کوئی وجہ نہیں اسواسطے بالاتفاق فقر افضل ہے

چہترویں باب میں قرض لینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ نے قرض لینے میں کچھ مضایقہ نہیں جب آدمی کو
ضرورت ہو اور اوسکا ارادہ ادا کرنیکا ہو ؛ اور اگر
آدمی نے قرض لیا اور ارادہ کیا کہ ادا نکرونگا تو وہ
حرام خور ہے ؛ اور حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے
کہ وہ قرض لیا کرتی تہیں کسینے کہا آپکو قرض سے کیا
علاقہ کہا مینے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے فرماتے تہے جس
شخص کے اوپر قرض ہو اور وہ اوسکی ادا کرنے کی نیت رکہتا ہو

معه من الله تعالى عون فانا التمس ذلك العون
وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال تعرضوا للرزق فاذا غلب احدكم
فليستدن على الله تعالى وعلى رسوله وروى
عن محمد بن علي انه كان يستدين فقيل له
لم تستدين ولك كذا وكذا رأس المال
قال لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
ان الله تعالى مع الدائن حتى يقضي الله
دينه فاحب ان يكون الله تعالى معي واما
اذا استدان ونيته ان لا يؤدي دينه فهو
اكل السحت لما روى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال من تزوج امرأة ونيته
ان يذهب بصداقها جاء يوم القيمة زانيا
ويقال ايضا من اشترى شيئا ونيته ان
يذهب بثمنه جاء يوم القيمة سارقا وروى
ابو قتادة عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قيل يا رسول الله ارأيت من قتل في
سبيل الله هل يكفر عنه خطاياه قال نعم
اذا قتل محتسبا صابرا مقبلا غير مدبر

تو اوسکی ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہی سو مین اس مدد کے طالب
ہوں :: اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ روزی کو
کماؤ پھر جب کوئی تم مین سے ناچار ہو جائے تو اللہ اور اللہ کے
رسول کے بھروسہ پر قرض لیلے :: اور محمد بن علی سے مروی ہے
کہ وہ قرض لیا کرتے تھے کسی نے کہا آپ قرض کیون
لیتے ہین آپکے پاس تو اتنا اتنا مال ہی فرمایا اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے
یہانتک کہ اللہ اوسکا قرض ادا کرے سو مین محبوب
رکھتا ہوں اسکو کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہو لیکن
اگر کسی نے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہی کہ اپنی قرض کو
ادا نکرے تو وہ حرام خور ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا جس کسی نے کسی عورت سے نکاح کیا
اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکا مہر مار لے تو قیامت کو زانی
شمار ہوگا :: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس شخص نے کوئی
چیز مول لی اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکی قیمت مارلے
تو وہ قیامت کو چور ہو کر آئیگا :: اور ابو قتادہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپ سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ فرمائیے
تو سہی جو شخص اللہ کے رستہ مین لڑائی کیا اور مارا گیا اوسکے گناہ معاف ہو جائینگے
آپنے فرمایا ہاں جبکہ مارا گیا ہو ثواب حاصل کرنے کیلئے اور صبر کر کے آگی بڑھتا ہو پیٹھ نہ پھیر کر

الا الدين فانه ماخوذ به وقال لقمان الحكيم
حملت الجندل والحديد فلم احمل شيئا اثقل من
الدين **باب العزل** قال الفقيه رح
الله لا بأس بالعزل اذا كان باذن المرأة
والعزل هو ان يطأ امرأته فتعزل عنها
قبل ان ينزل مخافة الحبل وكان اليهود
يكرهون العزل ويقولون هي الموؤدة الصغرى
فانزل هذه الاية نساءكم حرث لكم الاية فمن
شاء اعتزل ومن شاء لم يعزل وروى
عن ابن عباس رض انه سئل عن العزل فقال
ان كان رسول الله عليه الصلوة والسلام
قال فيه شيئا فهو كما قال والا فانا اقول نساءكم
حرث لكم فأتوا حرثكم الاية فمن شاء اعتزل
ومن شاء لم يعزل وروى عن عبد الله بن
مسعود انه سئل عن العزل فقال لو اخذ
ميثاق نسمة في صلب رجل فصبها على
صفا اخرج منها النسمة التي اخذ ميثاقها
فان شئت فاعتزل وان شئت فدع وروى
ابو سعيد الخدري ان النبي عليه الصلوة

مگر قرض سے نہیں بچا اوسمیں ماخوذ ہوگا ۔ اور کہا حکیم
لقمان نے اوٹھایا مینے پتھر کو اور لوہے کو مگر کوئی چیز ایسی اوٹھائی
جو قرض سے بھاری ہو **ستروین باب عزل کا**
بیان ہے کہا فقیہ رح نے عزل کا کچھ مضایقہ نہیں جبکہ
عورت کی اجازت سے ہو اور عزل یہ ہے کہ آپنے عورت سے
وطی کرے اور پہلے انزال کے عورت سے الگ ہو جاوے حمل کے
خوف سے ۔ اور یہودی عزل کرنا ناجائز کہتے تھے کہ عزل
چھوٹے درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے سو نازل ہوئی آیت
(عورتیں تمہاری کہیتی ہیں) جسکا جی چاہے عزل کرے
جسکا جی چاہے نکرے ۔ اور ابن عباس سے کسینے عزل کو
پوچھا فرمایا اگر اس باب میں رسول اللہ صلعم کچھ فرمایا ہے
تو وہی ٹہیک ہے ورنہ میں تو یہ کہتا ہوں (تمہاری
عورتیں تمہاری کہیتی ہیں اپنی کہیتی میں جس طرح چاہو
آؤ) جسکا جی چاہے عزل کرے جسکا جی چاہے
نکرے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض سے مروی ہے کہ وہ عزل سے سوال کیے گئے
فرمایا اگر اللہ تعالے نے کسی روح سے جو کسی کی پشت میں ہے عہد لیا ہے
تو اگر وہ شخص اپنے نطفہ کو پتھر پر بہی پہینک دیگا تو اللہ تعالے اوسی پتھر سے
اوس جان کو پیدا کریگا اب اگر تیرا جی چاہے عزل کر جی چاہے
نکر ۔ اور ابو سعید خدری نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

والسلام انه سئل فذكر مثل هذا وروی
عن عبد الله بن عمر انه سئل عن هذه الاية
نساءكم حرث لكم الاية قال ان شئت فاعزل
وان شئت فدع وروی عطاء عن جابر قال
كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه و
سلم والقرآن ينزل

باب القول فی عذاب الميت ببكاء اهله

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فی عذاب
الميت ببكاء اهله عليه قال بعضهم ان الميت
ليعذب ببكاء اهله عليه ويحتجون بظاهر
الخبر وهو ما روی عن ابن عمر وابن عباس رض
عن النبی عليه الصلوة والسلام انه قال ان
الميت يعذب ببكاء اهله وقال عامة اهل
العلم لا يعذب الميت ببكاء الحی لان الله تعالی
قال ولا تزر وازرة وزر اخری وروی
ابو القاسم بن محمد ان عائشة رض قيل لها
ان عبد الله بن عمر رض يروی عن النبی عليه
الصلوة والسلام ان الميت ليعذب ببكاء
اهله عليه وروی ابن عباس رض عن عمر

کہ آپ سے یہی سوال کیا گیا اپنے یہی جواب دیا ۔ اور عبد اللہ
بن عمر سے کسی نے اس آیت کی معنی پوچھی نساؤکم حرث لکم
فرمایا تیرا جی چاہے عزل کر جی نچاہے نکر ۔ اور عطا جابر سے
روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانی مین
عزل کیا کرتے تھے اور قرآن شریف نازل ہوتا تھا ۔

اٹھترویں باب مین یہ بیان ہے کہ مردہ کو اوسکی گھر والون کے رونی کی وجہ سی عذاب ہوتا ہے

کہا فقیہ رح نے گفتگو کیہے علمانے بیچ عذاب مردہ کی بسبب
رونی گھر والون کے اوسپر کہا بعضونے کہ مردہ کو عذاب
ہوتا ہے گھر والون کے رونی سی اور دلیل اونکی یہ حدیث ہے
کہ حضرت ابن عمر اور ابن عباس نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا مردہ پر گھر والون کے رونی کی سبب سے
عذاب ہوتا ہے ۔ اور کہا اکثر اہل علم نے مردہ پر
زندہ کے رونے سے عذاب نہین ہوتا اسلیے کہ
اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ اور کسی پر بوجھ نہین پڑتا بوجھ دوسرے کا
اور قاسم بن محمد حضرت عائشہ سی روایت کرتے ہین
کہ کسی نے اونسے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رض نبی صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا مردہ پر گھر والون کے
رونی کے سبب سے عذاب ہوتا ہے اور ابن عباس بھی حضرت عمر سے

انه روی هکذا فقالت عائشة انکم لتحدثون
عن غیر کاذبین ولا مکذبین ولکن السمع
یخطیٔ وتاویل الحدیث ان العادة قد جرت
فی ذلك الزمان ان الانسان اذا مات
کان یوصی لاهله بالنوح علیه فقال النبی
علیه الصلوة والسلام ان المیت لیعذب
ببکاء اهله لانه کان یامرهم بذلك وتاویل
آخر ان النبی علیه الصلوة والسلام مر بقبر
یهودی واهله یبکون علیه فقال النبی
علیه الصلوة والسلام انتم تبکون علیه وهو
یعذب فی قبره فظن الراوی انه یعذب
ببکائهم وهذا کما روی عروة عن عائشة
انه ذکر عندها حدیث ابن عمر فقالت
وهم ابو عبد الرحمن انما قال ان اهل المیت
لیبکون علیه فانه یعذب بجرمه **باب**
البکاء علی الموتی قال الفقیه
رحمه الله النوح حرام ولا بأس بالبکاء و
الصبر افضل لان الله تعالیٰ قال انما یوفی
الصابرون اجرهم بغیر حساب وروی

یہی روایت کرتے ہین سو فرمایا حضرت عائشہ نے
تم حدیث بیان کرتے ہو لیسون سے کہ نہ وہ جہوٹے ہین
نہ اونکو کوئی جہٹلا کہہ سکتا ہے مگر کبہی سننے مین
غلطی ہو جاتی ہے ؛ اور تاویل حدیث کی یہ ہے
کہ اوس زمانے مین یہ دستور تہا کہ جب کوئی شخص
مرنے کو ہوتا تہا تو گہر والون کو اپنے اوپر نوحہ
کرنیکی وصیت کرتا تہا سو فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نے
کہ مردہ پر گہر والون کی رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے
کیونکہ وہ اسکا حکم کر گیا تہا ؛ اور تاویل دوسری یہ ہے کہ نبی
علیہ الصلوة والسلام ایک یہودی کی قبر پر گزرے اور اوسکی
گہر والی اوسکی اوپر روتے تہے سو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم روتے ہو
اور اوسکو قبر مین عذاب ہو رہا ہے راوی نے سمجہہ لیا کہ انکی رونے کی
وجہ سے عذاب ہو رہا ہے ؛ اور تاویل اسکی ہے جیسی روایت
کی عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انکے سامنے ایکدفعہ ابن عمر کے اس
حدیث کا ذکر آیا فرمایا ابو عبد الرحمن کو وہم ہوا آپنے تو یہ فرمایا
تہا گہر والی تو رو رہے ہین اور مردہ اپنے گناہون کے سبب عذاب مین
گرفتار ہے ؛ **باب اوس بیان مین ہے کہ مردہ پر رونا کیسا**
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے نوحہ کرنا حرام ہے اور آنسو سے رونیکا مضایقہ نہین اور صبر بہتر
افضل ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور پہیری جاوینگی والون ہی کو اونکا تمام نیک

عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال النائحۃ
ومن حولها من المستمعین فعلیهم لعنة الله
والملائکة والناس اجمعین وقیل لما مات
الحسین بن الحسن اعتکف امرأته فاطمة بنت
الحسین علی قبره سنة فلما کان رأس
الحول رفعوا الفسطاط فسمعوا صوتا من
جانب هل وجدوا ما فقدوا فسمعوا من
جانب اخر بل یئسوا وانقلبوا ولم
یرجعوا وروی عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه لما مات ابنه ابراهیم دمعت
عیناه فقال له عبد الرحمن بن عوف یا
رسول الله الیس قد نهیتنا عن البکاء قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نهیتکم
عن البکاء انما کنت نهیتکم عن صوتین
احمقین فاجرین صوت النائحة وصوت
الغنا فانه لعب ولهو ومزامیر الشیطان
وعن خدش الوجوه وشق الجیوب ورنة
الشیطان ولکن هذه الرحمة جعلها الله
تعالی فی قلوب الرحماء ثم قال القلب

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت
اور جو اوسکے گرد سننے والوں میں ہوں اون پر لعنت ہے اللہ کی
اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی بھی :: اور کہا گیا جبکہ
حسین بن حسن کا انتقال ہوا اونکی بی بی فاطمہ صاحبزادی
حضرت حسین کی اونکی قبر پر ایک برس تک بیٹھی رہیں جب
دوسرا برس شروع ہوا اور لوگوں نے خیمہ کو اکھاڑا تو ایک
جانب سے ایک آواز سنی کیا پایا جو گم کیا تھا پھر دوسری طرف سے
یہ آواز سنی بلکہ ناامید ہوکر پھر چلے اور کوئی آواز کا دینے والا
وہاں نظر نہ آتا تھا :: اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکی
صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوگیا اور آپکی آنکھوں سے آنسو
ٹپکنے لگے تو عبد الرحمن بن عوف نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپنے ہمکو رونے سے منع نہیں فرمایا تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا
میںنے رونے سے تو منع نہیں کیا میںنے تو دو آوازوں سے جو
نکمی ہیں ایک آواز نوحہ کے اور ایک آواز گانے کی منع کیا تھا
اسلیئے کہ یہ کھیل کود اور مزامیر شیطانی ہے اور منع کیا ہے
منہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے سے اور شیطان کی طرح رونے
کرنے سے اور چپکے چپکے رونا تو رحمت ہے
اللہ تعالے نے رحم دلوں کے
جی میں ڈالی ہے :: پھر فرمایا کہ دل ::

يحزن والعين تدمع ولا نقول ما يسخط
الرب تبارك وتعالى وروى وهب بن
كيسان عن ابي هريرة رض ان عمر رض ابصر امرأة
تبكي على ميت فنهاها فقال النبي عليه الصلوة
والسلام دعها يا ابا حفص فان العين باكية
والنفس مصابة والعهد حديث وروى
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه مر
بني عبد الاشهل عند منصرفه عن احد فهم
يبكون ويندبون على قتلاهم بعد يوم
احد فقال النبي عليه الصلوة والسلام
لكل احد باكية ولكن حمزة لا يبكي احد له
فلما سمعن بذلك جئن الى باب رسول الله
وهن يبكين على حمزة ورسول الله عليه
الصلوة والسلام في البيت يبكي حتى يسمع
نشيجه وينقطع نفسه من البكاء باب

اكرام اهل الفضل والشرف

قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل ان يكرم
اهل الفضل من غير افراط ولا يجوز لاحد
ان يكرم احدا لاجل دنياه لينال من

کہ دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھ روتی ہے اور نہ کہیے تو وہ چیز کہ حق
تبارک وتعالیٰ غصہ ہو اور وہب بن کیسان ابوہریرہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رض نے ایک بی بی کو کسی میت پر
روتی دیکھا منع کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو حفص
جانی دو اسلیے کہ آنکھ رونے والی ہے اور نفس مصیبت
زدہ ہے اور زمانہ رنج کا نیا ہے اور مروی ہے
رسول اللہ صلعم سے کہ آپ احد سے پھر ہوئے بنی عبد الاشہل
پر گذرے اور وہ سب اپنے مقتولوں کو رو رہے تھے سو
فرمایا نبی علیہ السلام نے ہر مقتول کو کوئی نہ کوئی رو رہا ہے
مگر حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں جب اہل رونے والیوں نے
یہ سنا آپکے دروازہ پر آئیں اور حضرت حمزہ کو رونے لگیں
اور رسول اللہ صلعم گھر میں روتے تھے یہاں تک کہ آپکی آواز
رونے کی سنی جاتی تھی اور آپکا سانس رک گیا۔

باب اسمیں یہ بیان ہے کہ اہل علم وفضل اور
اہل عزت کی تعظیم کرنی چاہیے۔ کہا
فقیہ رح نے مستحب ہے کہ اہل فضل کی
تعظیم کیجائے لیکن بغیر افراط کے
اور کسیکو یہ جائز نہیں کہ کسیکی تعظیم کرے
دنیا کے حاصل کرنے کی وجہ سے

من دنياه لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من تواضع لغني لاجل الدنيا ذهب
ثلثا دينه ولكن يكرم اهل الفضل لفضلهم
وشرفهم وقد روى هشام بن حسان عن
الحسن البصري رحمه الله ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم كان جالسا ومعه اصحابه
فجاء علي بن ابيطالب كرم الله وجهه ولم
يكن له مجلس فراه ابوبكر الصديق رضي الله
عنه فزحزح له عن مكانه ثم قال له اجلس
يا ابا الحسن فتبسم النبي عليه الصلوة و
السلام بما صنع فقال اهل الفضل اولى
باهل الفضل ولا يعرف اهل الفضل الا اهل
الفضل وقال سفيان بن عيينة كان يقال
من تهاون بالاخوان ذهبت مروته ومن
تهاون بالسلطان ذهبت دنياه ومن تهاون
بالصالحين ذهبت اخرته وروى عمرة
عن عائشة عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اقيلوا ذوي الهيئات عثراتهم
الا حدا من حدود الله تعالى وعن عائشة

اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس کسی نے
کسی غنی کی تواضع کی دنیا کی وجہ سے تو اوسنے دو تہائی
اپنا دین کہو دیا ہان اہل فضل کی تعظیم اونکی فضل و
شرف کی وجہ سے کرے ۔ اور ہشام بن حسان حسن بصری
سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوئے
تھے اور آپکے ساتھ صحابہ بیٹھے تھے اتنے مین حضرت علی
آئے اور مجلس مین بیٹھنے کو جگہہ نہ تھی جب ابوبکر صدیق نے
حضرت علی کو دیکھا تو اپنی جگہہ سے سرک گئے پہر کہا
اے ابو الحسن یہان آبیٹھیے سو اس فعل سے رسول اللہ
صلعم خوش ہوئے اور فرمایا اہل فضل اہل فضل کے
لئے اولی ہے اور اہل فضل کو اہل فضل ہی پہچانتے ہین
۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ یہ بات زبان زد ہے
کہ جس کسی نے اپنے بہائی بندون کے ساتھ اہانت کا برتاؤ
برتا اوسکی مروت گئی اور جس کسی نے بادشاہ وقت کی
اہانت کی اوسکی دنیا گئی اور جس کسی نے نیکون کی اہانت کی
اوسکی آخرت گئی ۔ اور عمرہ حضرت عائشہ رضی سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
اہل عزت اہل علم کی خطاؤن سے درگذر کیا کرو
سوا اللہ کی حدود کے ۔ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے

انها مر بها سائل فامرت له بكسرة ومر بها
رجل ذو هيئة فاقعدته وامرت له بالمائدة
فقيل لها في ذلك فقالت عائشة رضي الله
عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا
ان ننزل الناس منازلهم وعن طارق بن
عبد الرحمن قال كنت عند الشعبي فاتاه بلال
بن جرير فطرح له وسادة وقال النبي عليه
الصلوة والسلام قال اذا اتاكم كريم قوم
فاكرموه وقال بعض الحكماء بعض المقارنة
حزم وكل المقارنة عجز وقال الفقيه رحمه الله
لا يستحب الافراط في الاكرام وفي الحب لان
الافراط مذموم في كل شئ يخاف منه
الآفة وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
احبب حبيبك هونا ما عسى ان يكون
بغيضك يوما ما وابغض بغيضك هونا
ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما وروي هذا
مرفوعا عنه وقد افرط النصارى في حب
عيسى صلوات الله عليه حتى اتخذوه الها
وافرط اليهود في حب عزير صلوات الله

کہ ایک سائل گذرا آپنے ایک ٹکڑا روٹی کا دلوایا
پھر ایک مرد اشراف صورت گذرا آپنے اوسکو
بیٹھایا اور دسترخوان اوسکی آگے بچھوایا کسی نے کہا
یہ کیا ماجرا ہے کہا ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم
فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ اوسکی رتبہ کے موافق برتاؤ
کیا کرو۔ اور طارق بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں شعبی کے پاس
بیٹھا تہا کہ اتنے میں بلال بن جریر آئے شعبی نے
اونکے واسطے بستر بچھا دیا اور فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی ذیعزت
آدمی آئی تو تم اوسکی تعظیم و تکریم کرو۔ اور کہا بعض
حکما نے تھوڑا سا تقرب احتیاط کی بات ہے اور بہت سا
تقرب عاجزی کی علامت ہے۔ کہا فقیہ رح نے مستحب نہیں ہے
افراط کرنی تعظیم میں اور محبت میں کیونکہ افراط ہر
چیز میں بری ہے اور اسمیں کسی آفت کا خوف ہے
اور فرمایا حضرت علی رضی نے اپنے دوست سی تھوڑی محبت کر
شاید کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سی تھوڑی
دشمنی کر شاید کبھی وہ تیرا دوست ہو جائے اور یہی الفاظ
حضرت علی سے مرفوعا بھی مروی ہوئے ہیں۔ اور نصارا نے حضرت عیسی کی
محبت میں یہانتک افراط کی کہ اونکو خدا بنالیا اور یہود نے

عليه حتى اتخذوه الها وافراط الروافض
في حب علي حتى ابغضوا غيره وينبغي للعاقل
ان يحب اهل الفضل ويعرف حقوقهم
من غير افراط ولا تعدي **باب الغيرة**
قال الفقيه رح ينبغي للمؤمن ان يكون غيورا
فلا يرضى بالفاحشة اذا علم من رجل او
امرأة فيمنعه من الفاحشة ان استطاع
بيده فان لم يستطع فلينكره بلسانه فان
لم يستطع فلينكره بقلبه وروى زيد بن
اسلم عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال الغيرة من الايمان والبذاء من النفاق
والبذاء ان يقول الرجل بالفاحشة في
اهله ويرضى وروى عن عبد الله بن مسعود رض
انه قال اللوم بالرجل ان لا يكون غيورا الا
يستحيي احدكم ان تخرج امته وامرأته
تزاحم الناس في الاسواق والمجالس وروى
مغيرة بن شعبة ان سعد بن عبادة
انه قال لو رأيت رجلا مع امرأتي لضربت
عنقه بالسيف غير مصفح فبلغ ذلك

اور رافضیون نے حضرت علی کی محبت مین یہان تک افراط کی
کہ اور صحابہ سے دشمنی کرنے لگے ۔۔ اور عاقل کو یہ چاہئے کہ اہل کمال کی
محبت رکھے اونکی حق پہچانے لیکن افراط نکرے ۔۔ باب
غیرت کا بیان ہے کہا فقیہ رح نے مسلمان کو
چاہیے کہ غیرت دار ہو گناہ اور بیحیائی پر راضی نہو
اگر کسی مرد یا عورت کو کسی گناہ مین مبتلا دیکھے تو ہاتھ سے
روکی اگر اتنی قدرت نہو تو زبان سے روکے اگر اتنی قدرت
بھی نہو تو اوسکو دل سے برا جانے ۔۔ اور زید بن اسلم
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ غیرت ایمان کی
نشانی ہے اور بے غیرتی نفاق کی اور بے غیرتی یہ ہے
کہ اپنے گہر والون کو بے حیائی کے کامون مین مبتلا دیکھے
اور راضی رہے ۔۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہین
آدمی غیرت دار نہو وہ ملامت کے قابل ہے کیا
تم مین سے کسیکو حیا نہین آتی کہ اوسکی لونڈی یا بی بی
بازارون اور مجلسون مین جائے اور مردون کی چار نظر
اوسکو گہورین ۔۔ اور مغیرہ بن شعبہ کہتے ہین کہ سعد بن
عبادہ نے فرمایا کہ اگر مین کسی اجنبی کو اپنی بی بی کے
ساتھ مشغول دیکھہ لون تو اوسکی گردن تلوار سے مار
اور ڈالون حبیب یہ خبر رسول اللہ صلعم کو پہنچی

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أتعجبون
من غيرة سعد والله لانا اغير منه والله
اغير مني ومن اجل ذلك حرم الفواحش ما
ظهر منها وما بطن قال ولا احد احب اليه
العذر من الله تعالى ومن اجل ذلك بعث
المنذرين والمبشرين ولا احد احب اليه
المدحة من الله تعالى ومن اجل ذلك وعد
الجنة وقال علي كرم الله وجهه بلغني ان
نساءكم يخرجن الى السوق يزاحمن العلوج
قبح الله رجلا لا يغار **باب ما جاء**
في الجود والسخاوة قال الفقيه
رحمه الله روى عروة عن عائشة رضي الله
عنها عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال الجنة دار الاسخياء والشاب الفاسق
الغافل السخي احب الى الله تعالى من الشيخ العابد
البخيل وروى جابر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ليس منا من وسع الله
تعالى عليه ولم يوسع على نفسه وعياله و
قال الحسن البصري رحمه الله ان العبد

تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ سعد کی غیرت سی تعجب
کرتے ہو قسم الله کی مین سعد سی زیادہ غیرت دار ہون
اور الله مجھسی زیادہ غیرت دار ہی اور اسی وجہ سے الله تعالے
نے بیحیائی کے سارے کام ظاہری ہون یا باطنی حرام
کردی ہین پہر فرمایا کسیکو عذر اتنا محبوب نہین جتنا الله
کو ہے اور اسلیے الله نے انبیا ڈرانے والے اور بشارت
دینے والے بہیجے اور کسیکو اتنی تعریف پسند نہین
جتنی الله کو ہے اور اسی لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے
اور حضرت علی رضی نے فرمایا مجکو خبر پہنچی ہے کہ تمہاری
عورتین بازار کو نکلتی ہین اور کافرونسے دہکم دہکا ہوتے
ہین رسوا کری الله اوس شخص کو جسکو غیرت نہو **باب**
بیان مین جود و سخاوت کا بیان ہے کہا فقیہ نے
عروہ حضرت عائشہ رض سے روایت کرتی ہین کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جنت سخیونکا گہر ہے اور جوان فاسق غافل جو سخی
ہو الله کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بوڑہے عابد بخیل سے
اور جابر نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جس
شخص پر الله تعالے نے رزق کی وسعت دی ہو اور وہ
اپنے نفس پر اور عیال پر بفراغت سی خرچ نکری تو وہ
ہماری گروہ مین نہین ؛ اور کہا حسن بصری نے : بندہ کو

يأخذ من الله تعالى ادبًا حسنًا ان وسع الله تعالى عليه وسع وان امسك عليه امسك يعنى به قوله تعالى لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله وروى يوسف بن خالد السمتى الحجاج قال اهدى الى ابى حنيفة رح من الحجاج قريبا من الف زوج نعل ففرقها على اخوانه فرأيته بعد ذلك بيوم او يومين يشترى نعلا لابنه فقلنا له كيف وقد اهدى اليك فى هذه السنة قريبا من الف زوج نعل قال ان مذهبى فى هدايا تفريقها بالغة ما بلغت والمكافاة بمثلها او ضعفها وتفريق الهدية على اخوانى لما روى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال اذا اهدى الى الرجل فجلساؤه فيه شركاؤه ولاخوانى جلسائى فلا تفردونهم بل اردت ان اجعل نصيبى لهم وارى قبول الهدية لان النبى عليه الصلوة والسلام كان يقبل الهدية ويجيب الدعوة وارى المكافاة باحسن منها او مثلها لقوله تعالى واذا حييتم بتحية

چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ادب سیکھے اگر اللہ تعالیٰ نے اسکو فرغت دی تو فرغت سے خرچ کرے اور اگر فرغت نہین دی تو تنگی سے خرچ کرے مراد اوسکی اس سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے (چاہیے خرچ کرے کشایش والا اپنی کشایش سے اور جسکو تنگی ملتی ہے اوسکی روزی تو خرچ کرے اوسکو جیسا دیا اوسکو اللہ نے) اور یوسف بن خالد تیمی کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کی خدمتمین حجاج کی طرفسے قریب ایکہزار نعلین کی ہدیۃً آئین سو آپنے اپنے بہائی بندون کو تقسیم کردین پہر مین ایکدو روز کے بعد اونکو اپنی لڑکی کے لئے نعلین خریدتے دیکہا پس مینے کہا یہ کیا اس سال مین آپکے پاس تو قریب ایکہزار نعلین کے آچکی ہین فرمایا میرا مذہب ہدیون کے باب مین یہ ہے کہ اونکو تقسیم کردیا جائے خواہ وہ کتنی ہون اور اونکی برابر یا زیادہ بدلا دینا اور وجہ تقسیم ہدیہ کی بہائیون پر یہ ہے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی ہدیہ آئے تو اوسکی ہمنشین اوسکی شریک ہین اور میرے بہائی میری ہمنشین ہین سو یہ نہین ہوسکتا کہ مین تنہا رکہہ لون اور ونکو ندون بلکہ میرا جی یون چاہتا ہے کہ اپنا حصہ اونکو دیدون اور ہدیہ کی قبول کرنی کو جائز جانتا ہون اسلیے کہ نبی علیہ السلام ہدیہ کو قبول کرلیتی تہی اور دعوت کو مان لیتی تہی اور میری رائے مین ہدیہ کا بدلا

فحيوا باحسن منها او ردوها ولقوله تعالى
ولا تنسوا الفضل بينكم وروى عن عائشة
رضى الله عنها ان امرأة اهدت اليها هدية
فلم تقبل هديتها فقال لها النبى عليه الصلوة
والسلام هلا قبلت هديتها قالت لانى علمت
انها احوج اليها منى فقال لها هلا قبلتها و
كافيتها باحسن منها وروى زيد بن اسلم
عن عطاء بن يسار ان النبى عليه الصلوة والسلام
ارسل الى عمر بعطاء فرده فقال له لم رددته
فقال يا رسول الله اليس قد اخبرتنا ان لا
خير لاحدنا بان ياخذ من احد شيئا فقال
عليه السلام انما ذلك عن مسئلة فاذا
كان غير مسئلة فانما هو رزق رزقك
الله تعالى وقال ابو هريرة انى لا اسأل
احدا شيئا ولا اعطانى احد شيا عن غير
مسألة الا قبلت منه وسئل سفيان الثورى
عن المواساة فقال ذلك طريق بنت فيه
العوسج

باب الشفيع

قال الفقيه
رحمه الله افضل الاعمال بعد اداء الفرائض

تو تم بھی جا دو (اوس سے بہتر یا وہی کہو) اور دوسری جگہہ فرماتا ہے
(اور بھلا دو بڑائی کرنی آپس میں) اور حضرت عائشہ رضی
کی روایت ہے کہ ایک عورت نے اونکو کچھ ہدیہ دیا اونہوں نے اوسکو قبول نہ کیا
پس فرمایا اونسے نبی صلعم نے قبول کیوں نکیا کہا اسلئے کہ
خود اوسکی زیادہ محتاج ہے پس فرمایا کیوں نہ قبول کرلیا اوسکو
اور مکافات اوسکی اوس سے زیادہ نکردی اور زید بن اسلم عطا
بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمر کی
پاس کچھ مال بہیجا اونہوں نے پہیر دیا آپنے فرمایا کیون پہیر دیا
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپنے فرمایا تہا کہ ہم مین سے
کسیکے لئے کسی سے کوئی چیز لینے مین خیر نہین فرمایا علیہ السلام
یہ امر توجبہے جب کوئی سوال کرے اور جب بغیر سوال کے
کچھ ملے تو وہ اللہ کا رزق بہیجا ہوا ہے اور ابو ہریرہ رضی نے کہا
مین کسی سے کوئی چیز نہین مانگتا اور جو بے مانگے ملجاوے
اوسکو لیلیتا ہون اور سفیان ثوری سے کسیتی پوچہا
کسیکے ساتہ احسان کرنا کیسا ہے فرمایا یہ ایک رستہ ہے کہ اوسمین
جمتا ہے عوسج (اور یہ ایک درخت خاردار ہے) تیراہی

باب ہین دوسرے کیلیے سفارش کرنیکا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے
افضل سب عملون کا بعد ادا کرنے فرضون کے

شفاعة حسنة اذا كان للرجل حاجة الى
انسان فتشفع فى ذلك او تشفع له فى دفع مظلمة
عنه لان النبى عليه الصلوة والسلام قال
خير الناس من ينفع الناس وروى سفيان
بن عيينة عن عمرو بن دينار ان النبى عليه
الصلوة والسلام قال اشفعوا تؤجروا فان
الرجل منكم ليسألنى فامنعه كيما تشفعوا
وتؤجروا وقال الحسن البصرى الشفاعة يجرى
اجرها لصاحبها ما جرت منفعتها وقال مجاهد
فى قول الله تعالى من يشفع شفاعة حسنة يكن
له نصيب منها ومن يشفع شفاعة سيئة
يكن له كفل منها وهى شفاعة الناس بعضهم
لبعض وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام
ان رجلا جاء اليه فسأله بعيرا ليخرج الى
الغزو فلم يكن ذلك عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم فبعثه الى رجل من الانصار
فذهب الى الانصار فاعطاه الانصار بعيرا
فجاء بالبعير الى رسول الله صلى الله عليه و
سلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم الدال

اسکے لیے یہی سعی نیک کرنی ہے جبکہ کسی آدمی کو کسی سے کوئی
حاجت تھی اور آپ نے سفارش کرا اور دفع ظلم کے لیے بھی
سفارش کرا اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اچھا
آدمی وہ ہے جو اوروں کو نفع پہنچائے۔ اور سفیان
بن عیینہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے
فرمایا لوگوں کے لیے سفارش کیا کرو اور ثواب کمایا کرو
کیونکہ کوئی شخص تم میں سے کچھ سوال کرتا ہے میں انکار
کردیتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو ثواب کماؤ۔ اور
حسن بصری کہتے ہیں سفارش کا ثواب جب تک جاری رہتا ہے
جبتک اوسکا نفع جاری رہتا ہے اور کہا مجاہد نے تفسیر میں
اس قول اللہ تعالی کی وجہ کوئی سفارش کری نیک بات میں
اوسکو بھی ملی اوس میں ایک حصہ۔ جو کوئی سفارش کری
بری بات میں اوسپر بھی ہے ایک بوجھ اوسمیں سے خواہ
مراد اس سے سفارش کرنی ہے آپسمیں۔ اور نبی علیہ السلام
مروی ہے کہ ایک شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور
اونٹ مانگا تاکہ جہاد کیلیے اوسپر سوار ہو اور
اونٹ آپکے پاس نہ تہا آپنے اوسکو ایک انصاری کے پاس بھیجدیا
مادہ اوسکی پاس گیا انصاری او سکو اونٹ دیدیا وہ شخص
اونٹ لیکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا تب آپنے صلعم فرمایا نیک کام

على الخير كفاعله ويقال لكل شئ صدقة و
صدقة الرياسة الشفاعة واعانة الضعفاء
وقال بعضهم اى بعض الادباء من كان دخالا
على الامراء ولا يكون مشفعا فهو دعى يعنى
ولد الزناء وروى عن جعفر بن محمد انه قال
اوحى الله تعالى الى داود عليه السلام ان
عبدا من عبادى ياتى بحسنة فادخله الجنة
قال يارب وما تلك الحسنة قال من يفرج
عن مؤمن كربة ولو بشق تمرة **باب**
قتل العمد قال الفقيه رحمه الله اختلف
الناس فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال بعضهم
هو فى النار ابدا وقال عامة اهل العلم هو
فى مشية الله تعالى ان شاء غفر له وان
شاء عذبه فاما من قال هو فى النار ابدا فقد
ذهب الى ماروى سالم بن ابى الجعد قال كنت
عند ابن عباس بعد ما كف بصره فجاء رجل
فقال له ما تقول فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال
فجزاءه جهنم خالدا فيها قال ارأيت ان تاب وامن
وعمل صالحا ثم اهتدى فقال وانى له الهدى

ثواب فاعل کے برابر ہے ؛ اور کہا گیا ہے ہر چیز کے لئے
صدقہ ہے اور صدقہ ریاست کا سفارش کرنی ہے اور ضعیفوں کی
مدد کرنی ؛ اور کہا بعض ادیبانی جو شخص امیروں کی
دربار میں باریاب ہوا اور لوگوں کی سفارش نکرتا ہو تو وہ
ولد الزنا ہے ؛ اور جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی
نے حضرت داؤد پر وحی بھیجی کہ بعض بندہ میرے بندوں کے
ایک نیکی لیکر آئیگا سو میں اوسکو جنت میں داخل کرونگا
حضرت داؤد نے عرض کیا ای رب وہ نیکی کونسی ہے
فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کی مشکل آسان کری اگرچہ
آدھی چھوہاری سی ؛ **باب** جو کسی مسلمان کو جان بوجھکر
قتل کرنیکا بیان ہے کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علما اور نے شخص میں جس نے کسی مسلمان کو عمدا قتل کیا بعضوں نے کہا کہ
وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ؛ اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ وہ شخص
اللہ کے مشیت میں ہے اگر چاہے بخشدی اگر چاہے عذاب کری
جو کہتے ہیں کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں رہیگا دلیل اوسکی یہ ہے کہ سالم
بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کے نزدیک تھا بعد اوسکے
اور نابینا کا ہی جب وہ نابینا ہوگئے تھے سو آیا اونکی خدمت میں ایک شخص
اور پوچھا آپ کیا کہتے ہیں اوس شخص کی باب میں جو مسلمان کو
عمدا قتل کرے فرمایا جزا اوسکی ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے کہا اوس نے

فوالذی نفسی بیده ان هذه الآیة نزلت
فما نسختها من آیة بعد نبیکم وآما من قال
بان له التوبة المقبولة فلقول الله تعالیٰ ان
الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون
ذلک لمن یشآء وقال الله تعالیٰ فی موضع
آخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق
ثم قال الله تعالیٰ فی آخرها الا من تاب وآمن و
عمل عملاً صالحا فاولئک یبدل الله سیئاتهم
حسنات والجواب عن قوله تعالیٰ ومن قتل
مؤمنا متعمدا فجزآءه جهنم آنه قد روی ابن
عباس ان هذه الآیة نزلت فی شان
مقیس بن ضبابة الفهری انه قتل رجلا
متعمدا وارتد ولحق بارض مکة وجواب
آخر ان معنی قوله جل جلاله فجزآءه جهنم
ان جازاه ولکن نرجوا ان لا یجازیه ان شاء
الله تعالیٰ وهذا کما روی انس بن مالک رضی
الله عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال من وعده الله تعالیٰ علی عمل ثوابا فهو منجز له
ومن وعده الله تعالیٰ علی عمل عقابا به فهو

بس قسم ہی اوس ذات کی جسکی ہاتہ مین میری جان ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی اور اسکو کسی آیت نی بعد وفات تمہارے نبی کے
منسوخ نہین کیا۔ اور جو لوگ کہتی ہین کہ اوسکی توبہ مقبول ہے
اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ نہین بخشتا گناہ اوسکا
شریک ٹہیرانی اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے) اور فرمایا
اللہ تعالیٰ نی دوسری جگہ (اور وہ جو نہین پکارتی ہین اللہ کے
ساتہ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے
مگر جہان چاہیئے) پہر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی آخر مین
فرمایا (مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچہ کام نیک سو
اونکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بہلائیان) اور جواب آیت
ومن قتل مومنا متعمدا الخ کا یہ ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ فہری کی باب مین نازل ہوئی تہی
کہ اوسنی ایک آدمی کو جانکر مار ڈالا تہا اور مرتد ہوکر مکہ کو
چلا گیا تہا۔ اور جواب دوسرا یہ ہے کہ معنی قول اللہ تعالیٰ فجزاؤہ
جہنم کی یہ ہین کہ جزا اوسکی جہنم ہے اگر جزا دی لیکن ہم امید کرتی ہین
کہ نہ دیگا اللہ تعالیٰ اوسکو یہ جزا اگر چاہیگا :۔ اور یہ معنی ایسے
ہین جیسی کہ انس بن مالک رض نبی صلعم سی روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ نے کسی عمل پر وعدہ ثواب کا کیا ہے
تو وہ وعدہ ضرور پورا کریگا اور جس سے کسی عمل پر وعدہ عذاب کا کیا ہے

بالخيار ولو ان رجلا قتل نفسه متعمدا قال
بعضهم هو في النار ابدا وقال بعضهم هو في مشية
الله تعالى اما من قال هو في النار ابدا فقد ذهب
الى ما روى عن سفيان الثوري عن الاعمش عن
ابي صالح عن ابي هريرة عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من قتل نفسه بسم فسمه بيده يتحساه
في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن قتل
نفسه بحديدة فحديدته في يده يجا بها في بطنه في
نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من قتل نفسه
بشيء عذب به يوم القيمة واما من قال
في مشية الله تعالى لان الله تعالى ويغفر
ما دون ذلك لمن يشاء والخبر انما ورد على
وجه التشديد كما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال لعن المؤمن كقتله وروى
ابن مسعود عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال سباب المؤمن فسق و
قتاله كفر فكذلك هذا الخبر على وجه

کو تمہین اسکو اختیار ہے چاہے پکڑے چاہے چھوڑ دے
اور اگر کسی نے اپنی آپکو جانکر مار ڈالا تو بعضی تو کہتے ہین
ہمیشہ دوزخ مین رہیگا بعضی کہتے ہین وہ اللہ کی اختیار میں اور
مشیت مین ہے جو چاہے سو کرے ۔ جو لوگ کہتے ہین وہ
ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اونکی دلیل ہے کہ سفیان ثوری نے اعمش سے
اور ابو صالح کی ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جسنے اپنی آپکو زہر سے مار ڈالا تو زہر اوسکی ہاتھ مین ہوگا
اور وہ اوسکو پیتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ مین پڑا رہیگا اور
جسنے اپنی آپکو کسی لوہی کی چیز سے مار ڈالا تو وہی چیز اوسکی
ہاتھ مین ہوگی اور اپنی پیٹ مین مارتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ
دوزخ مین پڑا رہیگا ۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا جو اپنی آپکو
کسی چیز سے مار ڈالیگا اوسی چیز سے قیامت کو عذاب دیا جاویگا
۔ اور جو کہتے ہین کہ وہ اللہ کی مشیت مین ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے
فرمایا ہے (اور بخشتا ہے اوس سے نیچے یعنی شرک سے نیچے جسکو چاہے) اور
حدیث ڈرانے کی لیے فرمائی ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا مسلمان کا لعنت دینا اوسکی قتل کرنیکے برابر ہے ۔ اور جیسا کہ
ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برا کہنا مسلمان کو
فسق ہے اور اوس سے لڑنا کفر ہے جسطرح یہ دونون حدیثیں ڈرانی اور
دھمکانی کی لیے آپنے فرمائی ہین اسیطرح اس حدیث کو بھی

الوعيد والتشديد وهو في مشية الله تعالى

باب قبلة الولد الصغير

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بالقبلة للولد الصغير وهو ماجور فيها لان فيها شفقة على الولد وقال النبي عليه الصلوة والسلام من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم صغيرنا فليس منا وروى محمد بن اسود عن ابيه اسود بن خلف ان النبي عليه الصلوة والسلام اخذ حسنا فقبله ثم اقبل على اصحابه فقال ان الولد مبخلة مجبنة محزنة وروى اشعث بن قيس الكندى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال انهم يعني الاولاد لمبخلة مجبنة محزنة وانهم لثمرة الفواد وقرة العين وروى عن عمر رض انه استعمل رجلا على بعض الاعمال فدخل الرجل على عمر فراه قد اخذ عمر رض ولدا له وهو يقبله فقال الرجل ان لى اولادا فما قبلت واحدا منهم فقال له عمر لا رحمة لك على الصغار فرحمتك على الكبار اقل رد علينا عهدنا فعزله ويقال القبلة على خمسة

سمجھنا چاہی یعنی وہ قائل اسکی مشیت میں تھا چھوڑ دے چاہی بگڑے ::

باب بچا ہی میں یہ بیان ہے کہ بچونکا بوسہ لینا کیسا ہے

:: کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے چھوٹے بچے کی بوسہ لینی میں کچھ مضایقہ نہیں بلکہ ثواب ہے اور اسلیے کہ اسمین اپنی بچی پر شفقت معلوم ہوتی ہے :: اور نبی علیہ السلام مروی ہے جو بڑے کی تعظیم نکرے چھوٹے پر رحم نکرے وہ ہم میں نہیں :: اور محمد بن اسود اپنے باپ اسود بن خلف سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے حضرت حسن کو گود میں لیا اور پیار کیا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اولاد آدمی کو بخیل اور نامرد اور غمگین بنادیتی ہے :: اور اشعث بن قیس کندی نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بلا شبہ اولاد آدمی کو بخیل نامرد غمگین کردیتی ہے اور بلا شبہ اولاد دل کا پھل ہے اور آنکھ کی ٹھنڈک ہی :: اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو کسی کام پر عامل کیا پس وہ شخص حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ وہ اپنی بچی کو گود میں لیے ہوئی پیار کررہے ہیں اس شخص نے کہا میرے کئی بچے ہیں تو ایک کو بھی یوں پیار نہیں کرتا حضرت عمر رض نے فرمایا جب تجھے چھوٹوں ہی پر رحم نہیں آتا تو بڑوں پر تو کیا آئیگا ہمارا کام ہمیں واپس دیدے اسکو معزول کردیا :: اور کہا گیا ہے بوسہ پانچ طرح کا

اوجه قبلة المودة وقبلة الرحمة وقبلة الشفقة
وقبلة الشهوة وقبلة التحية فاما قبلة المودة
فهي قبلة الوالدين للولد على الخد واما قبلة
الرحمة فقبلة الولد لوالديه على الراس
واما قبلة الشفقة فقبلة الاخ للاخ
على الجبهة واما قبلة الشهوة فقبلة الزوج
الزوجة على الفم او على الوجه واما قبلة
التحية فهي قبلة المؤمنين فيما بينهم على
اليد وقد كره بعض الناس قبلة الرجل
فيما بينهم على اليد او على الرجل واحتج بما
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهي عن المكامعة يعني القبلة والمعانقة ورخص
بعض الناس وبه ناخذ وقد جاء الاثر ان النبي
عليه الصلوة والسلام قام الى جعفر بن
ابي طالب حين رجع عن الحبشة فعانقه وقبل
بين عينيه وروي عن اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال انهم كانوا اذا قدموا
من سفر تعانقوا بعضهم بعضا ويقبل
بعضهم بعضا وروي البراء بن عازب

ہوتا ہے بوسہ مودت کا بوسہ رحمت کا بوسہ شفقت کا بوسہ
شہوت کا بوسہ تحیت کا سو بوسہ مودت کا یہ ہے کہ ان باپ اولاد کے
رخسارہ پر بوسہ دین اور بوسہ رحمت کا یہ ہے کہ اولاد ان باپ کے
سر پر بوسہ دے اور بوسہ شفقت کا یہ ہے کہ بہن بھائی کی پیشانی پر
بوسہ دے اور بوسہ شہوت کا یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی کی منھ
یا چہرہ پر بوسہ دے اور بوسہ تحیت کا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے
ہاتھ پر بوسہ دین ٭ اور بعضے علما نے مردوں کو آپس میں
ایکدوسرے کے ہاتھ پانوں پر بوسہ دینے کو ناجائز کہا ہے اور دلیل
اونکی یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے بوسہ لینی اور
گلے لگنے کو منع فرمایا ہے ٭ اور بعضے علما نے اسکی
رخصت دی ہے اور اسی پر ہمارا عمل درآمد ہے
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام
کھڑے ہو گئے جبکہ جعفر بن ابی طالب
ملک حبش سے پھر کر آئے اور گلے لگایا
اونکو اور پیشانی پر بوسہ دیا ٭
اور صحابہ رض سے مروی ہے کہ
جب وہ سفر سے آیا کرتے تھے تو ایک
دوسرے سے گلے ملتے تھے اور ایک
دوسرے کو بوسہ دیتے تھے ٭ اور براء بن عازب

عن النبی علیه الصلوٰة والسلام قال التمسوا
الولد فانهم ثمرة القلوب وقرة العین و
ایاکم والعجوز العقیم وروی عن النبی علیه
الصلوٰة والسلام انه قال اولادنا اکبادنا
ومن هذا قول القائل ؎ من سره الدهر
ان یری کبده + یمشی علی الارض فلیرا ولده

باب ضرب الدف فی العرس

قال الفقیه رحمه الله اختلف الناس فی ضرب
الدف فی العرس قال بعضهم لا بأس به و
قال بعضهم یکره فاما من قال لا بأس به
فذهب الی ما روت عائشة رضی الله عنها
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال
اعلنوا النکاح ولو بالدف واجعلوه فی المساجد
واضربوا علیه بالدف وروی محمد بن حاطب
عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال
فصل بین الحلال والحرام ضرب الدف و
رفع الصوت فی النکاح وقال محمد بن سیرین
نبئت ان عمر بن الخطاب اذا سمع صوتا انکره
وسال عنه فان قالوا عرس او ختان اقره ودف

نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا
اولاد کے پیدا ہونے کی فکر کرو اسلیئے کہ اولاد دلوں کے میوے
ہیں اور ٹھنڈک آنکھوں کی ہیں اور بڑھیا بانجھ سے
دور رہا کرو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اولاد ہماری
جگر کے ٹکڑے ہیں اور اسی مضمون کا یہ شعر ہے (جس کی
یہ بات اچھی معلوم ہو کہ اوسکا جگر زمین پر چلتے پھرتے
اوسکو چاہیئے کہ اپنے اولاد کو دیکھے) باب چھیاسی میں
یہ بیان ہے کہ دائرہ کا بجانا نکاح میں جائز ہے
یا نہیں کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علماؤں نے نکاح کی وقت
دف بجانے میں بعضوں نے کہا کچھ مضائقہ نہیں اور بعضوں نے
کہا ناجائز ہے جنہوں نے کہا ہے کچھ مضائقہ نہیں
اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا اعلان کرو نکاح کا
اگر دف ہی ہو اور کرو نکاح مسجدون میں اور دف بجاؤ
اور محمد بن حاطب نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں
کہ آپنے فرمایا فاصل حلال حرام میں دائرہ کا بجانا
اور بلند کرنا آواز کا ہے نکاح میں اور کہا محمد بن سیرین نے
مجھکو خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر رض جب کبھی آواز دف کی سنتے تو
اونکو برا معلوم ہوتا تھا جب پوچھتے تھے کہ کیا ہے سو اگر لوگ کہتے کہ

هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان
ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان تلعبان
بالدف في يوم عيد وعندها رسول الله صلى
الله عليه وسلم جالس فزجرهما ابو بكر فقال
النبي عليه الصلوة والسلام دعهما يا ابا بكر فان
لكل قوم عيدا وعيدنا هذا وروى عن عائشة
انها كانت في عرس فلما رجعت عائشة قال
لها رسول الله صلى الله عليه وسلم هل قلتن
شيئا قالت نعم قلنا اتيناكم اتيناكم فحيونا نحييكم
ولولا العجوة السوداء ما كنا بواديكم فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هلا قلتن لولا طاعة
الرحمن ما كنا بواديكم وروى عن عكرمة ان
ابن عباس ختن بنيه فدعا اللاعبين فاعطاهم
اربعة دراهم فاما من قال انه يكره فقد ذهب
الى ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال كل لهو للمؤمن باطل الا ثلثة تاديب
فرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع اهله
وروى ابن مويلة عن ابيه ان النبي عليه الصلوة
والسلام رجع من غزوة فجاءته امرأة فقالت

تو جیسے ہوتی ہے ؛ اور ہشام بیٹے عروہ کے سے اپنے باپ کی حضرت
عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر ایکدن تشریف
لائے اور حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں عید کے دن
دائرہ سے کھیل رہی تہیں اور رسول اللہ صلعم بھی تشریف
رکھتے تھے حضرت ابوبکر نے اون لڑکیوں کو جھڑکا پس
رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابوبکر جانے دو کیونکہ ہر قوم کے
لئے ایکدن خوشی اور عید کا ہوتا ہے اور یہ دن ہماری
عید کا ہے : اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ وہ ایک جگہ نکاح میں
گئی تہیں جب لوٹیں تو رسول اللہ صلعم نے پوچھا تم نے
کچھ گایا تھا کہا ہاں یہ گایا تھا کہ آئے ہم تمہارے یہاں آئے
ہم تمہارے یہاں پس سلام کرو تم ہمکو اور سلام کریں تمکو ہم
اور اگر عجوہ سیاہ نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کہاں ہوتے : انکو
شکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمنے یون کیوں نہ کہا کہ اور اطاعت
اللہ تعالی کی نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کب آتے : اور عکرمہ
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے جب اپنے لڑکوں کی ختنہ کرائیں
تو تماشا گروں کو بلا کر چار درہم دیئے : اور جو لوگ کہتے ہیں کہ جائز
نہیں انکی دلیل یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا لہو و لعب ہر قسم کا
مسلمان کے لیے ناجائز ہے مگر تین کھیل جائز ہیں گھوڑے کا سکھانا
تیر کمان کے مشق کرنی اپنی بی بی یا لونڈی کے ساتھ ہنسنا

انی نذرت ان اضرب الدف عندك ان جئت
من غزوتك سالما فقال لها رسول الله صلی
الله علیه وسلم ان فعلت ذلك فافعلی والا
فلا قالت یا رسول الله انی فعلت یعنی نذرت
قال اضربی فدخل ابوبکر وهی تضرب فدخل
عمر فطرحت الدف وجلست متقنعة فقال النبی
علیه الصلوة والسلام انی لاحسب ان الشیطان
یفر منك یا عمر وقوله صلی الله علیه وسلم ان
کنت فعلت فاضربی والا فلا نهی عن الضرب
من غیر نذر فیه دلیل علی انه لا یجوز ضربه و
الجواب عن الخبر الذی روی اعلنوا النکاح و
اضربوا الدفوف ان یقال هذه کنایة عن
اظهار النکاح ولم یرد به ضرب الدفوف
بعینها قال الفقیه رحمه الله ان الدف یعنی
فی زماننا هذا مع الصیحات والجلاجلات
ینبغی ان یکون مکروها بالاتفاق وانما الاختلاف
فی الدف الذی کان یضرب فی زمن المتقدمین

باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

قال الفقیه رحمه الله الامر

کہ مین یہ نذر مانی تھی کہ اگر آپ جہاد سے صحیح سالم تشریف لائینگے
تو آپکے سامنے دف بجاؤن یعنی مبارکبادی دون سو رسول اللہ
صلعم نے فرمایا اگر تونے نذر کر لی تھی خیر پوری کر ورنہ مبارکبادی کچھ
حاجت نہین اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ یعنی تو یہ نذر مان چکی
تھی فرمایا اچھا آ بجا وسو وہ بجانے لگی اتنے مین ابوبکر رض
بھی آگئی مگر وہ بدستور بجاتی رہی بعد اتنے مین حضرت عمر رض تشریف لائے
تو اوسنے دف کو پھینکدیا اور گھونگٹ نکالکے بیٹھ گئی پس فرمایا
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اے عمر مین یون گمان کرتا ہون
کہ شیطان تجھسے بھاگتا ہے پس رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا
کہ اگر تونے نذر مانی ہے تو بجا ورنہ نہین اسکی دلیل ہے کہ
دف کا بجانا جائز نہین اور جواب اوس حدیث کا جو
آئی ہے مروی ہے اعلان کرو نکاح کو اور وقت نکاح کے دف بجاؤ
یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ یہ کنایہ ہے اظہار نکاح کا
دف کا بجانا حقیقت مین مراد نہین ٭ کہا فقیہ رح نے
ہمارے زمانے مین جو دف مع جھانجہ کی بجائی جاتی ہے
وہ بالاتفاق ناجائز ہونی چاہیئین اور اختلاف فقط
اوسی دفون مین ہے جو پہلے زمانے مین بغیر جھانجہ کے
بجائی جاتی تھے ٭ **باب ستاسی مین ہے امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر کا بیان ہے** ٭ کہا فقیہ رح نے امر

بالمعروف واجب لان الله تعالى قال لولا
ينهيهم الربانيون والاحبار عن قولهم الاثم
واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون فقد
ذمهم بتركهم الامر بالمعروف وقال عز
وجل كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون
بالمعروف وتنهون عن المنكر ولتامرون
بالمعروف ولتنهون عن المنكر وليسلطن الله
عليكم شراركم على خياركم ثم يدعوا خياركم
فلا يستجاب لكم ثم ان الامر بالمعروف على
اوجه فان كان يعلم باكبر رايه انه لو امر
بالمعروف لكان يقبل منه ويمتنعون عن
المنكر فالامر واجب عليه ولا يسعه تركه
ولو علم باكبر رايه لو امرهم بذلك قذفوه
وشتموه ولم ينتهوا فتركه افضل وكذلك
لو علم انهم يضربوه ولا يصبر على ذلك ويقع
بينهم عداوة ويهيج منه القتال فتركه ايضا
افضل ولو علم انهم لو ضربوه صبر على ذلك
ولا يشكو الى احد فهذا لا باس ان ينهى عن
ذلك وهو مجاهد وهو عمل الانبياء ولو

بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے فرماتا ہے
(کیوں منع نہیں کرتے اونکی درویش اور ملا گناہ کی بات کہنے سے
اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہیں جو کرتے آتے ہیں) سو
اللہ تعالی نے اونکی مذمت فرمائی امر بالمعروف کی ترک پر اور
فرمایا اللہ تعالی نے (تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہوئے
ہیں لوگوں میں حکم کرتی ہو پسند بات پر اور منع کرتے
ہو ناپسند سے) کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو ورنہ
تم پر اللہ تعالی شریروں کو مسلط کر دیگا پھر نیک لوگ دعا بھی
مانگیں گے تو قبول نہو گی ٭ اور امر بالمعروف بھی کئی طرح پر ہے
اگر گمان غالب ہے کہ اگر امر بالمعروف کرونگا تو لوگ مانیں گے
اور برے کام سے باز آئینگے تو امر بالمعروف واجب ہے خاموشی کی
گنجایش نہیں اور اگر گمان غالب یوں ہے کہ اگر میں کہونگا
تو لوگ برا بھلا کہیں گے اور باز نہ آئیں گے تو امر بالمعروف
نکرنا افضل ہے اسیطرح اگر جانے کہ وہ لوگ مارینگے مجھے اور
صبر نہو سکیگا اور آپسمیں دشمنی ہو جائیگی اور لڑائی کھڑی
ہوگی تو بھی امر بالمعروف کا ترک کرنا افضل ہے اور اگر یہ
جانے کہ اگر وہ مجھے مارینگے تو میں صبر کرونگا کسی سے شکایت نکرونگا
تو پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مضائقہ نہیں اور اب یہ شخص
مجاہد ہوگا اور یہی کام انبیا علیہ السلام کا ہے اور اگر

علم انهم لا يقبلون منه ولا يخافون منهم
ضربا ولا شتما فهو بالخيار ان شاء امرهم وان
شاء ترك والامر افضل وروى ابو سعيد
الخدری عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال اذا رای احدکم منکرا فلینکره بیده فان
لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و
ذلك اضعف الایمان یعنی اضعف فعل اهل
الایمان وقال بعضهم الامر بالمعروف بالید
علی الامراء والامر باللسان علی العلماء و
بالقلب لعوام الناس

باب النکاح

قال الفقیه رحمه الله اختلف الناس فی النکاح
قال بعضهم هو فریضة وقال الآخرون هو
سنة ونحن نقول ان تاقت نفسه الی النکاح
فالافضل ان یتزوج ان قدر علی ذلك
وان لم یشتق نفسه الی النکاح فان شاء تزوج
وان یشأ لم یتزوج وان اشتغل بعبادة ربه
فهو افضل واما من قال انه فریضة فلما
روی انس بن مالك ان النبی علیه الصلوة
والسلام کان یأمرنا بالباءة وینهی عن

یہ جانے کہ لوگ میرا کہنا نہ مانیں گے اور اون سے ڈر نہیں تو اختیار ہے جی چاہے امر بالمعروف کرے چاہے نہ کرے اور امر بالمعروف افضل ہے اور ابو سعید خدری نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم میں کوئی بری بات دیکھے تو اوسکو ہاتھ سے روکے اگر اسکی طاقت نہو تو زبان سے روکے اگر اسکی بھی طاقت نہیں تو دل سے اوسکو برا سمجھے اور یہ ضعف ایمان ہے یعنی ضعیف تر فعل ایمان والوں کا اور بعض کہتے ہیں کہ امر بالمعروف ہاتھ سے امرا کے ذمہ ہے اور زبان سے علما کا کام اور دل سے عوام لوگوں کا

انتہا۔ یہ باب میں نکاح کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اختلاف کیا ہے علمانے نکاح میں بعضوں نے کہا فرض ہے اور بعضوں نے کہا ہے سنت اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر نفس مشتاق نکاح کا ہو تو نکاح کرنا افضل ہے اگر نکاح کر سکے اور اگر نفس آرزومند نکاح نہیں تو چاہے کرے چاہے نکرے بلکہ اگر عبادت میں مشغول ہو تو افضل ہے دلیل اونکی جو کہتے ہیں نکاح فرض ہے یہ ہے کہ انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہمکو نکاح کرنے کو فرمایا کرتے تھے اور ....

التبتل نهياً شديداً وكان يقول عليه الصلوٰة
والسلام تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر
بكم الانبياء يوم القيمة وفي رواية اخرى فاني
مكاثر بكم الامم واما جهة الاخرين فما روي
عن النبي عليه الصلوٰة والسلام انه قال لعكاف
بن وداعة الك امرأة قال لا قال ولا جارية
قال لا قال وانت شاب موسر قال نعم بحمد الله
تعالى قال تزوج فانك من اخوان الشياطين
او من رهبان النصارى فان كنت مؤمنا فافعل
ما نفعل فان من سنتنا النكاح فاذا لم يشتق
نفسه فالعبادة له افضل لان الله مدح يحيى
بن زكريا عليهما السلام قال وسيدا وحصورا
ونبيا من الصالحين والحصور الذي لا يأتي
النساء يعني انه كسر شهوته باشتغاله بعبادة
ربه فالاشتغال بالعبادة افضل واذا اراد ان
يتزوج امرأة فعليه ان يتزوج بذات الدين كما قال النبي صلى الله
عليه وسلم تزوج المرأة لمالها وجمالها وحسبها
ودينها فعليك بذات الدين تربت يداك
وقال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم وخضراء

تجرد رہنے کو سخت منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نکاح
کرو ایسی عورت سے جو خاوند کو دوست رکھتی ہوں اور بہت بچے
جنیں کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے اور نبیوں پر
فخر کرونگا دوسری روایت میں یہ ہے کہ اور امتوں پر فخر کرونگا
اور دلیل انکی جو نکاح کو سنت کہتے ہیں یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے عکاف بن وداعہ سے پوچھا تیری
بی بی ہے عرض کیا نہیں پوچھا کیا لونڈی بھی نہیں
عرض کیا نہیں پوچھا تو جوان مالدار ہے عرض کیا ہاں الحمد للہ کا
شکر ہے فرمایا نکاح کر کیونکہ تو بھائی ہے شیطان کا یا ہے
نصاریٰ درویشوں میں سے سو تو اگر مومن ہے تو جو فعل ہم کرتے ہیں
تو بھی کر کیونکہ نکاح ہماری سنت ہے اور جب نفس مشتاق نکاح کا
نہو تو بہتر اسکے لیے عبادت افضل ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ
بن زکریا علیہما السلام کی تعریف میں فرمایا ہے (اور سردار ہوگا اور
عورت پاس نجائیگا اور نبی ہوگا نیکوں میں) اور حصور اسکو
کہتے ہیں جو عورت کے پاس نجائے یعنی انہوں نے اپنی شہوت کو عبادت
پروردگار میں مشغول ہو کر دبا دیا عبادت میں مشغول ہونا افضل ہے
اور جب کوئی نکاح کا ارادہ کرے تو پارسا عورت سے نکاح کرے جیسا کہ آپ
نبی صلعم نے فرمایا ہے نکاح کیجاتا ہے عورت سے مال اور جمال اور حسب اور
دین کی وجہ سے سو تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ

الدمن قیل یارسول الله وما خضراء الدمن
قال المرأة الحسناء فی منبت السوء یعنی فی
حسب السوء وقال بعض الحکماء افضل النساء
ان تکون بهیة من بعید ملیحة من قریب علیٰ
فی النعمة واد کتها الحاجة فلق النعمة فیها
وذل الحاجة فیها

باب الکسب

قال
الفقیه رحمه الله کره بعض الناس الاشتغال
بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان ان
یشتغل بعبادة ربه ویتوکل علیه وقال
عامة اهل العلم الکسب بمقدار ما یکفیه
ولعیاله واجب فان زاد علی ذلك فهو
مباح والاشتغال بالعبادة افضل فان
اشتغل لطلب الزیادة لا یکون حراما اذا
لم یرد به الفخر والریاء فاما حجة من قال
بانه لا ینبغی ان یشتغل بالکسب لان الله
تعالی قال وما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون فاخبر انه قد خلق الخلق لعبادته
فینبغی لهم ان یشتغلوا بعبادته لا بالکسب
قال النبی علیه الصلوة والسلام ما اوحی الله

عرض کیا گیا سبزی کوڑی کی کیا، فرمایا عورت خوبصورت
چال چلن کی بری — اور بعض حکما نے فرمایا ہے عورتوں میں
وہ عورت افضل ہے جو دور سے اچھی معلوم ہو قریب سے
نمکین نظر آوے حالت عیش میں، حاجت میں مبتلا ہوئی ہو...
اوسکو عادت نعمت کی بھی ہو، و ذلت حاجت کی
ہو

باب نواسی میں کسب اور پیشیہ کا بیان

کہا فقیہ رحمہ نے بعض علما پیشہ کو نا جائز کہتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ انسان پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی عبادت میں مشغول رہے
اور اوسپر توکل کرے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ پیشہ کرنا
محنت مزدوری کرنا اپنی اور اپنے اہل عیال کی لئی کافی ہو
واجب ہے اور اگر اس سے زیادہ کرے تو مباح ہی اور عبادت
کے مشغولی افضل ہے اگر حاجت سے زیادہ کمائی میں
مشغول ہو تو حرام نہو گا اگر فخر اور تکبر کا ارادہ نکریگا
دلیل اون لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ محنت مزدوری میں
مشغول نہونا چاہیے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
اور نہیں جو بنائی جن اور آدمی سو یہی بندگی کو ان کو
اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ اوسنے مخلوق کو اپنی عبادت کے
لئے پیدا کیا ہے سو مخلوق کو یہی لائق ہے کہ عبادت میں
مشغول ہوں نہ محنت مزدوری میں فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

الى بان اجمع المال ولا ان اكون من التاجرين
ولكنه اوحى لى بان سبح بحمد ربك وكن من
الساجدين واعبد ربك حتى يأتيك اليقين
واما حجة من قال ان طلب قوته وقوة عياله
واجب لان الله تعالى فرض الفرائض ثم لم
يتهيأ للعبد اداء الفرائض الا باللباس
وقوت النفس وذلك لا يقدر عليه الا
بالكسب وقال الله تعالى فاذا قضيت الصلوة
فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله
واذكروا الله كثيرا وقال النبي عليه الصلوة والسلام
تبايعوا بالبز فان اباكم كان بزازا يعني كان
ابراهيم عليه السلام بزازا وقال عبد الله بن
المبارك من ترك السوق ذهبت مروته و
ساء خلقه وقال ابراهيم بن يوسف عليك بالسوق
فانه اعز لصاحبه ويقال ترك الكسب على
ثلثة اوجه للكسل وللتقوى وللعار فمن تركه
كسلا فلا بد له من السوال ومن تركه تقوىً
فلا بد له من الطمع ومن تركه عارا فلا بد له
من السرقة ويقال ثلثة اشياء لا علاج لها

کہ مال جمع کروں یا سوداگر ہوں لیکن مجکو تو فرمایا ہے
سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالوں میں
اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچے تجکو یقین) اور دلیل
اون لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ قوت اپنے اور عیال کی
واجب ہے یہ کہ اللہ تعالی نے بہت سی کام فرض کئے مگر وہ
فرض آدمی سی بغیر لباس اور کہانے کے نہیں ادا ہوسکتی اور
قوت اور لباس بغیر محنت مزدوری کی میسر نہیں آسکتا
اور فرمایا اللہ تعالی نے (پھر جب تمام ہوچکی نماز تو پہیل پڑو
زمین میں اور ڈہونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو
بہت سا) اور فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کپڑا بیچا کرو کیونکہ
تمہارا باپ ابراہیم بزاز تہا۔ اور کہا عبد اللہ بن
مبارک نی جسنے بازار کی محنت مزدوری چہوڑ دی اوس سے
مروت گئی اور اخلاق بری ہوئی۔ اور کہا ابراہیم بن
یوسف نی بازار کو تجارت یا مزدوری کی لیے جایا کر
کیونکہ یہ بات عزت کی ہی۔ اور کہا گیا ترک کسب تین وجہ سے
ہوتا ہے یا کسل اور سستی کی وجہ سے یا تقوی کی وجہ یا عار اور
شرم کی وجہ سے سو جو کوئی اوسکو کسل کی وجہ سے چہوڑیگا تو ضرور
سوال کریگا اور تقوی کی وجہ سے چہوڑیگا تو طمع میں گرفتار ہوگا
جو عیب سمجہکر چہوڑیگا وہ چوری کو اختیار کریگا۔ اور کہا گیا

اسدها المرض اذا خالطه الهرم والثانى
الغناوة اذا خالطها الحسد والثالث الفقر
اذا خالطه الكسل وقال ابو القاسم الحكيم كسب
الحلال يجلى لذى الفاقة الخفيف وستر
للعير الضعيف ونطع للسان ذى الاخة يستخف
ويقال لكل شيء حلية وزينة وحلية الشباب
وزينته ان يكون وراء عمله وقيل ست خصال
فى الرجل اذا وجدن يكون سيد الرجال ثلثة
من خارج البيت وثلثة من داخل البيت -
فاما اللواتى من خارج البيت اولها الاستفادة
من العلماء والثانى مخالطة اهل الورع و
الثالث ان يطلب قوته وقوت عياله من وجه
يحل له واما اللواتى فى داخل البيت اولها المذاكرة
اهله بما سمع من العلماء والثانية استعمال
النفس بما رأى من اهل الورع والثالثة ان
ينفق على اهله من اللباس والطعام مقدار
طاقته + **باب الطب** قال الفقيه رح
الله يستحب للرجل ان يعرف من الطب مقدار
ما يمتنع عما يضر ببدنه وقال بعض الحكماء

ایک تو بیماری بڑہاپی مین دوسرے دشمنی مع حسد کی تیسرے
مفلسی مع کسل اور سستی کے ٭ اور کہا حکیم ابو القاسم نی فرمایا
کسب حلال درویش پارسا کی لیئے زینت ہی اور تنگدست ضعیف
کے لیئے پردہ اور کینہ ور نجابت کی لیئے زبان بند کرنے
والا ہے ٭ اور کہا گیا ہر چیز کے لیئے ایک زیور اور زینت ہے
اور زیور اور زینت جوان کی یہ ہے کہ اپنے قوت بازو
کمائی ٭ اور کہا گیا جس شخص مین چہ خصلتین پائی وہ اسکو
سردار سمجھو تین گھر کے باہر تین گھر کے اندر سو جو خصلتین
گھر کے باہر ہونی چاہیئن اون مین پہلے تو یہ ہی کہ علما سے
کو دین کا فائدہ حاصل کری دوسرے یہ ہی کہ متقی لوگون سے
ربط ضبط رکہی تیسری یہ ہے کہ اپنے اور اہل عیال کی حلال
روزی کمائی سو جو خصلتین گھر کے اندر ہونی چاہیئن
اون مین پہلے یہ ہے کہ اپنے گھر والون سے جو باتین دین کے
علما سے سنی ہین ذکر کری دوسرے یہ ہی کہ جو متقیون کو کرتی
دیکھا ہی خود بہی کرنا تیسرے یہ ہے کہ اپنے عیال پر کہانی
کپڑی مین بقدر طاقت فراخی کرنی ٭ **باب نوین مین علم**
طب کے حاصل کرنیکا بیان ہے ٭ کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
آدمی کو کہ علم طب اتنا ضرور سیکھے جس سے مضرت جسمانی
سے بچ سکے ——— اور کہا بعض حکما نے

العلم علمان علم الاديان وعلم الابدان فكما
ان للرجل لا بد من تعلم العلم مقدار ما يصلح
به امر دينه فكذلك لا بد ان يعرف من الطب
مقدار ما يصلح به امر بدنه ويجتنب عما يضر
بالبدن فان من المروة ان يمتنع عما يضر بنفسه
وقد اجمع الاطباء انه ليس شيء في الطب انفع
من الحمية وقد روي عن بعض الصحابة انه قال
لرجل الا اعلمك طبا يتعايا فيه الاطباء وعلما
يتعايا فيه العلماء وحكمة يتعايا فيه الحكماء قال
بلى قال اما الطب فان تجلس على المائدة فانت
جائع وقم عنها وانت تشتهيه واما العلم الذي
تتعايا فيه العلماء اذا سئلت عن شيء لا تعلم فقل
الله اعلم واما الحكمة التي تتعايا فيه الحكماء
فاذا جلست في نادي قوم فاسكت فان افاضوا
في الخير فافض معهم وان افاضوا في الشر فاسكت
منهم وقيل لرجل من المتقدمين وقد طال
عمره قال طال عمرك قال لانا اذا طبخنا انضجنا
واذا مضغنا دققنا ولا نملأ بطوننا ولا نخليها
ويقال انفع ما يكون للانسان بعد المغداء

علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم دین کا اور دوسرا علم بدن کا
سو جیسا کہ آدمی کو بہت ضروری ہے کہ علم دین اتنا سیکھے جس سے
دین درست ہو جاوے اسیطرح یہ بھی ضرور ہے کہ طب کو بھی
اتنا سیکھے جس سے اپنے بدن کو صلاح کر سکے اور جو چیزیں
مضر ہیں ان سے بچ سکے کیونکہ مضر چیز سے بچنا مروت میں
داخل ہے * اور اطبا اس پر متفق ہیں کہ طب میں
پرہیز سے زیادہ کوئی چیز نافع نہیں * اور بعض صحابہ سے
مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو فرمایا کیا تجھے ایسی طب
نہ بتا دوں جس میں تمام اطبا عاجز ہوں اور ایسا علم جس میں
تمام علما عاجز ہوں اور ایسی حکمت جس میں حکما عاجز
ہوں کہا کیوں نہیں کہا لیکن طب یہ ہے کہ دستر خوان پر
تب بیٹھ جب خوب بھوک ہو اور ابھی کچھ باقی ہو جو اٹھ
کھڑا ہو لیکن وہ علم جس میں علما درماندہ ہیں یہ ہے کہ
جب تو ایسی چیز سے سوال کیا جاوے کہ تو جانتا نہیں تو
کہدے کہ اللہ بہتر جانتا ہے * لیکن وہ حکمت جس میں حکما درماندہ
ہیں یہ ہے کہ تو جب کسی مجلس میں بیٹھے تو چپکا بیٹھا رہ اگر
اچھی باتیں کریں تو بھی ان میں ہاں ملا باتیں کر اور
اگر بری باتیں کریں تو چپکا بیٹھا رہ * اور کہا گیا ایک شخص سے
جو متقدمین سے تھا اور عمر بڑی تھی آپکی عمر لمبی ہوئی

التمدد بعد العشاء الحركة والمشي ويقال في المثل
خير الغذاء اذا تغدى تمدد واذا تعشى
تمشى وروى الزهري عن ابن عباس انه قال
خمس يورث النسيان اكل التفاح الحامض
والبول في الماء الراكد والحجامة في نقرة
القفاء والقاء القملة في التراب وشرب سؤر
الفارة الفاسقة ويقال قراءة لوح القبور
واكل الكزبرة والمشي بين الجملين المقطورين
والمشي بين امرأتين والنظر في العوم لا يورث
النسيان وروى الضحاك عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم
بالسواك فانه فيه عشر خصال مطهر للفم ومرضاة
للرب تعالى ومفرحة للملائكة ومجلاة للبصر
وتبيض للاسنان ويشد اللثة ويذهب
الحفر ويهضم الطعام ويقطع البلغم وتحضر
الملائكة وتضاعف فيه صفة الصلوة ويقال
من انتعل بنعل اصفر لم يزل في غبطة وسرور
لقول الله تعالى انها بقرة صفراء فاقع لونها
تسر الناظرين من لبس نعلا سوداء لم يزل

کہانے کی لیٹ رہنا یا وہ نافع ہے اور بعد کہانا کہانے
رات کی چلنا پہرنا نافع تر ہے :: اور مثل مشہور میں یوں ہے کہ
دن کا کہانا وہ بہتر ہے جب کہاتا ہے لیٹ رہے اور رات کا
کہانا وہ بہتر ہے جسکے بعد چلا پہرا جائے :: اور زہری ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا پانچ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں
کہٹے سیب کا کہانا اور ٹہیرے پانی میں پیشاب کرنا اور گردن میں
پچھنے لگانا اور جوؤں کو زمین پر پہینک دینا اور چوہی کا
جہوٹا پینا :: اور کہا گیا قبروں پر جو کندہ ہو اوسکو پڑہنا
اور دہنیا کہانا اور دو عورتوں کی درمیان چلنا اور ستر کو
دیکہنا نسیان کو پیدا کرتی ہیں :: اور ضحاک ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مسواک ضرور
کیا کرو کیونکہ اسمیں دس خوبیاں ہیں پاک کرتی ہے منہ کے
اور سبب خوشی ہی اللہ تعالی کی اور خوش کرتی ہی فرشتوں کو
اور بینائی کو جلا دیتی ہی اور دانتوں کو سفید کرتی ہی اور
مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہی اور غم کو کہوتی ہی اور کہانی کو
ہضم کرتی ہی اور قاطع بلغم ہے اور فرشتوں کے حاضر ہونیکا
سبب ہے اور بڑہ جاتا ہے ثواب نماز کا :: اور کہا گیا جسنی
زرد جوتی پہنی وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیگا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وہ ایک گائے ہے زرد ڈہڈہا رنگ اوسکا خوش آتی ہی دیکہنی

فی ھم وروی عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
انہ قال من تختم بعقیق لم یزل فی برکۃ وسرور
ویقال من کنس بیتہ بخرقۃ فانہ یورث الفقر
ومن منع خمیرۃ عن جارہ فانہ یورث الفقر و
من لم ینظف بیتہ من بیت العنکبوت فانہ
یورث الفقر واذا لم ینظف الاصطبل من
بیت العنکبوت فانہ یھزل الدواب ویقال
النظر فی الماء والخضرۃ والوجہ الصبیح ووجہ
الوالدین وفی الصلوٰۃ الی موضع السجود و
الی الاترنج والی الحمام الاحمر یجلی البصر ویقال
للنار فی الشتاء خمس خصال یدفع البرد و
یحسن الوجہ ویمری الطعام ویذھب بالعیاء
ویونس الوحشۃ وقال علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہ من اراد البقاء ولا بقاء فلیباکر
الغداء ولیقل غشیان النساء ولیخفف الرداء
قیل وما خفۃ الرداء قال قلۃ الدین باب

الامتناع عما یضر بالبدن من الجماع والماکولات وغیرھما

قال الفقیہ رحمہ اللہ ان البدن فی الخریف

رنج میں رہیگا اور نبی صلعم سی مروی ہی کہ آپ نی فرمایا جو
عقیق کی نگینہ کی مہر پہنی وہ ہمیشہ خوش و خرم قایم
ہوگا :: اور کہا گیا جہاڑو دینا گہر میں کپڑے سی مفلسی اور
نحوست لاتا ہے :: اور اپنے پڑوسی کو خمیر نہ دینا بہی مفلسی
اور افلاس کا باعث ہے اور صاف نہ رکہنا گہر کا مکڑی کے
جالے سے افلاس کو لاتا ہی :: اور جب طویلہ مکڑی کی جالوں سے
صاف نہ کیا جائیگا تو چارپائے دبلی رہیں گی :: اور کہا گیا ہے
جاری اور سبزہ کو دیکہنا اور خوبصورت آدمی کا موہنہ
دیکہنا اور ماں باپ کا موہنہ دیکہنا اور نماز میں سجدہ کی جگہ کو
دیکہنا اور ترنج اور کبوتر سرخ کو دیکہنا بینائی کو جلا اور روشنی
بخشتا ہی اور کہا گیا آگ کے اندر موسم سرما میں پانچ
خوبیاں ہیں سردی کو دفع کرتی ہے موہنہ کو رونق بخشتی ہے
کہانے کو ہضم کرتی ہے تہکن کو دفع کرتی ہی اور وحشت میں
مونس ہے :: اور حضرت علی رض فرماتی ہیں جو شخص ارادہ
کری باقی رہنے اور باقی رکہنے کا اوسکو چاہئے کہ علی الصباح
غذا کہایا کرے اور عورتوں سے جماع کم کیا کرے اور قرض کم لیا کرے
کسی نی پوچہا خفۃ الرداء کیا مراد ہی فرمایا کمی قرض کی :: باب
ان کاموں میں یہ بیان کہ جماع اور کہانی پینی کی
چیزیں بدن کو مضر ہیں ان سے پرہیز چاہئے کہا فقیہ رح

والشتاء اقوى على الطعام لان المعدة تسخن فيهما فتشتهي الطعام وفي الصيف والربيع تبرد المعدة فيضعف عن حمله لبردها ويقل قوتها عن الانضاج و يقال الاكثار من شرب الماء البارد في ايام الصيف قل ضررا وفي ايام الشتاء اكثر ضررا فينبغي ان يستقل منه في الايام الشتاء وينبغي للرجل ان يحترز عن شرب الماء بالليل بعد ما نام فان ذلك تبرد المعدة و يخاف منه العلل الا ان يكون الرجل قد غلبت عليه الحرارة وكانت به حمى واذا اراد النوم وهو ممتلي ينبغي ان ينام اولا عن يمينه لموافقة السنة ثم يتحول الى الشمال فان ذلك اهضم للطعام والحركة والتقلب من جانب الى جانب انفع له ولا ينبغي للرجل ان ينام على بطنه الا من عذر وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام رأى رجلا وهو مضطجع على بطنه فركضه برجله وقال لا تضطجع هكذا فان هذه ضجعة يبغضها الله تعالى ولو ان رجلا كان ممتليا وهو يخاف وجع البطن فلا بأس بان يجعل وسادة تحت بطنه وينام عليها ليستمري

اور جاڑے میں طعام کے بوجہ اوٹھانی کی زیادہ قوت رکھتا ہے اسلیے کہ معدہ ان دونو موسمون مین گرم ہوتا ہے اسلیے کہانیکو خوب ہضم کریگا ؛ اور موسم گرمی اور موسم بہار مین معدہ ٹھنڈا ہوتا ہے اسلیے بوجہ کہانیکا اوٹھانا دشوار ہوگا اور خوب ہضم نکرسکیگا ؛ اور کہا گیا موسم گرمی مین ٹھنڈا پانی بکثرت پینا اوسکو نقصان کم کرتا ہی اور جاڑے کے دنون مین نقصان زیادہ کرتا ہے اسلیے جاڑون مین کم پینا چاہیے ؛ اور آدمی کو چاہیے کہ جب اوسکو سوتے سے اوٹھکر پانی نہ پیے کیونکہ اسوقت کا پانی معدہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور اسمین بہت سی بیماریون کا اندیشہ ہے ہان اگر کسی شخص پر حرارت غالب ہو یا اوسکو بخار ہو تو کچہ مضایقہ نہین ؛ اور جب ارادہ سونے کا کرے اور پیٹ بہرا ہوا ہے تو اول داہنے کروٹ سے سوئے موافق سنت کے پہر بائین کروٹ لے کیونکہ اسطرح کہانا خوب ہضم ہوتا ہے اور کروٹین بدلنی زیادہ مفید ہین ؛ اور آدمی کو چاہیے کہ پیٹ کے بل نہ سوئے مگر ناچاری ہو تو خیر ؛ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو اوندہا سوتے دیکہا تو آپنے اوسکو پاؤن سے ٹہکایا اور فرمایا اسطرح نہ لیٹ کیونکہ اس ضجع کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے ؛ اور اگر کسی آدمی کا زیادہ پیٹ بہرا ہوا ہی اور اوسکو

[illegible]

الطعام لان ذلك حالة على رد الضرورات
تبيح المحظورات ثم عليه ان يتوب من كثرة
الاكل ويقال شرب الماء البارد قبل
الطعام يطفي نار المعدة وشربه بعد الطعام
يسخن المعدة ويسمن البدن فاذا اكل الرجل
فاكهة مثل التفاح والمشمش والعنب والزبيب
او نحو ذلك فلا ينبغي ان يشرب الماء على
اثره فان ذلك يفسد المعدة وينبغي ان
ينتظر بعد اكله ساعة او ساعتين او اكثر
ثم يشرب الماء فانه اقل ضررا واذا اكل الرجل
ارزا حارا او شيئا من الحلواء حارا او باردا
فلا يشربن على اثره ماء باردا فان ذلك
يضر باللسان فاذا اراد شربه فليأكل
لقمة او لقمتين من الخبز ثم يشرب فان ذلك
اقل ضررا ويقال اكل الخبز الحار مع الحلو
يهيج منه الديدان في البطن وقال ابن المقفع
من ادام اكل البصل اربعين يوما فخرج
الكلف بوجهه فلا يلومن الا نفسه وقال
لو افتصد فاكل على اثره مالحا فظهر له

کیونکہ اوسکو عذر ہے اور ضرورتین ممنوعات کو مباح
کردیتی ہین ہان اوسکو بعد ضرورت کے چاہئے کہ آیندہ کو بہت کہانے سے
باز رہے ۔ اور کہا گیا کہ کہانے سے پہلے ٹھنڈا پانی پینا حرارت
معدہ کو بجھا دیتا ہے اور بعد کہانا کہانے کی پینا معدہ کو
گرم کرتا ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے ۔ جب کسی شخص نے
کوئی میوہ مانند سیب زردآلو اور انگور اور منقی وغیرہ کے
کہایا تو اوسکو پانی پینا نہ چاہیے کیونکہ اس سے معدہ
خراب ہو جائیگا ہان گھنٹہ دو گھنٹہ صبر کرے پھر پیے
کیونکہ اسمین نقصان کم ہے ۔ اور جب کسی نے چاول
گرم گرم کہائے یا کسی قسم کا حلوا گرم گرم یا ٹھنڈا کہایا
تو اوسی وقت ٹھنڈا پانی نہ پیے کیونکہ یہ دانتون کو
نقصان کرتا ہے اور جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو پہلے ایک دو
لقمہ روٹی کا کہالے پھر پانی پیے کیونکہ اسمین ضرر کم ہے ۔
اور کہا گیا گرم روٹی حلوا کے ساتھ پیٹ مین کیڑے
پیدا کرتی ہے ۔ اور کہا ابن مقفع نے
جسنے چالیس دن تک پیاز کہایا اور
اوسکے موہنہ پر چہائیان ہو گئین تو
اپنے آپ کو ملامت کرے ۔ اور کہا اگر فصد کہلوائی
اور نمکین کہانا کہایا پھر

بالجرب فلا يلومن الا نفسه وقال ومن
جمع في بطنه السمك واللبن فاصابه البرص
فلا يلومن الا نفسه قال واذا اكل الرجل السمك
والبيض فاصابه وجع الضرس فلا يلومن
الا نفسه وقال ابن المقنع من جمع في بطنه
النبيذ واللبن فاصابه البرص فلا يلومن
الا نفسه واذا اكل الرجل الطعام فلا يشرب
الماء الا بعد ما يفرغ من الطعام فان ذلك
ابعد من الضرر ويقال الاكثار من الحوت
يضر بالبصر ولا ينبغي للرجل ان يجمع في
البطن اللبن مع شئ من الحموضات او مع
البقول او الفواكه ويقال الفاكهة قبل
الطعام اقل ضررا وبعده اكثر ضررا ولا ينبغي
للرجل ان يجمع في البطن ماء البير مع ماء
النهر حتى يستمرء الماء الاول ولا ينبغي
للرجل ان ياكل مرة او مرتين في كل وقت
ولكن ينبغي ان يكون للاكل وقت معلوم
لان الاكل اذا كان متفرقا فيقع الاخر
قبل الاستمراء الاول فان ذلك يضعف

خارش ہوگئی تو آپ ہی اسکو ملامت کرے اور جسنے اپنے
پیٹ میں مچھلی اور دودہ جمع کیا اور اسکو برص ہوگیا تو
اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہا جسنے مچھلی اور انڈے
ایک وقت میں کہائے اور اسکے داڑھوں میں درد ہوا تو
اپنے نفس ہی کو برا بہلا کہے اور کہا ابن المقنع نے جسنے
اپنے پیٹ میں نبیذ اور دودہ جمع کیا پہر اسکو برص ہوگیا
تو اپنے نفس ہی کو برا بہلا کہے اور جب کوئی شخص کہانا
کہاوے تو نہ پیوے پانی پہر جب کہانے سے فارغ ہو تب
کیونکہ اسمیں ضرر کم ہے اور کہا مچھلی بکثرت کہانا
بینائی کو ضرر کرتا ہے اور آدمی کو نچاہئے کہ دودہ کو
کہٹائی اور ساگ پات اور میووں کے ساتھ جمع نکرے اور
میوہ کہانے سے پہلے نقصان کم کرتا ہے اور بعد میں
زیادہ ضرر کرتا ہے آدمی کو لائق نہیں کہ ایک وقت میں
کوئیں کا پانی اور نہر کا پانی پیوے جب پہلا پانی ہضم
ہو سکے تب دوسرا پانی پیوے اور آدمی کو بار بار نہ کہانا
چاہئیے وقت معین پر کہائے کیونکہ جب آدمی متفرق
اوقات میں کہائیگا تو دوسرا کہانا
پہلے کہانے کے ہضم سے جب
معدہ میں جائیگا تو معدہ کو ضعیف کریگا

المعدة ويقال اربع لا ينبغي ان يمدحن الا بعد
عواقبها احدها الطعام لا يمدح له ما لم ينهضم
والمقاتل ما لم يرجع والزرع ما لم يدرك و
المرأة بالموت ويقال الاكثار من اللحم عند
الهاجرة يهيج منه الاسقام ويقال اضر الخبز
بالبدن ما كان حارًا عند ما يخبز واقل ضررا
بالبدن ما اتى عليه ساعة قبل ان يصير
صلدًا ويقال اكل الجوز والرطب على الامتلاء
يورث التخمة واكل اللوز مع الخبز او وحده
يبطئ الهضم وكذلك الخبز الفطير والاكثار
ونحو ذلك واكل الفرصاد والمشمش على الريق
لا بأس به وبعد الطعام تورث السقم والمشمش
اذا لم يكن نضيجا جدا فانه يضعف المعدة و
الاكثار من التمر يورث فساد اللثة وكذلك
الزبيب وسائر الحلاوات وكثرة اكل التين
يورث القمل والاكثار من الملح يضر بالبصر
واذا سافر الرجل فدخل بلدة فليأكل اولا
الخل والبصل كيلا يضره ماؤها والاكثار من
البصل يهيج منه البلغم ويدخل في عينيه

اور کہا گیا چار چیزیں قابل تعریف کی بعد انجام اچھا
ہونیکے ہوتی ہیں ایک تو کہانا جب تک ہضم نہو قابل
تعریف نہیں دوسرے جنگ کرنی والا جب تک جنگ سے
واپس نہ آئے تیسرے کہیتی جب تک پک نہ جائے چوتھی عورت
جب تک مر نجائے ⁂ اور کہا گیا گرم وقتوں میں گوشت
کی بکثرت کہانا بیماریوں کو پیدا کرتا ہے ⁂ اور کہا گیا ہے
گرم تر روٹی کی پکی ہوئی کہانی زیادہ مضر ہے اور جب اوسپر
تہوڑی دیر گذر جائے اور ابہی سخت نہیں ہوئی تو کم مضر ہے
⁂ اور کہا گیا کہانا اخروٹ کا اور تازہ کہجور کا پیٹ بہر
تخمہ اور بدہضمی پیدا کرتا ہے ⁂ اور کہانا بادام کا روٹی
کے ساتھ یا تنہا ہضم میں دیر لگاتا ہے ⁂ اور سیطرح روٹی فطیری
اور فرصاد اور زرد آلو کی نہار موںہہ کہانی میں مضائقہ نہیں
اور بعد کہانا کہانی کی مرض پیدا کرتے ہیں اور زرد آلو
جب خوب پکا ہوا نہو تو معدہ کو ضعیف کرتا ہے ⁂ اور چہارے
کی بکثرت کہانی سوڑہوں کی مضر ہیں اور اسیطرح منقی اور تمام
میٹہی چیزیں ⁂ اور انجیر بکثرت کہانے سے جوئیں پیدا
ہوتی ہیں ⁂ اور کثرت نمکین کہانے کی بینائی کو مضر ہے ⁂
اور جب کسی شخص نے سفر کیا اور شہر میں داخل ہوا تو پہلے
سرکا اور پیاز کہائے تاکہ اوس شہر کی آب ہوا نقصان

ظلمة وقيل الاكثار من الحريف والحامض يجلب الهرم ولا ينبغي للانسان ان يفارقه الدسم فانه انم للعقل والحلاوة يزيد في الحلم والاكثار منه يضر بالاسنان ويقال ان العدس يرق القلب ويشف الدم والاكثار منه يخاف الضرر والقرع يزيد في الدماغ وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه من ابتدأ غذاءه بالملح وختم به اذهب الله عنه سبعين نوعا من البلاء وقال علي رضي الله عنه ومن اكل كل يوم سبع تمرات عجوة قتلت كل دابة في جوفه ومن اكل كل يوم احدى وعشرين زبيبة حمراء لم ير في جسده شيئا يكرهه وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه اللحم ينبت اللحم والثريد طعام العرب والباذنجان يعظم البطن وترخي الاليتين ولحم البقر داء ولبنها شفاء وسمنها دواء والشحم والسمك يذيب الجسد هذا كله عن علي رض ويقال الطيب يزيد في الدماغ ويقوي البصر ويكره الاكثار منه فانه يتولد منه البيوت الالكافود

اور کہا گیا تیز و ترش چیزین بکثرت کہانی بڑہاپا جلدی لاتی ہین اور انسان کو چاہیے کہ روغن وغیرہ چکنی چیزین کہاتا رہے کیونکہ یہ عقل کو درست رکہتی ہین ۔ اور شیرین چیز بردباری کو زیادہ کرتی ہے اور کثرت شیرینی کی دانتون کو مضر ہے ۔ اور کہا گیا مسور دل کو نرم کرتی ہے اور خون کی رطوبت کو جذب کرتی ہے اور اسکی کثرت مین ضرر کا اندیشہ ہے ۔ اور کدو دراز دماغ کو زیادہ کرتا ہے ۔ اور حضرت علی رض فرماتی ہین جو شخص کہانی کی پہلی پیچہے نمک کہاتی تو اللہ تعالی اسکو ستر بیماریون سے نجات دیتا ہے ۔ اور حضرت علی رض فرماتے ہین جو شخص ہر روز سات کہجورین عجوہ کہاتا تو ہر جانور جو پیٹ مین ہو مر جایگا ۔ اور جو کوئی ہر روز اکیس دانے منقے کے کہا لیگا تو اوسکی بدن مین کوئی مرض باقی نہ رہیگا ۔ اور حضرت علی رض فرماتی ہین گوشت کہانا گوشت پیدا کرتا ہے اور ثرید اہل عرب کا کہانا ہے اور بادنجان ایک قسم کا کہانا پیٹ کو بڑا کرتی ہین اور سرین کو لٹکا دیتی ہین اور گوشت گائی کا بیماری پیدا کرتا ہی اور اوسکا دودہ شفا ہے اور اوسکا گہی دوا ہے اور چربی اور مچہلی بدن کو گلا دیتی ہے یہ ساری روایتین حضرت علی رض کی ہین ۔ اور کہا گیا خوشبو دماغ کو زیادہ کرتی ہی اور بینائی کو قوت

دیتی ہے اور اوسکی کثرت مکروہ ہے کیونکہ اوس سے سفید بال پیدا ہوتے ہین مگر کافور

وماء الورد ويقال ماء الورد يسرع المشيب و
ويقال اللباس اللين يزيد الدم واللباس
الخشن ينشفه ويقال شدة السرور اسرع
للهلاك من شدة الحزن لان السرور طبعه
البرودة والبرودة اسرع هلاكا من الحرارة
والحزن طبعه الحرارة لانه متولد من الكبد

باب الجماع

قال الفقيه رحمه الله قال
ابن المقنع من اتى امرأته فلم يغسل ذكره بالماء
فورث منه الحصاة فلا يلومن الا نفسه
قال الفقيه رحمه الله لو فعل ذلك انفع له
وان تركه فارجو الا يضره وروى عن النبي
عليه السلام انه كان ينام جنبا ولا يمس ماء
وقال ابن المقنع من احتلم ولم يغتسل ثم اتى
اهله فولدت ولدا مجنونا او مخبلا فلا يلومن
الا نفسه قال ولا يغرنك قول الجاهل ان
يقول طال ما فعلت هذا ولم يضرني لان
السارق لو اخذ في اول مرة سرقة لم يسرق
اخرى ولو ابتلي اول مرة لم ير في الدنيا صحيحا
ويقال اذا فرغ الرجل من الجماع لا ينبغي

اور گلاب سے ۔ اور کہا گیا گلاب شیب یا جلد آتا ہے ۔ اور کہا گیا
لباس نرم زیادہ کرتا ہے خون کو اور لباس سخت خون کی رطوبت کو
چوس لیتا ہے ۔ اور کہا گیا شدت کی خوشی بہت جلدی
ہلاک کر دیتی ہے بہ نسبت شدت کی غم کے کیونکہ خوشی کی طبیعت
بارد ہے اور برودت حرارت سے زیادہ مہلک ہے اور غم کی طبیعت
گرم ہے اسلیے کہ وہ جگر سے پیدا ہوتا ہے ۔ باب نویں
میں جماع کا بیان ۔ کہا فقیہ رح نے کہا ابن المقنع نے
جو شخص آئے عورت کے پاس جماع اور نہ دھوئے اپنا ذکر پانی سے
نہ دھوئی تو پتھری پیدا ہو جائے تو وہ نہ کرے آپ ہی کی ملامت
کرے ۔ کہا فقیہ رح نے اگر ایسا کرے تو منفعت ہے اور اگر نہ کرے تو میرے
گمان میں کوئی نقصان نہیں ہے ۔ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپ بے نہائے جنبی سو رہتے تھے اور پانی کو چھوتے
بھی نہ تھے ۔ اور کہا ابن المقنع نے جس شخص کو احتلام ہو
اور ابھی نہیں نہایا پھر اپنے اہل نزدیکی کی اور پھر بچہ پیدا ہوا
یا سبک عقل پیدا ہوا تو اپنے آپکو ملامت کرے اور دھوکہ میں
نہ ڈالے تجھے یہ قول جاہل کا کہ میں نے تو یہ بہت دفعہ کیا ہے
مجھے تو کچھ بھی نقصان نہ ہوا کیونکہ چور اگر پہلی ہی دفعہ پکڑا جاتا
تو پھر کوئی چوری نہ کرتا اور اگر پہلی ہی دفعہ آدمی بیمار ہو جاتا
کرتا تو دنیا میں کوئی آدمی تندرست ہی نظر نہ آتا ۔ اور

ان يغتسل بالماء البارد الا من بعد هنيئة
حتى يسكن ما به فانه يخاف منه الحمى وينبغي
ان يغسل ذكره من بعد فراغه فانه اصح
للجسم وابعد من الآفة ويقال الاكثار من
الجماع في ايام الصيف والخريف اكثر ضررا
وفي ايام الشتاء والربيع اقل ضررا والقصد
اسلم والجماع في حال تخلية البطن اقل ضررا
وفي حال امتلاء الجوف اكثر ضررا ويقال
اذا جامع في حال امتلاء البطن فحملت يكون
الولد ثقيل النفس ثقيل الروح واذا كان
في حال تخلي الجوف يكون الولد خفيف
النفس خفيف الروح والجماع في آخر الليل
احمد من اول الليل لان المعدة في اول
الليل ممتلئة ويقال اربع يهدمن العمر
وربما يقتلن دخول الحمام على البطنة واكل
القديد الجاف والغشيان على الامتلاء و
مجامعة العجوز واذا فرغت من حاجتك فلا
تقومن قائما ولكن نم عن يمينك واضطجع فان
ذلك اصح للجسم ويقال اذا فعل ذلك يكون

تو ٹھنڈے پانی سے نہ نہائے مگر تھوڑی دیر بعد تاکہ
حرارت بدن کی فرو ہو جائے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو بخار کا
خوف ہے۔ اور لائق ہے کہ عضو کو بعد فراغت کے دھوئے
کیونکہ یہ بدن کی صحت اور آفت سے نجات ہے۔ اور
کہا گیا موسم گرمی اور خریف میں جماع کی کثرت زیادہ مضر ہے
اور موسم سردی اور ربیع میں کم مضر ہو اور بحالت توسط حال
بہتر ہے۔ اور جماع خالی پیٹ پر کم نقصان کرتا ہے اور بھرے
پیٹ پر زیادہ ضرر کرتا ہے۔ اور کہا گیا جب کسی نے بھرے پیٹ پر
جماع کیا اور عورت حاملہ ہو گئی تو بچہ بھاری النفس اور بھاری
روح کا پیدا ہوگا اور اگر خالی پیٹ پر جماع کیا تو بچہ سبک
نفس سبک روح پیدا ہوگا۔ اور جماع آخر رات میں اول
رات سے بہتر ہے کیونکہ معدہ اول رات میں بھرا ہوتا ہے
۔ اور کہا گیا چار چیزیں یعنی دیوار عمر کو گراتی ہیں بلکہ بسا اوقات
قتل کر دیتی ہیں۔ یعنی داخل ہونا حمام کا اوستوں کی بیماری عجز
اور کھانا سوکھے گوشت کا اور جماع پیٹ بھرے پر اور بڑھیا سے
جماع کرنا۔ اور جب تو جماع کر چکے تو فوراً کھڑا
نہ ہو بلکہ داہنے کروٹ پر سو رہ یا فقط لیٹ رہ
کیونکہ اس میں بدن کی صحت ہے اور
کہا گیا جب آدمی اس طرح کیا

الولد ذکرا انشاء الله تعالی ویقال لا ینبغی للرجل
ان یجامع ما لم یلاعبها ویعرف الشهوة فی
عینیها فان ذلك اروح للبدن واجدر ان
یکون الولد تاما ویقال کل شهوة یعطیها الرجل
نفسه فانها تقسی قلبه الا الجماع فانه یصفی
القلب ولهذا یفعله الانبیاء علیهم السلام
وفی الجماع قد یکون بعض المنافع وقد یکون
فیه ضررا اما منافعه فهو ان الرجل لو کان به
شهوة غالبة اذهبه ولو کان به هم فانه
یقل ذلك ولو کان قلبه متعلقا بحرام یزول
ذلك عنه ویزول الوسواس عن القلب و
یسکن القلب وینفع من بعض القروح فی
النفس اذا کانت طبیعته والحرارة واما من
مضرته انه یضعف البدن ویضعف البصر
ویتولد منه وجع الساقین ووجع الراس و
وجع الظهر خاصة ومن کانت طبیعته البرودة
والیبوسة فالاستقلال منه اجدر وانفع
ولا ینبغی ان یکثر وقت الجماع فانه یخاف
علی الولد الخرس لو خلقت فی ذلك الوقت

تو بچہ مذکر پیدا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا گیا آدمی
سے لائق ہے کہ جماع ملاعبت سے پہلی نکری بلکہ پہلے
اسسے بولی چیڑے جب جانے کہ عورت کو شہوت
غالب ہوگئی آنکھیں بدل گئیں تب جماع کری کیونکہ یہ امر
بدن کے لیے زیادہ موجب راحت ہی اور بچہ کی صحیح تندرستی پیدا
ہونیکا باعث ہوتا اور کہا گیا آدمی جو خواہش نفس کی
پوری کرتا ہے دل سخت ہوتا ہے مگر جماع کہ دلکو صاف
کرتا ہے اور اسی لیے اسکو انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے اور
جماع مین بعضی نفع ہیں اور بعضی نقصان ہین سو نفع
یہ ہیں کہ اگر آدمی کو شہوت غالب ہو تو جماع سے جاتی رہتی
ہے اور اگر اسکو کوئی غم ہوتا ہے تو کم ہوجاتا ہی اور اگر
دل میں حرام کا خیال ہوتا ہے تو زائل ہوجاتا ہی اور دل سے
وسوسہ دور ہوجاتا ہے اور دل کو تسکین ہوجاتی ہے
اور بعضے زخمونکو جنکا مادہ گرم ہے نفع بخشتا ہے اور
نقصان یہ ہیں کہ ضعیف کرتا ہے بدن کو اور
بینائی کو اور پیدا ہوتا ہے جماع سے درد
پنڈلیوں مین اور سر مین اور کمر مین خاصکر
جس شخص کا مزاج بارد یابس ہو اسکو جماع کم کرنا خوب ہے
اور جماع کے وقت باتین نکری ورنہ بچہ کے گونگا ہونیکا

وينبغي ان يكونا مستورين في حال الجماع و
قد روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لا يتجردان تجرد البعيرين ويقال اذا
لم يكونا مستورين يخاف في الولد قلة الحياء
ويقال جماع العجوزة يضعف البدن ويسرع
الهرم وجماع المريضة يخاف عليه السقم والمرض
الا ان يكون من شبق اي من شوق غالب وكره
بعض الاطباء العود الى الجماع قبل ان يغتسل
او ينام ولكن عندنا انه لو فعل فلا بأس به
ويرجى منه السلامة وقد روي عن النبي عليه
الصلوة والسلام الرخصة في ذلك وكان
مشفقا على امته فلو كان ضررا ظاهرا لم يرخص
فيه ولا ينبغي للرجل ان يجامع قائما لان
ذلك يضعف البدن **باب دخول**
الحمام قال الفقيه رحمه الله يكره للانسان
ان يتنور وهو جنب لانه روي عن خالد ان
النبي عليه السلام قال من تنور قبل ان يغتسل
جاءته كل شعرة يوم القيمة فيقول يارب سله
لم ضيعني ولم يغسلني لان تحت كل شعرة

اور لائق ہے کہ مرد اور عورت جماع کی وقت کپڑے مین مستور ہو
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مرد و عورت
اونٹوں کی طرح ننگی نہوں اور کہا گیا جب نہوں وہ دونوں
ڈھکی ہوئی تو بچہ مین قلت حیا کا اندیشہ ہوتا ہے
اور کہا گیا جماع بڑھیا سے بدن کو ناتوان کرتا ہے بڑہاپا جلد
لاتا ہے اور مریضہ سی جماع کرنیمین بیمار ہونیکا خوف ہے
مگر اگر شوق غالب ہو تو خیر اور بعض اطبا نے برا کہا یا سونی
سے پہلے دوبارہ جماع کرنے کو برا کہتے ہین لیکن ہمارے نزدیک
کرنےمین کچھ ڈر نہین امید صحت ہی کی ہی اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے اسمین اجازت مروی ہے اور آپ اپنی امت کی کسقدر
شفیق تھے اگر اسمین نقصان ظاہر ہوتا تو آپ کاہیکو اجازت
دیتی اور آدمی کو یہ مناسب نہین کہ کھڑے ہو کر جماع کرے
اسلیے کہ بدن کو ضعیف کرتا ہے **باب تیرانویں**
حمام کرنیکا بیان ہے کہا فقیہ رح نے مکروہ ہے آدمی
کے لیے کہ نورہ لگائے حالت ناپاکی مین اسلیے
کہ حضرت خالد سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے
جو کوئی نورہ نہانے سے پہلے لگائی ہر ہر بال اوسکا
قیامت کو آکر کہیگا اے پروردگار اس سے پوچھ تو سہی
اسنے مجھے کیوں خراب کیا کیوں نہ غسل دیا کیونکہ ہر بال کے نیچے

حابة ويقال دخول الحمام جائعا يتولد منه
اليبوسة في البدن وان كان في حال امتلاء
البطن يخاف منه داء في البطن والديدان
في الامعاء ويستحب للرجل دخول بعد ما
اكل وبعد ما هضم الطعام وقال ابن المقفع
من دخل الحمام وهو شبعان فاصابه القولنج
فلا يلومن الا نفسه ومن اكل السمك الطري
وقام من المائدة ودخل الحمام فاصابه الفالج
فلا يلومن الا نفسه واذا اراد الرجل ان
يدخل الحمام فلا ينبغي له ان يدخل بدفعة
واحدة في البيت الداخل ولكن ينبغي له ان
يدخل ويمكث في كل بيت قليلا ثم يدخل في
الاخر وكذا في حال الخروج ويكره ان يصب
على نفسه بعد ما يخرج ماء باردا فان ذلك
يضر بالبدن ويقال دخول الحمام في ايام الصيف
انفع للبدن من ايام الشتاء ولا ينبغي ان
يكون الحمام سخينا جدا في ايام الصيف فان
ذلك يخاف منه الآفة واذا خرج من الحمام
في ايام الشتاء فينبغي ان يلبس ثيابا بسرعة

جنابت ہے ۔ اور کہا گیا داخل ہونا حمام کا بھوک میں
بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے اور اگر دخول حمام پیٹ بہرے
میں ہو تو پیٹ میں بیماری پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور
انتڑیوں میں کیڑے نکلنے ۔ اور داخل ہونا بہتر آدمی کی لیئے
یہہ ہے کہ بعد ہضم طعام کے حمام کرے ۔ اور کہا ابن المقفع نے جو
شخص پیٹ بہرے حمام کرے اور قولنج میں مبتلا ہوجاوے تو اپنے نفس کو
ملامت کرے ۔ اور جو شخص نے مچھلی تازی کہائی اور
دسترخوان سے اوٹھکر حمام کیا پہر اوسکو فالج ہوگیا تو
اپنے آپ کو برا بہلا کہے ۔ اور جب کوئی حمام میں داخل
ہونے کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ یکبارگی اندر کے
درجہ میں نہ چلا جاوے بلکہ تہوڑی دیر ہر درجہ میں
ٹہرے پہر اندر کے درجہ میں جاوے اور یہی رعایت نکلتے
وقت کرے ۔ اور بعد باہر آنے کے ٹھنڈا پانی اپنے
اوپر نہ ڈالے اسلیئے کہ اسمیں بدن کو نقصان ہے ۔
اور کہا گیا موسم گرمی میں حمام کرنا زیادہ مفید ہے
بہ نسبت موسم سردی کے ۔ اور موسم گرمی میں حمام کا
بہت گرم ہونا بہتر نہیں اسلیئے کہ اسمیں بیماری
پیدا ہونیکا اندیشہ ہے ۔ اور موسم سردی میں جب
جب حمام سے نکلے تو بہت جلد کپڑے پہن لیے

ما امكنه لكي لا يجد برد الهواء فيضره وينبغي ان يغطي راسه لكيلا يصيبه وجع الراس فاذا اراد ان يتنور يستحب له ان لا يقرب النساء قبل ذلك بيوم وليلة واذا خرج من الحمام لا يقرب امرأته تمام يوم وليلة و يقال اكثار الاغتسال بالماء البارد يسود البشرة ويهيج منه المرض ويقال الغسل في ايام الصيف بالماء البارد وفي الشتاء بالماء السخين اوفق للبدن اذا لم يكن حارا اشد يلد ولا باردا شديدا

باب الحجامة

قال الفقيه رحمه الله يستحب الحجامة على الريق روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال الحجامة على الريق امثل وفيها شفاء وبركة ويزيد في العقل والحفظ وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه ما شكى اليه احد وجعا في راسه الا قال احتجم ولا وجعا في رجله الا قال اخضبها واذا اراد الرجل الحجامة يستحب له ان لا يقرب النساء قبل ذلك بيوم وليلة وبعدها مثل ذلك وكذلك اذا

بقدر طاقت کے تاکہ ہوا کی سردی اُسکو لگ کر ضرر نہ پہونچاوے اور لایق ہے کہ ڈہک لیوے اپنے سرکو تاکہ مبادا اُسکو درد سر ہو جاوے اور جسوقت چاہے نورہ لگانیکا ارادہ کرے تو مستحب ہے یہ کہ ہم بستر ہونے سے ایک رات دن پہلے عورت سے مجامعت نکرے اور جسوقت حمام سے نکلے تو بہی ایک رات دن مجامعت نکرے اور کہتے ہین کہ ٹہنڈے پانی سے بہت نہانا چہرہ کا رنگ سانولا کرتا ہے اور مرض پیدا کرتا ہے اور کہتے ہین کہ موسم گرمی مین ٹہنڈے پانی سے اور موسم سردی مین سرد پانی سے نہانا بدنکو زیادہ مفید ہے مگر یہ شرط ہے کہ نہ بہت گرم ہو نہ بہت سرد

باب چورانوے مین پچھنے لگانیکا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے نہار مونہہ پچھنے لگانے مستحب مین اسلیئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا پچھنے نہار مونہہ بہتر مین اور اُنمین شفا اور برکت ہے اور عقل کو اور حافظہ کو زیادہ کرتے ہین ✦ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ جب کسینے آپ سے درد سر کی شکایت کی تو آپنے پچھنوں کو فرمایا اور جب کسینے پاؤن کے درد کی شکایت کی تو آپ نے مہندی لگانے کو فرمایا ✦ اور جب کوئی ارادہ پچھنو لگا کرے تو اس سے ایک دن رات پہلے اور پیچھے عورت کے پاس نجاوے اور اسے طرح ✦

اراد الفصد فاذا اراد ان يحتجم فى الغد يستحب
له فى يومه ان يتعشى عند العصر فانه انفع
واذا كان الرجل به مرة فليذق شيئا ثم
يحتجم لكيلا يغلب على عقله ولا ينبغى ان يدخل
الحمام فى يومه ذلك وقال بعض الاطباء
من احتجم وجامع ودخل الحمام فى يوم واحد
عجبت منه ان لم يمت وان احتجم الرجل او
افتصد لا ينبغى له ان ياكل على اثره مالحا فانه
يخاف منه القروح والجرب ويستحب ان
يتناول على اثره الخل ليسكن ما به ثم يحسو
شيئا من المرقة ويتناول شيئا من الحلاوة
ان قدر عليه ولا ينبغى له ان ياكل فى يومه
ذلك لبنا او رايبا او نحو ذلك فانه يورث
البرص ويقل شرب الماء فى يومه ذلك
ويكره الحجامة يوم السبت والاربعاء روى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من
احتجم يوم الاربعاء والسبت فاصابه وجع
فلا يلوم الا نفسه وقد روى فى بعض
الاخبار الرخصة فى ذلك فالاحتراز افضل

حال فصد کا ہے اور جب کوئی ارادہ کرے کہ کل کو پچھنے
لگوائیگا تو اُسکو عصر کے وقت کہانا کہا لینا مناسب ہے
کیونکہ یہ امر زیادہ مفید ہے جو آدمی صفراوی مزاج ہو
تو پہلے کچھہ کہالے پہر پچھنے لگائے تاکہ مجنون نہو جائے اور
چاہیے کہ جسروز پچھنے لگوائے اُس روز حمام نکرے + اور کہا بعض
اطبا نے جسنے پچھنے لگوائی اور جماع کیا اور حمام کیا ایکدن میں
اور پہر نمرے تو مین تعجب کرتا ہون اور اگر کسینے پچھنے لگوائے یا
فصد کہلوائی تو اُسکو نمکین کہانا نچاہیے کیونکہ اسمین زخم
اور خارش کا اندیشہ ہے اور اولی یہہ ہے کہ پچھنون کے بعد سرکہ
تہوڑا سا پئے تاکہ جوش فرد ہو پہر تہوڑا سا شوربا پئے اور
اگر میسر آدمی تو تہوڑی سی شیرین چیز کہائے اور اُسدن
مین دودہ دہی وغیرہ کہانے بہتر نہین کیونکہ یہہ
برص پیدا کرتا ہے + اور پانی بہی اُسدن کم پئے
اور پچھنے لگوانے ہفتہ اور بدہ کو مکروہ ہین کیونکہ نبی علیہ
السلام سے مروی ہے کہ جسنے پچھنے لگوائے بدہ اور
ہفتے کو اور درد پیدا ہو گیا تو اپنی جان کو روئے
یعنی ملامت کرے کیونکہ اسکی بے احتیاطی سے درد
ہوا + اور بعض حدیثون مین اسکی اجازت بہی آئی
ہے پہر بہی ان دنون مین بچنا اچھا ہے +

الا ان یکون قد غلب علیه الدم وخیر ایامه
یوم الاحد والاثنین والخمیس واختار بعضهم
یوم الثلثاء وقالوا ان فی الثلثاء سلطان
الدم وکره بعضهم فیه لانه یخاف علیه
سلطان الدم فلا ینقطع عنه الدم ویستحب
ان لا یحتجم فی ایام الصیف فی شدة الحر
وکذلک فی ایام الشتاء فی شدة البرد و
خیر ازمانه الربیع وخیر اوقاته من الشهور
اذا اخذ فی النقصان بعد نصف الشهر قبل
ان ینتهی الی اخره ویکره فی اول الشهر وفی
اخر الشهر فی المحاق ویقال الحجامة بین
الکتفین نافع ویکره فی نقرة القفا ویقال
انه یورث النسیان وفی وسط الراس نافع
وروی بکر بن عبد الله ان اقرع بن حابس
دخل علی النبی علیه الصلوة والسلام وهو
یحتجم فی وسط الراس وقال اتفعل هذا یا رسول الله
قال نعم فقال یا ابن حابس انه ینفع من
وجع الراس والاضراس والنعاس والجذام
والبرص والجنون ولا ینبغی ان یداوم

ہان اگر خون کی ایسی ہی زیادتی ہو تو مجبوری ہے اور بہتر
دن پچھنو نکی واسطے اتوار پیر جمعرات ہین ۔ اور بعضے منگل
کو پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ منگل کو خون کا غلبہ ہوتا ہے
اور بعضے منگل کو ناپسند کرتے ہین کیونکہ اس دن مین غلبہ
خون کا ہوتا ہے کبھی پہر بند نہو ٭ اور مستحب ہے کہ موسم گرمی
مین وقت شدت گرمی کے پچھنے نہ لگائے اور اسیطرح موسم
سرد مین شدت کے وقت ۔ اور بہتر زمانہ پچھنے کے لیے
ربیع ہے اور بہتر وقت مہینون مین وہ وقت ہے کہ جب مہینا
آدہا گذر جاے پہلے اخیر ہونے سے اور مکروہ ہے اول مہینے مین
اور آخر مہینے مین محاق مین یعنی اُن دنون مین جنمین
چاند بالکل نظر نہین آتا اور کہا گیا کہ پچھنے گدی مین نسیان
پیدا کرتے ہین اور بیچون بیچ سر کے نفع کرتے ہین اور بکر
بن عبد اللہ روایت کرتے ہین کہ اقرع بن حابس
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر
ہوا اور وہ پچھنے بیچون بیچ سر کے لگایا کرتا تہا
اور عرض کیا کیا آپ سر مین پچھنے لگایا کرتے ہین آپنے
فرمایا ہان ۔ پہر فرمایا ای ابن حابس پچھنے دردسر
کو اور داڑھ کے درد کو اور اونگھہ کو اور جذام اور
برص اور جنون کو فائدہ کرتے ہین اور پچھنو پر دوامی کرے

على ذلك فان ذلك يضر به **باب الخلاء**
قال الفقيه رحمه الله ويكره للرجل ان يقضي
حاجته في الطريق او في صفة النهر او تحت
شجرة مثمرة او تحت شجرة يستظل الناس تحتها وروي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اجتنبوا الملاعن يعني الفعل الذي يستوجب
اللعن وهو ان يتغوط تحت شجرة مثمرة او طريق
المسلمين وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من قضى حاجته تحت شجرة مثمرة او
على طريق المسلمين او على صُفّة نهر جار فعليه
لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يستحب
امساك البول بعد ما غلبه فان ذلك يضر
بالمثانة وقيل للطبيب ان ابنك قد اخذه
البول في موضع كذا وكذا فنزل عن دابته
وقضى حاجته في ذلك الموضع ولم يصبر الى
منزله فقال بئس ما صنع حيث نزل من
دابته وبال فهلا فعل ذلك قبل نزوله
عن دابته ولا ينبغي ان يطيل القعود
في حاجته وروي عن لقمان الحكيم

اسلیے کہ یہ سر کو نقصان کرتا ہے **باب پچانوان پیشاب**
پاخانہ کرنیکے طریقون کے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے
آدمی کو پیشاب پاخانہ کرنا رستہ مین یا نہر کے منہ پر یا پھلدار درخت
کے نیچے یا ایسے درخت کے نیچے جسکے سایہ تلے لوگ بیٹھے ہون
اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ بچو لعنت کے
چیزون سے یعنی اُس فعل سے جو سزاوار لعنت کا ہو اور وہ پلیدی
پھرنا ہے پھلدار درخت کے نیچے یا مسلمانون کے رستہ مین اور
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے
پاخانہ پھرا پھلدار درخت کے نیچے یا بہتی نہر کے منہ پر تو اُسپر
لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی
اور ناپسند ہے پیشاب کو روکھنا جب زور کر آوے بیشک
یہ نقصان پہنچاتا ہے مثانہ کو اور ایک طبیب سے لوگون
نے کہا کہ تیرے بیٹے کو فلانی جگہ پر پیشاب کی حاجت
ہوئی تو اپنی سواری پر سے اُتر پڑا اور اُسی جگہ حاجت
رفع کی اور اپنے مکان تک پہونچنے کا صبر نکیا تو اُس
طبیب نے کہا کہ بُرا کیا جو سواری پر سے اُتر کر پیشاب
کیا سواری پر سے اُترنے سے پہلے ایسا کیون نکیا
یعنی اتنی دیر پیشاب کیون روکا اور نہین چاہیے دیر تک
پاخانہ مین بیٹھنا + اور لقمان حکیم سے نقل ہے

انه قال لمولاه لا تطل القعود فی حاجتك
فان ذلك يتولد منه الباسور فاذا كان
الرجل فی ارض القضاء فلا ينبغی ان يبول
فی جحر الارض فانه يخاف ان يصيبه الاذی
من الجن ويقال ان سعد بن عبادة بال
فی جحر الارض فاصابه آفة من الجن فمات
فقالت الجن قتلنا سيد الخزرج سعد بن
عبادة فرمينا بسهمين فلم تخطأ فواده و
روی عبدالله بن شرحبيل ان النبی عليه
الصلوة والسلام قال لا يبولن احدكم فی
الجحر فانها مساکن الجن **باب كراهة
اكل الوحدة** قال الفقيه رحمه الله و
روی عن ابن عباس عن النبی عليه الصلوة
والسلام انه قال شر الناس من اکل وحده
وضرب عبده ومنع رفده وقد جاء عن النبی
عليه الصلوة والسلام انه نهی ان ينام
الرجل فی بيت وحده او يسافر وحده
وقال ان الشيطان مع الواحد اقرب
ومن الاثنين ابعد وعنه عليه الصلوة

کہ وہ اپنے غلام سے کہتے تھے کہ دیر تک پاخانہ میں مت
بیٹھ بیشک اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی
آدمی کسی زمین میں پاخانہ پیشاب کرے تو زمین کے
سوراخ میں پیشاب کرنا نچاہیے کہ جنون سے ایذا پہنچنے
کا خوف ہے اور کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ نے زمین کے سوراخ
میں پیشاب کیا تو اسکو ایک آفت جنون سے پہنچی کہ وہ مر گئے
تو جنون نے کہا کہ ہمنے مارا ہے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ
کو کہ پھینکے ہمنے دو تیر پس نہ خطا کی یعنی لگے اسکی دل پر اور
عبداللہ بن شرجیل سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا ہے کہ کوئی تم میں سے پیشاب نکرے
سوراخ میں تحقیق وہ جنون کے گھر ہیں چھپا نوان باب
تنہا کھانیکی کراہت میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ ابن
عباس پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ
آپنے فرمایا کہ تحقیق سب لوگون سے برا ہی جسے تنہا کھایا
اور اپنی غلام کو مارا اور اپنی پیالہ کو منع کیا یعنی اور کو نددیا
اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا آدمی
کو تنہا سونیکی گھر میں اور تنہا سفر کرنے سے اور فرمایا
شیطان ایک سے زیادہ نزدیک ہے اور دو سے
زیادہ دور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

والسلام الراكب شيطان والراكبان شيطانان
والثلثة ركب وروى سعد بن المسيب ان
النبي عليه الصلوة والسلام قال الشيطان
يهم بالواحد والاثنين فاذا كانوا ثلثة لم
يهم لهم قال الفقيه رحمه الله هذا نهي الشفقة
وليس بنهي التحريم لان الواحد ربما يستقبل
العدو فلا يهرب منهم ولو كانوا جماعة
فانهم يتعاونون فاما اذا كان الرجل يأمن
على نفسه فلا بأس به لان النبي عليه الصلوة
والسلام بعث دحية الكلبي الى قيصر ملك
الروم وحده ويقال الاجتماع قوة والافتراق
هلكة وذكر في قوله تعالى في قصة موسى
عليه السلام حكاية عن السحرة فاجمعوا كيدكم
ثم ائتوا صفا فامرهم بالاجتماع قال بعض
اهل التفسير يعني اتفقوا فتغلبوا ولا تختلفوا
فتجبنوا ويقال راى الواحد كالسلك السحيل
وراى الاثنين كخيطين مبرمين وراى
الثلثة كحبال لا ينقطع واذا كانت الجماعة
في السفر فيكره ان يناجي اثنان دون الثالث

روایت ہے کہ ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان
ہیں اور تین سوار ہیں اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان وسوسہ ڈالتا ہے
ایک اور دو میں پہر جب تین ہو جاتے ہیں تو انمیں وسوسہ
نہیں ڈالتا کہا فقیہ رحمہ نے یہ منع فرمانا حضرت کا شفقت
کی وجہ سے ہے نہی تحریمی نہیں کیونکہ اکیلے کو کبہی دشمن
پیش آتے ہیں تو بہاگ نہیں سکتا اور اگر یہ کئی ہونگے
تو بیشک ایک دوسرے کی مدد کرینگے + لیکن جب
آدمی کو دشمن کا خوف نہ ہو تو کچہہ مضایقہ نہیں کہ
اکیلا سفر کرے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
دحیہ کلبی کو قیصر روم کے بادشاہ کی طرف تنہا بہیجا تہا اور
کہتے ہیں کہ اکٹہا ہونے میں قوت ہوتی ہے اور علیحدہ علیحدہ
ہونیمیں ہلاکت ہے اور ذکر کیا گیا اللہ تعالے کے اس قول میں کہ موسے
علیہ السلام کے قصہ میں جادوگروں کا حال بیان کیا ہے کہ فاجمعوا
کیدکم ثم ائتوا صفا یعنی اتفاق کرو اپنے حیلوں پہر آؤ
صف باندہکر تو حکم دیا انکو اکٹہا ہونیکا بعض اہل تفسیر نے
کہا ہے یعنی اتفاق کرو غلبہ پاؤگے اور علیحدہ علیحدہ مت ہو ورنہ
ہو جاؤگے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص کی رائے جیسے اکہرا تاگا
اور دو شخص کی رائے جیسے دوہرا تاگا اور تین شخص کی رائے

وان ذلك يحزنه ۔ وترندی ابن عمر عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال اذا کانوا ثلثة فلا یتناجی اثنان دون الثالث

باب ما جاء فی ذکر الحفظة

قال الفقیه رحمه الله اختلف العلماء فی امر الحفظة وهو الکرام الکاتبون قال بعضهم یکتبون جمیع افعال بنی آدم واقوالهم وقال بعضهم لا یکتبون الا ما فیه اجر واثم وقال بعضهم یکتبون الجمیع فاذا صعد والی السماء حذفوا منه ما لا اجر فیه ولا اثم وقال وهو معنی قوله تعالیٰ یمحو الله ما یشاء ویثبت یعنی یمحو ما لا اجر فیه ولا اثم ویثبت ما فیه اجر واثم وروی هشام بن حسان عن عکرمة عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید قال یکتب من قول بنی آدم الخیر والشر ولا یکتب ما سوی ذلك قال هشام نحو قولك اسقنی ماء یا غلام واعلف الدابة وقال الحسن البصری یکتب جمیع ما یلفظ به وقال ابن جریج ملکان احدهما عن یمینه والآخر عن یساره

کیونکہ یہ بات اُسکو یعنی تیسرے کو رنج مین ڈالیگی اور حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جس وقت دو ہون تو سرگوشی نکرین بغیر تیسرے کے

باب نانوین نگہبان فرشتون کا بیان

کہا فقیہ رحمہ نے علمانے اختلاف کیا ہے نگہبان فرشتون کے حال مین کہ جنکو کراماً کاتبین کہتے ہین بعض عالمون نے کہا ہے کہ وہ بنی آدم کے سب کام اور باتین لکھتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ وہی لکھتے ہین جسمین ثواب یا گناہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ کچھ لکھتے ہین پھر جب آسمان کی طرف چڑھتے ہین تو جس کام مین کچھ ثواب اور گناہ نہین اُسکو مٹا دیتے ہین اور کہا کہ یہ معنی ہین اللہ تعالیٰ کی اس قول کے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت یعنی مٹا دیتا ہے جسمین نہ کچھ ثواب ہے نہ کچھ گناہ اور قایم رکھتا ہے جسمین ثواب یا گناہ ہے ۔ اور ہشام بن حسان عکرمہ سے اور وہ ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنے روایت کرتے ہین ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید کہا ابن عباسؓ نے کہ لکھتے ہین سب بھلی بُری بات بنی آدم کی اور سوا اُسکی کچھ نہین لکھتے کہا ہشام نے ایسا ہی ہے جیسے تو نے کہا مجھکو پانی پلادے غلام اور جانور کے سامنے چارہ ڈال ۔ اور حسن بصری نے کہا سب لکھتے ہین جو آدمی بولتا ہے

فالذی عن یمینه یکتب بغیر شهادة صاحبه ان قعد فاحدهما عن یمینه والاخر عن یساره وان مشی احدهما امامه والاخر خلفه وان نام فاحدهما عند راسه والاخر عند رجلیه وقال بعضهم هم اربعة اثنان بالنهار واثنان باللیل وقال عبد الله بن المبارك هم خمسة اثنان بالنهار واثنان باللیل والخامس لا یفارقه لیلا ونهارا واختلف الناس فی الکفار هل یکون علیهم حفظة ام لا قال بعضهم علیهم حفظة وقال بعضهم لا یکون علیهم حفظة لان امرهم ظاهر وعملهم واحد فقال الله تبارك وتعالی یعرف المجرمون بسیماهم قال الفقیه رحمه الله لا ناخذ بهذا القول بل یکون علی الکفار حفظة لان الآیة نزلت بذکر الحفظة فی شان الکفار الی تری الی قوله تعالی کلا بل تکذبون بالدین وان علیکم لحافظین الی قوله تعالی یعلمون ما تفعلون

پس داہنی طرف والا اپنی ساتھ والی کی بے گواہی کے لکھتا ہے اور بائین طرف والا اپنی ساتھی کے گواہی سے لکھتا ہے یعنی اجازت سے اگر آدمی بیٹھتا ہے تو اُن دونوں میں سے ایک اُسکی داہنی طرف ہوتا ہے اور دوسرا بائین طرف اور اگر چلتا ہے تو ایک آگے ہوتا ہے اور دوسرا پیچھے اور اگر سوتا ہے تو ایک سر کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا اُسکے پاؤن کے پاس اور بعضے عالم کہتے ہین کہ وہ چار ہین دو رات کے اور دو دن کے اور عبد اللہ بن مبارک کہتی ہین کہ وہ پانچ ہین دو دن کے اور دو رات کے اور ایک اُنہین سے رات اور دن جدا نہین ہوتا اور لوگون نے کفار کے بابین اختلاف کیا ہے کہ آیا اُنکی اوپر بھی نگہبان فرشتے ہوتی ہین یا نہین بعضی کہتی ہین کہ اُنپر بھی نگہبان ہوتے ہین اور بعض کہتے ہین نہین ہوتے کیونکہ اُنکا حکم ظاہر ہے اور اُنکی عمل ایک ہی قسم کے ہوتی ہین یعنی کفر سب کے تئین ہے حقتعالی فرماتا ہے (پہچانے جاوینگی گنہگار اپنی پیشانیون سے) کہا فقیہ رحمہ اللہ نے ہم اس قول کو نہین لیتے بلکہ کافرون پر نگہبان فرشتے ہین کیونکہ نگہبان فرشتون کے بابمین آیت نازل ہوئی ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے اللہ تعالے کے طرف (ہرگز یون نہین تم قیامت کو جھٹلاتے ہو اور بیشک تم پر محافظ ہین بزرگ لکھنے والے یعنی عملونکو وہ جانتے ہین جو تم کرتے ہو)

وقال فی آیة اخری واما من اوتی کتابه بیمینه واما من اوتی کتابه بشماله وقال فی آیة اخری وراء ظهره فاخبر الله تعالی ان الکفار یکون لهم کتاب فیکون علیهم حفظة فان قیل الذی یکون عن یمینه ایش یکتب اذا لم یکن له حسنة قیل له الذی یکتب عن شماله یکتب باذن صاحبه فیکون شاهدا علی ذلك وان لم یکتب وهو الصحیح باب

قتل الجراد

قال الفقیه رح اختلف الناس فی قتل الجراد قال بعضهم لا یجوز قتله و قال اهل الفقه کلهم لا باس بقتله فاما من کره قتله قال لانه خلق من خلق الله تعالی یاکل من رزق الله تعالی ولا یجری علیه القلم فلا یجوز قتله واما من قال لا باس به فلان فی ترکه افساد الاموال وقد رخص النبی علیه الصلوة والسلام بقتل المسلم اذا اراد قتل الانسان واخذ ماله وهو ما روی انه قال من قتل دون ماله فهو شهید فالجراد اذا اراد افساد

اور آیت مین فرماتا ہے (اور لیکن جسکی داہنی طرف سے نامہ اعمال دیے جاوینگے) اور اور آیت مین فرماتا ہے (اُسکی پشت کی طرف سے) پس خبر دی ہے اللہ تعالی نے کہ تحقیق کافرونکی نامہ اعمال ہونگی تو انپر نگہبان یعنی کرام کاتبین بہی ہونگی پس اگر کہا جاوے کہ وہ فرشتہ جو اُسکی داہنی طرف ہے کیا چیز لکہیگا اگر اُسکی کوئی بہلائی نہو تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جو بائین طرف لکہتا ہے وہ لکہتا ہے اپنے ساتہی کی اجازت سے تو ساتہی اُسکا گواہ ہوا اگرچہ نہین لکہتا اور یہی صحیح ہے

اٹہانوان باب ٹڈی کے مار ڈالنے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے لوگون نے ٹڈی کے مار ڈالنے مین بعض کہتے ہین اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور سب فقہ والے کہتے ہین کہ اُسکے مار ڈالنے مین کچہہ ڈر نہین سو جسنے اُسکا مار ڈالنا مکروہ کہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ بہی اللہ کی ایک مخلوق ہے اُسکا رزق کہاتی ہے اور اُسپر کوئی حکم جاری نہین تو اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور جو کہتا ہے کہ اُسکے مار ڈالنے مین ڈر نہین تو اسواسطے کہ اُسکے چہوڑ دینے مین مالونکا بگاڑ ہے اور تحقیق نبی صلعم نے رخصت دی ہے مسلمان کے مار ڈالنے مین جب کسی مسلمان کے مار ڈالنے یا اُسکے مال لینے کا ارادہ کرے وہ وہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو کوئی اپنے مال کے سبب مارا جاوے وہ شہید ہے تو جسوقت ٹڈی مال کے بگاڑنے کا ارادہ کرے

اور لیکن جسکے بائیں طرف نامہ اعمال دیے جاوینگے

الاموال فهو اولی ان یجوز قتله الا ترے
انهم اتفقوا انه یجوز قتل الحیة والعقرب
لانهما یوذیان الانسان فكذلك الجراد
وروی جابر عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال كان اذا دعا علی الجراد قال اللهم
اهلك صغاره واقتل كباره وافسد بیضه
واقطع دابره وخذ بافواهه عن معاشنا
وارزقنا انك سمیع الدعاء فقیل یارسول
الله انك تدعو علی جند من جنود الله تعالی
بقطع دابره فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم ان الجراد نثرة حوت من البحر وروی
جابر انه قال فقد الجراد علی عهد عمر رضی الله
عنه فاغتم لذلك فبعث راكبا نحو الشام و
راكبا نحو الیمن وراكبا نحو العراق فاتاه الراكب
من قبل الیمن بقبضة من جراد فالقاه بین
یدیه فلما راه كبر ثم قال سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال خلق الله تبارك و
تعالی الف امة ستمائة فی البحر واربعمائة فی
البر فاول شیء یهلك من هذه الامم الجراد

تو اُسکا قتل بدرجۂ اولی جائز ہوگا کیا تو نہین دیکھتا کہ عالمون
نے اتفاق کیا ہی کہ جائز ہے مارڈالنا سانپ اور بچھو کا کیونکہ
وہ دونون انسان کو ایذا دیتے ہین تو ایسی ہی ٹڈی ہے اور جابر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جب بددعا کرتے آنحضرت ٹڈی پر
تو فرماتے یا اللہ مارڈال اُسکے بچونکو اور اُسکے بڑونکو اور گندہ کردے
اُسکے انڈے کو اور اُسکی نسل قطع کردے اور اُسکی مونھہ سے ہماری
معاش لیلے اور ہمکو روزی دے بیشک تو دعا سننے والا ہے
لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ تحقیق آپ دعا مانگتے ہین ایک
لشکر اللہ کے لشکرون مین سے کہ اُسکی نسل قطع ہو تو آپنے فرمایا
کہ تحقیق ٹڈی کہ مچھلی کا ریزہ ہے دریا مین سے اور روایت کرتے ہین
کہ حضرت عمر رض کے زمانہ مین ٹڈی گم ہوگئے تو حضرت عمر اس سبب
سے غمگین ہوئے پہر ایک سوار شام کی طرف بہیجا اور ایک سوار
یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف پس سوار یمن
کی طرف سے اُنکے پاس ایک مٹھی ٹڈی لایا اور حضرت عمر رض
کے سامنے ڈالدی جب حضرت عمر نے اُسے دیکھا تو اللہ
اکبر کہا پہر کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے کہ آپنے
فرمایا کہ حق تعالی نے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھہ سو دریا
مین اور چار سو جنگل مین سو پہلے جو چیز ان گروہون
مین سے ہلاک ہوگی وہ ٹڈی ہے + + + +

فاذا هلكت تتابعت الاثام مثل نظام انقطع سلكه

باب نقش المسجد

قال الفقيه رحمه الله يكره بعض الناس نقش المساجد بماء الذهب وغيره واباحه الاخرون وهذا قول ابي حنيفة رحمه الله فقال الفقيه رحمه الله عندي انه لا بأس به اذا لم يكن من غلة المسجد فاما من كره ذلك فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه قال ليأتين على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وهي من الهدى خراب وعلماؤهم يومئذ شر علماء تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود وروي انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان اقواما يزخرفون مساجدهم ويطولون مناراتهم ويموتون افئدتهم واعجبا كيف ضيعوا دينهم وروي عن ابن عباس انه قال امرنا بان تبنى المساجد جما والمدائن شرفا وروي عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوة

پھر جب ہلاک ہو جاویگی تو پے درپے گناہ گرینگے مثل لڑی کے ٹوٹنی لگینگی

نناوان باب مسجد کے نقش ونگار کے بیان مین ہے

کہا فقیہ رح نے بعض آدمی مکروہ کہتے ہین مسجد پر نقش ونگار کرنا سونے وغیرہ کے پانی سی اور اجمع عالمون نے اسکو مباح کہا ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رح کا ہے کہا فقیہ رح نے کہ اگر مسجد مین خیانت نہو تو اسکا کچھہ ڈر نہین لیکن جسنے اسکو مکروہ کہا ہے وہ اس روایت کی طرف گیا ہے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا البتہ آویگا لوگون پر ایسا زمانہ کہ اسلام کا نام ہی نام رہجاویگا اور قرآن پڑھنے کی ایک رسم رہ جاویگی مسجدین اُن دنون آباد ہونگی اور ہدایت سے ویران اور علما اُس زمانہ کے بہت برے ہونگے اور زمانہ کے عالمون انکے پاس سے نکلیگا فتنہ اور انہین مین لوٹیگا +
اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی کہ مسجدونکو آراستہ کریگی اور منارے انکے اونچے بناویگی اور دل انکے مرے ہوے ہونگے افسوس تعجب ہے کیسے اپنے دین کو ضایع کرینگے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حکم دیے گئے ہم کہ بناوین مسجد بے کنگرے اور مکان کنگرے دار اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہین

عليه السلام ان الانصار جاؤا بمال الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالوا له خذ هذا
المال وزين مسجدك فقال لهم النبي عليه
الصلوة والسلام ان الزينة والتصاوير
الكنائس والبيع بيضوا مساجدكم واما من
قال بانه لا بأس به لان فيه تعظيم المساجد
والله تعالى امر بتعظيمه لقوله تعالى في بيوت
اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يعني
تعظم وقال في اية اخرى انما يعمر مساجد الله
من امن بالله واليوم الاخر الاية وروي عن
عثمان بن عفان رضي الله عنه انه بنى مسجد
النبي بالساج وحسنه وروي عن عمر بن عبد
العزيز انه نقش مسجد النبي عليه الصلوة و
السلام وبالغ في عمارته وتزيينه وذلك
في زمان ولايته قبل خلافته ولم ينكر عليه
احد وذكر عن الوليد بن عبد الملك انه انفق
في عمارة مسجد دمشق وفي تزيينه مثل
خراج الشام ثلث مرات وروي ان سليمان
بن داود عليه السلام بنى مسجد بيت المقدس

کہ تحقیق آئے انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کچھ مال لیکر اور عرض کیا کہ یہ مال لیجیے اور اپنی مسجد کو
زینت دیجیے آپنے اُنسے فرمایا کہ تحقیق آرائش اور
تصویرین عبادتخانوں نصاریٰ کے لیے ہین سفید کرو مسجدان
اپنی کو لیکن جسنے کہا اسکا کچھ ڈر نہین سو اسلیے کہ اسمین
مسجد کی تعظیم ہی اور اللہ تعالےٰ نے اُسکی تعظیم کو حکم دیا ہے کہ
فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (یعنی اُن گھرون مین کہ حکم دیا
اللہ نے اُنکی بلند کرنیکا اور اُسمین اپنے نام لینے کا) یعنی تعظیم
کیجاوے مسجدکی اور دوسری آیت مین فرماتا ہے (اللہ کی
مسجدین وہی آباد کرتا ہے کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان
لایا ہے) آخر آیت تک اور عثمان رض سے مروی ہے کہ مسجد
پیغمبر صاحب کی ساگ کی لکڑی سے تعمیر کری اور اسکو خوبصورت
بنایا اور عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اُنہون نے پیغمبر
صاحب کی مسجد پر نقش ونگار کیے اور اُسکی عمارت اور آرائش
مین بہت مبالغہ کیا اور یہ جب تھا کہ وہ مدینہ مین اپنی خلافت سے
پہلے امیر تھے یعنی عبد الملک بن مروان کی طرف سے اور کسی نے
انکو نہین روکا ٹوکا اور ولید بن عبد الملک کا بیان کرتے ہین
کہ اُسنے دمشق کی مسجد کی تعمیر مین شام کا محصول تین بار خرچ کیا
اور مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی مسجد بنائی

وبالغ في تزيينه وفي الخطاب انه اقام في عمارته
كذا وكذا الف رجل سبع سنين ووضع الآخر
من الكبريت الاحمر على راس قبة الصخرة فكن
الغزلات يغزلن في ضوءها بالليالي على رأس
اثني عشر ميلا وكان على حاله وذلك الى
ان خربه بخت نصر والله اعلم **باب كراهة**
البزاق في المسجد وغيره قال
الفقيه رحمه الله اذا كان الرجل في المسجد فانه
يكره ان يبزق فيه ولكن ان يبزق في ثيابه
ويدلكه لان الله تعالى قال في بيوت اذن
الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه الاية يعني
تعظم وتشرف والبزاق فيه ترك التعظيم
وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال ان المسجد لينزوي عن النخامة كما ينزوي
الجلدة في النار اذا القيت وروي ابو هريرة
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه ابصر
نخامة في المسجد فحكه ثم قال ايحب احدكم
ان يؤتى في صلوته فيبزق في وجهه فاذا
امر احدكم ان يبزق فلا يبزق عن يمينه

اور اسکی آرائش حد سے زیادہ کی اور تاریخ مین ہے کہ سلیمان ع
نے اپنی مکان کی تعمیر مین ایک ہزار آدمی سات برس تک
رکھی اور بنایا دوسرا مکان سرخ گندک کا صخرہ کی اوپر کہ ایک
بڑا پتھر ہے بیت المقدس مین کہ اس مکان کی روشنی مین عورتین
سوت کاتا کرتی تھین بارہ میل مین۔ اور ویسا ہی تھا یہانتک کہ
خراب کر دیا اسکو بخت نصر نے + **باب ستوان مسجد کے اندر**
تھوکنے کے بیان مین کہا فقیہ رح نے جب آدمی
مسجد کے اندر ہو تو اسکو مسجد مین تھوکنا منع ہے لیکن اپنے
کپڑے مین تھوک لے اور مل دے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یعنی ان گھرون
مین اللہ نے انکی تعظیم کا حکم دیا ہے اور اپنی نام لینے کا انتہی۔
ترفع سے مراد تعظیم اور تشرف ہے اور اسمین تھوکنا بے تعظیمی ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تحقیق مسجد
بچتی ہے کھنکار سے جیسے بچتی ہے کھال آگ مین جب
ڈالی جاتی ہے اور ابوہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے مسجد مین کھنکار پڑا دیکھا تو اسکو چھیل ڈالا
پھر فرمایا کیا تم مین سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ نماز
مین ہو اور کوئی آکر اسکے مونھہ پر تھوکے جب تم مین سے کوئی
تھوکنا چاہے تو نہ اپنی داہنی طرف تھوکے نہ سامنے

ولا يبزق امامه ولكن يبزق عن يساره او تحت
قدمه فان لم يجد مكانا فليبزق في ثوبه ثم
ليفعل هكذا يعني يدلكه لروي عن بعض الصحابة
انه قال انما اشرط الرجل النخامة تعظيما للمسجد
ادخل الله في جوفه الشفاء واخرج منه الداء
واذا كان الرجل في غير المسجد واذا اراد
ان يبزق ينبغي له ان يبزق تحت قدميه
او عن يساره ولا ينبغي ان يبزق عن يمينه
ولا بين يديه لان النبي عليه الصلوة و
السلام قال اذا بزق احدكم فلا يبزق عن
يمينه وامامه وروي عن ابي بكر رضي الله
عنه انه بزق في مرض عن يمينه ثم قال
ما بزقت عن يميني منذ اسلمت وذكر عن
بعض الصالحين انه اراد ان يخرج حاجا فاختار
الجانب الايسر من المحمل فقيل له لم اخترت
جانب الايسر قال لاني اذا بزقت عن يساري
كان ايسر علي

باب كراهة صلوة الرجل وهو ناعس

قال الفقيه رحمه
الله يكره للرجل ان يصلي وهو ناعس ولي

تھوکے لیکن بائین طرف تھوکے یا پانوٴن کے نیچے تھوکے
پس اگر کوئی جگہ نپاوے تو اپنے کپڑے مین تھوکے
پھر یہ کرے کہ اُسکو مل ڈالے اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کہا
اُس صحابی نے کہ جسوقت کھرچے کوئی آدمی تھوک کو مسجد
کی تعظیم کرکے تو داخل کرتا ہے اللہ تعالے اُسکی پیٹ مین شفا
اور نکالتا ہے اُس سے بیماری اور جسوقت آدمی مسجد مین نہو
اور تھوکنے کا ارادہ کرے اُسکو چاہیے کہ اپنے پانوٴن کے نیچے
تھوکے یا بائین طرف اور نہین لائق ہے کہ اپنی داہنی طرف
یا سامنے تھوکے اِسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
جسوقت تم مین کوئی تھوکے تو نہ اپنی داہنی طرف تھوکے
نہ اپنے سامنے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ اُنہون نے بیماری مین اپنی داہنی طرف تھوکا پھر فرمایا
کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون اپنی داہنی طرف نہین
تھوکا اور بعض صالحین کا بیان کرتے ہین کہ اُنہون نے جب
ارادہ نکلنے کا کیا حج کو تو کجاوہ کے بائین طرف اختیار کی لوگون
نے کہا کہ تمنے بائین طرف کیون اختیار کی جواب دیا اسلیے
کہ مجھکو بائین طرف تھوکنا آسان ہو گا

باب اُونگھتے ہوے نماز پڑھنے کی کراہت مین

کہا فقیہ نے مکروہ ہے آدمی کو نماز پڑھنا اونگھنے مین

فعل يجوز اذا جاء بافعال الصلوة والقرأة
تامة واذا خشي الرجل النعاس ينبغي ان يصب
الماء على وجهه اولا ثم يدخل في الصلوة
ولو كان في الصلوة فاخذه النعاس ينبغي
ان يحرك نفسه ويجتهد في ازالته عن نفسه
وروى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا نعس احدكم في الصلوة فليرقد حتى
يذهب عنه النوم فانه اذا صلى وهو ينعس
فلعله يذهب عند النوم يستغفر ربه
فيسب نفسه وروى حميد عن انس عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه دخل المسجد
فراى حبلا ممدودا بين ساريتين فقال
ما هذا الحبل قالوا لفلان يصلي اذا غلب
النعاس يتعلق به يا رسول الله قال عليه الصلوة
والسلام فليصل ما عقل فاذا خشي ان
يغلب عليه النوم فلينم

باب فضل العلم والادب

قال الفقيه رحمه الله
ينبغي للرجل ان يتعلم شيئا من العلم والادب

اور اگر پڑھ لے تو جایز ہے جبکہ نماز کے سب افعال اور قرات
پوری پوری ادا کر سکے اور جب آدمی کو اونگھنے کا خوف ہو تو چاہیے
کہ اپنے موںھہ پر پانی ڈال لے پہر نماز مین داخل ہو اور اگر نماز میں
اُسکو اونگھہ آجاے تو چاہیے کہ اپنے نفس پر زور ڈالے
اور اُسکے دور کرنے میں کوشش کرے اور ہشام بن عروہ
اپنے باپ سے وہ عائشہؓ سے وہ آنحضرت صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تم میں سے کسیکو نماز مین
اونگھہ آجائے تو چاہیے کہ سو رہے یہانتک کہ اُسکی نیند
جاتی رہے پس تحقیق جسوقت وہ اونگھتے مین نماز پڑہتا
ہوگا تو شاید وہ نیند مین رہے رب سے استغفار کرنے لگے
تو اپنے نفس کو گالیاں دے یعنی استغفار کی جگہہ اور کچھہ کا کچھ نکل
جاے اور حمید بواسطہ انس کے نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ
مسجد مین آئے تو دو ستونوں کے درمیان ایک رسی تنی ہوئی دیکھی تو
آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلان
شخص کی ہے کہ وہ نماز پڑہتا ہے جب اونگھہ کا غلبہ ہوتا ہے تو
اُسمین لٹک جاتا ہے کہا راوی نے کہ آپنے فرمایا چاہیے کہ نماز پڑہے
جبتک ہوش مین رہے اور جب اُسپر نیند کا غلبہ ہو چاہیے کہ سو رہے

باب اکیسواں علم اور ادب کی فضیلت مین

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے
آدمیکو لائق ہے کہ کچھہ علم اور ادب سیکھے

وان كان قليلا لان القليل منه كثير فان
الرجل اذا عرف كلمة من الادب او من العلم
لكان له فضل على من لا يعلم شيئا منه وقال
علي بن ابي طالب رضي الله عنه لكل شيء قيمة
وقيمة المرء ما يحسنه وروي عن الشعبي انه
قال لو ان رجلا سافر من اقصى الشام الى
اقصى اليمن فتعلم كلمة من العلم لم يضيع سفره
وروي عن سعد بن خلف بن ايوب انه خرج
للعلم مقدار اربع سنين فلما رجع قال له ابوه
ما حصلت يا بني قال تعلمت ان المرأة اذا كانت
ايامها عشرة فمدة اغتسالها لا تحسب حتى
يحل لزوجها ان يقربها واذا كانت اقل من
عشرة لا يحل له ان يقربها ما لم تغتسل
او يمضي عليها وقت صلوة فقال له ابوه ما
ضاعت رحلتك وروي ايوب بن موسى
عن ابيه عن جده عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما نحل والد ولدا افضل
من ادب حسن وروي عن بعض المتقدمين
انه قال لابنه يا بني تعلم العلم فان يكن لك

اگرچہ تھوڑا ہی اسلئے کہ وہ تھوڑا بھی بہت ہے پس تحقیق آدمی جسوقت
کوئی کلمہ ادب یا علم کا پہچان لیگا البتہ جو کہ کچھ علم اور ادب
نہیں جانتا اسپر اسکو فضیلت ہوگی اور علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے ہر چیز کی قیمت ہے اور آدمی کی
قیمت وہی جو درست کرے اسکو اور شعبی سے مروی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ اگر آدمی شام سے یمن تک سفر کرے اور ایک کلمہ علم
کا سیکھے سفر اسکا ضایع نجاویگا اور سعد بن خلف بن ایوب
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ علم حاصل کرنیکو نکلے چار برس تک
پھر جب لوٹے تو انکے باپ نے کہا اے بیٹے تو نے
کیا کیا انہوں نے جواب دیا میں نے یہ سیکھا کہ جب عورت کے
دس دن حیض کے ہو جاویں تو اسکی غسل کی مدت نہ شمار کی جاویگی
یہانتک کہ حلال ہے اسکی خاوند کو اس سے صحبت کرنا اور جب
دس دن سے کم ہیں تو مرد کو حلال نہیں کہ اس سے صحبت کرے
جبتک نہا نہ لے یا نماز کا وقت اسپر گذر جاے تو انکے باپ نے انکو
جواب دیا کہ تو نے اپنے سفر کو ضایع نکیا اور ایوب بن موسے اپنے باپ
سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں
کہ تحقیق آپنے فرمایا کہ کوئی بخشش باپ کی بیٹے کو بہتر
ادب سے نہیں ہے اور بعض پہلے لوگوں سے مروی ہے کہ ایک
نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے علم سیکھ اگر تیرے پاس

مال كان لك جمالا وان لم يكن لك مال كان
لك مالا وذكر عن سفيان بن عيينة انه
جاءه ابن اخيه فقال يا عم جئتك خاطبا
قال لمن قال لابنتك قال كفو كريم ثم قال
اجلس فجلس فقال اقرأ على عشر ايات من
كتاب الله تعالى فلم يستطع قال اروِ عشرة
احاديث فلم يستطع ثم قال فانشد عشر
ابيات من شعر فلم يستطع فقال لا قرآن
ولا حديث ولا شعر فعلى اى شئ اضع
ابنتى عندك ثم قال لا اخيب مجيئك
فامر له باربعة الاف درهم وقال بعض
الحكماء ان العلم النافع والادب الصالح
كنز لا يغصبه غاصب ولا يسلبه سالب
وهما جمالك وزينتك وقوام دنياك و
اخرتك فاجتهد فى تعلمها وقال قائل سأضرب
فى طول البلاد وعرضها فاطلب علما او
اموت غريبا فان تلفت نفسى فلله درها
وان سلمت كان الرجوع قريبا وروى جابر
بن عبد الله عن النبى عليه الصلوة والسلام

مال ہوگا تو تیرے لیے جمال ہو جاویگا اور اگر تجھکو مال نہوگا
تو تیرے لیے مال ہو جاویگا اور سفیان بن عیینہ سے ذکر کرتے ہیں کہ
اُنکے پاس اُسکا بھتیجا آیا اور کہا اے میرے چچا آیا ہوں میں تیرے
پاس منگنی کے لیے ابن عیینہ نے جواب دیا کسکے لیے کہا تیری بیٹی کے
لیے ابن عیینہ نے کہا اچھا جوڑ ہے پھر ابن عیینہ نے کہا کہ بیٹھ جا تو
وہ بیٹھ گیا پھر کہا ابن عیینہ نے کہ پڑھ مجھپر دس آیتیں قرآن کی
وہ نہ پڑھ سکا کہا دس حدیثیں روایت کر وہ نہ کر سکا پھر کہا کہ دس
بیتیں شعروں میں سے پڑھ تو نہ پڑھ سکا تو کہا ابن عیینہ نے نہ
قرآن ہے نہ حدیث ہے نہ کوئی شعر ہے پھر کس چیز پر اپنی بیٹی کو تیرے
پاس رکھوں پھر کہا میں تیرا آنا ضائع اور خوار نہیں کرتا پس حکم
دیا اُسکو چار ہزار درہم کا اور بعضی حکیموں نے کہا ہے کہ بیشک
نفع دینے والا علم اور اچھا ادب ایسا خزانہ ہے کہ کوئی لوٹنے
والا اُسکو نہیں لوٹ سکتا اور کوئی ضبط کرنیوالا اُسکو ضبط
نہیں کرسکتا اور وہ دونوں تیری خوبی اور زینت اور تیری دنیا
اور آخرت کے سنبھالنے والے ہیں محنت کر اُنکے سیکھنے میں
اور ایک کہنے والا شعر میں کہتا ہے قریب ہے کہ میں لنبے چوڑے شہروں میں سفر کرونگا اور
عالموں کو ڈھونڈونگا یا مسافر ہی مر جاؤنگا سو اگر میرا نفس تلف
ہو گیا تو اُسکی نیکی اللہ کے لیے ہے اور اگر بچ رہا تو قریب ہے لوٹونگا
اور جابر بن عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

انه قال اربعون حديثا يتعلمها الرجل
خير له من اربعين الف درهم يتصدق
به واعطاه الله تعالى بكل حديث مدينة
في الجنة وله بكل حديث نور يوم القيمة +
قال الفقيه رح ولو لم يكن لاهل العلم
فضيلة سوى ان الله تعالى قال قل هل
يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
لكان عظيما لانه اخبر ان العالم له فضل
كثير على الجاهل وامر بطلب زيادة العلم
لقوله تعالى وقل رب زدني علما ثم ذكر
العلماء فقال الله تعالى افمن يعلم انما انزل
اليك من ربك الحق كمن هو اعمى وقال الله
تعالى يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
اوتوا العلم درجات فاخبر ان للعالم فضائل
ودرجات على من ليس بعالم وقال الله
تعالى وعلم ادم الاسماء كلها فلما علمه
الاسماء رفعه فوق الملائكة وامر الملائكة
بالسجود له فضل العلم +

باب الخاتم

قال الفقيه رحمه الله الخاتم في اليمين وا

ہر ایک سیکھ رہا چالیس حدیثیں اگر [illegible] ذکر کرے
تو اسکے لیے چالیس ہزار درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے اور دیتا
ہے اللہ تعالیٰ اسکو ہر ایک حدیث کے سبب ایک شہر جنت میں اور دیگا
ہر ایک حدیث کی عوض قیامت میں اسکے لیے ایک نور ہوگا
کہا فقیہ رح نے اگر اہل علم کے فضیلت میں کوئی دلیل نہ ہوسے
اس آیت کے وقل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
یعنی کہدی محمد کیا برابر ہیں عالم اور جاہل تب بھی ایک بہت بڑی ہوسکے
انکی فضیلت میں اسلیئے کہ خبر دیتا ہے کہ بیشک عالم کو فضیلت ہے جاہل
پر اور حکم دیا ہے علم کی زیادتی طلب کرنیکا اپنے کلام پاک
کہ وقل رب زدنی علما یعنی کہدی محمد اے رب میرا علم زیادہ
کر پھر عالموں کے تعریف میں فرماتا ہے افمن یعلم
انما انزل الیک من ربک الحق کمن ہو اعمی یعنی کیا جو شخص جانتا ہے کہ
جو کچھ تیری طرف اتارا گیا ہی تیرے پروردگار کی طرف سے سب
ہے مثل اس شخص کے ہے کہ وہ اندھا ہے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے یرفع
الذین امنوا منکم [illegible] یعنی بلند کرے اللہ جو تم میں سے ایمان لائے اور انکے درجے
کئے اور جو لوگ عالم ہیں پس خبر دیتی ہے حق تعالیٰ نے کہ عالم کی
بہت فضیلتیں اور درجے ہیں اس شخص پر جو عالم نہیں اور حق تعالیٰ
فرماتا ہے وعلم آدم الاسما کلہا یعنی اللہ نے سکھائے آدم کو سب چیزوں
کے نام پس جب سکھائے اسکو نام بلند کیا اسکو فرشتوں

فيباح الحرير وكل ذلك مباح وجاء الأثر
بهما جميعا ولا يجوز للرجل خاتم الذهب
وكره بعض الناس خاتم الحديد ورخص
بعضهم وروى عن نعمان بن بشير انه قال
اتخذت خاتما من ذهب فدخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي ارى
عليك حلية اهل الجنة قبل دخولها فانتزعته
واتخذت خاتما من حديد فدخلت عليه
فقال مالي ارى عليك حلية اهل النار فانتزعته
فاتخذت خاتما من شبه فدخلت عليه
فقال مالي اجد منك ريح الاصنام قلت
فما اصنع يا رسول الله قال اتخذه من ورق
ولا تبلغ به مثقالا وتختم به في يمينك
وروى جابر بن عبد الله ان النبي عليه
الصلوة والسلام كان يتختم بيده اليمنى
ويلبس نعله اليمنى قبل اليسرى ويخلع اليسرى
قبل اليمنى وقال محمد بن سيرين ان النبي
عليه الصلوة والسلام وابا بكر وعمر وعثمان
كانوا يتختمون في شمائلهم وروى عمرو

اور ابریشم انہی مین پہنا جائز ہے اور یہ سب مباح ہی اور دونون
کی خبر بھی روایتین آئی ہین اور مرد کو سونے کی انگوٹھی پہنا جائز نہین
اور بعض نے لوہے کی انگوٹھی پہننا مکروہ رکہا ہے اور بعض لوگون نے
رخصت دی ہے اور نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ
مین نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
تو آپنے فرمایا کیا ہوا مجھے مین تجھپر بہشتیونکا زیور دیکھتا ہون بہشت
مین داخل ہونے سے پہلے پس مین نے اس انگوٹھی کو نکال ڈالا
اور لوہے کی انگوٹھی پہنی اور مین حضرت کے پاس حاضر ہوا تو آپنے
فرمایا مجھکو کیا ہوا کہ تجھپر دوزخیونکا زیور دیکھتا ہون پس مین نے
اسکو نکال ڈالا پھر مین نے پیتل کی انگوٹھی بنوائی اور آپکے پاس
حاضر ہوا تو آپنے فرمایا مجھکو کیا ہوا کہ تجھسے مین بتون کی بو پاتا
ہون مین نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ مین کیا کرون آپنے
فرمایا چاندی کی بنوا اور اسکو ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے
تک کم رکہہ اور اپنی داہنی ہاتھ مین پہن اور جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم انگوٹھی پہنتے تھے اپنی داہنے
ہاتھ مین اور پہنتے تھے داہنی جوتی بائین سے پہلے اور نکالتے تھے
بائین داہنی سے پہلے اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم
اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اپنے بائین ہاتھ
مین انگوٹھی پہنتے تھے اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے

بن شعیب عن ابیه عن جده قال ابصر النبی
علیه الصلوٰة والسلام رجلا وفی یده خاتم
من الذهب فامره ان یطرحه فطرحه وجعل
فی یده حلقة من حدید فقال اذهب فاطرحه
فهذا شر من ذلك وهذا اشبه بحلیة اهل
النار فطرحه فجعل فی یده خاتما من ورق
فلم ینهه ویروی عن ابی جحیفة عن ابیه قال
رای عمر بن الخطاب رضی الله عنه علی ید
رجل خاتما من حدید فجعل یخلعه حتی لعله
نرمی به وقال علیك بخاتم من ورق وروی
الاعمش قال رأیت فی ید ابراهیم النخعی خاتما
من حدید قال ابراهیم اخبرنی من رای
علی ید ابن مسعود خاتما من حدید
قال الفقیه وقد کره بعض الناس اتخاذ
الخاتم واجازه عامة اهل العلم فاما من
کره فقد احتج بما روی فی بعض الاخبار
عن رسول الله علیه الصلوٰة والسلام انه
نهی عن لبس الخاتم الا لذی سلطان وروی
عن بعض التابعین انه قال لا یختم الا ثلثة

اپنے باپ سے اُنسے اپنے دادا سے کہ آنحضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ اسکی
ہاتھہ مین سونے کی انگوٹھی تھی تو آپ نے اُسکو پھینکنے کا
حکم دیا اُسنے پھینکدی پھر اُسنے اپنے ہاتھہ مین لوہے کی
انگوٹھی پہنی پس حضرت نے فرمایا جا اور اسکو پھینکدے نہایت
برا ہے اُس سے اور یہ زیادہ مشابہ ہے ساتھ پوشش اہل
نار کے پس پھینکدے اُسنے پھر اُسنے اپنے ہاتھہ مین چاندی کی
انگوٹھی پہنی تو آپ نے اُسکو منع نکیا اور ابو جحیفہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ عمر بن خطاب نے ایک شخص
کے ہاتہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ اُسکو نکالنے لگے
یہانتک کہ اُسکو نکالا اور پھینکدیا اور کہا کہ پہن چاندی
کی انگوٹھی اور اعمش روایت کرتے ہین کہ مین نے ابراہیم نخعی کے
ہاتہہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی ابراہیم نے کہا مجھکو اُس
شخص نے خبر دی ہے کہ ابن مسعود رض کے ہاتہ مین لوہے کی انگوٹھی
کو دیکھا۔ کہا فقیہ رح نے تحقیق مکروہ رکھا ہے بعض لوگون نے
انگوٹھی پہننا اور عام اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے پس
جس شخص نے مکروہ رکھا ہے تو تحقیق اُسکی حجت وہ ہے جو بعض
حدیثون مین رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپنے انگوٹھی پہننے
سے منع کیا ہے مگر صاحب حکومت کو اور بعض تابعین
سے مروی ہے کہ کہا انگوٹھی نہین پہنتے مگر تین شخص

سيا وكاتب او احمق وروي في الخبر ان
خاتم رسول الله عليه الصلوة والسلام كان في يد ابي بكر
ثم اخذه عمر وكان في يده ثم اخذه عثمان حين ولي فكان
في يده عامة خلافته حتى سقط منه في
بئر زمزم واما من قال يجوز للسلطان وغيره
فاحتج بان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم ومن بعدهم كانوا يتختمون في عهده
ومن بعده ولم يكن لهم امارة وهو ما
روي جعفر بن محمد عن ابيه ان الحسن و
الحسين كانا يتختمان في يسارهما وكان في
خواتيمهما ذكر الله وروى يعلى بن عبيد
عن راشد بن كريب قال رايت ابن الحنفية
يتختم في يساره وعن يونس بن اسحق
قال رأيت قيس بن ابي حازم وعبد الرحمن
بن الاسود والشعبي وغيرهم يتختمون
في يسارهم فهؤلاء لم يكن لهم سلطان
ولان السلطان يلبس للزينة او الحاجة
الى الختم وهو وغيره في الحاجة والزينة
سواء فلما جاز للسلطان جاز لغيره وبه ناخذ

سردار یا کہنے والا یا احمق اور حدیث مین مروی ہے کہ تحقیق
انگوٹھی رسول اللہ صلعم کی ابوبکر رض کے ہاتہ مین رہی پھر
عمر رض نے لیا اور انکے ہاتہ مین ہی پھر اسکو عثمان نے لیا جب خلیفہ
ہوے اور انکے ہاتہ مین اکثر ایام انکے خلافت کے رہی یہانتک کہ گر
انسے چاہ زمزم مین گر پڑی اور جسنے کہا ہے کہ بادشاہ وغیرہ کو
جائز ہے تو یہ حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اصحاب اور جو انکے
پیچھے ہوے انکے وقت مین اور آپکے پیچھے انگوٹھی پہنتے تہے
اور وہ کہین کے سردار بہی نہ تہے اور وہ روایت ہے کہ جعفر بن محمد
نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ تحقیق حسن اور حسین رض
دونون اپنے بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنتے تہے اور تہا ان دونو
کی انگوٹھیون مین ذکر اللہ کا اور یعلی بن عبید نے راشد بن
کریب سے روایت کی ہے کہ کہا ابن کریب نے کہ مینے محمد بن حنفیہ رض
کو انکے بائین ہاتہ مین انگوٹھی پہنے دیکہا اور یونس بن اسحق
سے روایت ہے کہ مینے قیس ابن ابی حازم اور عبد الرحمن ابن اسود
اور شعبی کو اور سوا انکے اپنے داہین ہاتہ مین انگوٹھی پہنے
دیکہا تو ان لوگون کو تو کوئی حکومت نتہی اور اسلیے کہ
تحقیق بادشاہ پہنتا ہے آرایش کے لیے یا مہر کرنیکی حاجت
سے اور وہ اور اور حاجت اور زینت مین برابر ہین
پس جب بادشاہ کو جائز ہوا اور کو بہی جائز ہوا اور اسیکو ہم

باب نقش الخاتم والكتابة

عليه روى انس بن مالك عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال لا تستضيئوا
بنيران المشركين ولا تنقشوا في خواتيمكم
عربيا فسئل الحسن عن تفسير ذلك فقال
معناه انه لا تشاوروا اهل الشرك في اموركم
ولا تكتبوا في خواتيمكم محمد رسول الله وروى
ثمامة عن انس بن مالك قال كان نقش
خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة
اسطر سطر منها محمد وسطر منها رسول و
سطر منها الله وكان نقش خاتم ابي بكر
نعم القادر الله وكان نقش خاتم عمر
كفى بالموت واعظا يا عمر وروى وكان نقش
خاتم عثمان لتصبرن او لتندمن وكان
نقش خاتم علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
الملك لله قال الفقيه رحمه الله ولو كان
خاتم في فصه تماثيل لا يكره وليس كالتماثيل
في الثياب وفي البيوت لان التماثيل
في فص الخاتم صغيرة تقصر العين

باب انگوٹھی کھدوانے اور اسپر کچھ لکھوانے مین

انس بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا مشرکون کی آگ سے مت سلگاؤ اور اپنی
انگوٹھیون مین عربی مت کھدواؤ پس حسن بصری سے اسکی
تفسیر پوچھی گئی تو انہونے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ
مشرکون سے اپنے کامون مین مشورہ مت کرو اور اپنی
انگوٹھیون مین محمد رسول اللہ مت کھدواؤ اور ثمامہ
انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ آپنے کہا کہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی کے نقش کی تین سطرین تھین
انمین سے ایک سطر مین محمد اور ایک سطر مین رسول اور
ایک سطر مین اللہ اور ابوبکر کی انگوٹھی کا نقش تھا نعم
القادر اللہ یعنی اللہ اچھا قادر ہے) اور حضرت عمر کی انگوٹھی
کا نقش تھا کفی بالموت واعظا یا عمر یعنی موت نصیحت
دینے والی کافی ہے اے عمر اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کی
انگوٹھی پر منقوش تھا لتصبرن او لتندمن یعنے صبر کرو
ندامت اٹھاؤ گے۔ اور علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے انگوٹھی
پر یہ نقش تھا الملک للہ یعنی ملک اللہ کا ہے کہا فقیہ نے
اور اگر ہووے انگوٹھی کے نگینہ مین تصویر تو مکروہ نہین [illegible] مثل
کپڑے کی تصویر اور گھرون کی تصویر کے اسلئے کہ انگوٹھی کے نگینہ کی

عليه فلا تبين وانما يكره التماثيل في
الثياب اذا كان ظاهرا في عين الناظر
وصار هذا كالعلم في الثياب انه يجوز
وان كان حريرا او ابريشم فانه قليل فكذلك
التماثيل في الخاتم وروي عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان على خاتمه ذبابان
وعن ابي موسى الاشعري انه كان على
فص خاتمه كوكبان وروي عن حذيفة
هكذا وروي عن انس بن مالك انه كان
على خاتم ذي القرنين اسد بين رجلين
او رجل بين اسدين ولو كان على فصه اسم
الله تبارك وتعالى او اسم نبي من الانبياء فانه يستحب له اذا دخل
الخلاء ان يجعل الفص في كمه واذا اراد ان يستنجي يستحب له ان
يجعله في يمينه لانه لو استنجى مع ذلك
يكون فيه استخفاف وترك التعظيم والله اعلم

باب الرسالة

قال الفقيه رحمه الله اذا
كتب الرجل الرسالة ينبغي له ان يختم لانه ابعد
من الريبة وعلى هذا جرى الرسم وجاء به الاثر
وروي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال

پس وہ اچھی طرح معلوم نہین ہوا کرتی اور کپڑیکی تصویر بہی کہ وہ جب
جب خوب ساوم چونی ہو دیکہنے والیکو تو ہوگئی یہ جیسے کپڑے مین
نقش ونگار اور وہ جائز ہے اگرچہ حریر اور ریشم سے ہو
پس تحقیق وہ تہوڑی ہے تو ایسے ہی تصویر انگوٹہی مین اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق انکی انگوٹہی پر
دو مکہیان تہین اور ابوموسی اشعری سے مروی ہے کہ تحقیق
انکی انگوٹہی پر دو ستارے تہے اور ایسی ہی حذیفہ سے مروی
ہے اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ تحقیق ذی القرنین
کی انگوٹہی پر ایک شیر کی دو آدمیون کے درمیان تصویر تہی یا آدمی
کی تصویر دو شیرون کے درمیان مین اگر ہو کسیکی انگوٹہی پر
اللہ تعالی کا یا کسی نبی کا نام تو بہتر ہے اسکو جب پاخانہ
مین جاوے تو انگوٹہی کو اپنی آستین مین کرلے اور جب
استنجا کرنے لگے تو داہنے ہاتھ مین ڈال لے تاکہ حقارت اور
بے ادبی نہ ہو - اور اللہ خوب جانتا ہے ✦ ✦

باب خط لکہنے کے بیان مین ✦

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے جب آدمی کسیکو خط لکہے تو لائق
ہے کہ اسپر مہر کردے اسلیے کہ یہ مشک سے
بہت دور ہے اور ایسی ہی رسم جاری ہے اور روایت بہی
اسمین آئی ہے - اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہون نے کہا

كرامة الكتابة ختمه وروى عن عمر بن الخطاب
رضي الله عنه انه قال ايما كتاب لم يكن مختوم
فهو اغلف وروى عنه ايضا انه قال ايما
صحيفه ليست مختومة فهي مغلوفة وقال
الفقيه رحمه الله وكان الرسم في كتاب
المتقدمين ان الكاتب يبدأ بنفسه من
فلان الى فلان وبذلك جاءت الآثار
وروي عن عمر انه كان اذا كتب الى خليفة
من خلفائه يبدأ بنفسه وكان يكتب الى
عمّاله اوعماله ان ابدؤا بانفسكم وروى
وكيع عن ابي داود عن عبد الله بن محمد
بن سيرين انه كان اذا اراد سفرا فقال
له ابوه محمد بن سيرين اذا كتبت الي فابدأ
بنفسك فانك ان بدأت بي لم اقرأ لك
كتابا وعن ربيع بن انس بن مالك قال
ما كان احد اعظم حرمة من النبي عليه
الصلوة والسلام فكان اصحابه اذا كتبوا
اليه كتابا بدؤا بانفسهم وقال ابن سيرين
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال

خوبی خط کی مہر کرنا ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہون نے کہا جس خط پر مہر نہین وہ اغلف
یعنی بے ختنہ کیا ہوا اور حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ انہون
نے کہا جس خط پر مہر نہین وہ ایسا ہے جیسے بے ختنہ کیا
اور کہا فقیہ رحمہ نے اور تہی رسم پہلون کے خطون مین کہ
تحقیق لکہنے والا اپنے نام سے شروع کرے فلان شخص
کی جانب سے فلان شخص کی طرف اسیطور روایتین آئی ہین
اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے نائبون مین
سے کسی نائب کو خط لکہتے تہے تو اپنے نام سے شروع کرتے
تہے اور لکہتے تہے اپنے غلامون کو اور عاملون کو کہ اپنے نام
سے شروع کرو اور روایت کی وکیع نے ابو داود سے انہون نے عبد اللہ بن محمد
بن سیرین سے کہ جب محمد سفر کا ارادہ کرتے تہے تو انکے باپ
محمد بن سیرین انسے کہہ دیا تہا کہ جس وقت تو میری طرف خط
لکہے اپنے نام سے شروع کر پس اگر تونے میرے نام سے شروع
کیا تو مین اسکو نہ پڑہونگا اور ربیع بن انس بن مالک سے
مروی ہے کہ انہون نے کہا نہین کوئی عظمت مین بڑا نبی صلعم
پس جب لکہتے تہے اصحاب آپکے انکی طرف کوئی خط تو اپنے
نام سے شروع کرتے تہے اور کہا ابن سیرین نے کہ تحقیق
فرمایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق

ان اهل الفارس اذا كتبوا الى عظمائهم
بدؤا بعظمائهم فلا يبدؤن الرجل الا
بنفسه قال الفقيه رحمه الله ولوانه بدأ
بالمكتوب اليه جاز لان الامة قد اجمعت
عليه وقال النبي عليه الصلوة والسلام
لا يجتمع امتي على الضلالة فلما اتفقت
الامة على ذلك ثبت انهم فعلوا ذلك
لمصلحة راوا في ذلك اونسخ ما كان من
قبل وقد وجدنا ان الاية قد تنسخ اذا
اجتمعت الامة على تركها وهو قوله تعالى
وان فاتكم شئ من ازواجكم الاية ولما
كان الاية من كتاب الله تعالى تنسخ باجماع
الامة اذا اجمعوا على تركها فاخبار الاحاد
اولى ان يترك بالاجماع وقد روي عن
الحسن انه كان لا يرى باسا بان يبدأ
بالذي يكتب اليه وقال الفقيه رحمه الله
والحسن في زماننا هذا ان يبدأ بالمكتوب اليه
ثم بنفسه لان البداية بنفسه يعد منه استخفافا
للمكتوب اليه وتكبرا عليه الا ان يكتب الى عبد

اہل فارس جب کسی اپنے امیر کو خط لکھتے تھے شروع کرتے تھے اپنے امیرون
کے نام سے پیش شروع کرتے آدمی مگر اپنے نام سے کہا فقیہ رحمہ نے اور اگر کوئی شروع کرے
مکتوب الیہ کے نام سے تو جائز ہے اسلیے کہ تحقیق امت
نے اسپر اتفاق کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نکریگی پس جب
اتفاق کیا امت نے اسپر تو ثابت ہوا یہ کہ انہون نے
کسی مصلحت سے جو انہون نے اسمین دیکھی ہے جائز کیا یا
منسوخ ہوگیا جو پہلے تھا اور تحقیق ہمنے پایا بیشک آیت
کبھی منسوخ ہوجاتی ہے جسوقت امت کا اتفاق ہو اسکے
چھوڑنے پر اور وہ قول اللہ تعالی کا ہے (اور اگر فوت ہو
تمسے کوئی شئی تمہاری بیبیون مسے) آخر آیت تک اور جب
کتاب اللہ کی آیت منسوخ ہوتی ہے اجماع امت سے
جب اتفاق کیا اسکے ترک کرنے پر تو احاد حدیثین بوجہ
اولی ترک ہونی چاہئین اجماع سے اور تحقیق حسن بصری
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے شروع کرنے
مین مکتوب الیہ کے نام سے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس
بہتر ہمارے زمانہ مین یہ ہے کہ شروع کرین مکتوب الیہ کے
نام سے پھر اپنا نام لکھین اسلیے کہ اپنے نام سے شروع کرنا ہین
مکتوب الیہ کی حقارت ہے مگر جب اپنے کسی نوکر یا غلام کے نام لکھے

من عبيده او غلام من غلمانه فيبدأ بنفسه
واذا ورد على انسان كتابة بالتحية او
نحوها ينبغي ان يرد بالجواب لان الكتاب
من الغائب كالسلام من الحاضر وروي
عن ابن عباس رضي الله عنه انه كان يرى
جواب الكتاب واجبا كما يرى رد السلام

باب ما جاء في المزاح

قال الفقيه
رحمه الله لا بأس بالمزاح بعد ان لا يتكلم
بكلام يأثم فيه او لا يقصد به ان يضحك
القوم فان ذلك مذموم وروي عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
لا امزح ولا اقول الا حقا وروي عن انس
بن مالك ان النبي عليه الصلوة والسلام
كان يخالطنا فيقول لاخ لي يا ابا عمير ما فعل
بك النغير وروي ان عجوزا قالت يا رسول
الله ادع الله ان يدخلني الجنة فقال لها
النبي عليه الصلوة والسلام ان الجنة
لا يدخلها العجوز فجاءت تبكي فقالت
عائشة يا رسول الله انك لاحزنتها

تو اپنے نام سے شروع کرے اور اگر کسیکو کسی کے خط میں سلام
کہا ہو یا مثل سلام کے اور کچھ تو لایق ہے کہ جواب دے اسلئے کہ
غائب کی طرف سے کہنا مثل حاضر کے سلام کے ہے اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جواب خط کا
واجب جانتے تھے مثل جواب سلام کے ۔

باب جو کچھہ خوشطبعی کے باب مین وارد ہوا ہے اسکے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کچھہ ڈر نہیں خوشطبعی کرنے میں ایسی بات نہ کہے کہ اس مین
گنہگار ہو یا ایسی بات کا ارادہ نہ کرے کہ اس مین لوگ ہنسین
پس تحقیق یہ برا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کہ خوشطبعی کرتا ہون لیکن نہین کہتا ہون مگر سچ
بات اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ
الصلوۃ والسلام ہمسے اختلاط کرتے تھے تو میرے ایک بھائی
سے فرمایا اے ابو عمیر کیا کیا تیری نغیر اور مروی ہے کہ ایک
بوڑھیا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ
مجھکو جنت مین داخل کرے تو اس بڑھیا سے آپنے
فرمایا کہ تحقیق بڑھیا جنت مین داخل نہین ہوگی ۔
وہ بڑھیا رونے لگی پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
یا رسول اللہ تحقیق آپنے اسکو غم مین ڈالا تو آپنے پڑھ

فقرأ رسول الله عليه الصلوة والسلام انا
انشأناهن الاية فسرت بذلك عنها . في
رواية قال عليه الصلوة والسلام يبعثن
شابا ثم قرأ هذه الاية وروى حماد بن سلمة
عن ابي جعفر الخطمي ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال لرجل يكنى اباعمرة يا ام عمرة
فقال فلمس الرجل فرجه فقال يا رسول الله
ماكنت ارى الى امرأة فقال النبي عليه
الصلوة والسلام انما انا بشر مثلكم اما زحكم
فقال الفقيه رضي الله عنه لاتكثر المزاح
فان فيه ذهاب المهابة ولانه يذمك الصلحاء و
يجترئ عليك السفهاء وتنسب الى الخفة ولا
تمازح من لم تكن بينك وبينه مخالطة و
لم تعرف اخلاقه ولا بأس بان تمازح مع
اقربائك وجلسائك في غير ماثم ولا افراط
فيه فان خير الامور اوسطها ولان ذلك
احرى بان لا تنسب الرجل الى الثقل ولا
الى الخفة **باب الفوائد** روى وكيع
عن ثور عن محفوظ بن علقمة ان النبي عليه

انا انشأناهن انشاء یعنے ہم نے اُن عورتونکو اٹھایا ایک
اٹھان پر پس خوش ہوئی وہ بڑہیا اس بات سے
اور ایک روایت مین حضرت عائشہ سے ہے کہ آپنے فرمایا کہ اٹھائی جاوینگی جوان
پھر یہ آیت پڑہی اور حماد بن سلمہ جعفر خطمی سے روایت کرتے ہین کہ
تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ایک آدمی سے کہ اُسکی کنیت
ابو عمرہ تہی اے ام عمرہ پس کہا راوی نے کہ چہوئی اُس
آدمی نے اپنی شرمگاہ پس عرض کیا یا رسول اللہ مین
اپنے اکو عورت نہین دیکہتا ہون فرمایا نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے کہ مین تم جیسا ایک آدمی ہون تمسے خوشطبعی
کرتا ہون کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بہت خوشطبعی نکر پس تحقیق اسمین
ہیبت جاتی ہے اور اسلیے کہ تجہکو نیک آدمی برا کہین گے
اور بیوقوف تجہپر جرأت کرینگے اور ہلکاپن کی طرف نسبت دینگے
اور اُس شخص سے خوشطبعی نکر کہ اُسکے اور تیرے درمیان اختلاط
نہو اور تو اُسکی عادت نہین جانتا خوشطبعی کرنیمین کچہہ ڈر نہین
اپنے رشتہ دارون اور ہمصحبتون کے ساتہہ جسمین گناہ کی بات
نہو اور زیادتی نہو پس تحقیق سب کامونمین میانہ روی بہتر ہے
اور اسلیے کہ تحقیق یہ لایق تر ہے کہ آدمی گرانی اور ہلکاپن کے
طرف نسبت کیا جاے **باب بہت سے فائدون مین**
روایت کی وکیع نے ثور سے اُسنے محفوظ بن علقمہ سے کہ تحقیق

الصلوة والسلام رای رجلاً فی الشمس فقال
له تحول الی الظل فانه مبارك وعن ابی هریرة
رضی الله عنه قال حرف الظل مجلس الشیطان
یعنے بین الظل و بین الشمس وروی ابو الزبیر
عن جابر بن عبد الله عن النبی علیه الصلوة
والسلام قال اذا کتبتم الکتاب فتربوه فانّ
اسرع للحاجة والنجح للطلب والبرکة فی التراب
وروی نافع عن ابن عمر عن النبی علیه الصلوة
والسلام کان اذا اراد ان یذکر الحاجة ربط
فی یده خیطاً وعن الحسن قال اهدی لعلی
بن ابی طالب کرم الله وجهه یوم النیروز
هدیة فقال ما هذا فقیل له هذا یوم
یقال له النیروز فقال علی لیکن کل یوم
نیروز۔ وروی ابن ابی نجیح عن مجاهد ان
النبی علیه الصلوة والسلام ذکر رجلاً فسال
عنه فقال رجل انا اعرف وجهه ولا اعرف
اسمه فقال النبی علیه الصلوة والسلام
ایش تلك المعرفة یعنے ما لم یعرف اسمه
لا یکون معرفة وروی عن النبی علیه الصلوة

نبی علیه الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو دہوپ مین دیکہا تو آپ نے
فرمایا کہ سایہ کیطرف پہر آ پس تحقیق وہ اچہا ہے اور ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سایہ کا کنارہ شیطان
کی نشست ہے یعنی درمیان دہوپ اور سایہ کے اور ابو الزبیر نے
جابر بن عبد اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا جب تم کوئی خط لکہو تو اُسکو خشک مٹی پر مارو
پس تحقیق اُسمین حاجت روائی جلد ہوتی ہے اور مطلب
جلد نکلتا ہے اور برکت مٹی مین ہے اور نافع نواسہ ابن عمر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت آپ چاہتے کہ کوئی کام یاد
پڑا رہے تو اپنے ہاتہہ مین تاگا باندہ لیتے اور حسن سے روایت ہے
کہ انہون نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے طرف نوروز کے دن
کسی نے تحفہ بہیجا تو انہون نے فرمایا یہ کیا ہے تو لوگون نے کہا آج
نوروز کا دن ہے تو کہا حضرت علی رضنے چاہیئے کہ ہر روز
نوروز ہو اور ابن ابی نجیح مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کا ذکر کیا پہر اُسکا حال پوچہا
تو ایک شخص نے کہا کہ مین اُسکی صورت پہچانتا ہون نام نہین
جانتا تو آپ نے فرمایا یہ کون پہچان ہے یعنی جب تک اُسکے
نام نجانے تو پوری پہچان نہین ہوتی ٭ اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے مروی ہے ۔۔۔۔۔۔۔

والسلام انه قال اغلقوا الباب واوكوا السقاء
واطفؤا السراج فان الفويسقة تضرم على
اهل البيت بيتهم يعني الفارة تجر الفتيلة
وروى نافع عن ابن عمر ان النبي عليه الصلوة
والسلام كان اذا خرج الى العيد خرج
ماشيا واذا انقلب انقلب في غير ذلك الطريق
وركب وكان يقدم الاكل في الفطر ويؤخره
في الاضحى وعن عطاء قال كان النبي عليه
الصلوة والسلام يقول اطلبوا الخير عند
حسان الوجوه وحسان الصوت وروى
عن يحيى بن كثير قال كان النبي عليه الصلوة
والسلام يكتب الى عماله ان لا يردوا الا رجلا
حسن الوجه وحسن الجسم وحسن الصوت
وحسن الخلق ويروى حسن الاسم وعن النبي
عليه الصلوة والسلام ما بعث الله رسولا
الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن
الصوت وروى عن ابن ابي مليكة ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال اذا نهيت المسكين ثلثا
فلم ينته فلا بأس بان تزجره وروي عن عمر

کہ دروازہ بند کرو اور برتنوں کو ڈھانک دو اور چراغ کو بجھا دو پس تحقیق فویسقہ
گھر والوں کا گھر جلا دیتا ہے یعنی چوہا بتی کھینچ لیجاتا ہے اور نافع
ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب
عید کو نکلتے تھے تو پیادہ نکلتے تھے اور جب لوٹتے تھے تو
تو اور رستے سے سوار ہوکر لوٹتے تھے اور عید الفطر کو کھانا پہلے
کھا لیتے تھے اور عید الضحی میں بعد کو کھاتے تھے اور
عطا سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
تھے کہ بہتری سمجھو ... اچھی شکلوں اور اچھی آوازوں
کے دیکھنے اور سننے کے وقت اور یحیی ابن کثیر سے
مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے عاملوں کو لکھا
کرتے تھے کہ میری طرف مت بھیجو مگر اچھی صورت
والے اور اچھے جسم والے اور اچھے آواز والے اور اچھی
عادت والے آدمی کو اور ایک روایت میں حسن الاسم آیا ہے یعنی
اچھے نام والا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ اللہ
تعالے نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر خوبصورت اچھا نام
اور خوش آواز ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ تحقیق
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نے مسکین کو
تین بار منع کیا اور نہ مانا تو اسکی جھڑکی میں کچھ
ڈر نہیں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ رای مصحفا صغیرا
فی ید رجل فقال من کتبہ فقال انا فضربہ
بالدرۃ فقال عظموا القرآن وعن ابراھیم
النخعی قال یکرہ ان یکتب المصحف فی الشیٔ الصغیر
وعن عمر بن قتادۃ قال بت لیلۃ فی المسجد
ولیس معی شیٔ فاستیقظت فاذا فی ثوبی صرۃ
فیھا اربعون درھما او نحوھا فاتیت عطاء
فاستفتیتہ قال ان الذی صرھا فی ثوبک لم
یصرھا الا وھو یرید ان یجعلھا لک فان کانت
لک الیھا حاجۃ فاقض بھا حاجتک وان
کنت عنھا غنیا فاعطھا محتاجا وعن ابن سیرین
قال کنا مع ابی قتادۃ علی سطح فانقض نجم
فاتبعناہ ابصارنا فنھانا وقال لا تتبعوا
ابصارکم فانا کنا نھینا عن ذلک وعن وکیع
عن ابن ذر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی بالباکورۃ وضع علی عینیہ وعلی
فیہ وقال اللھم ارزقنا آخرہ کما رزقتنا
اولہ وعن الحسن ان النبی علیہ الصلوۃ و
السلام قال اذا سل احدکم سیفا فلا یناولہ

کہ تحقیق انہون نے دیکھا ایک چھوٹا قرآن ایک شخص کے ہاتھ
مین تو فرمایا کسنے لکھا ہے تو اسنے کہا مین نے پس اسکو
کوڑہ سے مارا پہر فرمایا کہ قرآن کو بزرگ رکھو اور ابراہیم نخعی سے مروی
ہے کہ انہون نے کہا کہ مکروہ ہے کہ قرآن چھوٹی چیز مین لکھا جاوے
اور عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ایک رات مین
مسجد مین سویا اور میرے پاس کچھہ نتہا جب مین جاگا تو دیکھا
میرے کپڑے مین ایک تھیلی تھی اسمین چالیس درہم یا اسکے
قریب پس مین عطا کے پاس آیا اس سے مین نے فتوی طلب
کیا جواب دیا تحقیق جس شخص نے ڈالی ہین تیرے کپڑے مین
نہین ڈالے مگر تجہے دینے کو .... سو اگر تجکو
اسکی کچھہ حاجت ہے تو اپنی حاجت پوری کر لے اور اگر تو اسکی
پروا نہین رکھتا تو محتاجون کو دیدے اور ابن سیرین سے روایت
ہے کہ کہا ہم ابن قتادہ کے ساتھ ایک چھت پر تھے کہ دیکھا ایک تارا
ٹوٹا ہم نے اپنی آنکھین اسکے پیچھے لگائین یعنی دیکھنے لگے تو ہمکو منع
کیا اور کہا اپنی آنکھین مت لگاؤ پس تحقیق ہم منع کیے گئے
ہین اس سے اور وکیع ابن ذر سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جب نیا میوہ آتا تھا تو اپنی آنکھون اور منہ پر رکھتے
تھے یعنی چومتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ نصیب کر ہمکو آخر اسکا
جیسے نصیب کیا تو نے اول اسکا یعنی اول فصل سے آخر فصل تک اسکو

او ابن ابی ذر

حتى تغمده فرأى قوما يفعلون فقال
المرأة عن هذا من فعل هذا فعليه لعنة الله
وعن الزهري ان النبي عليه الصلوة والسلام
نهى عن ذبائح الجن وذبائح الجن ان تذبح
في الدار الجديدة للطيرة والعين تستخرج
فتروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه نهى ان يقال مسيجد ومصيحف اى بالتصغير
وعن الشعبي عن ابي جحيفة عن علي رضي الله
عنه قال سمعت النبي عليه الصلوة والسلام
قال اذا كان يوم القيمة نادى منادى
من وراء الحجاب غضوا ابصاركم عن فاطمة
بنت محمد عليه الصلوة والسلام حتى تمر
على الصراط الى الجنة + **باب المرأة اذا
كان لها زوجان** قال الفقيه رح اختلف
الناس في المرأة التي يكون لها زوجان
في الدنيا لايهما تكون في الآخرة قال
بعضهم يكون لآخرهما وقال بعضهم بانها
بالخير فتختار ايهما شاءت وقد جاء في الآثار
ما يؤيد قول كلا الفريقين اما من قال هي

اسکو چھوڑ دیں پس حضرت نے ایک قوم کو ایسا کرتے دیکھا تو آپنے فرمایا
ہین نے تمکو اس سے منع کیا تھا پس جس شخص نے ایسا کیا تو اوسپر اللہ کی لعنت
ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
ذبائح جن سے منع کیا ہے ذبائح جن یہ ہے کہ نئے گھر مین واسطے
اور نظر بد کے لیے ذبح کیا جاے تاکہ نحوست نکل جاوے اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا مسجد کو
مُسَیجد اور مصحف کو مُصَیحف کہنے سے - یعنی ساتھ تصغیر کے
اور شعبی کو واسطے ابو جحیفہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے
ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا جب
قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا ایک پردہ کی آڑ سے
پکاریگا کہ اپنی آنکھین بند کرلو فاطمہ بنت رسول اللہ کی طرف سے
یہانتک کہ گذر جاوین پل صراط سے جنت کی طرف **باب
اُس عورت کے بیان مین کہ جسکے دو خاوند
ہون قیامت مین وہ کسکو ملیگی** کہا فقیہ رح
نے لوگون نے اختلاف کیا اُس عورت کے باب مین کہ جسکے دو خاوند
ہون دنیا مین کہ قیامت کے دن کسکو ملیگی بعض نے کہا پچھلے
کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا دونون
مین سے جسکو چاہے اختیار کریگی اور ہر دو فریق کے قول کو
روایتین تائید کرتے ہین پس جسنے کہا کہ وہ

لآخرهما فقد ذهب الى ما روى عن معاوية
بن سفيان انه خطب ام الدرداء فابت و
قالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم انه قال المرأة لآخر زوجها
فى الآخرة وقال لى ان اردت ان تكونى زوجتى
فى الآخرة فلا تتزوجى بعدى واما من قال
انها تخير فقد ذهب الى ما روى عن ام
حبيبة زوجة النبى عليه الصلوة والسلام
انها سألت النبى عليه الصلوة والسلام فقالت
يا رسول الله المرأة منا ما يكون لها زوجان
لايهما يكون فى الآخرة فقال النبى عليه
الصلوة والسلام تخير فتختار احسنهما خلقا
منهما ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد ذهب حسن الخلق بالدنيا والآخرة ✤

باب القول فى اطفال المشركين

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فى اطفال
المشركين اذا ماتوا فى صغرهم قال بعضهم
هم فى الجنة وقال بعضهم هم فى النار
وقال بعضهم هم خدام اهل الجنة وقال

پچھلے کو ملیگی پس تحقیق وہ گیا ہے اسطرف کہ معاویہ بن سفیان
سے مروی ہے کہ تحقیق انہون نے ام درداء کے پاس نکاح کا پیغام
بھیجا تو اسنے انکار کیا اور یہ کہا کہ مین نے ابو درداء سے سُنا ہے کہ
وہ پیغمبر صلعم سے حدیث ذکر کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عورت
قیامت مین پچھلے خاوند کو ملیگی اور مجھسے ابو درداء نے کہا ہے کہ
اگر تو قیامت مین میری بی بی ہوا چاہے تو نکاح مت کیجیو میرے
بعد جسنے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا تو وہ اس روایت کی طرف
گیا ہے کہ ام حبیبہ زوجہ نبی صلعم سے مروی ہے کہ انہون نے نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتون
مین سے وہ ہے کہ اسکے دو خاوند ہوتے ہین تو قیامت مین کس
کو ملیگی تو آپ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا پس اختیار
کریگی ان دونون مین سے جسکے اچھے خُلق ہونگے پھر فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے خُلق والا دنیا اور آخرت
مین اچھا رہا ✤

باب ہے مُشرکون کے بال بچون کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ لوگون نے کلام کیا ہے مُشرکون کے بال بچون میں
کہ چھوٹے عمر مین مرجاتے ہین بعض کہتے ہین کہ وہ جنت
مین ہونگے اور بعض نے کہا کہ وہ دوزخ مین ہونگے اور
بعض کہتے ہین کہ وہ بہشتیون کے غلام ہونگے اور بعض

بعضهم بخلاف هذا وقد جاءت في هذا آثار
مختلفة اما من قال انهم في الجنة فقد ذهب
الى ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه
يهودانه وينصرانه ويمجسانه واما من قال
انهم في النار فقد ذهب الى ما روى في
الخبر ان خديجة سألت رسول الله صلى الله
عليه وسلم من اولادها الذين ماتوا في
الجاهلية عن زوج كان لها قبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال النبي عليه الصلوة
والسلام ان شئت اسمعتك تغاءهم في
النار ولان الله تعالى قال ولا يلدوا الا فاجرا
كفارا فاخبرهم انهم حين ولدوا كانوا
كفارا وروي عن عائشة رضي الله عنها انها
قالت مررت بجنازة صبي طفل فقلت له
طوبى لك عصفور من عصافير الجنة فقال النبي
عليه الصلوة والسلام ما تدرين لو كبر ما
ذا يكون منه واما من قال هم خدام اهل
الجنة فاحتج بما روي عن النبي عليه الصلوة

بعض نے خلاف اسکے کہتے ہیں اور بیشک اسمیں روایتیں
مختلف آئی ہیں پس جسنے کہا کہ وہ جنت میں ہونگے تو وہ گیا
طرف اسکے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہے اوپر اصل اسلام کے پھر اسکو ماں باپ اسکو
یہودی کر لیتے ہیں یا نصرانی کر لیتے ہیں یا مجوسی کر لیتے ہیں اور جسنے کہا
کہ وہ دوزخ میں ہونگے تو وہ اسطرف گئے ہیں جو حدیث میں ہے کہ
تحقیق حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اپنی اولاد کا حال پوچھا
کہ جاہلیت میں پہلے خاوند سے پیدا ہو کر مر گئی تھی پہلے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے اگر تو چاہے تو میں تجھکو انکی آواز
دوزخ میں سنا دوں اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے (اور نہ جنینگے مگر بدکار
کافر پس خبر دی انکو تحقیق وہ جب پیدا ہونگے
کافر ہونگے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تحقیق انہوں نے
کہا کہ میں ایک چھوٹے لڑکے کے جنازہ پر گذری تھی میں نے اسکو کہا
خوشخبری ہو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیوں میں سے تو فرمایا نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے تو کیا جانتی ہے کہ یہ بڑا ہوتا
تو کیا کام اس سے ہوتا اور جو کہتا ہے کہ وہ
بہشتیوں کے غلام ہونگے تو اسکی حجت وہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام انه قال اتدرون من اللاهون
من امتي قالوا الله ورسوله اعلم قال هم
اطفال المشركين لم يذنبوا فيعذبوا ولم
يعملوا حسنة فيثابوا ولكنهم خدام اهل
الجنة وقال الفقيه رحمه الله فلما جاءت
الاخبار مختلفة فالسكوت عنهم افضل
ونقول الله تعالى اعلم بامرهم وقد روى
عن ابي حنيفة رحمه الله انه سئل عن اطفال
المشركين فقال لا ادري لهم وسئل محمد
بن الحسن عن اطفال المشركين فقال اني
اتقي عن اطفال المشركين لاني اعلم ان الله
تعالى لا يعذب احدا الا بذنب باب
الانبياء قال الفقيه رحمه الله كانت
الانبياء عليهم السلام مائة الف واربعة
وعشرون الفا ثلثمائة وثلثة عشر منهم
مرسل وغيرهم لم يكونوا مرسلين كذا روى
ابوذر الغفاري عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال لاصحابه يوم بدر انتم على
عدد المرسلين وعلى عدد اصحاب الطالوت

والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا جانتے ہو تم کون ہیں بیٹھنے
میری امت سے بولے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں آپ نے
مشرکوں کے بچے ہیں کہ جنہوں نے گناہ نہیں کیا جو عذاب ہو اور کوئی
نیکی نہیں کی کہ ثواب پاویں لیکن وے بہشتیوں کے
غلام ہونگے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس جب
حدیثیں مختلف آئی ہیں تو چپ رہنا ان کے بارہ میں بہتر ہے
اور ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالے انکے حال کو خوب جانتے والا ہے
اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انسے کسی نے مشرکوں کے
بچوں کا حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا اور امام محمد
بن حسن سے کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ
میں توقف کرتا ہوں بچوں کے باب میں لیکن میں جانتا ہوں کہ اللہ
تعالے کسیکو بے گناہ عذاب نہ کریگا باب
پیغمبروں کے بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ
انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس
ہزار ہوئے ہیں تین سو تیرہ اُن میں سے
مرسل ہیں اور سوا انکے مرسل نہیں ہیں ایسے ہی روایت کیا ہے
ابوذر غفاری نے نبی علیہ الصلوۃ و
والسلام سے کہ آپ نے جنگ بدر کے دن صحابہ سے فرمایا تم
اور مرسلوں کی شمار اور اصحاب طالوت کی شمار

حين جاوز النهر يعني ثلثمائة وثلثة عشر
رجلا ومن لم يكن من الانبياء مرسلا كان
بعضهم يوحى اليه في المنام وكان بعضهم
يسمع الصوت من غير ان يرى شخصا
فاول المرسلين كان آدم صلوات الله
عليه كان رسولا الى ولده وخلقه الله
تبارك وتعالى من تراب وخلق زوجته
حوا من ضلعه اليسرى وقد ولدت منه
حوا اربعين ولدا في عشرين بطنا من ذكر
وانثى وتوالدوا حتى كثروا كما قال الله
تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة
وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا
كثيرا ونساء وكانت كنية آدم ابا محمد في
الجنة لان اكرم ولده محمد عليه الصلوة و
والسلام فكان يكنى به وكنيته في الارض
ابو البشر وانزل عليه تحريم الميتة والدم
ولحم الخنزير وعاش تسعمائة وثلثين
سنة هكذا ذكره اهل التورية وروى
عن وهب بن منبه انه قال عاش آدم

جب نہر سے گذرے تھے برابر ہے یعنی تین سو تیرہ
آدمی اور جو نبی کہ مرسل نہین تھے بعض کے
پاس انمین سے سوتے مین وحی آتی تھی اور بعض انمین سے
آواز سنتے تھے بے کسی شخص کے دیکھے
پس سب سے پہلے مرسل حضرت آدم علیہ السلام
ہین کہ تھے رسول اپنی اولاد کی طرف اور پیدا کیا انکو
اللہ تعالے نے مٹی سے اور پیدا کیا انکی بی بی
حوّا کو بائین پسلی انکے سے اور تحقیق جنی انسے
حوّا چالیس اولاد مرد اور عورت بیس حمل مین
اور انکی اولاد کے اولاد پیدا ہوئی یہانتک کہ کثرت ہوگئی جیسے اللہ تعالی نے
فرمایا (وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا تمکو ایک جی سے یعنی آدم سے
اور پیدا کیا اس سے اسکا جوڑا یعنی حوا اور پھیلایا ان دونون سے
بہت سارے مرد اور عورتیں) اور کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی
جنت مین ابو محمد تھے اسلیے کہ تحقیق انکی اولاد مین سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہین پس اسی نام سے کنیت ہوئی اور انکی کنیت زمین مین
ابو البشر ہے اور ان پر مردار بہتا لہو
اور سور کا گوشت حرام تھا اور نو سو تیس ۹۳۰
برس زندہ رہے ایسے ہی ذکر کیا اسکو اہل توریت نے اور روایت ہے
ابن منبہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ زندہ رہے حضرت آدم

الف سنة ثم بعده شيث بن آدم و كان
نبيا مرسلا فكان وصي آدم و ولي عهده و
قال وهب انزل الله على شيث خمسين صحيفة
و عاش تسع مائة سنة و كان شيث ابو البشر
كلهم و اليه انتهت انساب الناس كلهم
ثم ادريس النبي عليه الصلوة والسلام و
كان مرسلا و اسمه اخنوخ وقيل خنوخ وانما
سمي ادريس لكثرة درسه من كتاب الله
و سنن الانبياء الاولين و هو اول من خط
بالقلم و اول من خاط الثياب ولبسها يعني
من ثياب القطن و كان من قبله يلبسون
الجلود والصوف واجاب له الف انسان
ممن يدعوهم و هو جد اب نوح ورفع
الى السماء و هو ابن ثلثمائة و خمس و ستين سنة
قال الله تعالى و رفعناه مكانا عليا ثم نوح
عليه السلام و اسمه شاكرا
وانما سمي نوحا لكثرة نوحه
و بكائه من خوف الله تعالى عز و جل
و كان اول من امر بنسخ الاحكام

ہزار برس تھے پھر بعد حضرت آدم کے شیث انکے بیٹے اور تھے وہ
نبی مرسل پس تھے وہ وصی حضرت آدم کے اور انکے ولی عہد اور
کہا وہب نے کہ اللہ تعالے نے حضرت شیث پر پچاس صحیفے اتارے
اور زندہ رہے نو سو ۹۰۰ برس اور تھے حضرت شیث ابو البشر
سب کے اور سب آدمیون کی نسب انہین تک پہنچتی ہے
پھر ادریس علیہ السلام
اور تھے مرسل اور نام انکا اخنوخ تھا اور بعض نے خنوخ کہا اور تحقیق
ادریس اس وجہ سے نام ہوا کہ کتاب اللہ کے
اور پہلے نبیون کے طریقون کا بہت درس
کیا کرتے تھے اور انہین نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور روئی کا
کپڑا سیا اور پہنا اور ان سے پہلے
کہال و صوف پہنتے تھے اور ایمان لائے ہزار آدمی انکی ایسے
اور وہ پردادے نوح کے تھے اور آسمان کیطرف
چڑہائے گئے جب وہ تین سو پینسٹھ ۳۶۵ برس کے تھے جیسے فرمایا اللہ
تعالی نے (اور چڑہایا ہمنے اسکو اونچے مکان پر) پھر نوح
علیہ السلام اور انکا نام شاکر تھا اور نوح نام اسوجہ سے ہوا
کہ نوحہ یعنی رویا بہت کرتے تھے اللہ کے خوف سے اور تھے
اول ان رسولون کے کہ جنکی شریعت
مستقل تھی اور ناسخ تھے پہلی

وبالشرائع وكان قبله نكاح الاخت مباحًا ثم
حرم ذلك على عهده فكذبه قومه فارسل
الله تعالى عليهم الطوفان فغرقت الدنيا كلهم
الا من كان فى السفينة وكان معه فى السفينة
اربعون رجلا واربعون امرأة فلما خرجوا
من السفينة ماتوا كلهم الا اولاد نوح عليه
السلام سام وحام ويافث ونساءهم
كما قال الله تعالى وجعلنا ذريته هم الباقين
فتوالدوا حتى كثروا فالعرب والروم والفارس
كلهم من ولد سام والحبش والسند كلهم
من ولد حام ويأجوج ومأجوج والصقالب
والترك من ولد يافث ثم بعده هود النبى
عليه السلام وهو هود بن عبد الله ويقال
هود بن عوص بعثه الله تعالى الى عاد وقال
بعضهم عاد اسم قبيلة وقال بعضهم هو اسم
ملكهم وكانوا يسمون باسم ملكهم
فكذبوه فارسل الله تعالى عليهم الريح العقيم
فاهلك كلهم ثم بعده صالح النبى عليه
السلام وهو صالح بن عبيد ويقال صالح

شریعتوں کے اور اُنسے پہلے بہن کے ساتھ نکاح جائز تہا اور
اُنکے عہد میں حرام ہو گیا تو اُنکی قوم نے اُنکو جہٹلایا تو
اللہ تعالی نے اُنپر طوفان بہیجا تو ساری دنیا ڈوب گئی سوائے
اُنکے جو کشتی میں تہے اور اُنکے ساتھ کشتی میں چالیس مرد
اور چالیس عورت تہیں پہر جب کشتی سے نکلے سب مر گئے
مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سام اور حام اور یافث
اور اُنکی بیبیاں جیسے فرمایا اللہ تعالے نے (اور
رکہا ہمنے اُسکی اولاد کو باقی) پہر اُنکے اولاد پیدا ہوئی
یہانتک کہ بہت ہو گئے پس عرب اور روم اور فارس سب
سام کی اولاد سے ہیں اور حبش اور سند سب حام کی اولاد سے
ہیں اور یاجوج اور ماجوج اور صقالب اور ترک یافث کی
اولاد سے ہیں پہر بعد اُنکے ہود علیہ السلام ہوئے اور وہ ہود
بن عبد اللہ تہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہود بن عوص
عاد کی قوم پر بہیجے گئے اور بعض نے کہا ہے کہ عاد
ایک قبیلہ کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اُنکے بادشاہ کا
اور اپنے بادشاہ کے نام پر اُنکا نام ہوتا تہا پس حضرت ہود
کو جہٹلایا تو اللہ تعالی نے اُنپر ہوا بے نفع بہیجی پس سب کو
ہلاک کر دیا پہر اُنکے بعد صالح علیہ السلام نبی ہوئے
اور وہ صالح ابن عبید تہے اور بعض صالح

بن عائق بعثه الله تعالى الى ثمود وهو اسم
بير بارض الحجر فسمي تلك القبيلة باسم تلك البير
وكذبوه وسألوه بان يخرج لهم ناقة حبلى من
صخرة الجبل ففعل فكذبوه فعقروا الناقة وكان
عاقر الناقة رجلا احمر ازرق يقال له قذار بن
سالف وهو اشقى القوم كما قال الله تعالى اذا
انبعث اشقٰها فاهلكهم الله بالصاعقة و
الزلزلة ثم ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام
وهو ابراهيم بن آزر بن تارخ بن ناخور
وكان ابراهيم اول من استاك واول من
استنجى بالماء واول من جز شاربه واول من
راى الشيب واول من ختن واول من اتخذ
السراويل واول من ثرد ثريدا واول من اتخذ
الضيافة وكان لابراهيم اربع بنين اسمعيل
واسحق ومدين ومدائن ويقال ستة بنين
او كانوا اثنى عشر وكان اسمعيل نبيا مرسلا وكان
ابا العرب كلهم وكان اسحق نبيا مرسلا وكان له
ابنان يعقوب وعيصو ولدا في بطن واحد خرج
يعقوب من بطن الام على اثر عيص

بن عائق کہتے ہیں انکو اللہ تعالے نے قوم ثمود کیطرف بھیجا تھا
اور ثمود حجر کی زمین میں ایک کوئیں کا نام ہے تو اس قبیلہ کا نام بھی
اُس کوئیں کے نام سے لیا گیا اور جھٹلایا انکی قوم نے انکو اور انسے سوال کیا
کہ ہمارے لیے ایک اونٹنی گیابھن پہاڑ کے پتھر سے نکال انہوں نے
ویسا ہی کیا تب بھی انکو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں نکال ڈالیں اور
اونٹنی کی کونچیں نکالنے والا ایک شخص سرخ رنگ کیری آنکھوں والا
قذار بن سالف تھا اور وہ ساری قوم میں بدتر تھا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے
نے (جب کھڑا ہوا بدترین انکا) پھر اللہ تعالے نے انکو ایک کڑاکے اور بھونچال
سے ہلاک کر دیا پھر حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ ابرہیم
بن آزر بن تارخ بن ناخور ہیں اور حضرت ابرہیم نے ہی سب سے پہلے مسواک
کری اور سب سے پہلے پانی سے استنجا کیا اور سب سے پہلے
اپنی لبیں لوائیں اور سب سے پہلے اپنے سفید بال دیکھے اور سب سے
پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے پاجامہ پہنا اور سب سے پہلے ترید بنایا
یعنی شوربا میں روٹی بھگو کر کہائی اور سب سے پہلے ضیافت کی اور حضرت
ابرہیم کے چار بیٹے تھے اسمعیل اسحق مدین مدائن اور بعض کہتے ہیں کہ چھ
بیٹے تھے یا بارہ بیٹے تھے اور حضرت اسمعیل نبی مرسل اور سارے
عرب کے باپ تھے اور حضرت اسحق بھی نبی مرسل تھے اور حضرت اسحق
کے دو بیٹے تھے یعقوب اور عیص دونوں ایک ہی ساتھ پیدا ہوئے
یعقوب ماں کے پیٹ سے عیص کے بعد نکلے تھے

فسمی یعقوب لخروجه علی عقبه واما یعقوب
فهو اب بنی اسرائیل وکان یقال کنیة یعقوب
اسرائیل وهو فی لغتهم عبد الله واما عیصو
فهو اب الروم وکان لوط النبی علیه السلام
فی زمن ابراهیم وکان ابن عمه وکانت سارة
اخت لوط وهی ام اسحق وکان لوط النبی
علیه السلام ابن اخ ابراهیم وهو لوط ابن
هارون بن تارخ بن ناخور ثم ایوب النبی
علیه السلام وکان ابن بنت لوط وهو ایوب
بن موسی وکان زوجته بنت یعقوب یقال
لها لنا بنت یعقوب ویقال هی رحمة بنت
یوسف ثم شعیب علیه السلام وهو شعیب
بن یزید بعثه الله تعالی الی اهل مدین
فکذبوه فاهلکهم الله تعالی بالزلزلة والصاعقة
ثم موسی علیه السلام واخوه هارون
ابنا عمران بعثهما الله تعالی الی فرعون
بمصر واسم فرعون ولید بن مصعب
ثم یوشع بن نون وکان خلیفة موسی
من بعده ثم یونس بن متی علیه السلام

اسلیے یعقوب نام رکہا گیا کہ اُنکے پیچہے نکلے اور لیکن یعقوب
سو وہ سب بنی اسرائیل کے باپ تہے اور کنیت یعقوب کی اسرائیل
تہی اور اُسکی معنی عبرانی زبان میں عبد اللہ ہیں یعنی بندہ اللہ کا
اور لیکن عیص سو وہ سارے روم کے باپ ہیں اور حضرت لوط بہی حضرت
ابراہیم کے زمانہ میں تہے اُنکے چچیرے بہائی اور سارہ حضرت لوط
کی بہن تہیں اور حضرت اسحاق کی ماں اور لوط علیہ السلام
حضرت ابراہیم کے بہتیجے تہے اور وہ لوط بن ہارون بن
تارخ بن ناخور تہے پہر حضرت ایوب علیہ السلام نبی
ہوئے اور وہ حضرت لوط کے نواسہ تہے اور وہ تہے ایوب
بن موسی اور اُنکی بی بی حضرت یعقوب کی بیٹی تہیں جنکو
لیا کہتے تہے کہ وہ رحمة بنت یوسف تہیں پہر حضرت
شعیب علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ یزید کے بیٹے تہے
اللہ تعالی نے اُنکو اہل مدین کیطرف بہیجا تہا سو اُنکی قوم نے
اُنکو جہٹلایا اللہ تعالے نے اُنکو بہونچال اور کڑک کے عذاب سے
ہلاک کیا پہر حضرت موسی علیہ السلام اور اُنکے بہائی ہارون دونوں
عمران کے بیٹے نبی ہوئے اللہ تعالی نے اُنکو فرعون کیطرف نبی کرکر
مصر کو بہیجا اور فرعون کا نام ولید بن مصعب تہا پہر حضرت
یوشع بن نون نبی ہوئے اور یہ حضرت موسی کے بعد اُنکے
خلیفہ ہوئے پہر یونس بن متی

الذی ابتلاہ اللہ تعالیٰ بالحوت فالتقمہ الحوت
وکان فی بطنہ ثلثۃ ایام ویقال ابتلاہ اللہ تعالیٰ
سبعۃ ایام ویقال اربعین یوما وقد بعثہ اللہ تعالیٰ
الی اھل نینوی فکذبوہ فارسل اللہ تعالیٰ علیھم العذاب
ثم امنوا فصرف اللہ عنھم العذاب بعد ما غشیھم ثم
داؤد النبی علیہ السلام وھو داود بن ایشا
وکان نبیا مرسلا وکان ملک بنی اسرائیل
ثم ابنہ سلیمان بن داؤد علیھما السلام ثم
زکریا علیہ السلام بن ماثان ثم ابنہ یحیی بن
زکریا علیھما السلام ثم عیسی بن مریم
علیہ السلام ثم الیاس وکان الیاس علیہ
السلام نبیا مرسلا وکان من سبط یوشع
بن نون بعثہ اللہ تعالیٰ الی اھل بعلبک
وھو مدینۃ بالشام وکان الیسع تلمیذ
الیاس وخلیفتہ من بعدہ وکان الاسباط
من اولاد یعقوب وکان لہ اثنا عشر ابنا
فتوالدوا حتی کثروا فصار اولاد کل ابن
سبطا والسبط فی بنی اسرائیل بمنزلۃ القبیلۃ
فی العرب وعاش یعقوب فی ارض مصر

کہ اُنکو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے ساتھ آزمایا چنانچہ اُنکو وہ
نگل گئی اور تین دن اُسکے پیٹ میں رہے اور بعض کہتے ہیں
کہ سات دن تک خدا نے آزمایا اور بعض کہتے ہیں چالیس دن
تک اور نینوا والوں کی طرف بھیجے گئے تھے اُنکی قوم نے
اُنکو جھٹلایا پھر اللہ نے اُنپر عذاب بھیجا اُسوقت وہ ایمان لائے
اللہ تعالیٰ نے عذاب پھیر لیا جبکہ اُنکو گھیر لیا تھا پھر داود علیہ السلام
ایشا کے بیٹے نبی ہوئے اور تھے نبی مرسل اور تھے بنی اسرائیل میں
بادشاہ پھر اُنکے بیٹے سلیمان علیہ السلام پھر زکریا بن ماثان
پھر یحیٰے بن زکریا علیہما السلام پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
پھر الیاس علیہ السلام اور تھے الیاس علیہ السلام
نبی مرسل اور یوشع بن نون کی اولاد سے تھے
اللہ تعالیٰ نے اُنکو بعلبک کی طرف نبی کر کر
بھیجا تھا اور بعلبک شام کے ملک میں ایک
شہر ہے اور الیسع ہمراہ حضرت الیاس کے ساتھ گئے
تھے اور اُنکے بعد خلیفہ ہوئے اور اسباط حضرت یعقوب
کی اولاد ہے حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے اُنکی اولاد
کثرت سے ہوئی تو ہر ایک کی اولاد سبط کہلائی
اور سبط بنی اسرائیل میں جیسے عرب میں قبیلا اور حضرت یعقوب
مصر میں سترہ برس زندہ رہے اور اُنکی عمر

سبع عشر سنة وكان عمره مائة وسبعا و
اربعين سنة وعاش يوسف بعده ثلثا و
عشرين سنة ومات يوسف وهو ابن مائة
وعشرين سنة ويقال مائة وعشر سنين
وروي عن كعب الاحبار انه قال انا نجد في بعض الكتب ان
عشرة من الانبياء ولدوا مختونين خلق الله تعالى
آدم مختونا وشيث بن آدم وادريس و
نوحا ولوطا واسمعيل ويوسف وذكريا
وعيسى ومحمدا نبينا صلى الله عليه وسلم
وعليهم اجمعين وذكر عن وهب بن منبه
انه قال كان بين آدم وبين طوفان
نوح الفان ومائتان واثنان واربعون
سنة وبين طوفان وبين موت نوح
ثلثمائة وخمسون سنة وبين نوح وابراهيم
الفان ومائتان واربعون سنة وبين
ابراهيم وموسى تسعمائة سنة وبين موسى
وداود خمسمائة سنة وبين داود وعيسى
الف ومائتان سنة وقال بعضهم لا يصح هذا
يعني ما ذكرنا من مقدار السنين لان الله تعالى

ایکسو سینتالیس برس کی ہوئی اور حضرت یوسف
حضرت یعقوب کے بعد تئیس برس زندہ رہے اور جب
حضرت یوسف مرے تو انکی ایکسو بیس برس کی
عمر تھی اور بعض کہتے ہین ایکسو دس برس کی
اور کعب الاحبار سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ہم
بعض کتاب مین پاتے ہین کہ دس نبی ختنہ کیے
پیدا ہوئے حضرت آدم مختون ہوئے اور شیث اور
ادریس اور نوح اور لوط اور اسمعیل و یوسف اور زکریا
اور عیسی اور محمد ہمارے نبی علی نبینا وعلیہم السلام اور
وہب بن منبہ سے مذکور ہے کہ وہ کہتے ہین کہ
حضرت آدم مین اور حضرت نوح کے طوفان مین
بارہ سو بیالیس برس کا تفاوت تھا اور
حضرت نوح طوفان سے تین سو پچاس برس بعد
مرے اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان
مین بارہ سو چالیس برس کا تفاوت تھا اور حضرت
موسی اور حضرت ابراہیم کے درمیان نو سو برس اور حضرت موسی
اور حضرت داود کے درمیان مین پانسو برس کا اور حضرت داود اور حضرت
عیسی کے درمیان بارہ سو برس کا اور بعض نے کہا کہ یہ صحیح نہین
یعنی جو ہمنے برسون کی تعداد بیان کری اسلیے کہ حق تعالی نے

قال وقرونا بين ذلك كثيرا فلا يعرف
مقدار ذلك الا الله تعالى ثم انقطعت الرسل
بعد عيسى عليه السلام الى وقت محمد عليه
الصلوة والسلام وكانت بينهما فترة من
الرسل وذلك قوله عز وجل على فترة من الرسل
سمى فترة لان الدين قد فتر ودرس قال
قتادة كان بينهما خمسمائة وستون سنة
وقال الكلبي خمسمائة واربعون سنة
وقال مقاتل ستمائة سنة وهكذا قال الضحاك
وقال وهب بن منبه كان بينهما ستمائة
وعشرين سنة وهذا اصح الاقاويل و
الكتب التي انزل الله تعالى على انبيائه
التي هي معروفة عند الناس هي اربعة
التورية على موسى عليه السلام والزبور
على داود عليه السلام والانجيل على عيسى
عليه السلام والفرقان على محمد صلى الله
عليه وسلم وروى عن وهب بن منبه انه
قال انزل الله تعالى مائة كتاب واربعة
فخمسين صحيفة نزلت على شيث بن آدم

فرمایا ہے (اور اسکے درمیان مین بہت زمانے ہین) اور اسکی
مقدار اللہ تعالے کے سوا کوئی نہین جانتا پھر بعد عیسے
علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
کوئی نبی نہ آیا اور اس عرصہ مین دین منقطع رہا یہی مراد
ہے اللہ تعالی کے قول سے (اوپر موقوف ہونے رسولون
کے) فترت نام اسواسطے رکھا کہ دین منقطع ہوا اور مٹ گیا
قتادہ کہتے ہین کہ آنحضرت اور حضرت عیسے کے درمیان مین
۵۶۰
پانسو ساٹھ برس کا تفاوت ہے اور کلبی کہتے ہین پانسو چالیس
برس کا اور مقاتل کہتے ہین کہ چھ سو برس کا اور ایسے ہی ضحاک نے
کہا ہے اور وہب بن منبہ کہتے ہین کہ ان دونون کے درمیان مین
۶۲۰
چھ سو بیس برس کا فاصلہ ہے اور یہی قول صحیح تر ہے اور
کتابین کہ اللہ تعالی نے انبیا علیہم السلام پر اُتاری ہین وہ سب
آدمیون مین مشہور ہین کہ چار ہین توریت موسی علیہ السلام
پر اور زبور داود علیہ السلام پر اور انجیل عیسے
علیہ السلام پر اور قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور وہب ابن منبہ سے مروی ہے
کہ اللہ تعالے نے ایک سو چار کتاب
نازل کری ہین پس پچاس صحیفے تو نازل ہوئے ہین
شیث علیہ السلام پر ....

عليه السلام وثلثين صحيفة على ادريس و
عشرين صحيفة على ابراهيم عليه السلام و
فى رواية اخرى عشر صحيفة على ابراهيم و
عشر صحيفة على موسى قبل التوراة سمى كتاب
السنة والتورية على موسى والزبور على داود
والانجيل على عيسى والفرقان على محمد عليه
الصلوة والسلام واختلفوا فى ذى القرنين
ولقمان قال بعضهم كانا نبيين واكثر اهل
العلم قالوا ان لقمان كان حكيما و
كان ذوالقرنين ملكا صالحا ولم يكن نبيا
وقال عكرمة كان ذوالقرنين ولقمان نبيين
وروى عن على انه سئل عن ذى القرنين فقال
كان رجلا صالحا وقال بعضهم انما سمى
ذوالقرنين لانه ملك فارس والروم وقال
بعضهم كان على رأسه شبه القرنين وقال
بعضهم لانه عاش قرنين وقال بعضهم لانه
سار الى قرنى الشمس فى مغربها ومطلعها و
قال بعضهم لانه راى فى المنام فى حال شبابه
دنى من الشمس واخذ بقرنيها فاخبر بذلك

اور تیس صحیفہ ادریس پر اور بیس صحیفہ ابراہیم
علیہ السلام پر اور ایک اور روایت مین ہے
کہ دس صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پر اور توریت
موسے علیہ السلام پر اور زبور داؤد پر
اور انجیل عیسے پر اور قرآن محمد
علیہ الصلوۃ والسلام پر اور ذی القرنین
اور لقمان کے باب مین علما نے اختلاف کیا ہے
بعضون نے کہا ہے کہ دونون نبی تھے اور اکثر اہل علم کہتے ہین
لقمان حکیم تھے اور ذوالقرنین نیک بادشاہ تھے
اور نبی نہ تھے اور عکرمہ کہتے ہین کہ ذوالقرنین
اور لقمان دونون نبی تھے اور حضرت علی سے مروی ہے
کہ انسے لوگون نے ذوالقرنین کا حال پوچھا
تو آپ نے فرمایا کہ آدمی نیکبخت تہا اور بعض کہتے ہین کہ تحقیق
ذوالقرنین نام اسلیے رکہا گیا تہا کہ بادشاہ روم اور فارس کا تہا اور
بعض کہتے ہین کہ اُسکے سر پر دو سینگوں کے نشان تھے اور بعض کہتے
ہین کہ زندہ رہا دو قرن اور بعض کہتے ہین اسلیے کہ سیر کیا
آفتاب کے دونون کنارہ مغرب اور مشرق تک اور بعض کہتے ہین
اسلیے کہ جوانی مین خواب مین دیکہا تہا کہ آفتاب سے نزدیک ہو گیا
اور اُسکی دونون شاخین پکڑ لین اور اپنی قوم کو خبر کری

قومه فسموه ذا القرنين وكان اسمه اسكندر
وخمسة من الانبياء كان لسانهم عربيا
اسمعيل وهود وشعيب وصالح ومحمد صلى
الله عليه وسلم واختلفوا في الولد الذي امر
ابراهيم بذبحه قال بعضهم هو اسمعيل وقال
بعضهم اسحق وروي عن علي رض وابي هريرة
وعبد الله بن سلام وعكرمة وقتادة ومقاتل
وكعب ووهب بن منبه انهم قالوا هو اسحق
وقال ابن عباس وابن عمر ومجاهد ومحمد بن
كعب القرظي والكلبي انه اسمعيل وهذا القول
اشبه بالكتاب والسنة اما الكتاب فحيث قال
وفديناه بذبح عظيم ثم قال بعد قصة الذبح
وبشرناه باسحق نبيا الاية واما الخبر
فما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انا ابن الذبيحين يعني اباه عبد الله
واسمعيل عليه السلام واتفقت الامة انه
عليه الصلوة والسلام من ولد اسمعيل و
قال اهل التورية انه كان اسحق فان صح ان ذلك
في التورية فقد امنا به ويقال لم يملك احد

تو قوم نے اسکا نام ذوالقرنین کہدیا اور اسکا نام سکندر تہا
اور پانچ نبیون کی زبان عربی تہی حضرت اسمعیل اور
ہود اور شعیب اور صالح اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور عالموں نے اختلاف کیا ہے اس لڑکے مین کہ جسکے
ذبح کرنیکا حکم حضرت ابراہیم کو ہوا تہا بعض کہتے ہین کہ وہ اسمعیل تہے
اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اسحاق تہے اور حضرت علی رض اور ابو ہریرہ
اور عبد اللہ بن سلام اور عکرمہ اور قتادہ اور مقاتل اور کعب
اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ یہ کہتے ہین کہ وہ اسحق ہے
اور ابن عباس اور ابن عمر اور مجاہد اور محمد بن کعب قرظی
اور کلبی کہتے ہین کہ اسمعیل ہین اور یہ قول کتاب اور سنت سے
بہت موافق ہے چنانچہ قرآن مین فرمایا ہے اور فدیہ دیا
ہمنے اسکا بڑے ذبیحہ کا پہر بعد قصۂ ذبح کے فرمایا
اور ہمنے اسکو خوشخبری دی اسحاق نبی کی آخر آیت تک اور حدیث
مین سے نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ مین دو ذبح کا
بیٹا ہون مراد عبد اللہ انکے باپ اور اسمعیل علیہ السلام
سے ہے اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہے کہ آنحضرت
اسمعیل کی اولاد سے ہین اہل توریت کہتے ہین کہ وہ
ذبیح اسحق ہین پس اگر یہ بات صحیح ہو جاوے کہ یہ توریت مین ہے تو ہم
ایمان لاوے اور کہتے ہین کہ ساری روے زمین کی سلطنت کسیکو

من الملوك الدنيا كلها الا اربعة اثنان مسلمان
واثنان كافران فاما المسلمان فسليمان بن
داود عليه السلام وذو القرنين واما الكافران
فنمرود بن كنعان وبخت نصر ويقال شداد
بن عاد وهو الذي خرب بيت المقدس
فقتل منهم سبعين الفا واسر منهم سبعين
الفا وذهب بهم الى باب بابل وفيهم دانيال
النبي عليه السلام وكان صغيرا وكان نبيا
ولم يكن مرسلا ويقال لم يتكلم احد من
الناس وهو طفل الا اربعة احدهم عيسى عليه
السلام والثاني صاحب الاخدود والثالث
صاحب جريج الراهب والرابع صاحب يوسف
قال جل ذكره وشهد شاهد من اهلها و
اختلفوا فيه قال بعضهم كان الشاهد رجلا كبيرا
ولم يكن طفلا وروي عن كعب الاحبار انه قال وجدت في
كتب الانبياء ان عمر آدم عليه السلام كان تسعمائة
وثلثين سنة وعمر نوح الف سنة الا خمسين
عمر ابراهيم مائة وخمس وسبعين سنة و
عمر اسمعيل مائة وسبع وثلاثين سنة و

مگر چار کو دو مسلمان اور دو کافر سو مسلمانون مین سلیمان
بن داود علیہما السلام اور سکندر ذو القرنین
اور کافرون مین نمرود بن کنعان اور دوسرا
بخت نصر اور بعض کہتے ہین کہ شداد بن عاد اور
جسنے کہ بیت المقدس کو خراب کیا ہے انھین سے
ستر ہزار مارے گئے اور ستر ہزار قید ہوئے اور انکو
بابل کے دروازے تک لیگئے اور انھین مین دانیال پیغمبر
ہین اور چھوٹے تھے اور نبی مرسل تھے اور کہتے
ہین کہ لڑکپن مین کسی نے باتین نہین کرین مگر
چار نے ایک انھین سے عیسے علیہ السلام اور دوسرا
صاحب اخدود اور تیسرا جریج راہب کا مصاحب
اور چوتہا یوسف کی گواہی دینے والا حق تعالیٰ فرماتا ہے
(اور گواہی دی گواہی دینے والے نے اسکے گہر والون مین سے)
اور علما نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ شاہد بڑا آدمی
تہا بچہ نتہا اور کعب احبار سے مروی ہے کہ انھون نے کہا
کہ مینے نبیون کی کتابون مین پایا ہے کہ حضرت آدم کی عمر
۹۳۰ نو سو تیس کی تھی اور حضرت نوح کی عمر ساڑھے نو سو برس کی ۹۵۰
اور حضرت ابراہیم کی عمر ایکسو پچہتر برس کی ۱۷۵ اور حضرت
اسمعیل کی عمر ایک سو سینتیس ۱۳۷ برس کی اور

عمر اسحٰق مائة وثلثون سنة وعمر يعقوب مائة
وسبع واربعون سنة وعمر يوسف مائة وعشرون
سنة وعمر موسى مائة وثلث وعشرون سنة
وعمر داؤد سبعون سنة وعمر سليمان مائة
وثمانون سنة وعمر زكريا ثلثمائة سنة وعمر
يحيى خمس وسبعون سنة وعمر شعيب مائتان
واربع وخمسون سنة وعمر صالح مائة وثمانون
سنة وعمر هود مائتان وخمس وستون
سنة وعمر عيسى ثلثمائة وثلث وثلثون سنة وعمر
محمد عليه الصلوة والسلام ثلث وستون سنة

باب ما خلق الله من الخلق

قال الفقيه رحمه الله وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى خلق
الخلق ثمانية عشر الف عالم الدنيا منها عالم
واحد وروى عمر بن الخطاب عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
خلق في الارض من الخلائق الف امة ستمائة
منها في البحر واربعمائة في البر وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان

حضرت اسحاق کی عمر ایکسو تیس ۱۳۰ برس کی اور حضرت یعقوب کی
عمر ایکسو سینتالیس ۱۴۷ برس کی اور حضرت یوسف کی عمر ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی
اور حضرت موسیٰ کی عمر ایکسو تیئیس ۱۲۳ برس کی اور حضرت داؤد کی
عمر ستر ۷۰ برس کی اور حضرت سلیمان کی عمر ایکسو اسی ۱۸۰ برس کی
اور حضرت زکریا کی عمر تین سو ۳۰۰ برس کی اور حضرت یحییٰ کی
عمر پچھتر برس کی اور حضرت شعیب کی عمر دو سو چون ۲۵۴
برس کی اور حضرت صالح کی عمر ایکسو اسی ۱۸۰ برس کی اور
حضرت ہود کی عمر دو سو پینسٹھ ۲۶۵ برس کی اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی عمر تین سو تینتیس ۳۳۳ برس کی اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمر ترسٹھ ۶۳ برس کی باب بیچ بیان

اسکے جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا

کہا فقیہ
رحمہ اللہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار مخلوق
پیدا کری اس سے ایک یہ عالم ہے اور عمر
بن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین
مین مخلوق کے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھ سو انمین
سے دریا مین اور چار سو خشکی مین اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

الله تعالى خلق ارضا بيضاء مثل الدنيا ثلثين
مرة مسيرة الشمس فيها ثلثين يوما محشوة
خلقا من خلق الله تعالى لا يعلمون الا الله ولا
يعصون الله ما امرهم طرفة عين قيل يا رسول الله
اهم من ولد آدم قال ما يعلمون ان الله خلق آدم
قالوا يا رسول الله فاين عنهم ابليس قال لا يعلمون
ان الله تعالى خلق ابليس ثم قرأ رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويخلق ما لا تعلمون وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله خلق ملكا
نصف اسفله نار ونصف اعلاه ثلج وهو
يقول سبحان من الف بين النار والثلج
اللهم فكما الفت بين الثلج والنار
فالف بين قلوب المؤمنين وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى خلق
ديكا تحت العرش وله جناحان اذا نشرهما
جاوزا المشرق والمغرب فاذا كان آخر
الليل نشر جناحيه وخفق بهما وصرخ
بالتسبيح سبحان الملك القدوس فاذا فعل ذلك
سبحت ديك الارض كلها وخفق باجنحتها

کہ اللہ تعالی نے ایک زمین کو سفید پیدا کیا دنیا سے تیس حصہ
زیادہ آفتاب کے گردش اس پر تیس دن میں ہوتی ہے
اور وہ زمین بہری ہی ہے اللہ تعالی کی ایک مخلوق سے
سوائے اللہ کے کسیکو نہیں جانتے اور اللہ کے حکم کی بیفرمانی ایک
لحظہ بہی نہیں کرتے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ بنی آدم ہیں
آپ نے فرمایا کہ وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی نے آدم کو پیدا کیا ہے تو صحابہ نے
عرض کی یا رسول اللہ تو ابلیس انسے کہاں رہتا ہے فرمایا کہ وہ نہیں
جانتے کہ اللہ تعالی نے ابلیس کو پیدا کیا ہے پہر پڑہا آپ نے ویخلق
ما لا تعلمون یعنی پیدا کرتا ہے اللہ تعالی وہ چیزیں جو تم نہیں جانتے
ہو اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کو
پیدا کیا ہے کہ نیچا دہڑ اسکا آگ ہے اور اوپر کا دہڑ برف اور وہ
یہ پڑہتا ہے کہ پاکی ہے اس قادر مطلق کو کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
آگ اور برف کے درمیان ترکیب دی یعنی ضدین کو جمع کیا یا اللہ جسطرح
تو نے برف اور آگ کو جمع کیا ایسا ہی مومنوں کے دلوں کو جمع کر یعنی
آپسمیں اتفاق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی
نے ایک مرغ عرش کے تحت میں پیدا کیا ہے اور اسکے دو پر ہیں کہ جب
انکو پہیلاتا ہے تو مشرق و مغرب سے بہی گذر جاتے ہیں جب پچہلی رات
ہوتی ہے تو سر دو پروں کو پہیلاتا اور پہڑ پہڑاتا ہے اور پکارتا ہے اس تسبیح کے
زور سے آواز کرتا ہے سبحان الملک القدوس یعنی پاکی بیان کرتا ہوں

واخلاف في العراخر وروى عنه عليه الصلوة
والسلام انه قال لا تسبوا الديك الابيض فانه
يدعوا الى الصلوة وعن عبد الله بن الحارث قال
دخل كعب على ابن عباس فقال له يا كعب
حدثني عن البيت المعمور اين هو قال بيت
المعمور في السماء يدخل فيه كل يوم سبعون
الف ملك لم يدخلوه قط ولا يدخلونه حتى
تقوم الساعة وعن علي انه سئل اي الخلق
اشد قال اشد الخلق الجبال الرواسي والحديد
اشد منها تنحت به الجبال والنار يغلب
الحديد والماء يطفئ النار والسحاب يحمل
الماء والريح يحمل السحاب والانسان يغلب
الريح بالبنيان والنوم يغلب الانسان
والهم يغلب النوم فاشد خلق ربك الهم و
يقال الموت اشد خلقا من خلق الله تعالى

باب بدأ خلق السماء والارض

روى عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال اول
شئ خلق الله تعالى القلم وكتب ما هو كائن
الى يوم القيمة ثم خلق السمك فكبس وبسط

اور آوازیں کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ گالی دو تم مرغ سفید کو اسلئے کہ وہ
نماز کیطرف بلاتا ہے اور عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے کہ کعب
ابن عباسؓ پر داخل ہوئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ اے کعبؓ
مجھے بیان کر کہ بیت المعمور کہاں ہے تو کعبؓ نے کہا کہ وہ آسمان
میں ہے اسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے نئے داخل ہوتے
ہیں کہ اس روز سے پہلے داخل نہ ہوئے تھے اور نہ کبھی داخل
ہونگے قیامت تک اور روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا
کہ کونسی چیز مخلوقات خدا سے سخت ہے تو انہوں نے کہا کہ بڑی سخت چیز
پہاڑ محکم ہیں اور لوہا اس سے بھی سخت ہے کہ اس سے پہاڑ تراشے جاتے ہیں
اور آگ لوہے پر غالب ہے اور پانی آگ کو بجھاتا ہے اور بادل پانی کو
اٹھاتا ہے اور ہوا بادل کو اٹھاتی ہے اور انسان بسبب مکانوں کے
ہوا پر غالب ہے اور نیند انسان پر اور غم نیند پر پس
تیرے رب کی سب مخلوقات سے غم زیادہ تر سخت ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ سب مخلوقات خدا تعالی سے موت زیادہ سخت ہے

باب آسمان زمین کی ابتدا کے بیان میں

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے
قلم پیدا کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونا تھا
لکھا پھر مچھلی کو پیدا کیا اور بچھایا

الارض عليها ويقال قبل ان يخلق الارض كان
موضع الارض كله ماء فاجتمع الزبد في موضع
الكعبة فصارت ربوة حمراء كهيئة التل فكان
ذلك يوم الاحد ثم ارتفع بخار الماء كهيئة
الدخان حتى انتهى الى موضع السماء فجعل الله
درة خضراء وخلق منها السماء فلما كان يوم
الاثنين خلق الشمس والقمر والنجوم ثم بسط
الارض من تحت الربوة وذلك قوله تعالى
وهو الذي خلق الارض في يومين وقال
في موضع أم السماء بناها رفع سمكها الآية
وخلق يوم الثلثاء دواب البحر والبر والطير
وفجر يوم الاربعاء الانهار وسجر البحار وانبت
الاشجار وقسم الارزاق وقدر الاقوات
فذلك قوله تعالى وقدر فيها اقواتها في اربعة
ايام ويقال كانت الارض تميل على الماء و
لا تستقر فخلق فيها الجبال الثوابت وجعلها
اوتادا للارض فاستقرت وخلق يوم الخميس
الجنة والنار ثم خلق آدم يوم الجمعة و
خلق في السماء اثني عشر بروجا وهو قوله تعالى

زمین کو اُسپر اور کہتے ہیں کہ زمین کے پیدا ہونے سے پہلے زمین کی
جگہہ سب پانی تہا سو ایک جہاگ کعبہ کی مقام پر اکٹہا ہو گیا
پہر ایک سرخ ڈہیر ہو گیا جیسے ایک ٹیلہ اتوار کے دن ہوا
پہر پانی کا بخار اوپر چڑہا جیسے دہواں یہانتک کہ آسمان کی
جگہہ تک پہونچا پس اللہ تعالی نے سبز موتی بنا دیا اور اس سے
آسمان پیدا کیا پہر جب پیر کا دن ہوا سورج اور چاند اور
ستارے پیدا کیے پہر زمین کو ٹیلے کے نیچے سے پہیلایا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اللہ
وہ ہے کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں) اور جگہہ فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کیا آسمان کہ اسکو بنایا اور اسکی چہت کو اونچا کیا)
آخر آیت تک اور منگل کے دن دریائی اور جنگلی چوپائے
اور پرندے پیدا کیے اور بدہ کے دن کی نہریں بہائیں
اور دریا بہائے اور درخت اُگائے اور رزقوں کو تقسیم
کیا اور روزیون کا اندازہ کیا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور اندازہ کیا روزیونکا زمین میں چار دن میں)
اور کہتے ہیں کہ زمین پانی پر ہلتی تہی اور ٹہیرتی نہتی تو اسمیں
پہاڑ پیدا کیے اور انکو زمین کی میخین بنایا پس ٹہیر گئی اور
جمعرات کی دن بہشت اور دوزخ پیدا کیے پہر آدم کو جمعہ کے دن
پیدا کیا اور پیدا کیے آسمانمین بارہ برج جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے

تبارك الذي جعل في السماء بروجا وقال و
السماء ذات البروج والبروج الحمل والثور
والجوزا والسرطان والاسد والسنبله و
الميزان والعقرب والقوس والجدي و
الدلو والحوت وروي عن ابن عباس انه
قال القمر اربعون فرسخا في اربعين فرسخا و
الشمس ستون في ستين فرسخا وكل نجم مثل
جبل عظيم في الدنيا وقال بعضهم الشمس مثل
عرض الدنيا ولولا ذلك لكانت لا ترى من
جميع الدنيا وكذلك القمر وروي عن ابن عباس
رضي الله انه قال النجوم معلقة بالسماء كهيئة
القناديل وقال بعضهم هي مكوكبة في السماء
بمنزلة الكواكب في الابواب والصناديق و
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
الرعد اسم ملك يزجر السحاب والصوت
الذي يسمع الناس هو صوت الملك ويقال
الصاعقة مخاريق في ايدي الملائكة يزجرون
السحاب عن ابي بريدة عن ابيه قال ان
سماء الدنيا موج مكفوفة مجتمعة والثانية

(برکت والا ہے جسنے پیدا کیے آسمان مین برج) اور فرمایا
(قسم ہے آسمان برجون والے کی) اور برج یہ ہین حمل
ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس
جدی دلو حوت اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ چاند چار ہزار آٹھہ سو میل
مربع مین ہے اور ہر ایک تارہ جیسا بڑا پہاڑ دنیا
مین اور بعض کہتے ہین کہ سورج دنیا کے برابر
چوڑا ہے اور اگر ایسا نہو تو ساری دنیا کو نہ دکہائی
دیتا اور ایسا ہی چاند ہے اور ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ تارے آسمان
مین مثل قندیل کے لٹکرہے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ وہ آسمان مین ایسی چمکتی ہین جیسے میخین چمکنے والی
دروازون اور صندوقون مین اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ رعد ایک
فرشتہ کا نام ہے کہ وہ بادلون کو جہڑکتا ہے اور
یہ آواز جو آدمی سنتے ہین اسی فرشتہ کی آواز ہے اور
کہتے ہین کہ بجلی فرشتون کے ہاتہہ مین کوڑے ہین کہ بادلونکو جہڑکتے
ہین اور ابی بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہین کہ پہلا آسمان
ایک جما ہوا اکٹہا پانی ہے اور دوسرا آسمان

بيضاء والثالثة من حديد والرابعة صفر و
ذهب
الخامسة نحاس والسادسة فضة والسابعة
ومابين السماء السابعة الى الحجب بحار من نور وعن كعب الاحبار
مثله الا انه قال السابعة من ياقوت حمراء ويقال
مابين السماء والارض مسيرة خمسمائة عام ومابين المشرق
والمغرب مسيرة خمسمائة عام اكثرها مفاوز
وجبال وبحار والقليل منها عمران ثم اكثر
اهل العمران اهل الكفر وقليل منها اهل الاسلام
وحول الدنيا ظلمة ثم وراء الظلمة جبل
قاف وهو جبل محيط بالدنيا وهي من زمردة
خضراء واطراف السماء ملتصقة به ويقال
ما من جبل في الدنيا الا وعرق من عروقه
متصل بالقاف فاذا اراد الله تعالى هلاك
قوم امر الملك فيحرك عرقا من عروقها
فانخسفت بهم ارضهم وهذا كله قول
اهل التوحيد سوى اقاويل اهل النجوم
ويقال اسم الملك صلصائيل وهو الذي
يحركه والله اعلم

باب اسماء الجنان والنيران

سفید مرمر کا اور تیسرا لوہے کا، چوتھا کانسی کا اور پانچواں
تانبے کا اور چھٹا چاندی کا اور ساتواں سونے کا اور جو
کچھ درمیان ساتویں آسمان اور پردوں کی ہے وہ ایک
نور کا بخار ہی اور ایسے ہی کعب بن احبار سے مروی ہے لیکن
وہ کہتے ہیں کہ ساتواں آسمان سرخ یاقوت کا ہے اور کہا گیا
ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ
ہے درمیان مشرق اور مغرب کے پانسو برس کی راہ ہے اکثر زمین
میں کانٹے ہیں اور پہاڑ اور دریا ہیں اور تھوڑی میں آبادی ہے
پھر اکثر آبادی میں کافر ہیں اور تھوڑی میں مسلمان اور دنیا
کے گرد میں تاریکی ہے اور تاریکی کے پرلی طرف کوہ قاف ہے
اور وہ پہاڑ دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ سبز زمرد کا ہے اور آسمان
کے کنارے اس سے چپٹے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا کے ہر پہاڑ
کی ایک ایک رگ اس پہاڑ کی رگوں میں ملی ہوئی ہے اور
اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کو کوہ قاف پر مقرر کر رکھا ہے جب وقت
اللہ تعالی کسی قوم کا ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کو اس پہاڑ
کے ہلانے کا حکم دیتا ہے تو وہ اسکی رگوں میں سے ایک رگ کو ہلا دیتا ہے
تو اس قوم کی زمین انپر دھس جاتی ہے اور یہ سب قول اہل اسلام
کے ہیں نجومیوں کے قول نہیں اور کہتے ہیں کہ ہلانے والے فرشتے
کا نام صلصائیل ہے واللہ اعلم باب بہشتوں اور دوزخ کے ناموں میں

قال الفقيه رحمه الله الجنان اربعة قال الله
تعالى ولمن خاف مقام ربه جنتان ثم قال
بعد ذلك ومن دونهما جنتان فتلك اربعة
جنان احدها جنة الخلد والاخرى
جنة الفردوس والثالثة جنة الماوى والرابعة
جنة عدن وابوابها ثمانية وانما عرف ان
ابوابها ثمانية بالخبر وليس في كتاب الله
تعالى دليل على ان ابوابها ثمانية الا انه
قال حتى اذا جاؤها وفتحت ابوابها وقال
في ذكر النار فتحت ابوابها فذكر بغير واو
ابواب النار وذكر في ابواب الجنة بالواو
دليل على انها ثمانية لان الواو يذكر عند
ذكر الثمانية الا ترى الى قوله تعالى سيقولون
ثلثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة سادسهم
كلبهم فلم يذكر في الرابع والخامس و
السادس الواو ثم قال ويقولون سبعة
وثامنهم كلبهم فذكر الواو عند ذكر
الثمانية وقال التائبون العابدون
الحامدون السائحون الراكعون الساجدون

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہشت چار ہین حقتعالی فرماتا ہے (اور
جو کوئی اپنے رب سے ڈریگا اوسکے لئے دو جنتین ہین) پھر فرمایا
(اور سوا انکی دو جنتین ہین) تو یہ چار جنتین ہوئین
پہلی جنۃ الخلد اور دوسرے جنت الفردوس اور تیسرے جنت الماوی
اور چوتھی جنت العدن اور انکے آٹھہ دروازے ہین
اور انکے آٹھہ دروازے حدیث سے ثابت ہین اور
قرآن مین کوئی دلیل آٹھہ دروازون کے سوا اسکے نہین
ہے کہ فرمایا ہے (یہان تک آوینگے جنت مین اور
کہولے جاوینگے اوسکے دروازے) اور دوزخ کے بیان
مین فرمایا (کہولے جاوینگے اوسکے دروازے) تو ذکر کیا بے واو
کے دوزخ کے دروازون کو تو دلیل ہے اسپر کہ وہ آٹھہ ہین
کیونکہ واو ذکر کیجاتی ہے آٹھہ کے ذکر کے وقت کیا تو نہین
دیکھتا ہے کہ حقتعالی فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (قریب ہے کہ
کہینگے تین ہین چوتھا انکا کتا اور کہینگے پانچ ہین چھٹا انکا
کتا) تو چار اور پانچ اور چھہ مین واو نہ لائے پھر فرمایا
(اور کہینگے سات ہین آٹھوان انکا کتا) تو واو کو
آٹھوین مین لائے اور فرمایا اللہ تعالے نے
(توبہ کرنے والی تعریف کرنے والے اللہ کی سیر کرنے والے
رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

الآمرون بالمعروف ثم قال عند الثامن والناهون
عن المنكر وقال الحافظ منكن مسلمات مؤمنات
الى قوله تعالى وابكارا فذكروا وعينا ثمانيا من
والصحيح ان يقال بانه انما عرف ان ابوابها
ثمانية بالاخبار وروى عن ابن عباس انه
قال اسفل اهل الجنة منزلا الذي له من
الجنة بمسيرة خمسمائة عام وله خمسمائة
حوراء يعانق الزوجة عمر الدنيا وتوضع
المائدة بين يديه فلا ينقضي شبعه عمر الدنيا
وفي الشرب كذلك ويقال كل شئ في الجنة
له نظير في الدنيا فاهل الجنة يأكلون و
لا يتغوطون ولا يبولون نظيره في الدنيا
الولد في بطن الام واهل الجنة لهم خدم اذا
تمنى الرجل شيئا جاؤا به قبل ان يأمرهم
فيعرفون حاجته قبل ان يتكلم نظيره في
الدنيا اعضاؤه اذا احتاج الانسان الى شئ
عرف ذلك اعضاؤه ويفعلون ذلك من
غير ان يأمرهم ويكلمهم وفي الجنة شجرة يقال
لها طوبى اصلها في دار محمد عليه الصلوة و

اچھے کام کا حکم کرنیوالے پھر فرمایا آٹھوین مین اور برے کام
روکنیوالے اور فرمایا ہے مسلمات مؤمنات قانتات تائبات
عابدات سائحات ثیبات وابکارا تو واؤ کو آٹھوین مین ذکر
کیا یعنی ابکارا مین اور صحیح یہہ ہے کہ کہا جاوے کہ انکا آٹھہ ہونا
نقل حدیثون سے ثابت ہی اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ
کہتے ہین کہ ادنی بہشتی کا مرتبہ اسقدر ہوگا کہ اسکے پاس
پانسو برس کی راہ تک جنت ہوگی اور پانسو حورین ملینگے اور
معانقہ اسکا بی بی سے اتنا ہوگا جتنی اسکی عمر تھی دنیا
مین اور اسکے سامنے ایسا دسترخوان رکھا جاویگا کہ
اپنی دنیا کی عمر برابر کہاتا رہیگا تو سیر ہوگا یعنی نہایت
خوش ہضم اور لذیذ ہوگا اور ایسا ہی پینے کا حال ہوگا اور
کہتے ہین کہ جنت کی ہر چیز کی مثال دنیا مین موجود ہے بہشتی
کہا وینگے اور پیوینگے اور پاخانہ پیشاب نکرینگے اسکی مثال ایسے
ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ مین اور بہشتیون کے لیے غلام ہین کہ
جس چیز کو انکا جی چاہیگا وہ انکے حکم سے پہلے حاضر کرینگے
اس حاجت کے کہنے سے پہلے پہچان لینگے اسکی مثال دنیا مین
آدمی کے اعضا جب کسی چیز کی آدمی کو ضرورت ہوتی ہی تو اسکی
اعضا پہچان لیتے ہین اور وہ کرنے لگتے ہین پہلے کہنے اسکے سے
اور جنت مین ایک درخت ہے کہ اسکو طوبی کہتے ہین اسکی جڑ نبی

والسلام وفی کل دار وفی کل موضع من الجنة
شمس من اشعتها نظير فی الدنيا الشمس وقد
وصل ضوءها فی کل دار وفی کل موضع يدخل
فی کل شق وکوة وخرق وينتشر فی جميع الدنيا
ولا هل الجنة لا ينقص طعامها واذا اکلوا منه لا ينقص
شیء منه نظيره فی الدنيا العلم القرآن يتعلمه الناس
ويعلمونه وهو علی حاله لا ينقص منه شیء و
فی الجنة ظل ممدود ونظيره فی الدنيا قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسطة وبرکتها
کثيرة فذلك قوله تعالی الم تر الی ربك کيف
مد الظل وقد روی عن النبی عليه الصلوة والسلام
انه قال الا انبئکم بساعة هی اشبه بساعة اهل
الجنة قالوا بلی قال هی الساعة التی قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسط وبرکتها کثيرة
والنيران سبعة بعضها فوق بعض لها سبعة
ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم فاولها جهنم
وهی اعلی الابواب وهی التی عليها ممر الخلق
يوم القيمة کما قال الله تعالی وان منکم الا واردها
والثانية اسمها لظی والثالثة اسمها الحطمة

اور بہشت کے ہر ایک گھر مین اُسکی ایک شاخ ہوگی اُسکی مثال
دنیا مین سورج ہے کہ اُسکی روشنی دنیا کے ہر ایک گھر مین اور
ہر ایک جگہہ پہونچتی ہے اور ہر ایک دراڑ اور روزن مین گھس گئی
اور تمام دنیا مین پہیل رہی ہے اور بہشتیونکا کہانا انہین ہرگز
اور اُسکو کہا وینگے تو کچہہ کم نہین ہوگا نظیر اُسکی دنیا مین
علم قرآن ہے کہ لوگ پڑہتے پڑہاتے مین اور وہ ویسا
کا ویسا ہی رہتا ہے کہ اُسمین سے کچہہ کم نہین ہوتا اور بہشت
مین سایہ بہت دراز ہوگا اُسکی مثال دنیا مین صبح کے وقت
ہے سورج نکلنے سے پہلے کہ اُسکا سایہ برابر ہی اور اُسکی رحمت
فراخ ہے اور اُسکی برکت بہت ہے اسلیے اللہ تعالے فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے کیا تو نہین دیکہتا اپنے پروردگار کی طرف
کہ کیسا سایہ کو بڑہایا ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کیا مین تمکو ایسی گہڑی کی خبر دون کہ بہشت کی
گہڑی سے بہت مشابہ ہے لوگون نے عرض کیا کہ ہان یا رسول
اللہ آپنے فرمایا کہ وہ وقت سورج نکلنے سے پہلے ہے اُسکا
سایہ برابر ہے اور رحمت اُسکی فراخ ہے اور برکت اُسکی
بہت ہے اور دوزخ سات ہین ایکدوسرے کے اوپر اُسکی سات دروازے
ہین اور ہر ایک دروازے کیلئے اُنمین سے حصہ ہے پہلا دروازہ جہنم
اور وہ سب دروازون کے اوپر ہے اور اُسی پر سے قیامت کے دن

والرابعة اسمها السعير والخامسة اسمها سقر
والسادسة اسمها الجحيم والسابعة اسمها
الهاوية وهي اسفل النيران وفيها اشد العذاب
وهي اعدت للزنادقة وهم المنافقون وخازن
النار يقال له مالك قد البسه الله عليه الغضب
والهيبة وخازن الجنان يقال له الرضوان
قد البسه الله عليه الرافة والرحمة باب نسب

النبي عليه السلام واولاده وازواجه وذرياته

قال الفقيه
رحمه الله روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه ذكر نسبة نفسه فقال محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف
بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي
بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانة
بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن
نزار بن معد بن عدنان وكان لا يجاوز
نسبه من عدنان وروي عن كعب الاحبار
وعن غيره انه ذكر نسبة رسول الله عليه
الصلوة والسلام الى آدم وانكر ذلك بعضهم

اور چوتھے کا نام سعیر ہے اور پانچویں کا نام سقر ہے اور چھٹے کا
نام جحیم ہے اور ساتویں کا نام ہاویہ ہے اور یہ سب سے نیچے
کی دوزخ ہے اور اسمیں سخت عذاب ہے اور زندیقوں کیلئے
طیار ہوئی ہے اور وہ منافق ہیں اور دوزخ کے داروغہ کا
نام مالک ہے تحقیق اللہ تعالے نے اسکو غصہ اور ہیبت کا لباس
پہنا دیا ہے اور بہشت کے مالک کو رضوان کہتے ہیں تحقیق اللہ تعالے
نے اسکو نرمی اور مہربانی کا لباس پہنا دیا ہے باب نبی علیہ
السلام کے نسب اور اولاد اور بیبیوں اور ذریات
کے بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے اپنے نسب کا ذکر کیا اور فرمایا
محمد بیٹا عبد اللہ کا وہ عبد المطلب کا وہ ہاشم کا وہ عبد مناف
کا وہ قصی کا وہ کلاب کا وہ مرہ کا وہ کعب کا وہ لوی کا وہ
غالب کا وہ فہر کا وہ مالک کا وہ نضر کا وہ کنانہ کا وہ خزیمہ
کا وہ مدرکہ کا وہ الیاس کا وہ مضر کا وہ نزار کا وہ معد کا وہ
عدنان کا اور اپنے نسب کو عدنان سے آگے نہیں بڑھاتے
تھے اور کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب کو آدم تک بیان
کیا ہے اور بعضوں نے اسکا
انکار کیا ہے

وروی عن عبد الله بن مسعود انه قال كذب
النسابون لان الله تعالى قال وقرونا بين
ذلك كثيرا وقال فی موضع اخر والذين من
بعدهم لا يعلمهم الا الله واما الذين نسبوه
الى آدم قالوا عدنان بن اود بن اد بن اليسع
بن الهميسع بن ثبت بن سليمان بن حمل بن
قيدار بن اسمعيل بن ابراهيم خليل الرحمن
بن آذر بن تارخ بن ناخور بن اشرع بن
ارعو ابن فالغ بن عامر بن شالخ بن
ارفخشد بن سام بن نوح بن لمك بن متوشلخ
بن اخنوخ وهو ادريس النبی عليه السلام
بن برد بن مهلائيل بن قينان بن انوش
بن شيث بن آدم عليه السلام وقد توفی
اب رسول الله عليه الصلوة والسلام و
امه حاملة به فكفله جده عبد المطلب
وتوفی عبد المطلب وهو ابن ثمان سنين
فكفله عمه ابو طالب وهو اب علی ابن ابی طالب
حتى كبر واسم امه آمنة بنت وهب فتوفيت
امه وهو ابن ست وظئره التی ارضعته

اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جھوٹے
ہیں نسب بیان کرنیوالے اسلیئے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے
(اور بہت گروہ انکے درمیان میں) اور اور جگہ فرمایا ہے
(اور وہ لوگ کہ انکے پیچھے ہیں کوئی نہیں جانتا انکو سوا
اللہ کے) اور لیکن جو لوگ کہ آپکے نسب حضرت آدم تک
بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عدنان اود کا بیٹا
وہ ادد کا بیٹا وہ الیسع کا وہ ہمیسع کا وہ ثبت کا وہ سلیمان
کا وہ حمل کا وہ قیدار کا وہ اسمٰعیل کا وہ ابراہیم کا وہ
آزر کا وہ تارخ کا وہ ناخور کا وہ اشرع کا وہ ارعون
کا وہ فالغ کا وہ عامر کا وہ شالخ کا وہ ارفخشد کا
وہ سام کا وہ نوح کا وہ لمک کا وہ متوشلخ کا وہ اخنوخ
یعنے ادریس کا وہ برد کا وہ مہلائیل کا وہ قینان کا وہ انوش کا
وہ شیث کا وہ آدم علیہ السلام کا اور تحقیق باپ پیغمبر صاحب کے
حضرت کی والدہ کو حاملہ چھوڑ کر مرے تھے تو آپکی کفالت
آپکے دادا عبد المطلب نے کی اور عبد المطلب حضرت
کو آٹھ برس کا چھوڑ کر مرگئے پھر آپ کی کفالت آپکے
چچا ابو طالب نے کی اور ابو طالب حضرت علی کے باپ تھے
یہانتک کہ آپ بڑے ہو گئے اور آپکی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب
تھا سو وہ آپکو چھ برس کا چھوڑ کر مرگئیں اور آپکی دائی جسنے آپکو

من طائف يقال لها حليمة فاوحى الله تعالى
اليه وهو ابن اربعين سنة فاقام بعد الوحى
بمكة ثلث عشر سنين ثم هاجر الى المدينة فاقام
بها عشر سنين فتوفى ابن ثلثة وستين سنة
وقد مات عن تسع نسوة وجميع ما تزوج من
النساء اربع عشر نسوة اول امرأة تزوجها خديجة
بنت خويلد وهى سيدة النساء وكانت اسبق
النساء اسلاما ثم سودة بنت زمعة ثم عائشة
بنت ابى بكر تزوج هؤلاء الثلث بمكة و
تزوج بالمدينة حفصة بنت عمر بن خطاب
وام سلمة بنت ابى امية وام حبيبة بنت
ابى سفيان كانت هؤلاء الستة من قريش
وجويرية بنت الحارث من بنى المصطلق و
صفية بنت حيى بن اخطب وزينب بنت جحش
كانت امرأة زيد بن حارثة يقال لها ام المساكين
لسخاوتها وهى اول نسائه التى ماتت بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة بنت
الحارث وهى خالة ابن عباس وزينب
بنت خزيمة وامرأة من بنى هلال وهى

ایک عورت طائف کی رہنی والی حلیمہ نام تہین اور چالیس برس
کی عمر مین آپ نبی ہوے اور بعد نبی ہونے کے آپ تیرہ برس
مکہ مین رہے پہر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہان دس برس
رہے اور تریسٹھ برس کی عمر مین انتقال فرمایا اور جب آپکا انتقال
ہوا تو نو بیبیان آپکے تہین اور سب بیبیان آپکی نکاح مین چودہ
تہین پہلے جس سے آپنے نکاح کیا خدیجہ بنت خویلد سیدۃ النساء
تہین اور سب عورتون مین پہلے ایمان لائین پہر سودہ
بنت زمعہ پہر عائشہ ابوبکر کی بیٹی ان تینون سے آپنے
مکہ مین نکاح کیا اور پہر مدینہ مین حفصہ عمر بن خطاب کی
بیٹی اور ام سلمہ ابو امیہ کی بیٹی اور ام حبیبہ ابوسفیان کی
بیٹی سے آپ نے نکاح کیا اور یہ چہہ بیبیان
آپکی قریش سے تہین اور مدینہ ہی مین نکاح کیا جویریہ
بنت حارث سے کہ بنی المصطلق میں سے تہین اور صفیہ
بنت حیی بن اخطب اور زینب بنت جحش سے کہ زید بن
حارثہ کی بی بی تہین بوجہ انکی سخاوت کے انکو ام المساکین
کہتے تہے اور بعد انتقال آنحضرت صلعم کی یہی سب بیبیون سے
پہلے مرین اور میمونہ بنت حارث سے اور یہ ابن عباس کی
خالہ تہین اور زینب بنت خزیمہ سے اور ایک عورت سے
کہ قبیلہ بنی ہلال سے تہین کہ اپنی

التي وهبت نفسها للنبي عليه الصلوة والسلام
وامرأة من كندة وهي التي استعاذت فطلقها
وامرأة من كليب وكان له ثلثة بنين واربع
بنات نادل اولاده القاسم وكان رسول الله
عليه الصلوة والسلام يكنى ابا القاسم ثم ابنته
زينب ثم ابنه طاهر ولد بعد نزول الوحي
ولذلك سمي طاهرا ثم ابنته ام كلثوم ثم ابنته
فاطمة ثم ابنته رقية فهؤلاء كلهم ولدوا
بمكة من خديجة ثم ولد بالمدينة ابنه ابراهيم
من سرية يقال لها مارية القبطية فزوج
فاطمة من علي بن ابي طالب وزوج رقية من
عثمان بن عفان فماتت بعد ما خرج رسول
الله صلى الله عليه وسلم الى غزوة بدر فلما
رجع من بدر زوجه ام كلثوم ولهذا سمي
عثمان ذا النورين وزوج زينب ابن ابي العاص
بن الربيع وماتت اولاده كلهم قبله الا
الفاطمة فانها عاشت بعده ستة اشهر
والله اعلم ويقال اربعة اشهر وكانت نسائه
كلهن ثيبات الا عائشة فانها كانت بكرا

اپنے نفس کو حضرت پر ہبہ کر دیا تہا اور ایک عورت قبیلہ کندہ
سے تہی کہ جس نے آنحضرت سے پناہ مانگی تہی آپنے اسکو طلاق
دیدی اور ایک عورت قبیلہ کلیب سے تہی اور آنحضرت کے تین بیٹے
اور چار بیٹیاں تہین پہلے قاسم اسیوجہ سے حضرت کی کنیت
ابو القاسم تہی پہر آپکی بیٹی زینب پہر آپکے بیٹے طاہر کہ
نبوت کی حالت مین پیدا ہوے اور اسیوجہ سے انکا نام طاہر ہوا
پہر آپ کی بیٹی ام کلثوم پہر آپکی بیٹی فاطمہ پہر رقیہ اور
یہ سب حضرت خدیجہ سے مکہ مین پیدا ہوے پہر آپکے
بیٹے ابراہیم ایک لونڈی سے جسکا نام ماریہ قبطیہ تہا مدینہ
مین پیدا ہوے پس حضرت فاطمہ کی شادی حضرت
علی رض سے کری اور حضرت رقیہ کی حضرت عثمان بن
عفان سے کی جب آنحضرت جنگ بدر مین تشریف لیگئے تو
رقیہ کا انتقال ہوا جب جنگ بدر سے لوٹے تو آپنے ام کلثوم
کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا اسیواسطے انکو ذی النورین
کہتے ہین اور حضرت زینب کا نکاح ابن ابی العاص بن الربیع سے
ہوا اور آنحضرت کی سب اولاد حضرت کے سامنے ہی مر گئی سوا
حضرت فاطمہ رض کے کہ وہ حضرت کے انتقال کے بعد چہ مہینے
زندہ رہین اور اللہ خوب جانتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ چار مہینے زندہ
رہین اور آپکی سب بیبیاں بیوہ تہین سوا حضرت عائشہ کے کہ وہ باکرہ تہین

تزوجها وهي ابنة ست سنين وبنى بها وهي ابنة تسع سنين وكانت عنده تسعا وغزا رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة وثلثين غزوة ثمانية عشر من ذلك بعث جيشه و ثمانية عشر هو خرج بنفسه فاول غزوة غزوة بدر وآخره غزوة تبوك واعتمر رسول الله اربع عمرات وحج حجة واحدة وهي حجة الوداع وكان فتح خيبر بعد الهجرة بست سنين و فتح مكة بعد الهجرة ثمان سنين وكانت وفاته يوم الاثنين في شهر ربيع الاول والتاريخ الذي تورخ به الكتب الى يومنا هذا انما هو تاريخ الهجرة امر بها عمر بن الخطاب رضي الله عنه بانه يجعل التاريخ من وقت الهجرة بمشاورة اصحاب رسول الله عليه الصلوة والسلام وكان من موالي رسول الله عليه الصلوة والسلام زيد بن حارثة كان لخديجة فوهبته من النبي عليه الصلوة والسلام فاعتقه ومنهم ابو رافع وكان لخديجة فوهبته من النبي عليه الصلوة

کہ آنحضرت نے جب اُنسی نکاح کیا تہا تو انکی چہہ برس کی عمر تہی اور جب ہم بستر ہوے تو نو برس کے اور آپ کے نکاح مین نو برس رہین اور آپنے سب چہتیس لڑائیان کفار سے کین اُنمین سے اٹہارہ کے لیے آپنے اپنا لشکر بہیجا یعنی آپ بنفس نفیس تشریف نہ لیگئے اُسکو محدثین کی اصطلاح مین سریہ کہتے ہین اور اٹہارہ مین آپ خود تشریف لے گئے اور سب سے پہلا غزوہ بدر اور سب سے پچہلا تبوک ہے اور آنحضرت نے چار عمرے کیے اور ایک حج اور وہ حجۃ الوداع تہا اور خیبر ہجرت سے چہہ برس بعد فتح ہوا اور مکہ آٹہہ برس بعد فتح ہوا اور آپکا انتقال پیر کے دن ربیع الاول کے مہینے مین ہوا اور آجکے دن تک کتابوں مین ہجرت کی تاریخ کہ لکہی جاتی ہے اِس تاریخ لکہنے کا حکم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ کے مشورت سی دیا تہا کہ یہ تاریخ ہجرت کے وقت سے قرار دی جاوے اور آنحضرت کے غلاموں مین زید بن حارثہ ہین کہ وہ حضرت خدیجہ کے غلام تہے اور انہون نے آنحضرت کے لیئے ہبہ کردیا تہا اور حضرت نے انکو آزاد کردیا اور دوسرے ابو رافع تہے اور وہ بہی حضرت خدیجہ کے غلام تہے پس اُنہون نے آپکو یہ بہی ہبہ کردیا

والسلام فلما اسلم العباس بشر ابو رافع النبي
عليه الصلوة والسلام باسلامه فاعتقه
ومنهم سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان اسمه مهران ويقال له رباح
وكان في بعض الاسفار فكل من اعطاه شيئا
من متاعه اخذه وهو حمله فمر به رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد حمل شيئا كثيرا
فقال له انت سفينة فسمي بذلك السفينة
ومن مواليه ثوبان ويسار وسقران وغيرهم
وجماعة غير هؤلاء كانوا ايضا مواليه فاعتقهم
جميعا

پھر جب ابو رافع نے حضرت عباس کے اسلام کی حضرت کو
خوشخبری دی تو حضرت نے انکو آزاد کر دیا اور ایک غلام کہ سفینہ
مولی رسول اللہ صلعم کے لقب سے مشہور تھے اور انکا نام مہران تھا
اور انکو رباح بھی کہتے ہیں چنانچہ بعض سفر مین جو کوئی کچھ چیز
دیتا تھا وہ لاد لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی
طرف گذرے اور وہ بہت ساری چیزین لادے ہوے تھے
تو آپ نے انسے فرمایا کہ تو سفینہ ہے یعنی کشتی تو انکا نام سفینہ
پڑ گیا اور آپکے غلام ثوبان اور یسار اور سقران اور
سوای انکے کئی اور اور سوائے انکے بہت غلام تھے
کہ آپ نے ان سبکو آزاد کر دیا

باب اسماء الخلفاء بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ باب ہے خلیفون کے نامون مین جو حضرت کے بعد ہوے

قال الفقيه رحمه الله اختلف الصحابة بعد
وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت الانصار
منا امير ومنكم امير وقال بعضهم الخلافة
لعلي وقال بعضهم لابي عبيدة بن الجراح ثم اتفق
آرائهم على ابي بكر الصديق فكانت خلافته
سنتين وكان اسمه عبد الله بن عثمان وكان اسمه
قبل الاسلام عبد الكعبة فسماه رسول الله

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پیغمبر صاحب کے انتقال کے بعد صحابہ
مین جھگڑا پڑا انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہونا
چاہیے اور ایک تم مین سے یعنی مہاجرین مین سے اور
بعض نے کہا کہ خلافت حضرت علی کو ملنی چاہیے اور بعض
نے کہا کہ ابو عبیدہ بن جراح کو پھر سب کے رائیں ابو بکر صدیق کے
خلیفہ ہونے پر متفق ہوئین سو انکی خلافت دو برس تک رہی
اور انکا نام عبد اللہ بن عثمان تھا اور اسلام سے پہلے انکا نام عبد الکعبہ

عليه الصلوة والسلام عبد الله وكان يقال
له خليفة رسول الله عليه الصلوة والسلام
ثم مات فولى عمر قال لهم كنتم تقولون لابي بكر
خليفة رسول الله صلى الله عليه الصلوة والسلام فكيف
تقولون لي فقال بعضهم تقول خليفة خليفة رسول
الله عليه الصلوة والسلام فقال هذا يطول
ويثقل ثم قال لستم انتم المؤمنون فقالوا
بلى نعم قال الست انا اميركم فقالوا نعم قال
قولوا امير المؤمنين فاول من سمى امير المؤمنين
عمر فكانت خلافة عشر سنين فقتله ابو لؤلؤ
غلام مغيرة بن شعبة ثم ولى بعده عثمان
بن عفان وكان خلافة اثنى عشر سنة
فقتله اهل الفتنة ثم ولى بعده علي بن
ابي طالب رضي الله عنه وكانت خلافة ست
سنين فقتله عبد الرحمن بن ملجم المرادي
ثم معاوية بن ابي سفيان وكانت ولايته
عشرين سنة ثم يزيد بن معاوية وكان
ولايته ثلث سنة فلما مات يزيد بن معاوية
وقعت الفتنة فاهل العراق بايعوا عبد الله

عبداللہ کہا اور انکو خلیفۃ الرسول ہی کہا کرتے تھے پھر انکا
انتقال ہوا تو پھر حضرت عمر والی ہوئے حضرت عمر نے لوگوں سے کہا
تم ابو بکر کو خلیفۃ الرسول اللہ کا کہا کرتے تھے مجھکو کیا کہوگے
بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے خلیفہ کا خلیفہ کہینگے تو کہا حضرت عمر
نے یہ لقب مجھکو دراز معلوم ہوتا ہے پھر کہا کیا تم مومن نہیں ہو
سب نے کہا ہاں ہم مومن ہیں حضرت عمر نے کہا کیا میں تمہارا امیر نہیں ہوں
کہا ہاں آپ ہمارے امیر ہیں تو کہا کہ مجھے امیر المومنین کہو پس سب سے پہلے جو امیر المومنین
کہلائے وہ حضرت عمر تھے سو انکی خلافت دس برس رہے
پھر انکو ابو لولو مجوسی مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے شہید
کردیا پھر بعد انکے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے
اور انکی خلافت بارہ برس رہی انکو بلوائیوں نے شہید
کیا پھر انکے بعد حضرت علی بن ابیطالب خلیفہ ہوئے اور
انکی خلافت چھہ برس رہی اور انکو عبد الرحمن بن ملجم
مرادی نے شہید کیا پھر معاویہ بن ابی سفیان رض
والی ہوئے انکی حکومت بیس برس رہی پھر یزید
بن معاویہ حاکم ہوا اور اسکی حکومت تین
برس رہی پھر جب یزید بن معاویہ مرا
تو فتنہ و فساد پڑگیا اہل عراق
نے عبداللہ

بن الزبير واهل الشام بايعوا مروان بن الحكم
وكانت ولاية مروان مقدار تسعة اشهر ثم
ولى عبد الملك بن مروان فبعث عبد الملك حجاج بن
يوسف الى عبد الله بن الزبير وكان بمكة
فحاصره واخذه وصلبه فصارت الولاية
كلها الى عبد الملك بن مروان وكانت ولايته
عشر سنين وكان عامة الفتوح فى ولايته
الى فرغانة فى ايامه ثم الوليد بن عبد الملك
ثم سليمان بن عبد الملك ثم العبد الصالح
عمر بن عبد العزيز ثم مروان بن محمد فهؤلاء
كلهم كانوا من بنى امية من وقت معاوية
وكان مقامهم بالشام ثم نقلت الولاية الى
ولد العباس فصارت مقامهم بالعراق
وهم بنوا بغداد فولى ابو العباس واسمه
عبد الله بن محمد بن على بن عبد الله بن
عباس ثم اخوه ابو جعفر الدوانقى يقال
له المنصور ثم ابنه محمد بن عبد الله الذى
يقال له المهدى ثم ابنه موسى بن محمد ثم ابنه الآخر
الذى يقال له هارون بن محمد الذى يقال له الرشيد

بن زبیر سے بیعت کر لی اور شامیوں نے مروان بن حکم سے
اور مروان کی حکومت نو مہینے رہی پھر عبد الملک بن مروان
حاکم ہوا اُسنے حجاج بن یوسف کو عبد اللہ بن زبیر
پر چڑھایا اور عبد اللہ بن زبیر مکہ میں تھے سو اُنکو آکر گھیر لیا
اور پکڑ لیا اور سولی دیدیا پھر ساری حکومت عبد الملک
بن مروان کی ہوگئی اور اُسکی حکومت دس برس رہی
اور اُسنے فرغانہ تک ملک فتح کر لیا اور اُسکی فرغانہ تک
حکومت رہی پھر ولید بن عبد الملک پھر سلیمان بن
عبد الملک پھر بندۂ صالح عمر بن عبد العزیز پھر مروان بن
محمد اور یہ امرا معاویہ سے لیکر سب بنی امیہ تھے اور
اُنکا تختگاہ شام تھا پھر حکومت عباسیوں میں آگئی
اور اُنکا تختگاہ عراق ہوا اور اُنہوں نے شہر بغداد
بسایا پس حکومت ابو العباس پر آئی اور اُسکا نام
عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تھا
پھر اُسکا بھائی ابو جعفر دوانقی ہوا کہ اُسکو منصور
کہتے تھے پھر اُسکا بیٹا محمد بن عبد اللہ جسکو مہدی
کہتے تھے پھر اُسکا بیٹا موسیٰ بن محمد پھر اُسکا دوسرا
بیٹا ہارون بن محمد کہ جسکو ہارون
رشید کہتے ہیں

فلم يستقر عليه الامر ثم عبد الله بن هارون
الذي يقال له المامون باب ما يستحب
من الاسماء وروي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما بعث الله تبارك وتعالى
رسولا الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن
الصوت وكان يكتب الى الافاق اذا ابردتم
الي بريدا فابردوا برجل حسن الوجه حسن
الاسم وروي عن علي ابن ابيطالب انه قال
كنت احب الحرب فلما ولد لي الحسن سميته
حربا فدخلت على رسول الله عليه الصلوة و
السلام اخبرته بذلك فقال بل هو الحسن
فلما ولد لي الحسين سميته حربا فدخلت على
رسول الله عليه الصلوة والسلام فاخبرته
بذلك فقال بل هو الحسين ثم قال سميتهما
باسم ابني هارون شبر وشبير وروي
سعيد بن المسيب ان جده حزن بن بشير
دخل على رسول الله عليه الصلوة والسلام
فقال ما اسمك فقال حزن فقال انت سهل
فقال لا اغير اسمي عما سمانيه ابواي ...

پھر اُسکی سلطنت قایم نرہی پھر عبداللہ بن ہارون ہوا
جسکو مامون کہتے ہین

باب اس بیانمین کہ نام کیا رکھنا مستحب ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سب رسول خوبصورت اچھے نام
والی خوش آواز بھیجے ہین اور آپ اطراف وجوانب مین
لکھہ بھیجتے کہ جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خوبصورت
اچھی نام والا بھیجو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین حرب یعنی لڑائی کو بہت
چاہتا تہا جب میرے ہان حسن پیدا ہوے مینے اُنکا نام حرب رکہا
پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی تو مینے
آپسے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ وہ حسن ہے پھر حسین پیدا
ہوے تو مینے اُنکا نام بھی حرب کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائی اور مینے آپسے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ
وہ حسین ہے پھر فرمایا کہ مینے اُنکا نام ہارون کے دونون بیٹون کے
نام پر کہا ہے شبر اور شبیر اور سعید بن مسیب روایت کرتے
ہین کہ میرا دادا حزن بن بشیر آنحضرت صلعم کے خدمت مین حاضر ہوے آپنے
فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنی عرض کیا کہ حزن آپنی فرمایا تو سہل ہے
اُسنی عرض کیا مین اپنے نام کو جو میرے ماں باپنے رکھا ہے نہین بدلونگا

له مترجم کہتا ہے کہ روایت کیا اسکو ابن عساکر نے ۱۲

له مترجم کہتا ہے کہ روایت کیا ابوداؤد نے ۱۲

قال سعيد بن المسيب لم تزل تلك الحزونة
فينا الى اليوم وروى عن المهلب بن ابى صفرة
عن ابيه انه دخل على رسول الله صلى الله عليه
وسلم فساله عن اسمه ونسبه فقال انا سارق بن
قاطع بن ظالم بن فلان حتى انتهى الى جلند
الملك الذى كان ياخذ كل سفينة غصبا قال
المهلب وكان على ابى ازار قد صبغه بالزعفران
فقال له رسول الله عليه الصلوة والسلام
دع السارق والقاطع فانت ابو الصفرة قال
يا رسول الله لم يكن احد ابغض الى منك و
الآن ليس احد احب الى منك وانه قد ولدت
امس ابنة وقد سميتها صفرة حتى يكون كنيتى
موافقا لاسمها وكانت العرب اذا ولد لاحدهم
اول الولد كان يكنى به وامراته ايضا يكنى به
فيقال للزوج ابو فلان وللامراته ام فلان
كما قيل ابو سلمة وامراته ام سلمة وابو الدرداء
وامراته ام الدرداء وابو ذر وامراته ام ذر
وكان الرجل لا يكنى ما لم يولد له وروى عن
معمر بن خيثم قال قال لى ابو جعفر محمد بن

تو سعید بن مسیب کہتے ہین کہ ہمیشہ یہ حزن یعنی غمگینی اور سختی
ہمارے گہر مین آجتک ہی اور مہلب بن ابی صفرہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ وہ یعنی اُنکا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اُسکا نام اور نسب پوچھا
اُسنے عرض کیا کہ مین سارق ابن قاطع بن ظالم بن فلان
ہون یہانتک کہ اُسنے اپنے نسب کو جلند بادشاہ تک
پہونچایا جو کہ کشتیون کو بیگار مین پکڑا کرتا تہا مہلب کہتے
ہین کہ میرا باپ زرد ازار پہنے ہوئے تہا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے اُس سے فرمایا چہوڑدے سارق اور قاطع کو تو ابو صفرہ
ہے اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ سے زیادہ میرے نزدیک
کوئی دشمن نتہا اور آپسے زیادہ میرا کوئی دوست نہین اور میرے
یہان کل ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اُسکا نام مینے صفرہ رکہا
کہ میری کنیت اُس لڑکی کے نام کے موافق ہوجاوے اور عرب مین
جب کسیکے اول بچہ پیدا ہوتا تہا اُس بچہ کے نام پر اُسکی کنیت ہوا
کرتی تہی اور اُسکی بی بی کی بہی کنیت ہوتی تو خاوند کو ابو فلان کہتے
تہے یعنی فلانے کا باپ اور بی بی کو ام فلان یعنی فلانی کی
ما جیسے کہتے ہین ابو سلمہ اور انکی بی بی کو ام سلمہ اور ابو درداء
اور انکی بی بی کو ام درداء اور ابو ذر اور انکی بی بی کو ام ذر
اور آدمی کی جب تک اولاد نہوتی تہی اپنے کنیت نہ کہتا تہا

علی بما اکتنیت یا معمر قلت ما اکتنیت بعد ولا ولد
لی قال وما یمنعک ان تکنی قلت حدیث
بلغنی عن علی انه قال من اکتنی ولم یولد له
فهو ابو جعز قال لیس هذا من حدیث علی
انا لنکنی اولادنا فی حال صغرهم مخافة التعییر
ان یلحق بهم وروی عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی
وروی اکتنوا بکنیتی ولا تسموا باسمی ولا تجمعوا
بین کنیتی واسمی فی واحد ویقال هذا منسوخ
لان علی بن ابی طالب سمی ابنه محمدا وهو
ابن الحنفیة وکناه بابی القاسم وقد کان
استاذن منه فاذن له وروی عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال سموا اولادکم
باسماء الانبیاء صلوات الله علیهم اجمعین
واحب الاسماء الی الله تعالی عبد الله و
عبد الرحمن قال الفقیه رحمه الله لا احب
للعجم ان یسموا عبد الرحمن وعبد الرحیم
لان العجم لا یعرفون تفسیره فیسمونه بالتصغیر
فصار ذلک مستنکرا عند العقلاء فان کان

ای معمر تیری کیا کنیت ہے مینے کہا کہ میری کچہہ کنیت نہین اور نہ
میرے کوئی اولاد ابو جعفر نے کہا کہ کنیت کہنے سے تجکو کون منع
کرتا ہے مین نے کہا کہ ایک حدیث مجکو حضرت علی سے پہنچی ہے کہ انہون نے
کہا کہ جسنے کنیت رکہہ لی اور اسکی کچہہ اولاد نہین تو وہ ابو جوز ہے
ابو جعفر نے کہا کہ یہ علی کی حدیث نہین ہم تو اپنی اولاد کی کنیت
ننگ کے خوف سے کہ انکو لگجائیگا بچپن مین کہدیتے تہے اور نبی علیہ الصلوة
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکہو اور میری
کنیت پر کنیت نہ رکہو اور روایت ہے کہ میری کنیت پر کنیت رکہو اور میرے
نام پر نام نہ رکہو یعنی نام اور کنیت کو ایک جا اکٹہا مت کرو اور کہتے ہین کہ یہ
حدیث منسوخ ہے اسلیئے کہ علی ابن ابیطالب نے اپنے بیٹے کا نام جو
بی بی حنفیہ سے تہے محمد رکہا اور انکی کنیت ابو القاسم کہی در تحقیق حضرت
علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تہی اور آپنے انکو
اجازت دیدی تہی اور نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
کہ اپنی اولاد کے نام انبیا علیہم السلام کے نام پر رکہو اور اللہ کو عبد اللہ اور
عبد الرحمن نام بہت پسند ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ
نے کہ مین عجمیون کے لیے یہ پسند نہین کرتا کہ
وہ عبد الرحمن یا عبد الرحیم نام رکہین اسلیے کہ
عجمی لوگ اسکے معنی نہین جانتے اور حقارت سے گہٹا کر نام لینگے
تو یہ عقلمندون کے نزدیک بہت برا معلوم ہوگا سو اگر

كذلك لا ينبغي ان يسمي بمثل ذلك الاسم و
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهى ان يسمي المملوك نافعا او يسارا او بركة
قال الراوي انه لم يحب ان يقال ليس ههنا
بركة وليس ههنا نافع اذا طلبه انسان
وروي عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه
قال لرجل ما اسمك قال جمرة قال ابن من
قال ابن شهاب قال ابن من قال ابن الحرقة
قال اين تسكن قال بالحرة قال سمرو يحيك
ادرك اهلك فقد احترقوا فرجع الرجل
الى اهله فوجدهم قد احترقوا جميعا وروى
مالك بن انس عن يحيي بن سعيد ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال من يحلب هذه
اللقحة يعني الناقة فقام رجل فقال انا قال
له ما اسمك قال مرة قال اجلس ثم قال من
يحلب هذه اللقحة فقام رجل اخر فقال انا
قال ما اسمك قال حرب قال اجلس ثم قال
من يحلب هذه اللقحة فقام رجل قال انا
فقال ما اسمك فقال يعيش فقال له احلب

ایسے نام کہین تو ایسے نام لینا نچاہیے یعنی کہا کر حارث سے
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے
غلام کا نام نافع یا یسار یا برکت رکھنے کو منع فرمایا
ہے راوی کہتا ہے کہ اچھا نہین کہ جب کوئی آدمی اُسکو بلاوے
تو یون کہا جاوے کہ یہان برکت نہین یا یہان نافع نہین اور عمر
بن خطاب سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص سے کہا کہ
تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا جمرہ (یعنی سلگے انگارا) اُنہون نے کہا
کسکا بیٹا اُسنے کہا شہاب کا (یعنی شعلہ آگ کا) اُنہون نے کہا وہ کسکا بیٹا
اُسنے کہا حرقہ کا (یعنی جلانا) اُنہون نے کہا تو کہان رہتا ہے اُسنے کہا
حرہ مین (یعنی تپش) حضرت عمر نے کہا کہ اُٹھ خرابی ہو تیری
گھر جا وہ سب جل گئے وہ شخص اپنے گھر آیا تو اُن سب کو جلا پایا اور
انس بن مالک نے یحیی بن سعید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اونٹنی کو کون دوہے گا
تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اُسنے عرض کیا کہ مرہ (یعنی تلخی) آپنے فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا
اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین
آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنے عرض کیا کہ حرب (یعنی لڑائی) آپنے
فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا کہ اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا
کہ مین آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا یعیش (یعنی جیتا رہیگا) آپنے

باب ذكر الايام والشهور

قال الفقيه رحمه الله اعلم ان السنة اثنا عشر
شهرا اولها المحرم وانما سمي محرما لان القتال
فيه كان محرما بينهم في الجاهلية ثم صفر
وانما سمي صفرا لان الناس قد اصابهم
المرض فاصفرت وجوههم فيه فسموه صفرا
لصفرة الوجوه ويقال ايضا انما سمي صفرا
لانه صفر ابليس بجنوده حين خرج المحرم وحل
لهم القتال ثم شهر ربيع الاول لانه صادف
اول الخريف فسموه ربيع الاول ثم شهر
ربيع الاخر وانما سموه ربيع الاخر لانه صادف
اخر الخريف فسموه باسم ربيع الاخر ثم جمادى
الاولى ثم جمادى الاخرى وانما سميا بذلك
لانهما صادفا ايام الشتاء حين اشتد
البرد وجمد الماء ثم رجب وانما سمي رجبا
لان العرب ترجبه اي تعظمه وكانوا يسمونه
اصم لانهم كانوا لا يسمعون فيه صوت
الحرب والسلاح ثم الشعبان وانما سموه
شعبان لان قبائل العرب كانت تتشعب فيه

اس باب مین دنون اور مہینونکا ذکر ہے ❊ کہا فقیہ
رحمہ اللہ نے کہ جان تو کہ برس بارہ مہینے کا ہے پہلا مہینا
محرم اور اسکا محرم اسلیے نام کہا گیا کہ عرب کے لوگ ایام جاہلیت
مین تمام محرم آپس کی لڑائی کو حرام جانتے تھے پھر صفر اور صفر
اسلیے اسکا نام ہوا کہ لوگ اس مہینے مین بیمار ہوتے تھے
اور انکے چہرے زرد ہو جاتے تھے تو انہون نے اسکا نام
چہرہ زرد ہونے کی وجہ سے صفر رکھدیا اور کہتے ہین کہ صفر اسلیے
بہی نام رکھا گیا کہ شیطان اپنے لشکر سمیت زرد ہو جاتا ہے جب محرم
نکلتا ہے اور لڑائی حلال ہو جاتی ہے پھر ربیع الاول کا مہینا اور
چونکہ یہ مہینا ابتداے خریف مین آیا تھا اسلیے اسکا نام ربیع الاول
رکھدیا پھر ربیع الآخر کا مہینا اور اسکا نام ربیع الآخر اسلیے کہا
کہ خریف کا آخر آیا تو اسکو ربیع الآخر کے نام سے نامزد کیا
پھر جمادی الاولیٰ پھر جمادی الاخریٰ اور ان دونوں کا نام اسلیے یہ ہوا
کہ آتے ہین جاڑون کے دنون مین جب جاڑا سخت
ہو جاتا ہے اور پانی جم جاتا ہے پھر رجب اور رجب
اسلیے نام کہا کہ عرب کے لوگ اسکی ترجیب یعنی تعظیم کرتے تھے اور اسکا نام
اصم بھی لیا کرتے تھے اسلیے کہ اس مہینے مین لڑائی اور ہتیار کی
آواز نہ سنتے تھے پھر شعبان ہے اور اسکا شعبان نام اسلیے
رکھا کہ اس مہینے مین عرب کے قبیلے منتشب یعنی

ای تتفرق ویقال ایضا انما سمی شعبان لانہ
تتشعب فیه خیر کثیر لرمضان ثم شهر رمضان
وانما سموه رمضان لانه صادف ایام الحر
والرمضاء الحر الشدید ویقال انما سمی رمضان
لانه یرمض الذنوب ای یحرقها ثم شوال
وانما سموه شوالا لان قبائل العرب کانت
تشول فیه ای تبرح فیه عن مواضعها و
یقال انما سموه شوالا لانهم کانوا یصیدون
فیه نحو قولك اشال الکلب اذا ارسل للصید
ثم ذو القعدة وانما سموه ذا القعدة لانهم
کانوا یقعدون فیه عن الحرب ثم ذو الحجة
وانما سموه ذا الحجة لانهم کانوا یحجون فیه
ویقال سموه ذا الحجة لان بانصرامه الحجة
ای السنة هذه اسماء الشهور بالعربیة و
هی الشهور القمریة التی یعرف حسابها
بدوران القمر وهی حساب المسلمین لاجالهم
وعباداتهم واما الشهور الشمسیة التی
یعرف حسابها بدوران الشمس بحساب الروم
بلسان السریانیة یجعلون ابتداءها من ایام

متفرق ہو جاتے تھے اور کہتے ہیں کہ شعبان اسلیے بھی نام رکھا گیا
کہ اس مہینے میں خیر کثیر پھیلتی ہے بوجہ رمضان کے پھر رمضان
کا مہینا ہے اور اسکا نام رمضان اسلیے ہوا کہ گرمیوں میں آیا اور
رمضاء کہتے ہیں سخت گرمی کو اور کہتے ہیں کہ رمضان اسلیے
نام ہوا کہ گناہوں کو رمض یعنے جلا دیتا ہے پھر شوال اور اسکا اسلیے
شوال نام ہوا کہ قبائل عرب اس مہینے میں تشول کرتے تھے
یعنی اپنی اپنی جگہ سے باہر چلے جاتے تھے یعنی نکل جایا کرتے اور کہتے
ہیں کہ اسلیے بھی شوال نام ہوا کہ اس مہینے میں عرب شکار کرتے
تھے پھر ذیقعد اور اسکا نام ذیقعد اسلیے رکھا کہ اس مہینے میں
عرب لڑائی سے قعود کرتے تھے یعنی بیٹھ رہتے تھے پھر ذی الحجہ
اور اسکا ذی الحجہ اسوجہ سے نام رکھا گیا کہ اس مہینے میں
عرب حج کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ اسوجہ سے بھی اسکا نام
ذی الحجہ رکھا کہ اسکے ختم ہونے سے حجہ یعنی سال ختم ہو جاتا
ہے یہ نام ہیں عربی مہینوں کے اور یہی قمری مہینے ہیں کہ جنکا
حساب چاند کے حال سے پہچانا جاتا ہے اور وہ حساب مسلمانوں کا
ہے انکی اوقات اور عبادتوں کے لیے اور شمسی مہینے وہ
ہیں کہ جنکا حساب سورج کے دوران سے پہچانا جاتا ہے
رومی حساب سے سریانی زبان میں
ان مہینوں کا شروع

مهرجان اولها تشرين الاول ثم تشرين
الآخر ثم كانون الاول ثم كانون الآخر
ثم شباط ثم آذر ثم نيسان ثم ايار ثم حزيران
ثم تموز ثم آب ثم ايلول واسمائها بالفارسية
ابتداؤها من نيروز وا ولها فروردين ثم
اردي بهشت ثم خرداد ثم تير ثم مرداد
ثم شهريور ثم مهر ثم ابان ثم خمسة ايام
لا تعد من السنة يقال لها ايام مسروقة
ثم آذر ثم دي ثم بهمن ثم اسفندارمذ و
كلما مضى من شهر من شهور الفارسية
عشرة ايام دخل شهر من شهور الرومية
وفي كل سنة يتاخر النيروز يوم واحد من
ايام الجمعة فان كان النيروز في هذه السنة
يوم الخميس يكون في السنة الثانية يوم
الجمعة وفي السنة الثالثة يوم السبت و
ما كان من شهور العربية ينقص في كل سنة
عشرة ايام وربما ينقص احد عشر يوما فستة
منها بنقصان الشهور والخمسة هي ايام المسروقة
واليوم والليل اربعة وعشرون ساعة

مہرجان مہینے سے کرتے ہین یعنی خزان کا مہینا پہلا
مہینا تشرین اول ہے دوسرا تشرین آخر تیسرا کانون
اول چوتھا کانون آخر پانچوان شباط چھٹا آذر
ساتوان نیسان آٹھوان ایار نوان حزیران دسوان
تموز گیارھوان آب بارھوان ایلول اور اسکی نام فارسی مین
ابتدا اسکی نوروز سے ہے پہلا فروردین دوسرا اردی بہشت تیسرا
خرداد چوتھا تیر پانچوان مرداد چھٹا شہریور ساتوان مہر آٹھوان
ابان پھر پانچ دن برس مین شمار نہین کیے جاتے اور انکا نام
خمسہ مسترقہ ہے نوان آذر دسوان دی گیارھوان بہمن بارھوان
اسفندارمذ اور جب دس دن فارسی مہینے کے گذر جاتے ہین
تو رومی مہینا شروع ہوتا ہے اور ہر سال مین نوروز
ایکدن پیچھے رہتا ہے ہفتہ کے دنو مین جیسے اس سال مین
نوروز جمعرات کا ہے تو دوسرے سال مین جمعہ کا ہوگا اور
اور تیسرے سال مین سنیچر کا اور جو مہینے عربی
مین ہر سال مین دس دن کم ہوتے ہین اور
کبھی گیارہ دن یعنی عرب کا سال رومی سال
سے اسقدر کم ہوتا ہے سو انمین سے چھ دن
تو مہینے کی کمی سے اور چار دن مسترقہ کے
اور دن رات چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہین

لا يزيد ولا ينقص منها وكلما ينقص من
النهار ازداد ذلك في الليل وكلما ينقص
من الليل ازداد في النهار واطول ما يكون
من النهار في نصف حزيران فيكون النهار
خمسة عشر ساعة والليل تسع ساعة وهو
اقصر ما يكون ثم يأخذ النهار في النقصان
وازداد الليل حتى اذا كانت ايام مهرجان
استوى الليل والنهار فيصير كل واحد منهما
اثني عشر ساعة حتى اذا كانت بعد سبعة
عشر من كانون الاول صار الليل خمسة
عشر ساعة وهو اطول ما يكون والنهار
تسع ساعات وذلك اقصر ما يكون ثم يأخذ
الليل في النقصان حتى اذا كانت قبل النيروز
تسع عشرا واقل استوى الليل والنهار ثم
يزداد النهار الى النصف من حزيران فذلك
قول الله تعالى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا
ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وقال تعالى
يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ الآية باب صفة
طبائع الانسان قال الفقيه رحمه الله

نہ زیادہ نہ کم جسقدر دن گھٹتا ہے اسیقدر رات بڑھتی
ہے اور جتنی رات گھٹتی ہے اتنا ہی دن بڑھتا ہے اور
سب سے بڑا دن حزیران مہینے کے نصف مین ہوتا ہے پس دن پندرہ
گھنٹے کا ہوجاتا ہے اور رات نو گھنٹے کی اور وہ چھوٹی سی
چھوٹی رات ہے پھر دن گھٹنے لگتا ہے اور رات بڑھتی
ہے یہان تک کہ مہرجان مہینا آتا ہے تو رات دن
برابر ہو جاتے ہین اور دونو بارہ بارہ گھنٹے کے ہوجاتے
ہین یہان تک کہ کانون کی سترہوین تاریخ رات
پندرہ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور وہ بڑی سے
بڑی رات ہے اور دن نو گھنٹے کا اور یہ
چھوٹے سے چھوٹا دن ہے پھر رات گھٹنے لگتی
ہے یہان تک کہ جب نوروز کو انیس دن یا کچھ کم
رہتے ہین تو رات دن برابر ہو جاتے ہین
پھر نصف حزیران تک دن بڑھتا ہے ایسے
ہی حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے
(اور سورج چلتا ہے اپنے ٹھہراؤ پر یہ اندازہ زبردست جاننے والے کا
ہے) اور حق تعالی فرماتا ہے (لے آتا ہے رات کو دن مین اور
دن کو رات مین) اس باب مین انسان کی
طبیعتون کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

ان الله تبارك وتعالى خلق الخلق وركب فيه
اربعة من الطبائع اليبوسة والرطوبة والحرارة والبرودة وخلق
في النفس اربعة اشياء لصلاح الجسد فلا يقوم الجسد
الا بهن المرة السوداء والمرة الصفراء والدم والبلغم فجعل
مسكن اليبوسة في المرة السوداء ومسكن الرطوبة في المرة الصفراء
ومسكن الحرارة في الدم ومسكن البرودة في
البلغم فايما جسد اعتدلت فيه هؤلاء
الاربعة كملت صحته فاذا غلب واحد منها
على غيره دخل عليه السقم من ناحية فاين
قل فقد دخل الضعف من جهته ثم قد
تصير هذه الطبائع فطرة في الاخلاق
فمن اليبوسة العزم ومن الرطوبة اللين و
من الحرارة الحدة ومن البرودة الاناة
فاذا زاد احدهن او قل دخل الفساد
من قبله وقد جعل الله تعالى من عدة في
مواضع من الراس في كل شئ نوعا من
المنفعة النظر في العين والسمع في الاذنين
والشم في الانف والكلام في اللسان فكذلك
في الجوف قد جعل لكل شئ معدنا فمعدن

تحقیق اللہ تعالی نے خلقت کو پیدا کیا اور اسمین چار طبیعتون کو
ترکیب دیا ایک یبوست دوسری رطوبت تیسری حرارت چوتھی
برودت اور نفس کے اندر چار چیزون کو رکھا تاکہ بدن کی اصلاح
اور قیام اُس سے رہے سودا اور صفرا اور خون اور بلغم خشکی کا
مقام مرہ سودا یعنی تلی مین اور رطوبت کا مقام مرہ صفرا
یعنی پتہ مین اور حرارت کا مقام خون مین اور برودت کا مقام
بلغم مین سو جس بدن مین یہ چارون برابر رہینگے تو اُسکو صحت
کامل ہوگی اور جب اُنمین سے ایک دوسری پر غالب ہوا تو بیماری
اُسمین آجاتی ہے پس اُنمین سے جو تہوڑا ہوا تو اسی طرف سے
ضعف آگیا پہر کبہی یہ طبیعتین عادت کے اندر سرشت ہو جاتی
ہین سو یبوست سے ارادہ اور رطوبت سے نرمی
اور حرارت سے تیزی اور برودت سے آہستگی
ہوتی ہے پس جب اُنمین سے ایک زیادہ یا کم
ہوتی ہے اُسی کی طرف سے فساد آجاتا ہے اور
تحقیق اللہ تعالی نے سر مین سے چند جگہ مین ہر چیز
کی ایک طرح کی منفعت رکہی ہے آنکہہ مین نگاہ
کان مین سماعت ناک مین سونگہنا زبان مین
بولنا اور ایسے ہی پیٹ کے اندر ہر چیز
کے لیے ایک کہان ہے

الضحاك والسرور الطحال وموضع الحزن في
فالهيبة الرية وموضع الغضب الكبد و
معدن العلم والفهم القلب ومعدن العقل
الدماغ ومعدن الحزن والفرح الكلية
ويقال الصدر وخلق في الجسد ثلثمائة و
ستين عرقا للشد والوصل وخلق فيها مائتين
وثمانية واربعين عظما لمصلحة البدن
فذلك قوله تعالى وفي الارض ايات للموقنين
وفي انفسكم افلا تبصرون وقال على ابن
ابي طالب رضي الله عنه العقل في القلب
والرحمة في الكبد والرافة في الطحال والنفس
في الرية وقال ينتهي طول الغلام لاحد و
عشرين سنة وينتهي عقله لثمان وعشرين
فلا يزيد بعد ذلك عقل الا التجارب و
قال بعض الحكماء موضع العقل في الدماغ
وموضع الحق في العينين وموضع الباطل
في الاذنين وموضع الحياء في الوجه وطريق
الروح في الانف وموضع الحيوة في الفم و
موضع الهموم في الصدور وموضع الضحك

سو ہنسی اور خوشی کا خزانہ تلی ہے اور خوف اور ہیبت
کا خزانہ پھیپڑا ہے اور غصہ کی جگہ کلیجا اور علم اور فہم کی
جگہ دل اور عقل کی جگہ دماغ اور غم اور خوشی کی
جگہ گردہ اور بعض کہتے ہین کہ چھاتی ہے اور اللہ نے
بدن کے اندر تین سو ساٹھ رگین پیدا کرین بدن کے جکڑنے
اور ملانے کے لیے اور دو سو اڑتالیس ہڈیان پیدا کرین
بدن کی اصلاح کے لیے چنانکہ حق تعالی نے فرمایا
ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور زمین مین یقین کرنیوالون کے
لیے بہت سے نشان ہین اور تمہارے جانون مین کیا تم دیکھتے
نہین) اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے عقل
دل مین ہے اور رحمت کلیجہ مین اور شفقت تلی مین اور سانس
پھیپڑے مین اور فرمایا حضرت علی نے کہ آدمی اکیس برس
تک بڑھتا ہے اور اٹھائیس برس تک اسکی عقل کی
انتہا ہے پھر اسکے بعد عقل نہین بڑھتی مگر تجربہ اور بعض
حکما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ مین ہے اور حق کی جگہ
دونون آنکھون مین اور باطل کی جگہ دونون کانون مین اور حیا
کی جگہ چہرہ مین اور روح کا رستہ ناک مین کو
اور زندگی منہ مین اور غم کی جگہ سینون
مین اور ہنسی کی جگہہ

في الطحال وموضع الرحمة والغضب في الكبد
وموضع الفرح والحزن في القلب وموضع
الكسب في اليد وموضع النصب في الرجلين

باب الفروسية والرمي

روى عن
عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال علموا اولادكم
السباحة والفروسية والرمي وامروهم
بالاختفاء بين الاغراض وروى ابن عمر
عن النبي عليه الصلوة والسلام علموا اولادكم
السباحة والرمي والمرأة الغزل وروى عن
عقبة بن عامر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ارموا واركبوا وان ترموا احب الي
من ان تركبوا وكل شئ يلهو به الرجل باطل
الا ثلثة رمية بقوسه وتاديبه فرسه
وملاعبته مع اهله فانهن من الحق

باب النهي عن اقتناء الكلب

وروى
سالم عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقتنى كلبا الا للماشية او الصيد
نقص من اجره كل يوم قيراط وروى عن عطية
ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام

تلی میں اور رحمت اور غصہ کی جگہ جگر میں اور خوشی
اور غم کی جگہ دل میں اور کمانے کی جگہ ہاتھ میں
اور کھڑے ہونے کی جگہ دونوں پاؤں میں ٭

باب بیان میں گھوڑے پر چڑھنے اور تیر پھینکنے کے

عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اپنی اولاد
کو تیرنا اور گھوڑے پر چڑھنا اور تیر پھینکنا سکھاؤ اور انکو
نشانوں کے درمیان مشق کرنیکا حکم دو اور ابن عمر نے نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کری ہے اپنی اولاد کو تیرنا اور تیر پھینکنا
اور عورتوں کو کاتنا سکھاؤ اور عقبہ بن عامر سے مروی ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تیر پھینکو اور
گھوڑے پر چڑھو اور اگر تم تیر پھینکو گے تو میرے
نزدیک گھوڑے پر چڑھنے سے بہتر ہے اور ہر شے جس سے آدمی
کھیلتا ہے باطل ہے مگر تین چیزیں اپنے کمان سے تیر پھینکنا
یا گھوڑے کو سکھانا یا اپنی بی بی کے ساتھ بازی کرنا یہ حق ہیں

باب ہے کتے کے پالنے کی امتناع میں ٭

سالم اپنے باپ سے
اور وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں جو کوئی
سوائے چوپایوں کی حفاظت یا شکار کے اور طرح کتا پالے تو اسکے
ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا جاتا ہے یعنی جو عبادت کرتا ہے اسکا
ثواب کم ہوتا رہتا ہے اور روایت کی عطیہ نے ابن عمر سے وہ نبی علیہ الصلوۃ

انه قال من اقتنى كلبا الا لماشية او لصيد
نقص من اجره كل يوم قيراطان قيل يا ابا عبد الرحمن
انا كنا نسمع قيراطا فقال سمعت اذناى ووعاه
قلبى والذى لا اله الا هو يقول كل يوم
قيراطان وروى ابو هريرة عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال من اقتنى كلبا الا لماشية
او لصيد او لزرع نقص من اجره كل يوم قيراط
قال الفقيه رحمه الله فى الخبر دليل على انه اذا
امسك الكلب لحاجة فلا بأس به واذا امسك
للاغراء فهو مكروه وروى ابراهيم النخعى
ان النبى عليه الصلوة والسلام رخص لاهل
البيت القاصى يعنى البعيد باقتناء الكلب
وروى عن وهب بن منبه انه قال ان آدم
عليه السلام لما اهبط الى الارض قال ابليس
للسباع ان هذا عدو لكم فاهلكوه واجتمعوا
وولوا امرهم الى الكلب وقالوا انت اشجعنا ثم
جعلوه اميرا فلما راى ذلك آدم عليه السلام
تحير فى ذلك فجاءه جبرئيل قال امسح يدك
على راس الكلب ففعل ذلك فالفه فلما رات

کہ آپ نے فرمایا جو کوئی سوائے چوپایوں کی حفاظت اور شکار کے کتا
پالیگا اسکا ثواب ہر روز دو قیراط کم ہوگا تو لوگوں نے کہا اے ابا عبد الرحمن
ہم تو ایک قیراط سنتے ہیں تو انہوں نے کہا میرے دونوں کانوں
نے سنا ہے اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ہے قسم ہے اسکی کہ کوئی معبود
نہیں سوا اسکے کہ آنحضرت دو قیراط فرماتے تھے اور ابو ہریرہ نے نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی چوپایوں کی
حفاظت یا شکار کیلئے یا کھیتی کی حفاظت کیلئے سوائے ان تینوں کے کتا پالیگا
تو اسکے ثواب میں ایک قیراط ہر روز گھٹیگا کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے
اس حدیث میں دلیل ہے اسکی کہ اگر کوئی کسی ضرورت کے لیے کتا پالے تو کچھ ڈر نہیں
اور اگر کسی پر بھونکانے کے لیے کتا پالیگا تو مکروہ ہے اور ابراہیم نخعی نے
روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو جنکا گھر دور ہے
کتا پالنے کی رخصت دی ہے اور وہب بن منبہ سے مروی
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق آدم علیہ السلام جب زمین پر
اترے تو ابلیس نے درندوں سے کہا کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسکو تم
مار ڈالو اور سب درندوں نے اتفاق کیا اور اپنے کام کا کتے کو مختار بنا
دیا اور سب نے کہا کہ تو ہم سب سے زیادہ مردانہ ہے اور کتے کو سردار بنایا
جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو اسمیں حیران ہوئے
پس حضرت جبرئیل آئے اور کہا اپنا ہاتھ کتے کے سر پر پھیر
حضرت آدم نے یہی کیا تو کتا آپ سے الفت کرنے لگا جب درندوں نے

السباع انا لكلب قد الف آدم عليه السلام
تفرقوا فاستأمن الكلب منه آدم عليه السلام
فبقي معه ومع اولاده الى هذا اليوم

باب الكلام في امر المسخ

قال الفقيه رحمه
الله اختلف الناس في الخلق مسخهم الله تعالى
قال بعضهم ان القردة والخنازير من نسل
قوم قد مسخهم الله تبارك وتعالى وكذلك
الفارة والدعموص وغيرها من الاشياء
التي جاءت فيها الآثار انهم مسخوا وقال
عامة اهل العلم ان هذا لم يصح بل كانت
القردة وغيرها قد خلقوا قبل ذلك فالذين
مسخهم الله تعالى قد هلكوا ولم يبق لهم نسل
لانه قد اصابهم السخط والعذاب فلم يكن
لهم قرار في الدنيا بعد ثلثة ايام وروى
المستورد بن الاحنف قال قيل لعبد الله بن
مسعود رضه ارايت القردة والخنازير من
نسل قردة وخنازير مسخت قبل ذلك
فقال عبد الله بن مسعود لم يمسخ الله امة
بان يجعل لها نسلا ولكنها من نسل قردة

کہ جب حضرت آدمؑ سے الفت کرنے لگا سب متفرق ہو گئے
کتے نے حضرت آدم سے امن چاہا حضرت آدمؑ نے کتے کو
امن دیا سو الفت کئے اور بنی آدم میں آج کے دن تک باقی ہے

باب مسخ یعنی شکل بندر وغیرہ ہو جانے کے بیان میں کہا فقیہ جعفر نے
کہ لوگوں کو اختلاف ہے اس مخلوق میں جنکی صورت حقتعالے نے
مسخ کر دی ہے بعض نے کہا ہے کہ بندر اور سور انہیں کی قوم سے ہیں
جو صورتیں مسخ ہو گئی تھیں ایسے ہی چوہا اور چھپکلی اور سوائے
اُنکے وہ چیزیں کہ حدیث میں آئی ہیں کہ وہ مسخ شدہ ہیں
اور اکثر علما کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں بلکہ بندر وغیرہ
مسخ سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور وہ لوگ جنکو اللہ تعالے
نے مسخ کیا سب مر گئے اور اُنسے نسل باقی نہیں
رہی اس لیے کہ اُنکو غصہ اور عذاب اللہ کا پہنچا
ہے سو وہ دنیا میں بعد تین دن کے نہ ٹھیرے
اور مستورد بن احنف نے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن مسعود سے لوگوں نے کہا کیا تم
اُن بندروں اور سوروں کو دیکھا ہے جو
مسخ کیے گئے تھے تو اُنہوں نے کہا کہ
اللہ نے کسی گروہ مسخ شدہ کی نسل
باقی نہیں رکھی اور یہ سب اُن بندروں

وخنازير كانت قبل ذلك قال ابو الليث و
تكلموا في امر الزهرة وسهيل وهما نجمان
قال بعضهم هما ممسوخان فقد روى ذلك
عن ابن عباس وروى عطاء ان ابن عمر كان
اذا راى سهيلا شتمه واذا راى الزهرة
شتمها قال ان سهيلا كان عشارا باليمن
يظلم الناس وقال ان الزهرة كانت صاحبة
هاروت وماروت فمسخها الله شهابا فقال
مجاهد كان ابن عمر اذا قيل له طلعت الحمراء
قال لا مرحبا لها ولا اهلا يعني الزهرة
وقال بعضهم هذا لا يصح لان هذه النجوم
خلقت حين خلقت السماء لانه روى في
الخبر انه لما خلقت السماء فخلقت فيها سبعة
دوارة زحل ومشتري وبهرام وعطارد
وزهرة والشمس والقمر وهذا معنى قوله
تعالى وهو الذي خلق الليل والنهار والشمس
والقمر كل في فلك يسبحون وجعل مصلحة
الدنيا بهذه الدوارة السبعة ولكل واحد
منها سلطان في نوع من المصلحة فجعل

اور سوروں کی نسل سے ہیں کہ اس مسخ سے پہلے
تھی ابو لیث کہتے ہیں کہ زہرہ اور سہیل کے باب
میں لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اور وہ دو تارے
ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں مسخ شدہ ہیں وہی ابن عباس
سے مروی ہے اور عطا نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب
سہیل کو دیکھتے تھے اسکو گالی دیتے تھے اور جب زہرہ کو
دیکھتے تھے تو اسکو گالی دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تحقیق
سہیل یمن میں عشر لینے والا تھا کہ لوگوں پر ظلم کرتا تھا۔
اور کہا کہ تحقیق زہرہ ہاروت ماروت کی یار تھی سو اللہ تعالی
نے اسکو مسخ کر کے ایک شعلہ بنا دیا مجاہد نے کہا کہ جب ابن عمر
سے کہا جاتا تھا کہ انگارا نکلا کہتے تھے کہ بھلائی اور بہتری
مت ہووے جسکو یعنی زہرہ کو اور بعض نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے
اسلیے کہ یہ تارے تو جب آسمان پیدا ہوا ہے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ
حدیث میں مروی ہے کہ جب آسمان پیدا کیا گیا تو اسمیں سات تارے
چکر مارنیوالے پیدا کیے گئے زحل و مشتری و بہرام اور عطارد
اور زہرہ اور سورج اور چاند اور یہی معنی ہیں اللہ تعالی کے قول کے
جسکا ترجمہ یہ ہے اور وہ ایسا ہے جسنے پیدا کیا رات اور دن اور سورج
اور چاند کو سب آسمان میں تیر رہے ہیں۔ اور دنیا کی مصلحت انہیں سات
تاروں پر رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے ایک مصلحت کا بادشاہ ہے

سلطان الزهرة الرطوبة فثبت بهذا ان
قول من قال انهما ممسوخان لا يصح وان
الزهرة وسهيلًا قد كانا قبل خلق آدم والذي
روى عن ابن عمر وغيره ان سهيلًا كان
عشارا باليمن وان الزهرة فتنت هاروت
وماروت فمسخهما الله تبارك وتعالى شهابا
فهو كما قالوا ان رجلا اسمه سهيل وامراة
اسمها زهرة فمسخهما الله تبارك وتعالى
شهابا ولكنهما لم يبقيا وقد هلكا بالوان
العذاب وصار الى النار واما الذي روى
انه كان يشتم سهيلا يحتمل انه لم يشتم الكواكب
وانما شتم سهيلا الذي كان عشارا باليمن
وكذلك في الزهرة انما شتم المراة التي كانت
اسمها زهرة ولم يشتم الكواكب

باب معاريض الكلام

قال الفقيه رح وروى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه
قال في معاريض الكلام مندوحة عن
الكذب ومعاريض الكلام ان يتكلم الرجل
بكلمة يظهر من نفسه شيئا واراد به شيئا

سو زہرہ کو سلطان رطوبت بنایا پس ثابت ہوا کہ قول اُس
شخص کا کہ جو ان دونون کو مسخ شدہ کہتا ہے صحیح نہین ہے
اور تحقیق زہرہ اور سہیل دونون آدم کے پیدائش سے پہلے ہین اور جو
ابن عمر وغیرہ سے مروی ہے کہ سہیل ایک عشر لینے والا یمن
تہا یعنی ظالم ہی اور زہرہ ہاروت اور ماروت کو فتنہ مین ڈالنے والی
تہی سو اُن دونون کو اللہ تعالے نے مسخ کرکے تارہ بنا دیا
سو وہ محمول ہے اسپر جو لوگ نقل کرتے ہین کہ تحقیق ایک مرد تہا کہ اُسکا نام
سہیل تہا اور ایک عورت کہ اُسکا نام زہرہ تہا اُن دونونکو اللہ تعالے
نے تارے کی صورت مین مسخ کر دیا تہا لیکن وہ دونو باقی نہین ہے
اور تحقیق وہ دونو ہلاک ہوگئے ساتہ طرح طرح کے عذاب کے اور گئے وہ دونون
آگ کیطرف اور جو ابن عمر سے روایت ہے کہ ابن عمر سہیل کو گالی دیا کرتے
تہی تو وہ محمول ہے اسپر کہ وہ گالی تارونکو دیتے تہی بلکہ اُس سہیل کو
گالی دیتے تہی کہ یمن مین عشر لینے والا تہا اور ایسے ہی زہرہ مین کہ
اُس عورت کو گالی دیتے تہی جسکا نام زہرہ تہا اور تارونکو گالی دیتے تہی
باب ہے کلام کنایہ مین کہا فقیہ نے کہ عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سی مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ کلام کو توریہ
کرنے مین جہوٹ سی بچاؤ ہے اور کلام مین توریہ کرنا
یہ ہے کہ آدمی ایسی بات کہے کہ اُس سے ظاہر
کچہہ ہو اور ارادہ اُسکا اور کچہہ ہو

اخرى وروى عن ابن عباس رضى الله عنه فى
قوله تعالى فى قصة موسى مع الخضر قال لا
تؤاخذنى بما نسيت قال لم ينس موسى ولكنها
هو من معاريض الكلام وروى عن النبى
عليه الصلوة والسلام انه كان اذا اراد سفرا
ورى بغيره يعنى يظهر من نفسه انه يريد
الخروج الى ناحية اخرى فكان يقول كيف
الطريق الى موضع كذا وكذا ثم يخرج الى
موضع اخر وروى عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه قال استعينوا على قضاء حوائجكم
بكتمان اسراركم فان كل ذى نعمة محسود
عليها وروى عن على ابن ابى طالب كرم
الله وجهه انه اذا امر قومه بشئ فخالفوه
فى ذلك كان يرفع راسه الى السماء ويقول
اللهم ما كذبت فظنوا انه سمع فى ذلك شيئا
من رسول الله عليه الصلوة والسلام وروى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه رخص
فى الكذب فى ثلثة اشياء فى الاصلاح بين
الاثنين وفى الحرب وان يرضى الرجل زوجته

اور ابن عباس رضی سے مروی ہے اللہ تعالی کے اس قول میں
کہ موسی کا قصہ خضر کے ساتھ تھا جسکا ترجمہ یہ ہے کہا
موسی نے مت مواخذہ کر مجھسے اس چیز کا کہ میں بہول گیا
کہا ابن عباس نے کہ موسی بہولے نہیں لیکن وہ ایک توریہ تہا اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ جب آپ ارادہ سفر کا کرتے
تو اور طرح پر دکہاتے تہے یعنی اس سے ظاہر ہوتا تہا کہ آپ
اور کسی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں تو آپ فرمایا کرتے تہے کہ فلان
فلان گاؤن کو کونسا رستہ ہے پہر نکلتے تہے اور گاؤن کیطرف
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ تم
کروا اپنی حاجتیں پوری کرنے میں ساتہ پوشیدہ رکہنے بہیدون کے کیونکہ تحقیق
ہر ایک نعمت والے پر حسد کیا جاتا ہے اور علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب اپنی قوم کو کسی چیز کا
حکم دیتے تہے اور وہ اسکے خلاف کرتے تہے تو آپ اپنا سر
آسمان کیطرف اٹہاتے تہے اور یہ کہتے تہے کہ یا اللہ
میں نے جہوٹ نہیں بولا پس اس سے لوگ جان لیتے کہ انہوں نے
اسباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے تین چیزوں میں جہوٹ
بولنے کی رخصت دی ہے دو شخصوں میں صلح کرا دینے
میں اور لڑائی میں اور اپنی بی بی کو رضامند کرنے میں

باب الاستثناء والایمان

قال الفقیه رحمه الله کره بعض الناس ان یقول الرجل لنفسه انا مؤمن الا ان یستثنی فیه فیقول انا مؤمن انشاء الله تعالی قالوا لان هذا اللفظ مدح ولا یجوز لاحد ان یمدح نفسه فکما لا یجوز ان یقول انا زاهد وانا عابد فکذلك لا یجوز ان یقول انا مؤمن ولان الله تعالی وصف المؤمنین بعلامات فما لم یوجد تلك العلامات فلا یجوز ان یسمی نفسه مؤمنا وهو قول الله تعالی انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم الی قوله تعالی اولئك هم المؤمنون حقا ولان الله تعالی قال قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا فنهٰهم ان یسموا انفسهم مؤمنین وامرهم ان یسموا انفسهم مسلمین وقال غیرهم لا بأس به وبه ناخذ لما روی عن عطاء انه قال ادرکت اصحاب رسول الله علیه الصلوة والسلام وهم یقولون نحن المؤمنون المسلمون وروی

باب تسلیم و انشاء الله کہنے مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بعض لوگون نے مکروہ رکہا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کہے کہ مین مومن ہون مگر جب انشاء اللہ کہے تو درست ہے یعنی کہے کہ مین مومن ہون انشاء اللہ دلیل انکی یہ ہے کہ تحقیق یہ لفظ تعریف کا ہے اور نہین جائز ہے کسیکو کہ اپنی تعریف کرے پس جیسے کہ نہین جائز ہے کہ مین زاہد ہون اور مین عابد ہون سو ایسے ہی یہ کہنا جائز نہین کہ مین مومن ہون اور تحقیق اللہ تعالی نے مومنون کی توصیف بہت نشانیون کے ساتھ کی ہے سو جبتک یہ نشانیان نہ پائی جاوینگی تو جائز نہین ہے کہ اپنا نام مومن کہے اور وہ قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہے (مومن وہ لوگ ہین جب وقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہین اللہ تعالی کے اس قول تک وہی لوگ ہین تحقیق مومن) اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (کہتے ہین گنوار لوگ کہ ہم ایمان لائے ہین تو کہدے اے محمد کہ تم ایمان نہین لائے ہو اور لیکن تم کہو کہ ہم اسلام لائے) سو منع کیا انکو کہ اپنا مومن نام رکہین اور حکم کیا انکو کہ اپنا مسلم نام رکہین اور دوسرے عالمون نے کہا ہے کہ اسکا کچہہ ڈر نہین اور اسیکو ہم لیتے ہین پس عطا سے مروی ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اصحاب کو پایا سو وہ کہتے تھے کہ ہم مومن مسلم ہین

عمير بن زياد بن علاقة عن عبد الله بن يزيد الانصاري قال اذا سئل احدكم عن ايمانه فلا يشكن فيه وروي عن ابراهيم النخعي قال ما يكره احدكم ان يقول اني مؤمن فان كان صادقا ليوجرن على صدقه وان كان فما دخل عليه من كفره اشد من كذبه ولان الله تعالى قال يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام الاية وقال في موضع اخر يا ايها الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة الاية فمن شك انه مؤمن ينبغي ان لا يلزمه الصيام والصلوة لان الله تعالى انما اوجبهما على المؤمنين خاصة قال الفقيه رحمه الله لو قال انا اموت مؤمنا انشاء الله يجوز ولو قال انا مؤمن انشاء الله تعالى لا يجوز لان الاستثناء يستعمل للمستقبل ولا يستعمل للماضي ولا للحال لانه لا يصلح في الكلام ان يقال هذا ثوب انشاء الله وهذه اسطوانة انشاء الله تعالى فكذلك لا يصلح ان يقال انا مؤمن انشاء الله تعالى وروي عن حسن

اور عمير بن زياد بن علاقة عبد الله بن يزيد انصاري سے روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ جب کوئی تمہارے ایمان کو پوچھے تو اُسمین شک مت کرو اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کیا کوئی تم مین یہ کہنا مکروہ جانے کہ مین مومن ہون سو اگر وہ سچا ہے تو اپنے سچ پر البتہ ثواب پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو اُسکے دلمین جو کفر داخل ہے وہ اُس جھوٹ سے زیادہ سخت ہے اور اسلیے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اے ایمان والو فرض کی گئی تمپر روزے آخر آیت تک) اور اور جگہ فرمایا ہے (اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم نماز پڑھنے کو آخر آیت تک) اور جس نے شک کیا کہ وہ مومن ہے تو لایق ہے کہ اُسپر روزہ اور نماز لازم نہو اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اُن دونونکو یعنی نماز روزہ کو خاص مومنون پر واجب کیا ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اگر کسی نے کہا کہ مین انشاء اللہ مومن مرونگا تو جایز ہے اور اگر کہا کہ مین مومن ہون انشاء اللہ تو جایز نہین اسلیے کہ انشاء اللہ کہنا محاورہ مین زمانہ آیندہ کے لیے بولا جاتا ہے اور ماضی اور حال کے لیے نہین بولا جاتا اسلیے کہ کلام مین یہ کہنا صلاحیت نہین رکہتا کہ یہ کپڑا ہے انشاء اللہ اور یہ ستون ہے انشاء اللہ سو ایسے ہی یہ کہنا صلاحیت نہین کہتا کہ مین مومن ہون انشاء اللہ اور حسن بصری سے مروی ہے

البصري انه قال ان من عقل الرجل ان يقول
افعل كذا ان شاء الله ومن حمقه ان يقول قد فعلت كذا ان شاء الله
ولانه لو استثنى في الطلاق والعتاق لايقع الطلاق و
العتاق فاذا استثنى في ايمانه يخاف عليه في ايمانه
الخلل والقصور وقال القائل شعرا ، وما الدهر
الا ليله ونهاره ، وما الناس الا مؤمن و
مكذب ، اذا انت لم تؤمن ولم تك كافرا ،
فاين اذا يا احمق الناس تذهب

باب آخر في الايمان

قال الفقيه رحمه الله
اختلف الناس في الايمان قال بعضهم يزيد
وينقص وقال بعضهم يزيد ولا ينقص وقال
بعضهم لا يزيد ولا ينقص وبه ناخذ اما
حجة من قال يزيد وينقص فقوله تعالى
ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم وقال فاما الذين
امنوا فزادتهم ايمانا وروي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اشفع يوم القيمة
فيخرج من النار كل من كان في قلبه مثقال
حبة من الايمان ثم اشفع فيخرج من النار
من كان في قلبه مثقال خردلة من الايمان

کہ انہون نے کہا کہ یہ کہنا آدمی کی عقلمندی ہے کہ مین ایسا کرونگا
انشاء اللہ اور یہ کہنا اسکی حماقت ہے کہ ایسا کیا مینے انشاء اللہ
اور اسلیئے کہ اگر طلاق اور غلام آزاد کرنے مین انشاء اللہ کہا تو طلاق
واقع نہین ہوتی اور نہ غلام آزاد ہوتا ہے سو جب انشاء اللہ کہا تو اسکی ایمان
مین خلل اور قصور کا خوف ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے ، اور نہین زمانہ
مگر رات اسکی اور دن اسکا ، اور نہین لوگ مگر مومن ہین اور جھٹلانے والے
، سو اگر تو نہ مومن ہے نہ کافر ہے ، سوائے احمق الناس تو اب
کہان جائیگا ،

باب ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ لوگون نے ایمان کے باب مین بہت
اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین کہ بڑھتا گھٹتا ہے اور بعض کہتے
ہین کہ بڑھتا گھٹتا نہین اور بعض کہتے ہین نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا
ہے اور اسیکو ہم لیتے ہین اور لیکن اس شخص کی حجت
جو کہتا ہے بڑھتا گھٹتا ہے سو حق تعالی کا قول ہے کہ (مومنون کے
دلون مین اطمینان ڈالا اسلیئے کہ بڑھین ایمان مین ساتھ انکے ایمان کے)
اور فرمایا ہے (لیکن جو لوگ کہ ایمان والے ہین سو یہ قرآن انکا ایمان بڑھاتا ہے)
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا اللہ شفاعت
کرونگا مین قیامت کے دن سو نکلیگا آگ سے جس شخص کے دلمین
ایک دانہ بھی ایمان ہوگا پھر مین شفاعت کرونگا سو نکلیگا آگ سے
جس شخص کے دلمین رائی بھر ایمان ہوگا

تمام شعر يخرج من كان في قلبه مثقال ذرة
من الايمان واما حجة من قال انه يزيد ولا
ينقص فما روي عن معاذ بن جبل انه قال يورث
المسلم من الكافر ولا يورث الكافر من المسلم
وقال سمعت رسول الله عليه الصلوٰة والسلام
يقول الاسلام يزيد ولا ينقص وفي رواية
اخرى الايمان يزيد ولا ينقص واما حجة
من قال لا يزيد ولا ينقص فما روى ابو مطيع
عن حماد بن سلمة عن ابي المهزم عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه قال قد جاء وفد بني ثقيف
الى رسول الله عليه الصلوٰة والسلام فقالوا
يا نبي الله الايمان يزيد وينقص قال الايمان
مكمل في القلب وزيادته ونقصانه كفر تام
وروي عن عوف بن عبد الله انه قال سمعت عمر
بن عبد العزيز يقول على المنبر لو كان الامر
على ما يقول هؤلاء الشكاك الضلال ان الذنوب
تنقص الايمان لا مسى احدنا وكان لا يدري
ما ذهب من ايمانه اكثر ام ما بقي منه و
معنى قوله تعالى ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم

اور اس شخص کی حجت جو کہتا ہے کہ بڑہتا ہے گہٹتا نہین
یہ ہے جو معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ وہ مسلمان کو کافر سے
ترکہ دلاتے تہے اور مسلمان سے کافر کو نہ دلاتے تہے اور کہتے تہے
کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تہے
کہ اسلام بڑہتا ہے گہٹتا نہین اور ایک روایت مین ہے
کہ ایمان بڑہتا ہے گہٹتا نہین اور حجت اس شخص کی جو کہتا ہے
نہ بڑہتا ہے نہ گہٹتا ہے یہ ہے جو روایت کی ابو مطیع نے
حماد بن سلمہ سے اسنے ابی المہزم سے اسنے
ابو ہریرہ رضی سے کہ ایک گروہ بنی ثقیف کا طرف
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور
انہون نے عرض کیا اے نبی اللہ کیا ایمان بڑہتا
گہٹتا ہے فرمایا ایمان کامل ہے دل کے اندر اور
اسکا بڑہنا گہٹنا پورا کفر ہے اور عوف بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ مینے عمر بن عبد العزیز
سے سنا ہے کہ وہ منبر پر کہہ رہے تہے اگر یہ امر یون ہے
جیسے یہ لوگ شک کرنوالے اور گمراہ کہتے ہین کہ تحقیق گناہ
ایمان کو گہٹا تے ہین تو شام کیوقت ایک ہم مین کا نہ جانتا ہوتا کہ
جسقدر ایمان چلا گیا ہے یعنی گہٹ گیا ہے وہ زیادہ ہے یا جو کچہ کہ باقی
رہا ہے اور اللہ تعالے کا یہ قول کہ (مومن بڑہتے ہین ایمان مین جو اپنے ایمان کے

قال اهل التفسير ليزدادوا يقينا مع يقينهم وقد ذكر الله الايمان في كتابه على وجوه وانما يعرف معانيه اهل التفسير وقال ابو مطيع ايمان اهل السماء وايمان اهل الارض واحد ليس فيه زيادة ولا نقصان وروى هشام عن ابي يوسف رضـ انه قال انا مؤمن حقا و انا مؤمن عند الله ولا اقول ايماني كايمان جبرئيل عليه السلام وميكائيل وكان محمد بن سفيان الثوري يقول انا مؤمن انشاء الله ثم رجع وقال انا مؤمن وترك الاستثناء و قال محمد بن الحسن اكره ان يقول الرجل ايماني كايمان جبرئيل وميكائيل ولا يقول ايماني كايمان ابي بكر وقال محمد بن الفضل سمعنا ابا اسامة يقول الناس يقولون الايمان يزيد وينقص كم يزيد وكم ينقص ده يازده دوازده ايش هذا

باب اخر في الايمان

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في الايمان قال بعضهم الايمان قول وعمل وهو قول احمد بن حنبل واسحق بن راهويه ومن تابعهما

اسکے معنی اہل التفسیر نے یہ کہے ہین کہ بڑہتے مین یقین ہین تحقیق ذکر کیا ہے اللہ نے ایمان کو اپنی کتاب مین بہت طرح سے اور اسکے معانی کو اہل تفسیر ہی بخوبی پہچانتے ہین اور کہا ابو مطیع نے ایمان آسمان والونکا اور زمین والونکا ایک ہے اسمین کچہ زیادتی کمی نہین ہے اور ہشام نے ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا کہ تحقیق مین مومن ہون اور مین مومن ہون نزدیک اللہ کے اور مین نہین کہتا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل اور میکائیل کے ہے اور محمد بن سفیان ثوری کہتے تہے کہ مین مومن ہون انشاء اللہ پہر رجوع کیا اور کہا کہ مین مومن ہون اور انشاء اللہ کہنا چہوڑ دیا اور کہا محمد بن حسن نے کہ مین ناپسند کرتا ہون یہ کہ آدمی کہے کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل و میکائیل کے ہے اور نہ کہے کہ ایمان میرا مثل ایمان ابوبکر کے ہے اور کہا محمد بن فضل نے کہ ہمنے ابو اسامہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تہے کہ لوگ کہتے ہین کہ ایمان بڑہتا گہٹتا ہے بہلا کتنا بڑہیگا اور کتنا گہٹیگا دس حصہ یا گیارہ یا بارہ یہ کیسی بات ہے

باب ہے بیچ عمل کے ایمان مین داخل ہونے نہ ہونے کے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے لوگ ایمان مین کلام کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ ایمان قول اور عمل ہے اور یہ قول احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور انکے تابعین کا ہے

وقال بعضهم الايمان اقرار باللسان وهو
قول كثير من ابي عبد الله بن الكرام ومن تابعه
وقال بعضهم الايمان هو المعرفة بالقلب وهو
قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم
هو اقرار باللسان وتصديق بالقلب والعمل
من شرائعه وهو قول ابي حنيفة واصحابه رحمهم
الله فاما من قال ان الايمان قول وعمل
فلان الله تعالى سمى الصلوة ايمانا وهو قول
الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم يعني
صلوتكم الى البيت المقدس فسمى الصلوة ايمانا
واما من قال الايمان قول فلان الله تعالى
قال فاثابهم الله بما قالوا جنت الاية ولان
النبي عليه الصلوة والسلام قال امرت ان
اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا
قالوا عصموا مني دماءهم واموالهم الا
بحق واما من قال ان الايمان المعرفة بالقلب
فلانه لو اعتقد بالكفر ولم يتكلم به فانه يصير
كافرا وكذلك اذا اعتقد الايمان ولم يتكلم
يصير مومنا واما من قال هو الاقرار باللسان

[illegible]

اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے اور یہ قول
جہم بن ابی عبد اللہ بن کرام اور ان کے تابعین کا ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ ایمان دل کے ساتھ پہچاننا ہے اور یہ قول جہم بن صفوان
اور ان کے تابعین کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے
اقرار کرنا اور دل سے سچ جاننا اور شرائع پر عمل کرنا ہے اور یہ قول
امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا ہے
سو جو شخص کہتا ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے تو اس کی
حجت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے قول میں نماز کو ایمان
تعبیر کیا ہے اس قول کا ترجمہ یہ ہے اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع
کرے ایمان تمہارا یعنی تمہاری نماز کو بیت المقدس کی طرف تو نماز
کا نام ایمان کیا اور جو شخص کہتا ہے کہ ایمان قول ہے تو اس کی دلیل یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس دیا ان کو اللہ نے بسبب اس چیز کے کہ کہی
بہشت اور اس لیے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ کو
حکم کیا گیا ہے کہ لڑوں آدمیوں سے یہاں تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ پس جب
کہیں انہوں نے تو بچا لیا مجھ سے خون اپنے اور مال اپنے مگر حق سے
اور جو کہتا ہے کہ ایمان دل سے پہچاننا ہے تو اس لیے کہ اگر
اعتقاد رکھے کفر کا اور زبان سے نہیں کہتا ہو تو کافر
ہو جاتا ہے ایسے ہی جب ایمان کا اعتقاد رکھا تو وہ مومن ہو جاتا
اور جو کہتا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا

والتصديق بالقلب فلان جبرئيل عليه السلام
دخل على النبي عليه السلام فسأله عن الايمان
فقال النبي عليه الصلوة والسلام الايمان
ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله و
اليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله
تعالى فقال له جبرئيل عليه السلام صدقت
وكان السائل جبرئيل عليه السلام والمجيب
النبي عليه السلام بحضر من الصحابة واراد
به تعليمهم واظهار الدين والشريعة ولان
الله تعالى قال قل يا اهل الكتاب تعالوا الى
كلمة سواء بيننا وبينكم فثبت انه يصير مؤمنا
بالقول ثم القول لا يصح الا بتصديق القلب
لان الله تعالى ذكر في قصة المنافقين فقال
ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم
الآخر وما هم بمؤمنين فنفى عنهم الايمان
لانه لم يكن منهم مع القول تصديق فاذا
وجد القول مع التصديق صار مؤمنا وقال
محمد بن الفضل سمعت يحيى بن عيسى قال سمعت
سلم بن سالم يقول ما يسرني ان القى الله تبارك

اور دل سے سچ جاننا ہے تو دلیل اسکی یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپسے ایمان کو پوچھا
تو آپنے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے تو اللہ پر اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور یہان تک کہ
تقدیر پر کہ سب اللہ کیطرف سے ہے تو کہا جبرئیل علیہ السلام
نے سچ کہا تو نے ای محمد اور جبرئیل علیہ السلام سائل تھے
اور آپ جواب سب صحابہ کے سامنے دیتے جاتے تھے
اور آپکا ارادہ صحابہ کا سکہانا اور دین اور شریعت کا
ظاہر کرنا تہا اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے فرمایا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کہہ تو ای محمد ای اہل کتاب آؤ ایسے بات
کیطرف کہ ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے) تو ثابت ہوا کہ تحقیق
وہ مومن ہوجاتا ہے کہنے سے پہر قول نہیں صحیح ہوتا ہے مگر ساتھ
تصدیق دل کے اسلیے کہ اللہ تعالے نے منافقون کے قصہ مین فرمایا ہے
(اور بعض لوگو نمین سے وہ ہین کہ کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اور قیامت پر
اور وہ مومن نہین ہین) سو ایمان انمین نہ پایا گیا اسلیے کہ
انمین قول کے ساتہ تصدیق نہ تہی سو جب قول تصدیق کے ساتھ
پایا گیا تو مومن ہوگیا اور محمد بن فضل نے کہا کہ مینے یحیی
بن عیسے سے انہون نے سلم بن سالم سے سنا ہے کہ وہ
کہتے تہے کہ نہین خوش کرتا ہے مجہکو کہ ملون مین اللہ تعالی سے

وتعالی بعلم من مضى وعلم من بقي وانا اقول الايمان يزيد وينقص او قول وعمل

باب اخرفي الايمان

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في الايمان قال بعضهم هو مخلوق وقال بعضهم هو غير مخلوق فاما من قال بانه مخلوق فقد احتج بان الايمان هو الاقرار باللسان والتصديق بالقلب و الاقرار والتصديق من افعال العبد لان الاقرار فعل اللسان والتصديق فعل القلب والعبد مع جميع افعاله مخلوق لان الله تعالى قال والله خلقكم وما تعملون واما من قال انه غير مخلوق فقد احتج بان الايمان هو شهادة ان لا اله الا الله وقول لا اله الا الله كلام الله تعالى وكلام الله غير مخلوق فمن زعم ان الايمان مخلوق زعم ان القرآن مخلوق قال الفقيه رضي الله عنه فالحاصل ان الاختلاف في هذه المسئلة لا اختلاف في الحاصل في هذه المسئلة لان من قال انه مخلوق انما اراد به فعل العبد ولفظ لسانه

سارے عملوں اگلے اور پچھلے لوگوں کے احوال میں کہ تو میں یہ بات کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے یہ بات کہ ایمان قول اور عمل ہے باب

ایمان کے مخلوق اور قدیم ہونیکے بیان میں

کہا فقیہ نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے ایمان کے باب میں بعض کہتے ہیں کہ وہ مخلوق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قدیم ہے تو جو کہتا ہے کہ مخلوق ہے تو وہ حجت پکڑتا ہے اسکی کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے سچ جاننا ہے اور اقرار اور سچ جاننا بندہ کے فعل میں اسلیے کہ اقرار زبان کا فعل ہے اور سچ جاننا دل کا فعل ہے اور بندہ اور اسکے فعل سب مخلوق ہیں کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے (اور اللہ نے تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو) اور جو کہتا ہے کہ وہ قدیم ہے تو اسکی حجت یہ ہے کہ ایمان اس بات کی گواہی دینا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے اور قول لا الہ الا اللہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام قدیم ہے سو جس نے کہا کہ ایمان مخلوق ہے تو اسنے قرآن کو بھی مخلوق کہا کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ حاصل اختلاف کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس نے کہا کہ وہ مخلوق ہے تو اس نے بندہ کا فعل اور اس کی زبان کا تحول مراد لی ہے

وفعل العبد لا شك انه مخلوق عندهم جميعًا ومن قال بانه غير مخلوق فانما اراد كلمة الشهادة وكلمة الشهادة غير مخلوقة عندهم جميعا ولا يصح هذا التاويل لان الايمان بالله وبانبيائه وبكلمة الشهادة وما اشبه ذلك هو الايمان فاذا كان هكذا فكيف يكون كلمة الشهادة ايمانا هذا قول باطل لان كلمة الشهادة كلام الله وكلام الله لا يكون ايمانا لانه هو المؤمن به لا الايمان

باب القول في القرآن

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في القرآن قال بعضهم هو مخلوق وهو مكتوب في المصاحف وهو قول البشر المريسي والحسن البخاري ومن تابعهما وقال بعضهم هو غير مخلوق وهو غير مكتوب في المصاحف وهو قول محمد بن كرام وعبد الله بن سعيد الكلابي ومن تابعهما وقال بعضهم هو وحيه وتنزيله ولا نقول هو مخلوق ولا غير مخلوق وهو قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم هو مكتوب في المصاحف محفوظ في القلب

اور قول بندہ کا بیشک سب کے نزدیک مخلوق ہے اور جسنے کہا کہ وہ قدیم ہے تو اُسنے کلمہ شہادت مراد لی اور کلمہ شہادت کا سب کے نزدیک قدیم ہے اور یہ تاویل صحیح نہین ہے اسلیے کہ ایمان اللہ پر اور پیغمبرون پر اور کلمہ شہادت پر اور مثل اسکے پر یہی ایمان ہے پس جبکہ یہ ہوا تو کیسے ہوگا کہ کلمہ شہادت ایمان ہو جاوے یہ قول باطل ہے کیونکہ کلمہ شہادت اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام ایمان نہین ہو سکتا اسلیے کہ اسپر یعنی کلمہ پر ایمان لایا جاتا ہے کہ وہ ایمان ہے

باب قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونیکے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ قرآن مین لوگون نے کلام کیا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے اور ورقون مین لکھا ہوا ہے اور اسکے بشر مریسی اور حسن بخاری اور اُنکے پیرو قایل ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے اور ورقون مین لکھا ہوا نہین اور اسکے قائل محمد بن کرام اور عبد اللہ بن سعید کلابی اور اُنکے پیرو ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ اللہ کی وحی اور اُسکا اُتارا ہوا ہے اور نہین کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے اور یہ جہم بن صفوان اور اُسکے تابعین کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ ورقون مین لکھا ہوا دل مین یاد ہے

وهو غير مخلوق وهو قول ابراهيم بن يوسف
وشقيق الزاهد ومن تابعهما وهو قول
اهل السنة والجماعة وبه ناخذ فاما من قال
انه مخلوق ولان الله تعالى قال الله خالق
كل شئ وقال انا جعلناه قرآنا عربيا وقال
ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث واما
من قال انه غير مخلوق وهو غير مكتوب
فقد ذهب الى ما روى عن ابن عباس في
قوله تعالى قرآنا عربيا غير ذي عوج يعني
غير مخلوق وروى عن سفيان بن عيينة
انه قال في قول الله تعالى الا له الخلق والامر
قال الخلق هو الخلق والامر هو القرآن وهو
غير مخلوق ولا باين منه وروى محمد بن
ابي بكر المدايني عن عبد الله بن محمد بن جعفر
بن احمد بن الازهر قال سمعت ابا بكر محمد بن
عسكر ببغداد قال القرآن كلام الله غير مخلوق
فمن قال القرآن مخلوق فهو كافر بالله ومن
قال باللفظ ووقف فهو جهمي ومن وقف
فهو شر الثلثة وروى عن سفيان الثوري

اور قدیم ہے اور یہی قول ابراہیم بن یوسف اور شقیق زاہد
اور انکے پیرو ہیں اور یہی قول اہل سنت جماعت
کا ہے اور اسیکو ہم لیتے ہیں سو جو کوئی کہتا ہے کہ
قرآن مخلوق ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے (اللہ پیدا کرنے والا
ہے سب چیز کا) اور فرمایا ہے (تحقیق کیا ہمنے اسکو یعنی قرآن کو
قرآن عربی) اور فرماتا ہے (اور نہیں آتا ہے انکے پاس کوئی نیا ذکر انکے
پروردگار کی طرف سے) اور جو شخص کہتا ہے کہ وہ قدیم اور غیر مکتوب ہے
تو وہ اس قول کی طرف گیا ہے جو ابن عباس سے اس آیت کے
معنوں میں مروی ہے (قرآن عربی بے کجی کا) یعنی قدیم اور
سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالی کے
اس قول کے معنی (الا له الخلق والامر) یہ بیان کیے ہیں کہ خلق سے مراد
مخلوق ہے اور امر سے قرآن اور وہ قدیم ہے اور محمد بن
ابی بکر مداینی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن احمد بن
ازہر سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک ابوبکر بن
محمد بن عسکر سے بغداد میں سنا ہے کہ انہوں نے کہا
کہ قرآن کلام اللہ کا قدیم ہے سو جسنے کہا کہ قرآن مخلوق
ہے وہ کافر ہے اور جو کہتا ہے کہ لفظ ہے اور توقف
کیا تو وہ جہمی ہے اور جسنے توقف کیا تو وہ
بدتر ہے پہلے دو سے اور سفیان ثوری سے مروی ہے

انه قال من قال ان القرآن مخلوق فهو كافر
وروی عن عبد الله بن المبارك انه قال من
قال القرآن مخلوق فهو کافر وروی عن مالك
بن انس ان رجلا ساله عمن قال القرآن
مخلوق فقال هو كافر فاقتلوه وروی عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه كان يقول
اعوذ بكلمات الله التامات كلها وقد نهى
عن الاستعاذة بغير الله فلما استعاذ
بكلام الله تعالى ثبت انه غير مخلوق ولان
الاستعاذة بغير الله لا يغني عن شئ وروی
عن ابن عباس انه قال ان الله تبارك وتعالى
اول شئ خلق القلم قبل كل شئ فلو كان كلامه
مخلوقا لقال ابن عباس اول شئ خلق القرآن
لانه خلق الاشياء بقوله كن قال الفقيه رضي
الله عنه ترك المنازعة والخوض في هذه
المسئلة ونحوها افضل من غير ان يقول
بالخلق وبالوقف فان الجدال والخصومة في
امره صعب فالسكوت عنه اسلم لدينك
وامر اخرتك +

کہ وہ کہتے ہین جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور
عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ جو قرآن کو
مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے اور مالک بن انس سے مروی ہے کہ
اُنسے ایک شخص نے اُسکا حال پوچھا جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے تو
انہون نے کہا وہ کافر ہے اُسکو قتل کرو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ
آپ فرماتے تھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھہ جمیع کلمات اللہ کے
جو کامل ہین اور تحقیق سوائے اللہ کے اور سے استعاذہ کرنا منع ہے
سو جب آپنے استعاذہ کلام اللہ کے ساتھہ کیا تو ثابت ہوا
کہ وہ قدیم ہے اور اسلیے کہ سوائے اللہ کے اور کے ساتھہ پناہ
مانگنا کچھہ کام نہین آتا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہین کہ سب سے پہلے اللہ تعالے نے قلم پیدا کیا سو اگر اللہ کا کلام
مخلوق ہوتا تو ابن عباس یہ کہتے کہ سب چیزون سے پہلے
خدا نے قرآن کو پیدا کیا اسلیے کہ حق تعالے نے سب چیزون
کو کن کے کلمہ سے پیدا کیا ہے کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ
اور مثل اسکے مین جھگڑا اور بحث نکرنا افضل ہے نہ یہ کہنا کہ
مخلوق ہے یا توقف کرے تحقیق لڑنا جھگڑنا اس امر مین
بہت سخت ہے تو چپ رہنا اُس مین بہت عمدہ ہے
دنیا اور آخرت مین

+

باب الكلام في الرؤية

قال الفقيه رضي الله عنه تكلم الناس في الرؤية
قال بعضهم لا يرى الباري سبحانه لا في الدنيا
ولا في الآخرة وقال بعضهم يراه اهل الجنة
في الآخرة بغير كيف ولا تشبيه كما انهم يعرفون
في الدنيا بغير تشبيه وكيف فكذلك اهل الجنة
يرونه بغير تشبيه ولا كيف كما يشاء سبحانه
فاما من قال انه لا يرى ذهب الى قوله
تعالى لا تدركه الابصار وقال الله تعالى
لموسى عليه السلام حيث قال رب ارني انظر
اليك قال لن تراني ولفظة لن يقتضي الابد
واما من قال بالرؤية احتج بقوله تعالى وجوه
يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وقال في موضع
آخر للذين احسنوا الحسنى وزيادة قال ابن
عباس رضي الله عنه الزيادة النظر الى وجه
الله تعالى وقال في آية اخرى كلا انهم عن
ربهم يومئذ لمحجوبون وروى جرير بن عبد الله
البجلي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
انكم سترون ربكم كما ترون القمر ليلة البدر

باب اللہ کے دیدار کے بیان میں

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ لوگوں نے دیدار کے باب میں کلام کیا ہے
بعض کہتے ہیں کہ اللہ پاک کو نہ دنیا میں دیکھ سکتے ہیں نہ آخرت میں
اور بعض کہتے ہیں کہ اسکو بہشتی قیامت کے دن بے کیف اور بے
تشبیہ کے دیکھینگے جیسے وہ دنیا میں بے کیف و تشبیہ پہچانتے
ہیں سوا ایسے ہی اہل جنت خدا کو بے کیف و تشبیہ دیکھینگے
جیسے اللہ پاک چاہیگا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کا دیدار
نہ ہوگا تو وہ اللہ کے اس قول کی حجت پکڑتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے
(اسکو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں) اور حقتعالی نے حضرت موسی
کو فرمایا جبکہ موسی نے کہا (اے رب مجھکو دکھا کہ میں تجھکو دیکھوں
تو کہا تو مجھکو نہ دیکھ سکیگا) اور لن کا لفظ ہمیشہ کو مقتضی ہے
اور جو شخص دیدار کا قائل ہے تو اسکی حجت اللہ تعالی کا یہ قول ہے
(بہت منہ اسدن تر و تازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے)
اور اور جگہہ فرمایا ہے (جن لوگوں نے اچھے کام کئے انکے لئے نیکی ہے
اور زیادتی) ابن عباس رض کہتے ہیں کہ زیادتی سے مراد اللہ تعالی کا
دیکھنا ہے، اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے (قسم حق کی تحقیق وہ بیشک
کفار اپنے پروردگار سے اسدن پردہ میں ہونگے) اور جریر بن عبد اللہ
بجلی نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا
تحقیق تم اپنے رب کو ایسا دیکھوگے جیسے چودہوین رات کے چاند کو دیکھتے ہو

لا تمارئون ولا تضامون فی رویته فان استطعتم
ان لا تغلبوا عن صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل
غروبها فافعلوا ثم تلا قوله تعالیٰ فسبح بحمد
ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها قال
الفقیه رحمه الله سمعت محمد بن الفضل یقول
سمعت فارس بن مردویة قال علی بن عاصم
اجتمع اهل السنة والجماعة ان الله تعالیٰ لم یره
احد من خلقه فی الدنیا وان اهل الجنة یرونه
فی الاخرة اللهم ارزقنا **باب القول فی**
الصحابة قال الفقیه رحمه الله ینبغی للعاقل
ان یحسن القول فی الصحابة ولا یذکر احدا
منهم بسوء لیسلم دینه وروی عبد الله بن مغفل
عن رسول الله علیه الصلوٰة والسلام انه قال
اتقوا الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا فمن
احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی
ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی
فقد اذی الله فیوشك ان یاخذه وعن
ابن مسعود عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه قال اذا ذکروا القدر فامسکوا واذا ذکروا

اور تمکو کچھہ شک نہین ہوتا اور نہ کوئی آڑ ہے اُسکی یعنی چاند
کے دیکھنے مین فرمایا اگر تمسے ہوسکے کہ صبح شام کی نماز مین
غفلت نکرو تو یہ کام ضرور کرو پھر آپنے یہ آیۃ پڑھی جسکا ترجمہ
یہ ہے پس پاکی بیان کر اپنے رب کی تعریف کے ساتھہ سورج نکلنے
اور ڈوبنے سے پہلے کہا فقیہ رحمہ نے مین نے محمد بن فضل سے اور
اُنہون نے فارس بن مردویہ سے سنا ہے کہ علی بن عاصم نے کہا
کہ اہل سنت وجماعت کا اِس امر مین اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
دنیا مین کوئی نہین دیکھیگا اور بیشک بہشتی اُسکو قیامت مین
دیکھینگے یا اللہ ہمکو نصیب کر **باب صحابہ رضی اللہ**
عنہم کے بیان مین کہا فقیہ رحمہ نے عقلمند کو چاہیے کہ
صحابہ کرام کے حق مین اچھی بات کہے اور اُنمین سے کسیکا ذکر
برائی کے ساتھہ نکرے تاکہ اُسکا دین بچا رہے اور عبد اللہ بن
مغفل آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے
کہ میرے صحابہ کے بابمین اللہ سے ڈرو اور نہ بناؤ اُنکو نشانہ برائی کا
اور جو اُنکو دوست رکھیگا تو مجھے بھی دوست رکھیگا اور جو اُنسے
اُنکو دشمن جانیگا مجھے بھی دشمن جانیگا اور جسنے اُنکو ستایا مجھکو
ستایا اور جسنے مجھکو ستایا اُسنے خدا کو ستایا اور جسنے خدا کو ستایا
تو قریب ہے کہ خدا اُسکو پکڑے اور ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تقدیر کا ذکر آوے تو چپ ہو اور جب تارون کا

النجوم فامسكوا واذا ذكروا اصحابي فامسكوا
وروی عن علی بن ابی طالب انه قال علی
المنبر خیر هذه الامة بعد نبینا ابو بکر
وخیرها بعد ابی بکر عمر ثم قال والله لو شاء
لسمیت الثالث قال انما عنی به عثمان وقال
بعضهم انما عنی به نفسه وقال محمد بن الفضل
اجمعوا علی ان خیر هذه الامة بعد نبینا
ابو بکر ثم عمر واختلفوا فی عثمان وعلی فنحن
نقول عثمان ثم علی ثم اصحاب النبی علیه
السلام کلهم خیار صالحون لا نذکر احدا
منهم الا بخیر وروی عن ابراهیم النخعی انه
سئل عن القتال الذی وقع بین الصحابة فقال
ابراهیم تلك دماء قد سلمت ایدینا منها
فلا نلطخ بها السنتنا وروی ابو هریرة عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال لا یجتمع حب
هؤلاء الاربعة الا فی قلب مؤمن ابی بکر و
عمر وعثمان وعلی رضوان الله علیهم اجمعین
وروی ابو اسحاق الهمدانی عن رفیع عن علی قال
سمعت رسول الله علیه الصلوة والسلام

ذکر آوی تو چپکے رہو اور جب پیغمبر یاروں کا ذکر آوی تو چپ ہو رہو
اُن سب کے حقیقت اور ماہیت مین نہ پڑو اور علی بن ابیطالب سے مروی
ہے کہ اُنہون نے منبر پر فرمایا کہ بعد نبی صاحب کے اس امت مین ابوبکر
سب سے بہتر ہے اور بعد ابوبکر کے ساری امت مین عمر بہتر ہے پھر
فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر چاہون تو تیسرے کا نام بھی بتا سکتا ہون
بعض کہتے ہین کہ اُس تیسرے سے مُراد حضرت عثمان ہے اور بعض کہتے
ہین کہ حضرت علی اپنی ذات سے مراد رکھتے تھی اور محمد بن فضل کہتے
ہین کہ اسپر سبکا اتفاق ہے کہ اس امت مین بعد آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ابوبکر رض بہتر ہین پھر عمرؓ اور درباره عثمان اور علی کے
اختلاف ہے، سو ہم کہتے ہین کہ پھر عثمان پھر علی اور پیغمبر صاحب کے
سب اصحاب اچھے اور نیک ہین اور ہم سبکو اچھا کہتے ہین اور ابراہیم
نخعی سے مروی ہے کہ اُنسے لوگون نے صحابہ کی لڑائیون کے باب مین
پوچھا تو اُنہون نے جواب دیا کہ اِن خونون سے ہمارا ہاتھ بچ رہا ہے
اب ہم اپنی زبانونکو نہین آلودہ کرتے اور ابوہریرہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اِن چارونکی محبت
سوا مومن کے کسی کے دل مین جمع نہین ہوتی یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی
رضی اللہ عنہم اجمعین کے اور روایت کی ابو اسحاق ہمدانی نے رفیع
سے اُسنے حضرت علی رض سے کہا کہ سُنا مین نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

انه قال ان الله امرنی ان اتخذ ابا بکر ولیا و
عمر مشیرا و عثمان مسندا و علیا ظهیرا و
قال هم اربعة اخذ الله میثاقهم فی ام الکتاب
الاول لا یحبهم الا مؤمن تقی ولا یبغضهم الا
فاجر فهم خلائف نبوتی وعضد دینی وعصمة
امتی ومعدن حکمتی فلا تقاطعوا ولا تحاسدوا
وروی ابو الزبیر عن جابر بن عبد الله عن
النبی علیه الصلوة والسلام انه قال ابو بکر
وزیری والقائم فی امتی من بعدی وعمر حبیبی
وعثمان ختنی وعلی اخی وصاحب لوائی وروی
محمد بن جبیر عن ابیه جبیر بن مطعم ان امرأة
اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم وامرها بامر
فقالت ارأیت ان لم اجدك فقال ان لم
تجدینی فاتی ابا بکر وروی عن ابی عصمة نوح
بن ابی مریم قال سالت ابا حنیفة رضی الله
عنه فقلت من اهل السنة والجماعة فقال
من فضل ابا بکر وعمر واحب عثمان وعلیا و
رای المسح علی الخفین ولا یکفر احدا بذنب ولا
ینطق بشیء فی الله ولا یحرم نبیذ التمر

کہ آپنے فرمایا کہ مجھکو اللہنے حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو دوست اور عمر کو
مشیر اور عثمان کو تکیہ گاہ اور علی کو اپنا پشت پناہ بناؤن اور فرمایا
کہ یہی چار ہین کہ جنسے حقتعالی نے ام الکتاب مین اقرار لیا ہے سو جو
مؤمن متقی ہے تو انکو دوست رکھیگا اور جو بدکار بدبخت ہی انکو
دشمن رکھیگا اور میری نبوت کے خلیفہ ہین اور میرے دین کے قوت بازو
ہین اور میری امت کے لیے بچاؤ ہین اور میری حکمت کے معدن ہین
سو انسی مت قطع کرو اور انسی مت حسد کرو اور ابو زبیر جابر بن
عبد اللہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ ابو بکر میرا وزیر اور میرے بعد میری امت کا سنبھالنے والا ہے
اور عمر میرا دوست ہے اور عثمان میرا داماد ہے اور علی میرا بھائی ہے
اور جھنڈے کا مالک ہے اور محمد بن جبیر اپنے باپ جبیر بن مطعم سے
روایت کرتے ہین کہ ایک عورت آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور
آپنے کسی امر مین اسکو حکم فرمایا تو اس عورت نے عرض کیا اگر
آپکو مین نہ پاؤن تو آپنے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نہ پاوے تو ابو بکر کے
پاس آئیو اور نوح ابن مریم سی مروی ہے کہ مینے ابو حنیفہ رضی اللہ
عنہ سے پوچھا کہ اہل سنت وجماعت کون ہین تو انہونے جواب
دیا کہ جو ابو بکر اور عمر کو افضل جانے اور عثمان اور علی کو دوست رکھے
اور موزون پر مسح کو جایز رکھے اور کسیکو بوجہ گناہ کے کافر نکہے اور
امور الہی مین کچھہ نبولے اور نبیذ تمر کو حرام نہ کہے +

باب الكلام فى القدر

قال الفقيه رضى الله عنه ان استطعت ان لا تخاصم فى مسئلة القدر فافعل فانه نهى عن الخوض فيها وروى عبد الله بن مسعود عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال اذا ذكر القدر فامسكوا واذا ذكر النجوم فامسكوا واذا ذكر اصحابى فامسكوا وذكر فى الخبر ان عزيرا النبى عليه الصلوة والسلام سال ربه عن القدر فقال يا رب انك قدرت الخير والشر وتعذبهم على الشر ان فعلوا فاوحى الله تعالى اليه يا عزير لا تسالنى عن هذه المسئلة فانك ان تسالنى عنها بعد ما نهيتك عن ذلك لمحوت اسمك عن ديوان الانبياء وقد جاءت الآثار عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال ان القدر خيره وشره من الله تعالى وروى عبد الله بن عمر ان النبى عليه السلام حين ساله جبرئيل عليه السلام عن الايمان فقال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت

باب تقدیر کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اگر تجھسے ہوسکے تو تقدیر کے مسئلہ مین مت جھگڑ کیونکہ اسمین بحث کرنا منع ہے اور عبداللہ بن مسعود نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تقدیر کا کوئی ذکر کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی تارون کا ذکر کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی یارونکا ذکر کری تو چپ ہو رہو یعنی ان تینون چیزونمین بحث نکرو اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے جناب باری سے تقدیر کے باب مین سوال کیا اور عرض کیا کہ ای پروردگار میرے نیکی اور بدی کا اندازہ تو نے کیا ہے اور بدی پر جو لوگ کرتے ہین تو عذاب کیگا تو حق تعالی نے عزیر کی طرف وحی بھیجی کہ ای عزیر اس مسئلہ مین تو مجھسے مت پوچھ سو اگر اس بارہ مین بعد منع کرنیکی مجھسے پوچھیگا تو مین ترا نام نبیون کے دفتر مین سے مٹا دونگا اور بہت روایتین نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے آئی ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ بیشک نیکی اور بدی کا اندازہ اللہ کی طرف سے ہے اور عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے جب جبرئیل نے ایمان کی نسبت سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ ایمان لایا مین اللہ پر اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بھلے بری تقدیر پر کہ اللہ کیطرف سے ہے اور مرنیکے بعد اٹھنا ہے

وروی عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال بینما
نحن جلوس عند رسول الله علیه الصلوة والسلام
اذا اقبل ابو بکر و عمر فی قوم من الناس فلما دنوا سلموا علی رسول الله
صلعم فقال بعض القوم یا رسول الله قال ابو بکر الحسنات من الله
والسیئات منا وقال عمر الحسنات والسیئات کلها من الله
تعالی فتابع بعض القوم ابا بکر وبعض القوم عمر فقال النبی
علیه الصلوة والسلام سا قضی بینکما بما قضی به اسرافیل بین
جبرئیل ومیکائیل اما جبرئیل فقال مثل
مقالتک یا عمر واما میکائیل فقال مثل مقالتک
یا ابا بکر فقال جبرئیل علیه السلام مختلفا اهل السماء
واذا اختلف اهل السماء اختلف اهل الارض
فهلم نتحاکم الی اسرافیل فقصا علیه القصة
فقضی بینهما ان القدر خیره وشره من الله
تعالی فقال رسول الله علیه الصلوة والسلام
هذا قضائی بینکما ثم قال رسول الله علیه
الصلوة والسلام یا ابا بکر لو شاء الله تعالی
ان لا یعصی فی ارضه لم یخلق ابلیس لعنه الله

باب الرفض قال ابو اللیث رحمه الله
روی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه انه

اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین
کہ ہم آنحضرت صلعم کی خدمت مین بیٹھے تہے سو ابوبکر اور عمر کچہہ لوگون
کے ساتہ آئی اور جب پاس آئے تو سب نے آنحضرت صلعم پر سلام کیا تو
بعض لوگون نے کہا یا رسول اللہ کہا ابوبکر نے نیکیان اللہ کی طرف
سے ہین اور برائیان ہماری طرف سے اور عمر نے کہا کہ بہلائیان
اور برائیان سب اللہ کی طرف سے ہین سو بعض لوگون نے تو حضرت
ابوبکر کی پیروی کی اور بعض لوگون نے حضرت عمر کی تو آپ نے
فرمایا کہ مین تمہارا فیصلہ کرونگا جیسے اسرافیل نے جبرئیل اور
میکائیل کا فیصلہ کیا سو جبرئیل نے تو ایسا کہا جیسا تو نے ای عمر
اور میکائیل نے ایسا کہا جیسا تو نے ای ابوبکر تو جبرئیل نے کہا کہ
آسمان والے اختلاف مین پڑے ہوے ہین اور جب آسمان والون نے
اختلاف کیا تو زمین والے بہی اختلاف کرینگے تو آو فیصلہ اسرافیل
کے پاس لیچلین اور جبرئیل اور میکائیل نے اسرافیل سے سارا قصہ
بیان کیا تو اسرافیل نے اُن دونو نکا یہ فیصلہ کیا کہ بہلائی اور
برائی کا اندازہ اللہ کی طرف سے ہے پہر آنحضرت صلعم نے فرمایا یہی
فیصلہ میرا ہے تم دونون کے درمیان پہر رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ ای ابوبکر اگر اللہ چاہتا کہ کوئی زمین پر نا فرمانی نکرے تو
ابلیس ملعون کو نہ پیدا کرتا **باب رافضیون کے بیان مین**
کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ نے حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ

قال فیهلك فیّ اثنان محب مفرط ومبغض مفرط
وقال علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه یخرج فی
آخر الزمان قوم ینتحلون شیعتنا ولیسوا من
شیعتنا لهم اسم یقال لهم الرافضة فاذا لقیتموهم
فاقتلوهم فانهم مشرکون وروی میمون بن
مهران عن ابن عباس عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال یکون فی آخر الزمان قوم یسمون
الرافضة یرفضون الاسلام ویلفظونه فاقتلوهم
فانهم مشرکون ویقال ان هارون الرشید
قتلهم لهذا الحدیث وقال عامر الشعبی الرفضة
سلم الزنادقة فما رأیت رافضیا الا ورأیته
زندیقا وقال ایضا ان من شتم هؤلاء فهو
کافر ومن ابغضهم فهو رافضی

باب من حضر العشاء واقیمت الصلوة

قال الفقیه رحمه الله اذا وضع الرجل بین یدی
الطعام فاقیمت الصلوة فلا بأس بان یفرغ
من الطعام ثم یصلی اذا کان لا یخاف فوت
الوقت لانه لو قام الی الصلوة بعد ما اخذ
الی الطعام قبل ان یأکل یکون قلبه مشغولا

دو شخص ہلاک ہونگے میرے حق میں دوست حد سے بڑھنے والا اور دشمن حد سے
بڑھنے والا اور کہا حضرت علی رضی نے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلیگی
اور وہ منسوب ہونگی طرف شیعہ یعنی گروہ ہمارے کے اور وہ ہمارے
گروہ میں نہیں انکا ایک نام ہے کہ انکو رافضی کہینگے سو جب انکو
دیکھیں تو مار ڈالیو بیشک وہ مشرک ہیں اور میمون بن مہران
ابن عباس رضی سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے
ہیں کہ آپنے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی کہ انکا نام رافضی
ہوگا اسلام کو وہ چھوڑ دینگے اور اسکو پھینک دینگے سو انکو مار ڈالیو
بیشک وہ مشرک ہیں اور کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے اس حدیث
کے موافق انکو قتل کیا اور عامر شعبی کہتے ہیں کہ رافضی لوگ
زندقہ کی سیڑھی ہیں سو میں نے جس رافضی کو دیکھا زندیق دیکھا
اور یہ بھی کہا ہے کہ جسنے گالی دی ان لوگوں کو یعنی صحابہ کو وہ
کافر ہے اور جسنے انسے بغض رکھا وہ رافضی ہے

باب اس بیان میں کہ نماز عشا کے وقت اگر کھانا حاضر ہو تو کیا کرے

کہا فقیہ رحمہ نے کہ جب آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاوے اور نماز
کی تکبیر ہو جاوے تو کھانے سے فارغ ہونے میں کچھ ڈر نہیں پھر
نماز پڑھ لے جبکہ وقت جاتے رہنے کا خوف نہو اسلئے کہ اگر نماز کیلئے
کھڑا ہوا بعد کھانا شروع کرنیکے پہلے اسکے کہ کھاوے تو اسکا
دل کھانے میں مشغول رہیگا

فلو كان في الطعام وقلبه مشغولا في الصلوة خير من ان يكون في الصلوة وقلبه في الطعام وروى عن ابن عباس رضي انه حضرته الصلوة واحضر العشاء فقال نبدأ بالنفس اللوامة وروى نافع عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا كان احدكم على طعام فلا يعجلن حتى يقضي حاجته منها وان اقيمت الصلوة وروى عن عبد الله بن الارقم عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا حضرت احدكم الصلوة وحضر الغائط فابدأوا بالغائط وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا يصل احدكم وهو ناشب وزنا يعني به بولا والمعنى في ذلك ان قلبه يكون مشغولا في الصلوة

باب كراهة الدخول على اهله من السفر

قال الفقيه رضي الله عنه واذا رجع الرجل من سفره فانه يستحب له ان يدخل على اهله النهار ولا ينبغي ان ياتيهم ليلا في حال غفلتهم وروى جابر بن عبد الله عن النبي عليه الصلوة

سو اگر کہانی مین ہو اور دل اسکا نماز کیطرف مشغول ہو تو بہتر ہے اس سے کہ نماز مین ہو اور دل اسکا کہانے مین ہو اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ نماز کا وقت بہی موجود تہا اور کہانا بہی تو انہون نے کہا کہ نفس کی طرف سے شروع کیا جاوے یعنی اول کہانا کہا لین اور نافع ابن عمر سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کوئی کہانے پر ہو تو جلدی نکرے جبتک کہ اس سے فارغ ہولی اور اگرچہ نماز کی تکبیر ہو جاوے اور عبد اللہ ابن ارقم نبی علیہ الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تمکو نماز کا وقت بہی آجاوے اور پاخانے کی حاجت بہی ہو تو پہلے پاخانہ جاؤ اور نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی نماز نہ پڑہے جب پیشاب کا بہت زور ہو اور مقصود اس سے یہ ہے کہ دل اسکا اسی کیطرف مشغول رہے

باب سفر سے اپنے گہر مین رات کو نہ آنے کا

کہا فقیہ رحمہ نے کہ جس وقت آدمی سفر سے لوٹے تو اسکو مستحب ہے کہ اپنے گہر مین دن کے وقت آوی اور رات کے وقت آنا نچاہیے کہ گہر والے غفلت مین ہون اور جابر بن عبد اللہ نبی علیہ الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین

والسلام انه قال اذا جاء احدکم من الغیبة فلا
یطرق اهله لیلا وروی فی خبر آخر ان
النبی علیه الصلوة والسلام رجع من غزاة
له فقال لاصحابه لا یطرق احدکم علی
اهله لیلا فطرق اثنان فوجد کل رجل
مع امراته رجلا والنهی نهی استحباب دون
التحریم فالافضل ان یعلم اهله حتی
یتهیأ له وان لم یعلمهم وادخل بغیر علمهم
فقد ترک السنة ولا یکون حراما باب

الصلوة فی رحله عند المطر

قال الفقیه رحمه الله اذا کان الرجل منزله
بعیدا من المسجد فخاف علی نفسه عند المشی
بالمطر وجاء الی المسجد ویخاف علی ثیابه الفساد
فلا بأس ان یصلی فی بیته وقد جاء فی ذلک
رخصة وهو ما روی عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال اذا ابتلت النعال فالصلوة
فی الرحال وانما رخصوا فی ذلک لان نعالهم
کانت عربیة فلو خرجوا بالمطر لفسدت نعالهم
وکانت ثیابهم قلیلة فربما یؤذیهم البرد

کہ آپنے فرمایا کہ جس وقت تم مین سے کوئی سفر سے آوے تو
رات کو اپنی گھر مین نہ آوے اور دوسری حدیث مین ہے
کہ آپ ایک غزوہ سے لوٹے ہوئے آتے تھے تو آپنے اپنے صحابیون سے
فرمایا کہ رات کو اپنے گھر مین نہ داخل ہو سو دو شخص رات کو چلے
آئے تو ہر دو نے اپنی بی بی کے پاس ایک شخص کو سوتا ہوا
پایا اور یہ نہی استحبابی ہے حرام نہین ہے سو افضل یہ ہے
کہ اپنے گھر مین خبر کر دے تو سب درست ہو رہین اور اگر خبر
نہ کرے اور انکی بیخبری مین آگیا تو تحقیق اسنے سنت کو ترک
کیا اور حرام نہین ہے باب مینہ برسنے کے وقت
گھر مین نماز پڑھ لینے کا کہا فقیہ رحمہ نے
جبکہ کسی شخص کا گھر مسجد سے دور ہو اور مینہ برسنے مین
مسجد کی طرف جانے اپنی جان پر ضرر ہونیکا خوف ہے سو اگر
اپنے گھر مین نماز پڑھ لیوے مین کچھ ڈر نہین اور تحقیق اس
بارہ مین رخصت آئی ہے جو نبی علیہ الصلوة والسلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا جب جوتیان تر ہو جاوین تو نماز
گھر مین پڑھ لے اور اسمین انکو رخصت ہے اسواسطے کہ
انکی جوتیان عربی تھین اگر وہ مینہ مین نکلتے تو
انکی جوتیان بگڑ جاتین اور انکے پاس کپڑے تھوڑے
تھے تو بسا اوقات انکو سردی ستاتی

رخص لهم الصلوة في البيوت وروى عن ابن
عباس رضي الله عنه ان موذنه كان يؤذن
في يوم مطر فقال له قل في اذانك الصلوة في
الرحال ففعل فجعل الناس ينظرون اليه فقال
هكذا فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم و
روى نافع عن بن عمران رسول الله عليه الصلوة
والسلام كان اذا وجد البرد الشديد في
السفر او المطر صلى في رحله وامر المؤذنين بان يؤذنوا
بالصلوة ويقولوا في اخر ذلك الصلوة في
الرحال في الليلة المطيرة **باب كراهة
الجرس** روى ابن عمر عن ام حبيبة عن
النبي عليه الصلوة والسلام قال العير التي
فيها الجرس لا تصحبها الملائكة وروى خالد
بن معدان ان النبي عليه الصلوة والسلام
راى راحلة عليها جرس فقال تلك مطية
الشيطان وروى عن عائشة ان امرأة دخلت
عليها ومعها صبي على رجليه جلاجل فقالت
اخرجوا منفر الملائكة فاخرجت وروى عامر
بن عبد الله عن امرأة يقال لها رحيانة قالت

اسطرح آپنی اپنی گہر مین نماز پڑھ لینے کی رخصت دی گئی اور ابن
عباس سے مروی ہے کہ انکا موذن مینہ برسنے مین ایکدن
اذان کہہ رہا تہا تو آپنے فرمایا کہ اذان مین کہدے کہ گہرون
مین نماز پڑہ لو سو موذن نے ایسا ہی کیا لوگ انکی طرف دیکہنے لگے
انہون نے کہا پیغمبر صاحب کا حکم ایسا ہی ہے، اور نافع ابن عمر
سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی
سخت دیکہتے تہے یا مینہ برستا ہوتا تہا تو اپنے گہر مین نماز
پڑہ لیا کرتے تہے اور موذنونکو حکم دیتے تہے کہ نماز کیلیے
اذان کہین اور آخر اذان مین یہ بات کہدین کہ نماز گہر مین
پڑہ لو مینہ برستی راتمین **باب گہونگرو وغیرہ کی کراہت
مین** ابن عمر بواسطہ ام حبیبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جس قافلہ مین گہنٹہ ہے
اسکے ساتہہ فرشتے نہین ہوتے اور خالد بن معدان بہی روایت
کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سواری کو
دیکہا کہ اسپر گہنٹہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہ شیطان کی سواری ہے
اور حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے کہ ایک عورت انکی پاس آئی
اور اسکے ساتہہ ایک بچہ پانو مین گہونگرو پہنے ہوئے تہا
تو حضرت عائشہ نے کہا کہ اسکو نکالو فرشتون کو نفرت آتی ہے
سو اسکو نکالدیا اور عامر بن عبد اللہ ایک عورت سے کہ اسکو

دخلت على عمر ومعى صبى فى رجليه اجراس
فقال عمر اخبرى مولاك ان هذا يكون للشيطان
قال الفقيه رضى الله عنه وقد اجاز العلماء
الجرس للدواب اذا كانت فيه منفعة للناس
والخبر انما ورد فى الذى هو للهو واما اذا
كانت فيه منفعة او مصلحة فلا بأس به

باب التعزية

قال الفقيه رحمه الله التعزية لصاحب المصيبة
حسن وهو ماجور فى ذلك وقد جاء الاثر
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال حق
المسلم على المسلم ان يعزيه اذا اصابته مصيبة
وروى معاوية بن قرة عن ابيه عن النبى
عليه الصلوة والسلام ان رجلا من اصحابه
غاب عنه فسأل عنه فقالوا انه قد مات ابن
له فقال قوموا بنا نعزيه فقمنا فعزيناه ولا
بأس لاهل المصيبة ان يجلسوا فى بيت او
فى المسجد ثلثة ايام والناس يأتونهم ويعزونهم
وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
لما بلغه خبر قتل جعفر بن ابى طالب وزيد

کہ مین حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئی اور میرے پاس ایک بچہ پاؤن مین
گہونگرو پہنے ہوے تہا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے مالک سے
کہدے کہ یہ شیطان کے کام ہین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ علماء نے جائز کیا
ہے چوپایونکو گہونگرو پہنانا جبکہ اُنمین لوگون کی کوئی منفعت
ہو اور حدیث کہیل کود کی بارہ مین وارد ہوئی ہے اور لیکن جب
اُسمین کوئی نفع یا مصلحت ہو تو کچہہ اُسکا ڈر نہین ہے

باب ماتم پرسے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مصیبت والی کی ماتم پرسی کرنا اچہا ہے اور
اُسکو اسمین ثواب ہے اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
آئی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جب اُسکو
کوئی مصیبت پہونچے تو اُسکی ماتم پرسی کرے اور معاویہ بن قرہ
اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپکے یارون مین ایک شخص آپ سے غائب ہو گیا تو آپنے اُسکا
حال دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ اُسکا ایک بیٹا مر گیا ہے تو
آپنے فرمایا کہ اُٹھو ہمارے ساتھ اُسکی ماتم پرسی کرین سو ہم اُٹھے
اور اُسکی ماتم پرسی کی اور مصیبت والے اگر گہر مین یا مسجد مین تین
دن تک بیٹھین تو کچہہ مضائقہ نہین اور لوگ اُنکی ماتم پرسی کرین
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکو پہنچی خبر جعفر
ابن ابی طالب اور زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن

بن حارث وعبدالله بن رواحة جلس في
المسجد والناس يأتونه ويعزونه ويكره
الجلوس على باب الدار فان ذلك عمل الجاهلية
ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك

باب المسابقة

قال الفقيه رضي الله عنه لا بأس بالمسابقة والمسابقة
ان يجري الخيل لينظر ايهما يسبق صاحبه فان
كان ذلك بغير عوض فلا بأس وان استبقا
على شرط العوض فهو على وجهين ان قالا اينا
سُبق فعليه كذا فهذا لا يجوز وهو قمار وان
قالا ان سبق فرسي فلي عليك كذا وان سبق
فرسك فلا شئ فهذا جائز واذا كان العوض
في احد الجانبين جاز وان كان في الجانبين
لا يجوز واذا ارادا ان يجوز العوض في الجانبين
فليدخلا بينهما محللا فيقولا ان سبق فرسي
فلي عليك كذا وان سبق فرسك فلك علي كذا
وان سبق هذا الثالث فلا شئ عليه فهذا
جائز اذا كان الثالث بعد و معهما وله قوة
وقد روى مجاهد عن النبي عليه الصلوة و

رواصحاب تینون کے شہید ہونیکی خبر آئی تو آپ مسجد مین بیٹھے
رہے غمگین ہوکر اور لوگ آپکی پاس آتے جاتے تہے اور ماتم پرسی کرتے
تہے اور گہر کے دروازہ پر بیٹھنا مکروہ ہے بیشک یہ طریقہ جاہلیت
کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے

باب گہوڑ دوڑ کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
باہم گہوڑ دوڑ کرنے مین کچہہ ڈر نہین اور گہوڑ دوڑ یہ ہے کہ
گہوڑے چہوڑے جاوین اور دیکہین کہ ان دونون مین سے کونسا
آگے نکلتا ہے اور اگر یہ بے بدلی کے ہے یعنی شرط نہ بدی تو کچہہ
اسکا ڈر نہین اور اگر کسی شرط پر دوڑائی گئی تو اسکی دو صورتین
ہین اگر ان دونون نے کہا کہ جو ہم مین سے آگے نکلجاویگا تو اسکو
یہ دینا ہوگا سو یہ جائز نہین اور یہ جوا ہے اور اگر دونون نے
کہا اگر میرا گہوڑا نکل گیا تو مین تجہسے یہ لونگا اور اگر تیرا گہوڑا
آگے نکل گیا تو کچہہ نہین تو جائز ہے اور اگر دونون طرف مین
سے ایک طرف ہو تو جائز ہے اور اگر دونون طرف عوض ہوے
تو جائز نہین اور جب چاہین کہ دونون طرف سے عوض جائز
ہوجاوے تو چاہیے کہ کوئی محلل کرلیوا یعنی تیسرا شخص داخل
کرلین اور یہ نہ کہین کہ اگر میرا گہوڑا آگے نکل جاوے تو مین تجہسے
یہ لونگا اور اگر تیرا گہوڑا آگے نکل گیا تو مین تجہکو یہ دونگا اور
اگر یہ تیسرا گہوڑا آگے نکل گیا تو کچہہ اسپر نہین سو یہ جائز ہے جبکہ

[illegible]

السلام انه قال لا يحضر الملائكة شيئا من
لهوكم الا النضال والرهان يعنے الرمي
وسبق الخيل وروى الزهري قال كانوا
يستبقون على عهد رسول الله عليه الصلوة
والسلام على الخيل والركاب ويسبق الرجال
على ارجلهم وروي عن انس بن مالك قال
كانت للنبي عليه الصلوة والسلام ناقة تسمي
العضباء لا تسبق فجاء اعرابي على قعود له
فسبقها واشتد ذلك على المسلمين فقال النبي
عليه الصلوة والسلام حق على الله ان لا يرفع
شيئا من الدنيا الا وضعه وروى هشام
بن عروة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم سابق عائشة فسبقته فلما اخذها اللحم
سابقها فسبقها فقال النبي عليه الصلوة والسلام
يا عائشة هذه بتلك وروى مالك عن يحيي
بن سعيد عن سعيد بن المسيب انه قال ليس
برهان الخيل باس اذا دخل فيه المحلل قال الفقيه
رحمه الله الفائدة في المسابقة ان القوم كانوا يحتاجون
الى الغزو فكان في المسابقة اظهار الجلادة و

کہ آپ نے فرمایا کہ فرشتے تمہارے کسی کہیل مین نہین موجود ہوتے
مگر نضال اور رہان مین یعنی تیر پہینکنے اور گہوڑا دوڑانے
مین اور زہری روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین گہوڑے اور اونٹ دوڑایا کرتے تہے اور آدمی
اپنے پیرون سے دوڑتے تہے اور انس بن مالک سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تہی
کہ اُسکو عضبا کہتے تہے سو وہ پیچہے نرہتی تہی سو ایک اعرابی اپنے
جوان اونٹنی پر سوار آیا تو آگے بڑہ گیا مسلمانون پر یہ گران
گذرا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ہے
کہ اللہ جس چیز کو اونچا کرتا ہے اُسکو نیچا بہی کرتا ہے
اور ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے مسابقت
کی تو حضرت عائشہ آگے نکل گئین اور جبکہ وہ موٹی ہو گئین
اور حضرت نے اُنسے مسابقت کری تو حضرت آگے نکل گئے تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ بدلہ ہے (تنبیہ یہ مسابقت
پاؤن سے دوڑنے مین تہی جیسا کہ الفاظ حدیث کے دلالت کرتے
ہین انتہی) اور امام مالک یحیی بن سعید سے وہ سعید ابن مسیب سے روایت
کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا کہ گہوڑے کے دوڑانی مین کچہ ڈر نہین
جبکہ اسمین کوئی محلل ہو جاوے یعنی تیسرا شخص کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ مسابقت مین یہ فائدہ ہے کہ لوگ لڑائیاں کرتے تہے اور مسابقت مین اظہار تیزی کا ہے

رياضة النفس والاستعداد لاسر القتال وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه سابق ابابكر وعمر فسبق رسول الله صلعم وصلا ابوبكر ومكث عمر ومعنے قوله صلا ابوبكر يعني كان راسه عند صلوى فرس رسول الله صلى الله عليه وسلم والصلو موضع العجز

باب نثر السكر في العرس وغيره

قال الفقيه رضي الله عنه اذا نثر السكر في العرس او نثر على الامراء او العساكر قال بعضهم لا باس بان ينتهب وقال بعضهم لا يجوز وقال بعضهم يجوز ذلك في العرس ولا يجوز في نثر الامراء فاما من كره ذلك فاحتج بما روى عن حميد عن انس بن مالك عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه نهى عن النهبة والانتهاب وقال من انتهب فليس منا وروى عن عدى بن ثابت عن عبد الله بن يزيد الخطمى قال نهى النبي عليه الصلوة والسلام عن المثلة والنهبة وروى عن ابن مسعود رضي الله عنه انه كان اذا نثر على الصبيان يمنع صبيانه عن النهبة وانثر لهم شيئا اخر واما من قال لا بأس به فلان صاحبه قد اباح

اور نفس محنت کا عادی ہوتا ہے اور لڑنے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے مسابقت کی تو آپ آگے نکل گئے ابوبکر کا گھوڑا بالکل قریب رہا اور حضرت عمر کا ٹھیر گیا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ ابوبکر کے گھوڑے کا سر حضرت کے گھوڑے کے دُم کے پیچھے تھا اور اسکو جو چوتڑ کی جگہہ کو کہتے ہیں

باب شکر پھیلنے کا شادی وغیرہ میں

کہا فقیہ رح نے شکر بکھیرنا نکاح میں یا امیرون اور لشکرون پر بعض نے کہا جایز ہے لوٹنا اسکا اور بعض نے کہا کہ نہیں جایز ہے اور بعض نے کہا جایز ہے شادی وغیرہ میں اور امیرون پر جو بکھیرا جاتا ہے وہ لوٹنا جایز نہیں سو جنے اسکو مکروہ کہا ہے تو اسکی حجت وہ روایت ہے کہ حمید بواسطہ انس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لٹانے اور لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی لوٹیگا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور عدی بن ثابت عبد اللہ بن یزید خطمی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے سے اور لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شکر لڑکون پر بکھیری جاتی تو وہ اپنے بچون کو لوٹنے سے منع کیا کرتے اور انکے اوپر اور کوئی چیز بکھیر دیتے اور جنے کہا ہے کہ کچھہ ڈر نہیں تو اسلیے کہ شکر کا کہنے یہ لوٹ

ذلك ولما روی عن الحسن وعکرمة انهما قالا
لا بأس بنهبة السكر فی العرس وروی عن عبد الله
بن قُرط قال أُتِیَ رسول الله صلی الله علیه وسلم
بخمس او ست بدنات فجعل البدنات یزدلفن
بأیهن یبدأ بنحرهن فلما وجبت جنوبها قال
رسول الله علیه الصلوة والسلام کلمة لم افهمها
فسألت من یجنبی قال من شاء فلیقطع یعنی
اباح لهم اللحم فاذن لهم بالنهب وروی عن
الحسن وعکرمة انهما کانا لا یریان باسا بنهب
السکر فی العرس وقال الشعبی انما کره من النهبة
ما اخذ بغیر طیبة نفس صاحبه فاما من اخذ
بطیب نفس صاحبه فلا بأس بها اما اجازه فی العرس
وکره فی نثر الامراء ذهب الی ما روی خالد بن معدان عن معاذ
بن جبل قال شهد رسول الله صلی الله علیه و
سلم عرس شاب من الانصار فلما زوجوه
جاءت الجواری باطباق علیها اللوز والسکر
فامسك القوم فقال لهم الا تنتهبون فقالوا
یا رسول الله انك نهیت عن النهبة فقال تلك
نهبة العساکر واما العرسات فلا قال الفقیه رحمه

اور اسلیے کہ حسن اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اُن دونون نے کہا ہے
کہ نکاح مین سکر لوٹنے کا کچھہ ڈر نہین اور عبد اللہ بن قرط سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ یا چھہ اُونٹ قربانی کے آئے
تو ہر ایک آپکے نزدیک ہونے لگا اس مد سے کہ مین پہلے ذبح کیا جاؤن جب ذبح
ہو چکے تو آپنے ایسا کلمہ فرمایا کہ مین نہ سمجھا تو مین نے پاس
والے سے پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ یہ فرمایا ہے جو چاہے
سو کاٹ لے یعنے اُنکے لئے گوشت مباح کر دیا اور اُنکو
لوٹ لینے کو اجازت دیدی اور حسن اور عکرمہ سے مروی
ہے کہ وہ دونون نکاح کے وقت سکر لوٹنے مین کچھہ
ڈر نجانتے تھے اور شعبی کہتے ہین کہ لوٹ اسلیے مکروہ ہے کہ
مالک کے بی رضامندی اور دلخوشی کے لیوے اور جب مالک کے
خوشی سے لی تو کچھہ ڈر نہین اور حسنی نکاح مین اجازت دی ہے
اور امرا کے لیے مکروہ کہا ہے تو وہ اُس روایت کے طرف گیا ہے کہ
خالد بن معدان نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ایک جوان انصار کے نکاح مین تشریف لائے جب اُسکا
نکاح ہو گیا تو باندیان گئے طباق بادام اور سکر کے لائین کہ
لوگون نے توقف کیا تو آپنے اُنسے فرمایا کیون نہین لوٹتے تو لوگون
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے لوٹنے کو منع فرمایا ہے
تو آپنے فرمایا کہ لشکر کی لوٹ منع ہے اور نکاح مین لوٹ منع

فلهذا ناخذ اذا كان النثر في العرس او في وليمة
او في رجل نحر جزورا واباح النهبة للناس او
قدم رجل من سفر فينثر عليه شيء فلا بأس
بان ينتهب منه واذا كان النثر على الامراء
فلا يجوز ان ينتهب لان النثر عليهم بمعنى الرشوة
الا ترى ان هدية الامراء مكروهة وقد جاء
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال هدايا
الامراء غلول وكذلك النثر عليهم وكذلك
اذا ذبح البقر لاجل الامير فانه يكره اخذ
ذلك اللحم الا لاهل السجن **باب الهدية**
قال الفقيه رضي الله عنه اذا اهدى اليك
انسان فان لم يكن الذي اهدى اليك ظالما
ولا يكون من حرام فالافضل ان تقبل الهدية
وتكافيه بافضل منه او مثله وان عجزت
عن المكافات بالمال فبالدعاء وحسن الثناء
وقد روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من لا يشكر الناس لا يشكر الله وروى
ابن عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال من اهدى اليكم معروفا فا

اور اسی کو ہم لیتے ہیں جو اگر یہ بکھیر نکاح میں یا ولیمہ میں ہو یا
کوئی شخص اونٹ کو ذبح کرے اور لوگوں کو لوٹ مباح کر دے
یا کوئی شخص سفر سے آوے اور اسپر کوئی چیز بکھیر کیجاوے اور اسکو
لوٹ لیں تو کچھ ڈر نہیں اور جبکہ بکھیرا امیروں پر ہو تو اسکا لوٹنا
جائز نہیں کیونکہ انکے اوپر کی بکھیر تو رشوت کا حکم رکھتی ہے
کیا تو نہیں دیکھتا کہ امیر کا تحفہ مکروہ ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ امیروں کے تحفے خیانت میں اور
ایسے ہی انکے اوپر کی بکھیر اور ایسے ہی جب کوئی گائے کسی امیر
کے لیے ذبح کیجاوے تو اسکا گوشت لینا مکروہ ہے مگر قیدیوں
کو مکروہ نہیں ۔ **باب تحفہ لینے دینے کے بیان**
میں کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے جب کوئی شخص تیرے پاس تحفہ بھیجے
پس اگر وہ ظالم نہیں ہے اور نہ وہ تحفہ حرام کے مال میں سے ہے تو
یہ قبول کر لینا افضل ہے اور تجھکو اسکا بدلا اس سے بہتر یا
مثل اسکے دینا بہتر ہے اور اگر مال کا بدلا دینے میں عاجز ہے تو دعا
اور اسکی اچھی تعریف کرنی چاہیے اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے آدمیوں کا شکر
نکیا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کریگا اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ
آپنے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمکو تحفہ بھیجے بدستور معروف

تكافئوه فان لم تجدوا فادعوا له حتى يعلم انكم
قد كافيتموه وعن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اجيبوا الداعي ولا تردوا الهدية وروى
انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال الهدية تذهب بالسمع والبصر
والقلب وروى عطاء الخراساني عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال تصافحوا فانه
يذهب الغل وتهادوا وتحابوا فانه يذهب
الشحناء وروى عن جابر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اشكر الناس لله اشكرهم
لعباده فمن لم يشكر القليل لم يشكر الكثير
وقال النبي عليه الصلوة والسلام من اهدى
اليه خيرا فليجزه وان عجز عن جزائه فليثن
عليه ثناء احسنا فان لم يثن فقد كفر النعمة
وقال النبي عليه الصلوة والسلام من زاد الله
نعمة فليشكر والا فليثن بها وروى ابن عباس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
اهديت اليه هدية وعنده قوم فهم شركاؤه
فيها قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في اولي

سو تم اسکے بدلا دو اور اگر تم بدلا نہ دے سکو تو اسکے لیے دعا کرو
تاکہ وہ جانے کہ تم نے بدلا دیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام مروی
ہے کہ آپنے فرمایا دعوت اور تحفہ کو قبول کرو اور انس بن مالک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ
تحفہ کان اور آنکھ اور دل کو لیجاتا ہے اور عطا خراسانی
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا
کہ مصافحہ آپس میں کرو کیونکہ وہ کدورت کو دور کرتا ہے اور
آپس میں تحفہ دو لو اور دوستی رکھو کہ وہ کینہ دور کرتا ہے
اور جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے
فرمایا کہ زیادہ شکر کرنیوالا اللہ کا وہ ہے جو زیادہ شکر کرے
اسکے بندوں کا جسنے تھوڑے کا شکر نکیا وہ بہت کا بھی شکر نکریگا
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو کوئی کسیکے پاس اچھی چیز لاوے
تو اسکا بدلا دے اور اگر بدلا نہ دیسکے تو اسکی اچھی تعریف
کرے سو اگر نہ کیا تو اسنے کفران نعمت کیا اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے اگر کسیکو کچھ
نعمت دے تو چاہیے کہ اسکا شکر کرے اور نہیں تو
اسکی تعریف کرے اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص
کے پاس کچھ تحفہ آوے اور اسکے پاس اور لوگ بیٹھے ہوں تو سبھی وہ

هذا الحديث فقال بعضهم الخبر على ظاهره و كل من اهدى اليه هدية فجلساءه شركاءه وقال اهل الفقه رحمهم الله الخبر على وجه الاستحباب ليستحب له ان يشاركهم على وجه الكرم والمروة فان لم يفعل ذلك فلا يجبر عليه وروى عن ابي يوسف القاضي انه اهدى اليه شئ فروى بعض اصحابه هذا الحديث فقال ابو يوسف ان الحديث فى الفاكهة ونحوها لا فى الخبز و البر وذكر الفقيه ابو جعفر عن ابى القاسم احمد بن حمزة انه اهدى اليه هدية فذكر له الحديث فقال انهم شركاء فى السرور لا فى الهدية والله اعلم

باب تشميت العاطس

قال ابو الليث رضى الله عنه روى فى بعض الاخبار عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من عطس ثلث عطسات متواليات استقر الايمان فى قلبه وروى انس بن مالك رض قال عطس رجلان عند رسول الله عليه الصلوة والسلام فشمت لاحدهما ولم يشمت الاخر فقيل يا رسول الله شمت هذا ولم تشمت هذا فقال ان هذا حمد

بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حدیث اپنی ظاہر پر ہے اور جسکے پاس کچھہ تحفہ آوے تو اُسکے ہمنشین اُسکے شریک ہین اور فقیہ رح نے کہا ہے کہ یہ حدیث استحباب کے طور پر ہے یعنی شخص کو اُنکا شریک کر لینا مستحب ہے بطور مروت کے اور شرم کے اور اگر یہ نکریگا تو اسپر کوئی جبر نہین اور ابو یوسف قاضی سے مروی ہے کہ کوئی چیز اُنکے پاس تحفہ آئی تو اُنکے بعض یارون نے یہ حدیث روایت کی تو ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ حدیث میوون مین اور مثل اُسکے ہے نہ کہ روٹیون اور گیہون وغیرہ مین اور ابو جعفر فقیہ ابو القاسم احمد بن حمزہ سے ذکر کرتے ہین کہ اُنکے پاس کہین سے تحفہ آیا تو یہ حدیث اُنکے سامنے پڑہی گئی تو اُنہون نے کہا کہ وہ لوگ اُسکی خوشی مین شریک ہین نہ تحفہ مین

باب چہینک کے جواب دینے مین

کہا فقیہ ابو الیث رضی اللہ علنہ نے بعض حدیث مین نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس نے پے درپے تین بار چہینکا تو ایمان اُسکے دل مین ٹھیر گیا اور انس بن مالک روایت کرتے ہین کہ دو شخصون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے پاس چہینکا تو آپ نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اسکو جواب دیا اور اسکو نہین دیا آپنے فرمایا کہ اسنے تو الحمد للہ کہا

الله وهذا لم يحمد الله ؏ وقال الفقيه رضی الله عنه یستحب
للعاطس ان یخفض صوته بالعطاس ویرفع
صوته بالتحمید لیسمع الناس لان التشمیت
انما یجب علیهم بعد ما حمد الله وروی عن ابن
عمر انه سمع رجلا عطس فقال له ابن عمر یرحمك
الله ان كنت حمدت الله ؏ وروی مالك عن
عبد الله ابن ابی بكر بن عمرو بن حزم عن ابیه
عن رسول الله علیه الصلوٰة والسلام انه قال
ان عطس رجل فشمته ثم ان عطس رجل فشمته
ثم ان عطس فقل له انك مضنوك یعنی مزكوم
قال عبد الله لا ادری بعد الثالثة او الرابعة
وقال ابو هریرة تشمیت العاطس ثلثا فاذا زاد
فهو مزكوم قال الشعبی تشمیت العاطس مرة
كسجدة یسجدها مرة فان عاد لم یسجدها و
روی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه اذا
كان عطس نكس راسه وخمر وجهه وخفض
صوته فاذا عطس رجل فحمد غیره فهو حسن و
قد روی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه
قال من سبق العاطس بالحمد امن من الشوص

اور اُسنے نہین کہا اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ چھینکنے والے کو
مستحب ہے کہ چھینکتے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد للہ
کہتے وقت اونچی کرے تاکہ سب لوگ سنین اسلیے کہ چھینک کا
جواب دینا اُنپر واجب ہے جبکہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور ابن عمر
سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص کو چھینکتے سنا تو اُنھون نے
کہا کہ اللہ تجھپر رحم کرے اگر تو نے الحمد للہ کہا ہے اور امام مالک عبد اللہ بن ابی بکر
بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چھینکے اور اُسکو جواب
دے پھر اگر اُس نے چھینکا پھر اُسکو جواب دے پھر
اگر چھینکا پھر اُسکو جواب دے اور اُس سے کہے کہ تجھکو زکام
ہوا ہے عبد اللہ راوی کہتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ تیسرے
چھینک کے بعد یا چوتھی کے بعد آور کہا ابو ہریرہ نے کہ جواب
چھینک کا تین بار ہے اور جب زیادہ ہوا تو اُسکو زکام ہے
کہا شعبی نے کہ چھینک کا جواب ایک بار ہے جیسے کہ سجدہ ایک بار
کیا جاتا ہے پھر اگر دوبارہ کیا تو سجدہ نہ آویگا اور نبی علیہ الصلوٰة
والسلام سے مروی ہے کہ جسوقت آپ چھینکتے تھے تو سر جھکا لیتے
تھے اور اپنا چہرہ چھپا لیتے تھے اور آواز کو پست کرتے تھے
پس جسوقت کسی نے چھینکا اور کسی دوسرے نے الحمد للہ کہا تو وہ اچھا ہے
اور تحقیق نبی علیہ الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس نے

واللوص والعلوص قال اهل اللغة الشوص وجع
الضرس واللوص وجع الاذن والعلوص وجع
البطن

باب مداراة الناس

قال الفقيه
رضي الله عنه يستحب للرجل ان يداري مع
الناس ويترك المنازعة والخصومة ما امكنه
وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال اول ما نهاني ربي بعد عبادة الاوثان
عن شرب الخمر وعن ملاحات الرجال وروى
جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه
قال مداراة الناس صدقة وروى سعيد
بن المسيب عن رسول الله عليه الصلوة والسلام
انه قال راس العقل بعد الايمان بالله تعالى
مداراة الناس قال بعض الحكماء من عصى
والديه لم ير السرور من ولده ومن لم
يستشر في الامور لم يصل الى حاجته و
من لم يدار مع اهله ذهبت لذة عيشه
ويستحب للرجل اذا دخل منزله ان يسلم
على اهله ولا يتكلم حتى يستكمل الجلوس واذا
تكلم تكلم بالتؤدة والرفق لان النبي عليه

اور لوص اور علوص سے امن مین رہا لغت والے کہتے ہین کہ شوص
ڈاڑہ کا درد اور لوص کان کا درد اور علوص پیٹ کا درد

باب آدمیون کے ساتھ آشتی اور صلح رکہنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے مستحب ہے کہ آدمی لوگون کے
ساتہہ خوش خلقی سے پیش آوے اور جہانتک ہوسکے جھگڑا خصومت اور
چھوڑدے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
اول اُس چیز کا جو منع کیا مجھکو میرے رب نے بعد عبادت بتون کے یہ
بچون مین شراب سے اور دل لگی کی باتون سے اور روایت کیے جابر نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپنے فرمایا آدمیون کے ساتھ مدارات
کرنا صدقہ دینا ہے اور سعید بن مسیب نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ایمان کے بعد بڑی عقلمندی
لوگون کے ساتھ مدارا کرنا ہے بعض حکما کہتے ہین جسنے اپنی
ماں باپ کی نافرمانی کی وہ اپنی اولاد سے خوشی نہ دیکھیگا اور
جسنے کاموں مین مشورت نہ لی اُسکی حاجت پوری نہوگی اور جسنے
گھر والون سے مدارات نکی اُسکے عیش کا مزا جاتا رہیگا اور
مستحب ہے کہ جسوقت آدمی اپنے گھر مین جاوے تو گھر والون پر
سلام کرے اور باتین نہ کرے جب تک اچھی طرح نہ
بیٹھ لے اور جب باتین کرے تو آہستگی اور نرمی سے
کرے اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

الصلوة والسلام قال خيركم خيركم لاهله
وقال الله تعالى وعاشروهن بالمعروف
وروى عن سفيان الثورى انه قال اذا غضبت
امرأتك وحملت عليك فاضرب كفك بين
كتفيها وقل يا ايها الرجس النجس الخبيث المحنث
اخرج عن جسد طيب فيخرج باذن الله تعالى
وقال عمر بن ميمون ثلثة من الفواقرة و
ثلثة لا يستجاب لهم دعاءهم وثلثة لا يدخلون
الجنة فاما الفواقر فرفيق لو احسنت اليه لم
يشكر وان اسأت لم يعف وجار ان رأى
منك حسنة لم يفشها وان رأى سيئة لم يذعها
وزوجة سيئة ان شهدت لها لم تقر عينك
بها وان غبت عنها لم تطمئن قلبك اليها واما
الذين لا يستجاب لهم فرجل دعا على كل ذى
رحم محرم ورجل داين يدين الى اجل ولم
يشهد عليه ورجل يقول لزوجته اللهم
ارحنى منها يقول الله تعالى ايها العبد قلدتك
امرها فان شئت فطلقها وان شئت فامسكها
واما الذين لا يدخلون الجنة فعاق والديه

ہے تم میں بہتر وہ ہے کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو
اور حقتعالی فرماتا ہے اور بسر کرو انکے ساتھ اچھی طرح اور
سفیان ثوری سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں جب تیری بی بی تجھ پر
اور غصہ ہو اور تجھپر اُٹھے تو اپنے ہاتھ اُسکے مونڈھے پر مار
اور کہہ ای پلید خبیث مخنث پاک بدن سے سو اللہ کے حکم سے نکل
جاویگا یعنی اُسکا غصہ جاتا رہیگا اور عمر بن میمون کہتے ہیں کہ
تین چیزیں کمر توڑنے والی ہیں اور تین ہیں کہ انکی دعا قبول
نہیں ہوتی اور تین ہیں کہ جنت میں نجاوینگے سو کمر توڑنے
والی چیزوں میں سے ایک وہ رفیق ہے کہ تونے اُسکے ساتھ
احسان کیا اور اُسنے تیرا شکر نکیا اور اگر تجھسے کوئی برائی ہوئی
معاف نکرے اور دوسرا ہمسایہ کہ اگر کوئی نیکی دیکھے تو اُسکو
ظاہر نکرے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اُسکو نہ چھپاوے تیسرے
تیری بی بی اگر تو اُسکے سامنے آوے تو اُس سے تیری آنکھیں
ٹھنڈی نہوں اور اگر تو اُس سے غائب رہے تو اُسکی طرف سے تیرے
دلکو اطمینان نہو اور جنکی دعا قبول نہوگی ایک ایسا آدمی کہ تمام
اقربا پر بددعا کرے اور دوسرا وہ شخص کہ ایک مدت پر قرض
دیا اور کوئی گواہ اُسپر نہوا اور وہ شخص کہ اپنے بی بی کی نسبت
کہے یا اللہ مجھکو راحت دے اُس سے حقتعالی فرماتا ہے ای بندہ تیرے
پاس اُسکا معاملہ ہے چاہے تو اُسکو طلاق دے چاہے بند رکھ اور جو لوگ

باب الامثال

وملمن خمر ومنان

قال الفقيه رحمه روى عن ابن عباس رضى الله عنه عن النبى عليه الصلوة والسلام قال ما تكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم بكلام الا صار مثلا لم يسبقه اليه احد ومن ذلك قوله عليه الصلوة والسلام لا يلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين وقوله لا يجنى على المرء الا يده وقوله الشديد من غلب نفسه القوى من ملك غضبه وهونه وقوله الآن حمى الوطيس كان فى حرب حنين معناه اى اشتد الحرب وهاج وقعه وقوله عليه الصلوة والسلام ليس الخبر كالمعاينة وقوله الشاهد يرى ما لا يرى الغائب وقوله ساقى القوم آخرهم شربا وقوله لو بغى جبل على جبل لدكه الله وقوله الحرب خدعة وقوله ابدأ بنفسك ثم بمن تعول وقوله المسلم مرآة المسلم وقوله البلاء موكل بالمنطق وقوله الناس كاسنان المشط وقوله الناس كابل مائة لا تكاد تجد فيها راحلة وقوله الغنى غنى النفس وقوله ترك الشر صدقة

باب مثالین بیان کرنے مین

اور دائم الخمر اور احسان جتانے والا

ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کلام کیا ہے وہ ایک ایسی مثال ہوگئی ہے کہ ایسے آپ سے پہلے بیان نہین کیا اور ان مثالون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو بار نہین کاٹا جاتا یعنی جب ایک کام مین آدمی کو نقصان پہونچتا ہے پھر اسکو نہین کرتا اور ایک قول یہ ہے کہ آدمیکو اسکا ہاتھ گنہگار کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے سخت وہ کہ جو اپنے نفس پر غالب آیا اور مضبوط وہ جسکا غصہ اور خواہش اسکے اختیار مین ہو اور ایک قول یہ ہے کہ گرم ہوے وطیس کہ جنگ حنین مین آپنے فرمایا تھا اسکے معنی یہ ہوے کہ لڑائی سخت ہوئی اور اسکے ہونے کا غلبہ ہوا اور ایک قول کہ سنا ہوا دیکھے کے برابر نہین اور ایک قول یہ ہے کہ حاضر وہ دیکھتا ہے جو غائب نہین دیکھتا اور ایک قول یہ ہے کہ جو لوگون کو پلاتا ہے وہ آخر مین پیئے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بغاوت کرے تو اللہ تعالے اسکو کوٹ ڈالے اور ایک قول یہ ہے کہ لڑائی دھوکے کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مقدم رکھ اپنے نفس کو پھر جسکا ذمہ دار ہوا اور ایک قول کہ یہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بولنے سے بلا مین پڑجاتا ہے اور ایک قول یہ ہے آدمی آپسمین کنگھے کی دندانون کی طرح مین

۱۲ اور ایک قول یہ ہے کہ لوگ مانند سو اونٹون کے ہین کہ ایمین سواری کے لایق کوئی نہین ہوتا ہی اور ایک قول یہ کہ تونگری دل سے ہی

ے اور ایک قول یہ ہے کہ گانا بجانا نفس کو رنج مین ڈالتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ برائی کا چھوڑدینا صدقہ کا ثواب ہے۔

وقوله سيد القوم خادمهم وقوله عدة
المؤمن اخذ الكف وقوله ان من الشعر لحكمة
وقوله وان من البيان لسحرا وقوله نية المؤمن
خير من عمله وقوله ارحم من في الارض يرحمك
من في السماء وقوله استعينوا على الحوائج بالكتمان
وبرواية اخرى وهو قوله استعينوا على حوائجكم
بكتمان اسراركم فان كل ذى نعمة محسود و
قوله المستشار مؤتمن فلا يخون فلينصح وقوله
من لا يرحم لا يرحم وقوله العائد في هبته كالعائد
في قيئه وقوله الدال على الخير كفاعله وقوله
حبك الشئ يعمي ويصم وقوله كل معروف
صدقة وقوله لا ياوي الضالة الا الضال و
قوله مطل الغني ظلم وقوله السفر قطعة من
العذاب وقوله المسلمون عند شروطهم و
قوله الناس معادن كمعادن الذهب والفضة
وقوله الظلم ظلمات يوم القيمة وقوله جبلت
القلوب على حب من احسن اليها وبغض من اساء
اليها وقوله لا يشكر الله من لا يشكر الناس و
قوله عفو الملوك ابقاء للملك فهذه الامثال

اور ایک قول یہ ہے کہ قوم کا سردار انکا خدمتگار ہے یعنی انکی خبرگیری
میں رہتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مومن کا وعدہ کرنا ہاتھ کا پکڑ لینا ہے
اور ایک قول یہ ہے کہ بیشک بعض شعر میں حکمت ہے اور ایک قول یہ ہے
کہ بعض بیان تو نرا جادو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مومن کی نیت
اسکے عمل سے بہتر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جو زمین میں ہیں انپر تو رحم کر
پس جو آسمان میں ہے وہ تجھپر رحم کریگا اور ایک قول یہ ہے کہ مدد پکڑو
حاجتوں کو خاموشی میں اور ایک روایت میں ہے کہ مدد پکڑو
حاجت اپنی گفتگو کو چھپا کر بیشک جسکے پاس نعمت ہوتی ہے اسکے
لوگ حسد کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس سے مشورت لیجاتی ہے
امانت داری شرط ہے چاہیئے کہ خیانت نکرے اور خیرخواہی کرے
اور ایک قول یہ ہے کہ جو شخص رحم نکرے اسپر بھی رحم نہوگا اور ایک
قول یہ ہے اپنی دی ہوئی چیز کا پھیرنا اپنی قی کی ہوئی کھا لینا ہے
اور ایک قول یہ ہے کہ نیکی کا بتانیوالا ایسا ہے جیسا اسکا کرنیوالا اور ایک قول
یہ ہے کسی چیز کی دوستی آدمیکو اندھا بہرا کر دیتی ہے اور ایک قول یہ ہے
کہ ہر اچھا کام صدقہ کا ثواب رکھتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ گم شدہ چیز
کھونے والے ہی کو ملے اور ایک قول یہ ہے کہ قرضدار جب مقدور والا ہو تو
اسکو دیر کرنی ظلم ہے اور ایک قول یہ ہے سفر بھی ایک عذاب کا ٹکڑا ہے
ایک قول یہ ہے کہ مومن اپنے شرطوں کے پاس ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ
آدمی ایسے ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں اور ایک قول یہ ہے کہ ظلم

كلها عن النبي عليه الصلوة والسلام وقال منصور
بن عمار في الحكمة من ابصر عيب نفسه اشتغل
عن عيب غيره ومن تعرى عن لباس التقوى
لم يستتر بشئ ومن رضى برزق الله لا يحزن
على ما في يد غيره ومن سل السيف لغيره
قتل به ومن حفر بئرا لاخيه وقع فيه ومن
هتك حجاب غيره انكشفت عورته ومن نسى
زلة نفسه استعظم زلة غيره ومن كابر
الامور عطب ومن استغنى بعقل نفسه ذل و
من تكبر على الناس ذل ومن تعمق في العمل مل
ومن فخر على الناس فضح ومن تسفه عليهم
شتم ومن صاحب الارذال حقر ومن جالس
العلماء وقر ومن دخل مداخل السوء اتهم و
من تهاون بالدين ارتطم ومن اغتنم اموال
الناس افتقر ومن انتظر العاقبة اصطبر
ويقال العافية بالقفاء ومن جهل موضع قدمه
مشت في ندامة ومن خشي الله فاز
ومن لم يجرب الامور خدع ومن صارع
اهل الحق صرع ومن احتمل ما لا يطيقه عجز و

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے اور منصور بن عمار حکمت کے باب مین
کہتے ہین جو اپنے عیب کو دیکہیگا اورکے عیب سے بیخبر رہیگا اور
جو شخص پرہیزگاری کے لباس سے ننگا ہے وہ کسی چیز سے ڈہکا
نجائیگا اور جو شخص اپنے رزق پر خوش رہیگا اسکو کسیکے پاس
کچہہ دیکہنے سے رنج نہوگا اور جو کسی پر تلوار کہینچیگا آپ اُس
سے کاٹا جاویگا جو شخص اپنے بہائی کے لیے کنوان کہودیگا
آپ اُسمین گریگا جو کسی کی پردہ دری کریگا اُسکا فضیحتا آپ ہوگا
جو اپنی خطا بہول جائیگا اورکی خطا کو بڑا سمجہیگا جو بہاری
سمجہیگا کامون کو ہلاک ہوگا جو آپنی عقل پر بے پرواہ رہیگا
خطا کہائیگا جو لوگون سے تکبر کریگا ذلیل ہوگا جو اعمال مین
حد سے زیادہ مشقت کریگا وہ تہکیگا جو لوگون پر اپنا فخر کریگا
رسوا ہوگا جو اُنکے ساتہ نادانی برتیگا گالی دیا جاویگا اور
جو رذیلون مین بیٹہیگا حقیر ہوگا جو عالمون کے پاس بیٹہیگا
اُسکا وقر ہوگا جو کوئی کسی بُری جگہہ جاویگا اُسپر تہمت لگیگی
جو کوئی دین مین سستی واختیار کریگا مصیبت مین پڑجاویگا جو کوئی
لوگونکا مال لوٹیگا محتاج ہوجائیگا اور جو انتظار مین نیک انجام کے
ہی صبر کریگا اور یہ بہی آیا ہے جو آرام کا انتظار کریگا صبر کریگا اور
جو بے موقع قدم رکہیگا ندامت مین پڑیگا اور جو الله سے ڈریگا مراد کو
پہنچیگا اور جسنی کامون کو نہین تجربہ کیا ہوگا دہوکے مین آجائیگا جسنے اہل حق کو

ومن عرف اجله قصر امله ومن استفاد الجهل
ترك طريق العدل ولا حول ولا قوة الا بالله
العلي العظيم ويقال جزية المسلم كراء بيته و
ذل رقبته دينه وعذابه سوء خلق امرأته و
قال بعض الحكماء لقاء العلماء والاخوان تلقيح
العقول وروى الاشعري عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن
كمثل الاترجة ريحها طيبة وطعمها طيب وقال
الفقيه رضي الله عنه انما اراد بالاترج اترج
اهل الحجاز لانه يكون ريحا طيبا وطعما
حلوا واما الاترج الذي في بلادنا لا يكون
له طعم طيب وان كانت ريحها طيبة ومثل المؤمن
الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة طعمها طيب
ولا ريح لها ومثل الفاجر الذي يقرأ القرآن
كمثل الريحانة ريحها طيب وطعمها مر ومثل
الفاجر الذي لا يقرأ القرآن كمثل الحنظلة طعمها
مر وريحها منتن

باب العمارة والبناء

قال الفقيه رضي الله عنه كره
بعض الناس ان ينفق الرجل ماله في البناء

جسنے اپنی موت کو پہچانا اپنی امید کم کریگا جسنے جہالت کے ساتھ
استفادہ کیا تو اُسنے اپنی سیدھے رستہ کو چھوڑا اور نہیں زور رہنا گناہ سے نہ نیکی
اور نہیں قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ کے مدد سے اور کہتے ہیں مسلمان کا جزیہ اُسکی
گھر کا کرایہ ہے اور اُسکا قرض اُسکے گردن کا جھکنا ہے اور اُسکا عذاب
اسکی بی بی کی بدخلقی ہے اور بعض حکما کہتے ہیں عالموں اور بھائیوں سے
ملاقات کرنا عقل کا بڑھانا ہے اور ابو موسی اشعری نبی علیہ الصلوة والسلام
سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مومن قرآن پڑھنے والے
کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اترج اُسکی خوشبو بھی اچھی اور اُسکا مزہ بھی
اچھا اور کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے اترج سے مراد اہل حجاز کا اترج ہے
اسلیے کہ اُسکی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور اُسکا مزہ میٹھا ہوتا ہے اور ہمارے
ملک کے اُترج کا مزہ اچھا نہیں ہوتا اگرچہ اُسکی خوشبو اچھی ہوتی
ہے اور جو مومن کہ قرآن نہیں پڑھتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے
چھوہارا اُسکا مزہ اچھا ہے اور کچھ اُسمیں خوشبو نہیں اور جو بدکار
قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال جیسے نازبو اُسکی خوشبو اچھی اور مزہ
کڑوا اور جو فاجر کہ قرآن نہیں پڑھتا جیسے پیلو اندرائن کہ اُسمیں
نہ کوئی مزا ہے نہ خوشبو ہے

باب مکان بنانے کے بیان میں

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے
کہ بعض علما کے نزدیک آدمی کو مکانات بنانے میں
مال خرچ کرنا مکروہ ہے

واحتجوا بما روى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا اراد الله بعبد
شرًا اهلك ماله في اللبن والطين وفي خبر اخر
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
بنى فوق ما يكفيه جاء به يوم القيمة حاملا
على عنقه وروى عن الحسن البصري ان رجلا
قال له اني بنيت دارا فادخلها ادع لي بالبركة
فدخل الحسن مع اصحابه ونظر في الدار فقال
خربت دار نفسك وعمرت دار غيرك غترك
من في الارض ومقتك من في السماء وقال
بعضهم لا بأس به لان الله تبارك وتعالى
قال تتخذون من سهولها قصورا وتنحتون
الجبال بيوتا فاذكروا الاء الله الاية فاخبر
ان القصور من نعماء الله وقال في اية اخرى
قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده
الاية وذكر ان ابنا لمحمد بن سيرين بنى دارا
فانفق عليها مالا كثيرا فذكر ذلك لمحمد بن
سيرين قال ما ارى باسا بان يبني الرجل
من ماله ما ينفعه وروى عن النبي عليه

اور انکی حجت وہ ہے جو ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جبکہ اللہ تعالی کسی بندہ کے حق مین
برائی چاہتا ہے تو اُسکے مال کو اینٹون اور مٹی مین تلف کرتا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا
کہ جو کوئی مکان حاجت سے زیادہ بنائیگا قیامت کے دن اپنی گردن پر
لادکر لائیگا اور حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے
اگر کہا کہ مین نے ایک مکان بنایا ہے سو آپ چلیے اور میرے لیے برکت کی دعا
کیجیے پس حسن بصری اپنے یارون سمیت اٹھے اور مکان کو دیکھا اور کہا
کہ تونے اپنے نفس کا گھر اُجاڑ دیا اور اور کا گھر آباد کیا اور عزت
کی تیری زمین والونے اور غصے ہوے تجھسے آسمان والے اور بعض کہتے
ہین کہ اسکا کچھہ ڈر نہین اسلیے کہ حقتعالے فرماتا ہے کہ بناتے ہو نرم زمین
مین اور کہودتے ہو پہاڑونمین گھر سو اللہ کے نعمتین یاد کرو سو اللہ
نے خبر دی کہ محل و مکان اللہ کی نعمتین ہین اور اور آیت
مین فرمایا ہے (کہہ تو اے محمد کسنے حرام کردی اللہ کے
زینتین جو نکالی ہین اپنے بندون کے واسطے) اور مروی ہے
کہ محمد بن سیرین کے بیٹے نے گھر بنایا اور بہت مال انہین
خرچ کیا اسکا محمد بن سیرین سے ذکر کیا گیا تو انہونے کہا کہ میرے
نزدیک کچھہ ڈر نہین اگر مکانات کے بنانے مین کوئی آدمی
خرچ کرے + اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام....

الصلوٰة والسلام انه قال اذا انعم الله تعالى
على عبده نعمة احب ان يرى اثر النعمة فيه
ثم من اثر النعمة البناء الحسن والثياب الحسنة
الا ترى انه لو اشترى جارية جميلة بمال عظيم
فانه يجوز ولا يلام عليه ولا ياثم وان كان
يكفيه دون ذلك فكذلك البناء قال الفقيه
رحمه الله الافضل له ان يصرف ماله الى امر
آخرته فان انفقها فى امر دنياه فى البناء او
فى الثياب الحسنة فهو غير حرام بعد ان
يجتنب من ثلثة اشياء اولها ان لا يكتسب
المال من حرام او شبهة والثانى ان لا يظلم
مسلما ولا معاهدا والثالث ان لا يضيع فرائض
الله تعالى من وقتها وسنة رسول الله تعالى

باب المعاملة مع اهل الكفر

قال الفقيه رضى الله عنه لا بأس للمسلم ان
يكون بينه وبين اهل الذمة معاملة اذا
كان مما لا بد منه ولا بأس بان يعوده و
هو مريض ويلقنه كلمة التوحيد وقد عاد
النبى عليه السلام يهوديا وعرض عليه الاسلام

سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے بندہ پر انعام کرتا ہے تو
پسند کرتا ہے کہ اُسکی نعمت کا اثر اُسمین ظاہر ہو پھر نعمت کے اثر مین
سے اچھا مکان بنانا اور اچھا کپڑا ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر
کوئی باندی خوبصورت بہت مال کے عوض مین خریدے تو
جایز ہے اور اُسکو کوئی بُرا نہین کہتا اور اگرچہ اُسکو اور حاجت
نہو تو ایسے ہی مکان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہتر یہ ہے
کہ اپنا مال آخرت کے کام مین صرف کرے اور اگر اُسکو
دنیا کے کامون مین صرف کرے تو مکان یا اچھے کپڑے
بنا دے تو حرام نہین ہے جبکہ تین چیزون سے بچا رہے ایک تو
یہ ہے کہ حرام کا مال یا مشتبہ نہو دوسرے یہ کہ کسی
مسلمان یا معاہد پر ظلم نکرے تیسرے یہ کہ اللہ کے فرضون کو
ضایع نکرے وقت اُنکے سے اور سنت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے

باب کافرون سے معاملات کرنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ کچھ ڈر نہین کہ مسلمان اور ذمی کے
درمیان مین کوئی ضروری معاملہ رہا کرے اور کچھ ڈر نہین
کہ بیمار ہو تو اُسکی عیادت کرے اور کلمۂ توحید اُسکو
سکھاوے اور بیشک نبی علیہ الصلوٰة والسلام
نے ایک یہودی کی عیادت کی اور اُسپر اسلام پیش کیا ۔

ناسلم فمات فلما خرج قال الحمد لله الذی اعتق بی نسمة من النار ولا باس للمسلم اذا کانت له قرابة اهل الذمة ان یهدی الیهم الدراهم وقد اهدی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی خاله حارثة وهو کافر بمکة وروی عن صفیة زوجة رسول الله صلی الله علیه وسلم انها لما ماتت اوصت بثلث مالها لاخوتها من الیهود وروی عن میمون بن مهران انه قال من الناس من احبه فی الله واحبه لنفسی ومن الناس من ابغضه فی الله وابغضه لنفسی ومن الناس من ابغضه فی الله واحبه لنفسی ومن الناس من احبه فی الله وابغضه لنفسی فاما الذی احبه فی الله وابغضه لنفسی فهو مؤمن یوذینی فاما الذی احبه فی الله واحبه لنفسی فهو مؤمن ینفعنی واما الذی ابغضه فی الله وابغضه لنفسی فهو کافر یوذینی واما الذی ابغضه فی الله واحبه لنفسی فهو کافر ینفعنی یعنی ابغضه لاجل کفره واحبه لاجل منفعته لی والله اعلم باب ما قیل فی

پس وہ اسلام لایا پہر مرگیا تو جب آپ نکلے تو کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میرے سبب سے ایک جی آگ سے آزاد ہوا اور کچہہ ڈر نہین کہ اگر مسلمان اور ذمی کے درمیان کوئی قرابت ہو اور اُسکو کچہہ روپیہ تحفہ دے اور تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خالہ حارثہ کو مکہ مین تحفہ بہیجا اور وہ کافر تہے اور صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے مروی ہے کہ جب وہ مرین تو اپنے تہائی مال کی وصیت اپنے بہائی یہودیون کو کی اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا بعض آدمیکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست رکہتا ہون اور بعض آدمی کو اپنے اور اللہ کے لیے دشمن جانتا ہون اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دشمن اور اپنے لیے دوست اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دوست اور اپنے لیے دشمن جانتا ہون سو جسکو مین اللہ کے لیے دوست رکہتا ہون اور اپنے لیے دشمن تو وہ مؤمن ہے کہ مجہکو تکلیف دیتا ہے اور جسکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست رکہتا ہون تو وہ مؤمن ہے کہ مجہکو نفع پہونچاتا ہے اور جسکو مین اپنے اور اللہ کے لیے دشمن رکہتا ہون تو وہ کافر ہے کہ مجہکو تکلیف دیتا ہے اور جسکو مین اللہ کے لیے دشمن اور اپنے لیے دوست رکہتا ہون تو وہ کافر ہی مجہکو نفع دیتا ہے یعنی بسبب اُسکے کفر کے مین دشمن رکہتا ہون اور بسبب اُسکے نفع کے دوست رکہتا ہون واللہ اعلم باب ہے صبح سویرے

مباكرة الغداء قال الفقيه رضي الله عنه
روي عن ابي هريرة انه قال في مباكرة الغداء ثلث
خصال تطيب النكهة ويطفئ المرة ويزيد في
المروة قيل كيف يزيد في المروة قال اذا تغديت
في منزلي لم تطمع نفسي في طعام غيري و
ذكر ان رجلا دخل على معاوية بن ابي سفيان
وهو يتغدى باكرا فدعاه الى طعام فقال
قد فعلت فقال له معاوية انك انهم اكلا
اذا فعلت قبل هذا الوقت قال لا ولكن فعلت
ذلك لاربع خلال اولها الخلوف الفم والثاني
ان عطشت شربت الماء والثالث ان اردت
حاجة لبثت فيها وانا فارغ القلب والرابع
ان رايت طعاما رايته ومعي عرضي ويقال
الندامة اربعة ندامة يوم وندامة سنة
وندامة ابد فندامة اليوم ان يخرج الرجل
قبل ان يتغدى ثم عرض له عارض فلم يقدر
على الرجوع الى منزله فبقي نادما في يومه كله
واما ندامة السنة فهو ان الزارع اذا ترك
الزراعة فبقي نادما الى اخر السنة فاما ندامة

کہانا کہاتے مین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ صبح سویرے کہانے مین تین فائدے ہین
مونہہ اچہا رہتا ہے اور صفرا بجہتا ہے اور مروت بڑہتی ہے
اُسنے لوگون نے کہا کیونکر مروت بڑہتی ہے تو اُنہون نے جواب دیا
کہ جب تونے اپنے گہر مین کہانا کہالیا تو اور کے کہانے کی طرف
نہین للچاویگا اور مروی ہے کہ ایک شخص معاویہ بن سفیان کے
پاس آیا اور وہ صبح سویرے کہانا کہا رہے تہے تو اُنہون نے کہانے کی
تواضع کی اُس شخص نے کہا کہ مین کہا چکا ہون تو معاویہ نے اُس سے
کہا کہ تو بہت حریص ہے کہانیکا جب تونے اِس وقت سے پہلے کہالیا
اُسنے کہا نہین لیکن مین نے یہ کام چار خصلتون کی وجہ سے کیا پہلے
مونہہ مین خوشبو رہنا دوسرے اگر مجہکو پیاس لگے تو پانی پیونگا
تیسرے جب مجہی کو کوئی کام ہوگا اور اُسمین ٹہیرونگا تو دل میرا
نچنت رہیگا چوتہے جب مین کہانا دیکہونگا تو اُسکو بی غرضی سے
دیکہونگا اور کہتے ہین کہ ندامت چار ہین ندامت دن بہر کے
ندامت سال بہر کی ندامت عمر بہر کے ندامت ہمیشہ کی دن
بہر کے ندامت یہ ہے کہ آدمی گہر سے بے کہانا کہائے نکلے پہر اگر اُسکو
کوئی معاملہ پیش آوے اور لوٹ نہ سکے تو دن بہر شرمندہ
رہیگا اور سال بہر کے ندامت یہ ہے کہ کسان جب کہیتی چہوڑ دیتا ہے
تو سال بہر تک شرمندہ رہتا ہے آخر عمر بہر کے ندامت

العمران يتزوج امرأة غير موافقة فبقي في الندامة
الى آخر العمر واما الندامة الابد فهو ان يترك امر
الله تبارك وتعالى ويعصيه فهو ابدا في الندامة
في الآخرة وقال علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
من اراد البقاء ولا بقاء فليباكر الغداء وليخفف
الرداء وليلزم الحذاء وليقل غشيان النساء
قيل له وما خفة الرداء قال قضاء الدين و
ليلزم الحذاء يعني لا يمش حافيا **باب كلام
الحكماء** قال يزيد الرقاشي خمسة لا يحسن من
خمسة الكذب من الامراء والحرص من الزهاد
والسفه من ذوي الاحساب والبخل من ذوي
الاموال والاستطالة من الفقراء قال الفقيه
رحمه الله هذه الاشياء لا يحسن من جميع الناس
ولكن عن هؤلاء اقبح ويقال عشرة اشياء
قبيحة في عشرة اصناف من الناس الحدة
في السلطان والبخل في الاغنياء والطمع
في العلماء والحرص في الفقراء وقلة الحياء في
ذوي الاحساب واتيان الزهاد ابواب
اهل الدنيا والفتنة في الشيوخ والجهل في

یہ ہے کہ ناموافق عورت سے نکاح کرے گا تو عمر بھر شرمندہ
رہیگا اور ہمیشہ کی ندامت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی حکم کو نمانیگا اور اسکی
نافرمانی کریگا تو آخرت مین ابدالآباد تک شرمندہ رہیگا اور علی
بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہمیشگی اور اسکو ہمیشہ
رکھنا چاہتا ہے تو صبح سویرے کھانا کھایا کرے اور چادر چھوٹی
بنا دے اور ہمیشہ جوتیان پہنے اور عورت کے پاس کم جاوے لوگون نے
عرض کیا کہ چھوٹا ہونا چادر کا کیا معنے فرمایا قرض ادا کرنا اور جوتیان
لازم پکڑنا یعنی ننگے پاؤن نہ پھرنا **باب حکما کی کلام مین**
کہا یزید رقاشی رحمہ نے کہ پانچ چیزین پانچ شخص سے اچھی نہین معلوم
ہوتین امیرونکا جھوٹ بولنا اور زاہدونکا حرص کرنا ذی نسب
آدمیکا نادانی کرنا اور مالدارونکا بخیل ہونا اور فقیرونکا سوال مین
زیادتی کرنا کہا فقیہ رحمہ اللہ نے یہ چیزین سب آدمیون سے اچھی نہین
معلوم ہوتین لیکن ان لوگونسے بہت بری ہین اور کہتی ہین کہ دس
آدمیون مین دس چیزین بری معلوم ہوتی ہین بادشاہ
مین تیزی امیرون مین بخل حاکمون مین طمع فقیرون
مین حرص اور صاحب حسب مین بیحیائی زاہدون مین
دنیاداروں کے دروازون پر آنا بوڑھون مین فتنہ
اور عابدون مین
جہالت

العُبّاد والجبن فی الغزاة وتشبه الرجال
بالنساء والنساء بالرجال وقال بعض الحکماء
التفکر نور والغفلة ظلمة والجهالة ضلالة و
انقص الناس عقلا من ظلم علی من هو دونه
قال ابراهیم بن زیاد العدوی ثلث تفرح
القلب وتجم العقل ویروی تحیی العقل الزوجة
الجمیلة والکفاف من الرزق والاخ المونس
وقال بعض الحکماء وجدت العلم فی الطلب
والحکمة فی البطن الجائع ونور الاسلام فی
صلوة اللیل وهیبة الخلق فی هیبة الخالق
وروی عن جعفر بن محمد انه قال تکلم علی
ابن ابی طالب کرم الله وجهه بست کلمات
لم یسبقها احد فی الجاهلیة والاسلام اولها
من لانت کلمته وجبت محبته والثانی ما هلك
امرأ قط عرف قدره والثالث ان لکل شیٔ
قیمة وقیمة المرء ما یحسنه والرابع سل من
شئت تکن اسیره وفی روایة فانت ذلیله
والخامس اعط من شئت تکن امیره والسادس
استغن عن من شئت تکن نظیره ویقال

اور غازیوں مین نامردی اور مردون کو عورتون کی صورت بنانا
اور عورتونکو مردونکی صورت بنانا اور بعض حکیم کہتے ہین کہ فکر کرنا
نور ہے اور غافل رہنا تاریکی ہے اور جہالت گمراہی ہے اور سب سے
زیادہ کم عقل وہ ہے کہ اپنے سے چھوٹے پر ظلم کرے اور ابراہیم
بن زیاد عدوی کہتے ہین کہ تین چیزین دلکو خوش کرتی ہین
اور عقل کو بڑہاتی ہین خوبصورت بی بی اور رزق کی فراغت
اور رفیق بہائی غمخوار اور بعض حکمانے کہا کہ مین نے
علم کو طلب کے اندر پایا اور حکمت کو خالی پیٹ مین اور
اسلام کا نور رات کی نماز مین اور مخلوق کی ہیبت خالق
سے ڈرنے مین اور جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ انہون
نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم الله وجہہ نے چھہ باتین
ایسی فرمائی ہین کہ نہ کسینے پہلے زمانہ جاہلیت مین
کہین نہ اسلام مین پہلی یہہ کہ جسکا کلام نرم ہوگا
اسکی محبت ضرور ہوگی دوسرے یہ کہ وہ آدمی کبھی
نہ ہلاک ہوگا جسنے اپنی قدر پہچانی تیسرے یہ کہ ہر چیز کی
قیمت ہے اور آدمی کی قیمت جو وہ نیکی کرے چوتھی یہہ کہ
جس سے توسوال کریگا اسکا تو قیدی ہوجاویگا اور ایک روایت مین ہے
کہ تو اسکا خوار ہویگا پانچوین یہ کہ جسکو توکچھہ دیگا تو اسکا سردار ہوجاویگا چھٹی یہ کہ
جس سے تو بے پروائی کریگا تو اس جیسا ہی ہوجاویگا اور کہتی ہین کہ

مكتوب في بعض الكتب الكفالة مذمومة
فيها ست خصال الكفران والخسران والغرم
والصبر والملامة والندامة ويقال مكتوب
على باب ملك الروم ان الكفالة اولها ندامة
واوسطها ملامة واخرها غرامة ويقال
من لم يصدق فليجرب حتى يعرف البلية من
السلامة وقال وهب بن منبه نظرت
في التوراة والانجيل والزبور والفرقان فاخذت
من كل واحد كلمة وكتبت في دق وعلقتها
في عنقي وانظر في كل يوم مرة فكتبت من
التوراة لا تامن على السلطان وان كان
اباك فهو نار حريق ومن الزبور لا تامن
على المرأة وان طال مكثها في بيتك و
من الانجيل لا تامن على صحيح ولا تئس على
مريض فان الله تعالى يحدث ما يشاء
من الفرقان ومن يتوكل على الله فهو حسبه
ويقال اربعة اشياء اذا فرط الرجل هلكته
واستوهنته اولها النساء والثاني العبد
والثالث القمار والرابع الخمر قال بعض الحكماء

کہ بعض کتاب مین لکھا ہوا ہے کہ کسیکا ضامن بننا برا ہے
اسمین چھہ باتین ہین ناشکری اور گھاٹا اور تاوان اور
قطع دوستی اور ملامت اور ندامت اور کہتے ہین کہ
شاہ روم کے دروازہ پر لکھا ہے کہ ضامن ہونے مین
اول مین ندامت ہے درمیان مین ملامت ہے آخر مین تاوان ہے
اور کہتے ہین کہ جو بات کو سچا نہ جانے تو آزمالے یہانتک کہ
پہچانے مصیبت کو سلامتی سے اور وہب بن منبہ کہتے ہین کہ مین نے
توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان سب دیکھین تو مینے
ہر ایک مین سے ایک بات لے لی اور ایک ورق مین لکھکر اپنے
گلے مین لٹکا لین اور ہر روز ایکبار اسکو دیکھہ لیتا ہون
توریت مین سے تو مینے یہ لکھا کہ بادشاہ پر نچنت مت رہ
اگرچہ تیرا باپ کیون نہو وہ تو جلانیوالی آگ ہے اور زبور مین سے
یہ کہ عورت پر نچنت مت رہ اگرچہ تیرے پاس بہت دنون سے
ہے اور انجیل مین سے یہ کہ تندرست پر ہرگز نچنت مت رہ اور
بیمار سے ناامید مت ہو کہ بیشک اللہ تعالی جو چاہتا ہے سو نئی بات
کر دیتا ہے اور قرآن مین سے یہ کہ جو شخص اللہ پر بھروسا کرتا ہے تو وہ
اسکو کافی ہے اور کہتے ہین کہ چار چیزین ہین کہ جب آدمی ان مین
زیادتی کریگا تو اسکو وہ ہلاک اور ذلیل کر دینگی پہلی تو عورت
دوسرے نوکر تیسرے جوا چوتھے شراب اور بعض حکیم کہتے ہین

من صحب ضالا لم يصلح له دينه ومن مدح
فاسقا ذهب بهاء وجهه ومن طمع مال
غيره نزعت البركة من ماله ومن تواضع
لغني ذهب ثلثا دينه وقال بعض الحكماء
من استعمل ثلثا سلم دينه من قنع بما اعطي
استغنى عما لم يعط ومن عمل بما علم وقف
بما لم يعلم ومن ترك ما لا يعنيه تفرغ لما لا
يعنيه ومن ذكر ما امامه لم يخاطر بنفسه
وقال بعض الحكماء اياك والمزاح فان فيه سبعة
خصال مذمومة اولها ذهاب الورع والثاني
ذهاب الهيبة والثالث قساوة القلب والرابع
خيانة الجليس والخامس هدم الصداقة
ويجلب العداوة والسادس بذمة العقلاء
ويستهزء به السفهاء والسابع ان عليه وزر
من اقتدى به ويقال اضيع الاشياء عشرة
عالم لا يسئل وعلم لا يعمل به ورأي صواب
لا يقبل وسلاح في بيت من لا يستعمله ومسجد
بين قوم لا يصلون فيه ومصحف في بيت من
لا يقرأ فيه ومال في يد من لا ينفق وخيل

کہ جو گمراہ کی صحبت میں بیٹھیگا اُسکا دین درست ہوگا اور
جو فاسق کی تعریف کریگا اُسکے چہرہ کی رونق جاتی رہیگی
اور جو کوئی کسی غیر کے مال میں نیت ڈالیگا تو اُسکے اپنے مال کی برکت
چھن جاویگی اور جو کوئی مالدار کے سامنے جھکیگا اُسکا دو حصہ دین
جاتا رہیگا اور بعض حکما کہتے ہیں جو شخص تین چیز نکو برتیگا اُسکا
دین سلامت رہیگا جو کہ دی ہوئی پر قناعت کرے جو نہ ملے اُس سے بے پروا
رہے اور جسنے پڑھ کر عمل کیا بے پڑھے سے واقف ہوگا اور جو
بیفائدہ بات کو ترک کریگا جو بیفائدہ بات ہوگی اُس سے فارغ
ہوگا اور جسنے آئندہ کو یاد رکھا اُسکو وسوسہ نہوگا اور بعض حکما
کہتے ہیں خوش طبعی سے بچ کہ اُسمیں سات خصلتیں بُری ہیں پہلے تو
پرہیزگاری جاتا رہتا دوسرے ہیبت کا جاتا رہنا تیسرے دل
سخت ہو جانا چوتھی پاس بیٹھنے والے کی خیانت پانچویں سچائی دوستی کو
گرادیتی ہے اور دشمنی کو کھینچتی ہے چھٹے عقلمند اُسکو بُرا کہتے
ہیں اور نادان ہنسی کرتے ہیں ساتویں جو کوئی اُسکی پیروی
کرے گا اُسکا گناہ اُس پر رہا اور کہتے ہیں کہ دس چیزیں زیادہ
ضائع ہوتی ہیں جس عالم سے کوئی نہ پوچھے اور جس علم پر
عمل نہو اور اچھی بات کہ قبول نکیا جاوے اور گھر میں ہتیار رکھا ہو اور
اُسے نہیں برتے اور مسجد کہ اُسکے لوگ نمازی نہوں اور وہ اُسمیں نماز نہیں پڑھتے اور
گھر میں قرآن رکھا ہے اور نہیں پڑھتے ہیں اور ہاتھ میں مال ہے اور

عند من لا يركب وعلم الزهد عند من يريد
الدنيا وعمر طويل لمن لا يتزود منه لسفر يوم
القيمة وقال رجل لابن عباس يا ابن عباس
ما راس العقل قال ان يعفو الرجل عمن ظلمه
وان يتواضع لمن دونه وان يتدبر ثم يتكلم
قال فما راس الجهل قال عجب المرء بنفسه وكثرة
الكلام فيما لا يعنيه وان يعيب على الناس في
الشيء الذي يأتي هو بمثله قال فما زين الرجل
قال حلم من غير ضعف وجود بغير اسراف
واجتهاد في العبادة بغير طلب الدنيا وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال من تمسك بثلثة
في ثلثة اشياء فهو العاقل حقا من تمسك بالصدق
والاخلاص فيما بينه وبين الله في الطاعات
وتمسك بالبر والمروة فيما بينه وبين الخلق
في المعاملة وتمسك بالصبر والقناعة فيما بينه
وبين نفسه بالنوائب والبليات وقال بعض
الحكماء الناس اربعة اصناف جواد وبخيل ومسرف
ومقتصد فالجواد الذي يجعل نصيب اخرته لدنياه والمسرف
الذي يجعل نصيب اخرته لدنياه والبخيل الذي لا يعطي واحدا

پاس ہے اور اسپر نہیں چڑہتا اور علم زہد اسکے پاس جو دنیا کا طالب
ہے اور عمر دراز ہے اور آخرت کے سفر کا توشہ تیار نہیں کرتا
اور ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ اے ابن عباس عقل کا سر
کیا ہے انہوں نے کہا کہ جو کوئی اسپر ظلم کرے اسکو معاف
کردے اور اپنے سے کمتر کی تواضع کرے اور سوچکر بات کہے
اس شخص نے کہا نادانی کا سر کیا ہے انہوں نے جواب دیا آدمی کی
خود بینی اور بہت باتیں کرنا جو بے فائدہ ہوں اور لوگوں کا عیب نکالنا
اس چیز میں کہ اسکو آپ بھی کرتا ہو اس شخص نے کہا آدمی کی
زینت کیا ہے جواب دیا کہ باوجود قوت کے بردباری کرنا اور بخشش کرنی بغیر اسراف
کے اور عبادت میں دنیا کی طلب سے محنت کرنا اور بعض حکما سے
کہا گیا کہ عقلمند کون ہے اسنے جواب دیا کہ جسنے تین چیز میں تین
چیز کو اختیار کیا تو وہ اصل عقلمند ہے جسنے صدق اور اخلاص
اختیار کیا اللہ کی تابعداری میں اور جسنے نیکی اور مروت
مخلوق کے ساتھ معاملات میں اختیار کری اور صبر اور
قناعت نفس کے ساتھ سختی اور بلا میں اختیار کیا اور
بعض حکما نے بیان کیا ہے کہ آدمی چار قسم کے ہیں
بخشش کرنیوالا بخیل فضول خرچ میانہ رو بخشش کرنیوالا بہت بخشش
کرنیوالا وہ ہے کہ اپنا دنیا کا حصہ آخرت کے لیے کرے اور فضول خرچ وہ کہ
اپنا آخرت کا حصہ دنیا کے لیے کرے اور بخیل وہ کہ دنیا اور آخرت میں

منهما نصيبه والمقتصد الذي يعطي كل واحد
منهما نصيبه وقال عيسى بن مريم عليه السلام
يا معشر الحواريين ارضوا بالدون من الدنيا
مع الدين كما رضي اهل الدنيا بالدون من الدين
مع الدنيا ولهذا المعنى قال الشاعر ارى رجالا
بدون الدين قد قنعوا ولا اراهم رضوا بالعيش
بالدون + فاستغن بالدين عن دنيا الملوك
كما استغنى الملوك بدنياهم عن الدين +

باب البول في حال القيام

قال الفقيه رضي الله عنه قد رخص بعض الناس
ان يبول الرجل قائما وكره بعض الناس الا
من عذر وبه نقول فاما من اباحه فقد ذهب
الى ما روي عن حذيفة ان النبي عليه الصلوة
والسلام اتى سباطة قوم فبال قائما ثم توضأ
ومسح على ناصيته وخفيه واما من كره فقد
ذهب الى ما روي عن عائشة رضي الله عنها
انها قالت ما بال رسول الله عليه الصلوة و
السلام قائما بعد ما نزل عليه القرآن فمن
اخبرك ان النبي عليه الصلوة والسلام بال

حصہ نہ دے اور درمیانہ وہ کہ دنیا اور
آخرت مین بہرہ ور رہے اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کہتے ہین کہ اے گروہ حواریون کے راضی ہو دین کے
ساتھ دنیا کو کمینہ سمجھکر جیسے دنیادار دنیا کے ساتھ راضی ہین
دین کو کمینہ سمجھکر اور اسی معنی مین ایک شاعر کہتا ہے کہ مین لوگونکو
دیکھتا انکو کہ تہوڑے سے دین پر قناعت کرلی + اور نہ دیکھا کہ
راضی ہوئے ہون عیش دنیا پر ساتھ تہوڑے سی دین کے + سو بے پروا
ہو جا بادشاہونکی دنیا سے سبب دین کے + جیسے بے پروا ہو بادشاہ
سبب دنیا کے دین سے باب کہڑے ہو کر پیشاب کرنیکے بیان مین
کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے کہ تحقیق بعض لوگ رخصت دیتے ہین
کہڑے ہو کر پیشاب کرنے مین اور بعض لوگون نے مکروہ کہا ہے
اگر کوئی عذر نہو اور یہی ہم کہتے ہین سو جو لوگ کہ اسکو مباح کہتے
ہین وہ اس روایت کیطرف گئے ہین کہ جو حذیفہ سے مروی ہے کہ تحقیق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور کہڑے
ہو کر پیشاب کیا پہر وضو کیا اور پیشانی کے بالون پر مسح کیا
اور دونون موزون پر اور جو اسکو مکروہ کہتا ہے تو وہ اس روایت
کیطرف گیا ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب سے قرآن نازل ہوا ہے کبہی پیشاب کہڑے ہو کر نہین
کیا اور اگر کوئی تجھے خبر دے کہ آنحضرت نے کہڑے ہو کر

قائما فكذب ورووى نافع عن ابن عمر انه قال مابلت قائما منذ اسلمت وروى ابن بريدة عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اربع خصال من الجفاء ان يبول الرجل وهو قائم وان يمسح جبهته قبل ان يفرغ من الصلوة وان يسمع النداء فلا يشهد مثل مايشهد وان اذكر عنده فلم يصل علىّ واما الذي رواه حذيفة فاحتمل انه فعل ذلك للعذر لاجل نجاسة المكان او غير ذلك فاذا احتمل هذا فالاخذ بالاخبار المشهورة اولى

باب خصاء الحيوان

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس خصاء الحيوان كلها واحتج بما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لاخصاء في الاسلام ولا كنيسة يعني لاتحدث كنيسة في دار الاسلام سوى ماكان في القديم وذكر في قوله تعالى ولامرنهم فليغيرن خلق الله يعني الخصاء وروى ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام انه نهى عن خصاء الابل

پیشاب کیا ہے تو اسکو تو جھٹلا وے اور نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ مینے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہین کیا جب سے مین مسلمان ہوا ہون اور ابن بریدہ اپنے باپ سے اور وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ چار خصلتین ظلم کی ہین ایک یہ کہ آدمی کھڑا ہو کر پیشاب کرے دوسرے یہ کہ اپنی جبہہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پونچھے تیسرے یہ کہ اذان سنے اور اسکا جواب نہیے چوتھے یہ کہ مین اسکے پاس ذکر کیا جاوے پھر میرے اوپر درود نبھیجے اور جو حذیفہؓ نے روایت کی ہے آپکا کرنا ایسا کسی عذر سے ہو بوجہ نجاست مکان تھا یا سوا اسکے اور جبکہ یہ احتمال ہے تو پر مشہور حدیثین ہین انکا اختیار کرنا اولی ہے

باب جیوانونکو خصی کرنیکے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بعض لوگون نے ہر ایک حیوان کا خصی کرنا مکروہ کہا ہے اور اس روایت کو حجت پکڑا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ اسلام مین خصی کرنا نہین ہے اور کوئی کنیسہ اسلام مین نہین ہے دارالاسلام مین گرجا نہ بنایا جاوے مگر جو پہلے بن چکے اللہ تعالی نے شیطان کی قول کی حکایت کی ہے جسکا یہ ترجمہ ہے (اور البتہ حکم دونگا مین انکو سو بدلینگے اللہ کی پیدائش کو) یعنے خصی کرینگے اور ابن عمر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ

والبقر والغنم والخيل وكان ابن عمر يقول
منها نسل الخلق ولا يصلح الاناث الا بالذكور
يعنى ان الله تعالى خلق الذكور والاناث
للنسل وفى الخصاء قطع النسل وقال بعضهم
يجوز خصاء الانعام كلها الا الخيل لما روى
عن ابن عمر رضى الله عنه انه نهى عن خصاء
الفرس وقال بعضهم يجوز خصاء البهائم سوى
بنى آدم وبه ناخذ لان فى ذلك منفعة للناس
للحاجة والناس قد احتاجوا الى ذلك وكما
يجوز ذبح الحيوان للحاجة الى لحمها فكذلك
يجوز الخصاء له اذا كان فى ذلك منفعة
للناس وقد روى عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه ضحى بكبشين املحين خصيين فلولا
ان فى الخصاء من المنفعة ما لم يكن فى غيره
لما اختار رسول الله عليه الصلوة والسلام
للاضحية الكبشة الخصى فلما اختار الخصى لما
ان للخصى اطيب لحما واكثر شحما ثبت ان الخصاء
جائز وكذلك سائر الحيوان واما الخبر الذى
روى قال لا خصاء فى الاسلام فالمراد به عند

اور بیل اور بکری اور گھوڑے کے خصی کرنے سے منع فرمایا کرے
اور ابن عمر کہا کرتے تھے کہ مخلوق کی نسل اسی سے ہے کیونکہ بے مادہ اور نر کے
نسل کی درستی نہیں ہو سکتی یعنی اللہ تعالی نے نر اور مادہ کو نسل کے
لیے پیدا کیا ہے اور خصی کرنے میں نسل قطع ہوتی ہے اور بعض کہتے
ہیں کہ سب چوپایوں کا خصی کرنا جائز ہے سوا گھوڑے کے اسلیے کہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے گھوڑے کو خصی کرنے سے
منع کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب چوپایوں کو سوائے آدمی کے خصی کرنا
جائز ہے اور اسکو ہم لیتے ہیں اسلیے کہ اسمیں آدمیوں کی ضرورت
کے لیے منفعت ہے اور آدمیوں کو اسکی احتیاج پڑتی ہے اور جیسے کہ حیوان کا
ذبح کرنا گوشت کی ضرورت کے لیے جائز ہوا سو اسیواسطے خصی کرنا بھی
ضرورت کے لیے جائز ہے جبکہ اسمیں آدمیوں کی منفعت ہو اور تحقیق نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے دو مینڈھے اچھے
خصی کی قربانی کری سو اگر اس خصی کرنے میں منفعت نہوتی جو
غیر میں نہیں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے
لیے خصی مینڈھا کیوں اختیار کرتے سو جب خصی اختیار کیا
اسلیے کہ تحقیق خصی کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے اور
اسمیں چربی بہت ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ خصی کرنا جائز ہے
اور ایسے ہی سب حیوانوں میں اور وہ حدیث کہ روایت کی گئی ہے
کہ اسلام میں خصی کرنا نہیں ہے تو اس سے مراد

اکثر اهل العلم خصاء بنی آدم وقال بعضهم معناه
ان یخصی الرجل نفسه فالنهی انصرف الیه کما
روی عثمان بن مظعون انه هم بذلک حتی
نهاه النبی علیه السلام فالنهی انصرف الیه
فان قیل لم لا یجوز خصاء بنی آدم وفیه منفعة
ایضا قیل له لا منفعة فیه لانه لم یجز للخصی
ان ینظر الی النساء کما لا یجوز للفحل وهکذا روی
عن عائشة رضی الله عنها وغیرها انه لا یجوز
نظر الخصی الی النساء کما لا یجوز للفحل وقد کره
بعض الناس سمة البهائم لان فیه تعذیب
البهیمة بغیر فائدة وقال بعضهم لا بأس به
اذا کان فی ذلک منفعة لان فی ذلک علامة
وقد روی عن رسول الله علیه الصلوة والسلام
انه اشعر بدنته فی صفحة سنامها الایمن فلما
اشعرها لاجل العلامة فکذلک السمة و
قد روی عن رسول الله علیه الصلوة والسلام
انه نهی عن کی الحیوان علی الوجه فیه دلیل
علی ان فی غیر الوجه جائز والله اعلم باب
السمر بعد العشاء قال الفقیه رحمه الله

اکثر اہل علم کے نزدیک آدمی کا خصی کرنا ہی اور بعض کہتے ہیں کہ اسکے
معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنے آپکو خصی کر ڈالے سو یہ نہی اسی کی طرف پہرتی
ہے جیسے کہ روایت ہے عثمان بن مظعون سے کہ انہوں نے خصی ہونیکا
قصد کیا یہانتک کہ منع کیا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہی اسیطرف
رجوع ہوتی ہے پس اگر کوئی کہے کہ آدمی کا خصی کرنا کیوں جائز نہیں
اور اسمیں بہی منفعت ہے تو کہا جاویگا کہ کوئی منفعت اسمیں نہیں کیونکہ
خصی کو عورتونکی طرف دیکہنا جائز نہیں جیسے نرکو اور ایسے ہی
حضرت عائشہ وغیرہ سے روایت ہے کہ خصی کو نظر کرنا عورتونکی طرف
جائز نہیں جیسے نرکو اور بعض لوگوں نے چوپایوں کے نشان
کرنیکو مکروہ جانا ہی اسلیے کہ اسمیں چوپایونکو بیفائدہ عذاب ہوتا ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے جبکہ اسمیں منفعت ہے
کیونکہ اسمیں ایک نشان ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپنے اونٹ کی کوہان کے اوپر سے
بال مونڈ دیے تہے داہنی طرف سے جبکہ وہ بال مونڈے
علامت کے لیے تو ایسے ہی نشان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے حیوانوں کے منہ پر
داغ دینے سے منع فرمایا اسمیں دلیل ہے کہ سوا منہ
چہرہ کے اور جگہ جائز ہے واللہ اعلم باب عشا کے بعد
باتیں کرنیکے بیانمیں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

كره بعض الناس السمر بعد العشاء واجاز
بعضهم فاما من كرهه فقد احتج بما روى
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه نهى عن النوم
قبل العشاء والحديث بعدها وروى عن
عمر انه كان لا يدع سامرا بعد العشاء فيقول
ارجعوا فلعل الله يرزقكم صلوة وتهجدا واما
من اباحه فقد ذهب الى ما روى علقمة عن
عبد الله بن مسعود انه قال ربما سمر رسول
الله عليه الصلوة والسلام بعد العشاء في
بيت ابي بكر رضي الله عنه ليلة في امر الذي
يكون من امر المسلمين وروى عن ابن عباس
ومسود بن مخرمة انهما سمرا الى طلوع الثريا
قال الفقيه رضي الله عنه السمر على ثلثة اوجه
احدها ان يكون في مذاكرة العلم فهو افضل
من النوم والثاني ان يكون السمر في اساطير
الاولين والاحاديث الكذبة والسخرية و
الضحك فهو مكروه والثالث ان يتكلموا
للموانسة ويجتنبوا الكذب وقول الباطل
فلا بأس به والكف عنه افضل للنهي الوارد

بعض لوگ عشا کے بعد باتین کرنیکو مکروہ کہتے ہین اور بعض نے
جائز کہا ہے سو جسنے اسکو مکروہ کہا ہے تو حجت پکڑی ہے
ساتھ اسکے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے عشا سے
پہلے سونے کو اور باتین کرنیکو منع فرمایا ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے
کہ وہ کسی باتین کرنیوالیکو بعد عشا کے چھوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ
لوٹ جاو یعنی اپنے گھرونکو تو شاید اللہ تمکو نماز اور تہجد نصیب کرے
اور جسنے اسکو مباح کہا ہے تو وہ گیا ہے اس روایت کیطرف کہ علقمہ
عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ کبھی کبھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد عشا کے حضرت ابوبکر صدیق کے گھر مین
بعد عشا کے مسلمانون کے کسی کام مین باتین کیا کرتے تھے
اور ابن عباس اور مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ان دونون نے
ثریا تارے کے نکلنے تک باتین کرین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ
نے کہ باتین کرنا تین قسم پر ہے پہلے تو علم کی باب مین
کچھہ ذکر کرنا سو وہ سونے سے افضل ہے اور دوسرے پہلے
داستانون اور جھوٹی باتون اور ہنسی ٹھٹھہ کی باتین
ہون تو وہ مکروہ ہے اور تیسرے یہ کہ دل لگانے
کی باتین کرین اور جھوٹ اور باطل باتون
سے بچین تو اسکا کچھہ ڈر نہین اور
بچنا اس سے افضل ہے بوجہ منع آنیکے

فيه فاذا فعلوا ذلك ينبغي لهم ان يكون
رجوعهم الى المنازل على ذكر الله او التسبيح
او الاستغفار حتى يكون ختمه بالخير وروى
عن عائشة رضي الله عنها انها قالت لا سمر
الا المسافر والمصلي ومعنى ذلك ان المسافر
يحتاج الى ما يدفع عنه النوم للمسير فابيح
له ذلك وان لم يكن له قربة وطاعة و
المصلي اذا سمر ثم يصلي فهو افضل ليكون
نومه على الصلوة وختم سمره بالطاعة

باب بيان عدد سور القرآن

قال الفقيه رح قال عبد الله بن مسعود جميع
سور القرآن مائة واثنا عشرة سورة
قال الفقيه رح انما قال انها مائة واثنا عشرة
سورة لانه كان لا يعد المعوذتين من
القرآن يعني قل اعوذ برب الفلق وقل
اعوذ برب الناس وكان لا يكتبهما
السورتين في المصحف وكان مقرا بانهما منزلتان
من السماء وهما من كلام رب العالمين
ولكن النبي عليه السلام كان يرقي بهما

سو ایسا کرین تو انکو لایق ہے کہ اپنے گہرون کی طرف
اللہ کا ذکر اور تسبیح اور استغفار کرتے ہوے لوٹین کہ ان
باتون کا خاتمہ بخیر ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
انہون نے کہا کہ بعد عشا کی یا تو مسافر بات کرے یا نمازی اور اسکی معنی
یہ ہوئے کہ مسافر کو ایسی چیز کی حاجت ہوتی ہے کہ اسکے
چلنے مین نیند کے غلبہ کو دفع کرے اسکے لیے مباح ہوا
یعنی بات کرنا اگرچہ اسمین اسکے لیے قربت اور بندگی نہین اور نمازی جب
باتین کریگا پہر نماز پڑہیگا تو وہ افضل ہے کہ اسکی نیند نماز پر ہو
اور باتین اسکی بندگی پر ختم ہون باب قرآن کی سورتون
کی گنتی مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود
کہتے ہین کہ سب سورتین قرآن مین ایکسو بارہ ہین فقیہ رحمہ اللہ
کہتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جو کہا کہ وہ ایکسو
بارہ سورتین ہین تو اسواسطے کہ وہ معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ الناس کو
قرآن مین نہ شمار کرتے تے اور ان دونو کو قرآن مین نہ
لکہتے تے اور اقرار کرتے تھے کہ وہ دونون
آسمان سے نازل ہوئی ہین اور دونون
اللہ کے کلام ہین اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام اسکو منتر کے طور پر پڑہا
کرتے تہے ....

ويعوذ بهما واشتبه عليه انهما من القرآن
اوليسا من القرآن فلم يكتبهما في المصحف و
قال مجاهد جميع سور القرآن مائة وثلث
عشر سورة وانما قال ذلك لانه كان يعد
سورة الانفال والتوبة سورة واحدة
قال ابي بن كعب جميع سور القرآن مائة و
ست عشرة سورة وانما قال ذلك لانه
كان يعد القنوت سورتين احدهما اللهم
انا نستعينك الى قوله من يفجرك والاخر
من قوله اللهم اياك نعبد الى قوله ملحق
وقال زيد بن ثابت جميع سور القرآن مائة
واربعة عشر فهذا قول عامة اصحاب رسول
الله عليه الصلوة والسلام وهكذا في مصحف
الامام عثمان بن عفان وفي مصاحف الامصار

باب عدد آيات القرآن وكلماته

قال الفقيه رحمه اختلف القراء في عدد آيات
القرآن وكلماته والمختار من الاقاويل هو
عدد الكوفيين وهو عدد المنسوب الى
علي بن ابي طالب رضي الله عنه وهي ستة

اور ان دونوں کو ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے شبہ پڑا ہے ان کو یہ
شبہ کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں یا نہیں سو انکو قرآن میں لکھا
نہیں مجاہد کہتے ہیں سب سورتیں قرآن کی ایکسو تیرہ ۱۱۳ ہیں
اور مجاہد نے اسلیے یہ کہا کہ وہ سورہ انفال اور توبہ
کو ایک گنتے تھے ابی بن کعب کہتے ہیں
کہ کل سورتیں قرآن کی ایکسو سولہ ۱۱۶ ہیں اور انہوں نے
یہ اسلیے کہا کہ وہ قنوت کو قرآن کی دو سورتیں
شمار کرتے ہیں ایک اللھم انا نستعینک سے من یفجرک
تک اور دوسری اللھم ایاک نعبد سے ملحق تک
اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ساری سورتیں
قرآن میں ایکسو چودہ ۱۱۴ ہیں اور یہی قول
اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور ایسے ہی
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن میں اور
سب شہروں کے قرآن میں ہے، باب قرآن کی
آیتوں اور اسکے کلموں کی گنتی میں کہا فقیہ رحمہ اللہ
نے کہ قاریوں نے قرآن شریف کی آیتوں اور کلموں کے
گنتی میں اختلاف کیا ہے اور سب قولوں میں مختار قول
کوفیوں کی شمار ہے اور وہ شمار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
کی طرف نسبت کی گئی ہے اور وہ چھ ہزار ۶۲۳۶

الاف ومائتان وستة وثلثون اية وقد
قالوا غير هذا وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال جميع آيات القرآن ستة الاف
ومائتان وثمان عشر ايات وروى عن ابن
عباس رضى الله عنه انه قال جميع ايات
القران ستة الاف ومائتان وست عشرة
اية وفى عدد اسمعيل بن جعفر المدنى
ستة الاف ومائتان واربع عشرة اية و
فى عدد المكين ستة الاف ومائتان و
اثنا عشر اية وفى عدد اهل الشام ستة
الاف ومائتان وستة وعشرون اية
وروى عن ابراهيم التيمى انه قال ستة الاف
ومائة وتسع وتسعون اية وفى عدد البصريين
ستة الاف ومائتان واربع ايات وفى
عدد اهل الشام ستة الاف ومائتان و
خمسون اية وفى قوله العامة ستة الاف
وستمائة وست وستون اية واختلفوا فى
عدد كلمات القرآن قال حميد الاعرج كلمات
القرآن سبعون الفا وستة الاف واربعمائة

دو سو تریسٹھ آیتین ہین اور سوا اسکے بہی علماء نے کہا
ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ سب
آیتین قرآن کی چھہ ہزار دو سو اٹھارہ [۶۲۱۸] ہین اور ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ سب آیتین
قرآن کی چھہ ہزار دو سو سولہ [۶۲۱۶] ہین اور اسمعیل بن جعفر
مدنی کے شمار مین چھہ ہزار دو سو چودہ [۶۲۱۴]
ہین اور مکہ والون کے شمار مین چھہ ہزار
دو سو بارہ [۶۲۱۲] ہین اور شام والون کی
گنتی مین چھہ ہزار دو سو چھبیس [۶۲۲۶] ہین
اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا کہ چھہ ہزار
ایک سو ننانوین [۶۱۹۹] آیتین ہین اور بصریون
کے شمار مین چھہ ہزار دو سو چار [۶۲۰۴] آیتین
ہین اور شامیون کی گنتی مین چھہ ہزار
دو سو پچاس آیتین ہین اور اکثر
کا قول یہ ہے کہ چھہ ہزار چھہ سو
چھیاسٹھ آیتین ہین اور قرآن کے کلمون کے
شمار مین بھی اختلاف ہے کہا حمید اعرج نے کلمات
قرآن کے چھہتر ہزار چار سو

وثلثون كلمة وقال الفقيه رضي الله عنه وقد
قالوا فيه الاقاويل وقالوا ايضا غير هذا وقال
المجاهد بل هي سبعون الفا ومائتان وخمسون
كلمة وقال ابراهيم التيمي بل هي سبعة و
سبعون الفا واربع مائة وتسع وثلثون
كلمة وقال عطاء الخراساني هي سبعة وسبعون
الفا واربع مائة وتسع وثلثون كلمة وعن
عبد العزيز بن عبد الله قال عدد كلمة القرآن
سبعة وسبعون الفا واربع مائة وست
وثلثون كلمة وقد زادوا على هذا ونقصوا
والله اعلم

باب عدد حروف القرآن

قال الفقيه رحمه الله قال عبد الله بن مسعود
رضي الله عدد حروف القرآن ثلثمائة الاف
واثنان وعشرون الفا وستمائة وتسعون
حرفا والتالي القرآن بكل حرف عشر حسنات
وقال ابن عباس رض جميع حروف القرآن
ثلثمائة الاف وثلث وعشرون الفا وستمائة
واحد وسبعون حرفا وقال مجاهد هي
ثلثمائة الف واحد وعشرون حرفا قال

تینتیس ہین اور کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے
کہ اسمین بہت قول ہوگئے ہین اور سوا اسکے
بھی کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ ستر ہزار دوسو
پچاس کلمہ ہین اور ابراہیم تیمی کہتے ہین کہ
ستتر ہزار چارسو انتالیس کلمہ ہین اور
عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ ستتر ہزار
چارسو انتالیس کلمہ ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
کہ ستتر ہزار چارسو چھتیس کلمہ ہین اور
اس کم زیادہ سے بیان کہتے ہین واللہ اعلم

باب قرآن کے حرفون کی گنتی مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ قرآن کے حرفون کی گنتی تین لاکھ
بائیس ہزار چھ سو نوے حرف ہین اور قرآن کے
پڑھنے والو کے لیے ہر حرف کی عوض مین دس نیکیان
ہین اور ابن عباس کہتے ہین کہ سب حرف قرآن
کے تین لاکھ تیئیس ہزار چھ سو اکہتر ہین
اور مجاہد نے کہا ہے کہ تین لاکھ
اکیس حرف ہین اور . . . . .

ابراهيم التيمي هو ثلثمائة الف وثلث وعشرون
الفا وخمس عشر حرفا وعن عبد العزيز بن
عبد الله قال حروف القرآن ثلثمائة الف واحد
عشر الفا ومائتا حرف وعدد ما في القرآن
من الالف ثمانية واربعون الفا وثمان مائة
واثنان وسبعون الفا ومن الباء احد
عشر الفا واربعمائة وثمانية وعشرون حرفا
وعدد التاء عشرة الاف ومائة وتسعة و
تسعون حرفا وعدد الثاء عشرة الاف و
مائتان وسبعة وسبعون حرفا وعدد الجيم
ثلثة الاف ومائتان وثلثة وسبعون حرفا
وعدد الحاء ثلثة الاف وتسعمائة وثلثة
وتسعون حرفا وعدد خ الف واربعمائة
وستة عشر حرفا وعدد د خمسة الاف وست
مائة واثنان واربعون حرفا وعدد ذ اربعة
الاف وستمائة وتسع وتسعون حرفا وعدد
ر احد عشر الفا وسبعمائة وتسع وتسعون
حرفا وعدد ز الف وخمسمائة وتسعون حرفا
وعدد س خمسة الاف وثمانمائة واحد

اور ابراہیم تیمی نے کہا ہے کہ تین لاکھہ
۳۲۳۰۱۵
تیئیس ہزار پندرہ حرف ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین
۳۱۱۲۰۰
کہ قرآن کے حرف تین لاکھہ گیارہ ہزار دوسو
ہین اور کل الف قرآن مین اڑتالیس ہزار
۴۸۸۷۲
آٹھہ سو بہتر ہین اور ب گیارہ ہزار
۱۱۴۲۸
چار سو اٹھائیس اور ت دس
ہزار ایک سو ننانوے اور
ث دس ہزار
۱۰۲۷۷
دو سو ستتر اور ج تین ہزار
۳۲۷۳
دو سو تہتر اور ح تین ہزار
نو سو ترانوے اور خ
۱۴۱۶
ایک ہزار چار سو سولہ اور
۵۶۴۲
د پانچ ہزار چھہ سو بیالیس
اور ذ چار ہزار
۴۶۹۹
چھہ سو ننانوے اور ر
۱۱۷۹۹
گیارہ ہزار سات سو ننانوے
۱۵۹۰
اور ز ایک ہزار پانسو نوے
۵۸۹۱
اور س پانچ ہزار آٹھہ سو اکیانوے

وتسعون حرفا وعدد ش الفان ومائتان و
ثلثه وخمسون حرفا وعدد ص الفان وثلثة
عشر حرفا وعدد ض الف وستمائة وسبعة احرف
وعدد ط الف ومائتان واربعة وسبعون حرف
وعدد ظ ثمانمائة واثنان واربعون حرفا و
عدد ع تسعة الاف ومائتان وعشرون
حرفا وعدد غ الفان ومائتان وثمانية احرف
وعدد ف ثمان الاف واربعمائة وتسعة وتسعون
حرفا وعدد ق ستة الاف وثمانمائة وثلثة
عشر حرفا وعدد ك تسعة آلاف وخمسمائة
وعدد ل ثلثون الفا واربعمائة واثنان و
ثلثون حرفا وعدد م ستة وعشرون الفا
ومائة وخمس ثلثون حرفا وعدد ن ستة وعشرون الفا
وخمسمائة وستون حرفا وعدد و خمسة وعشرون الفا
وخمسمائة وستة وثلثون حرفا وعدد ه تسعة عشر الفا و
وخمسمائة وسبعون حرفا وعدد لا اربعة الاف وسبعمائة و
عشرون حرفا وعدد ى خمسة وعشرون الفا
وتسعمائة وتسعة عشر حرفا قال الفقيه رح في
هذا اختلاف كثير الا ان جماعة من القراء ذكروا

اور ش (2253) دو هزار دو سو
ترپن اور ص (2013) دو هزار تیره
اور ض (1607) ایک هزار چھ سو سات
اور ط (1274) ایک هزار دو سو چوهتر
اور ظ (842) آٹھ سو بیالیس اور
ع (9220) نو هزار دو سو بیس
اور غ (2208) دو هزار دو سو آٹھ
اور ف (8499) آٹھ هزار چار سو ننانوے
اور ق (6813) چھ هزار آٹھ سو
تیره اور ک (9500) نو هزار پانسو
اور ل (30432) تیس هزار چار سو
تیس اور م (26135) چھبیس هزار ایکسو پینتیس
اور ن (26560) چھبیس هزار پانسو ساٹھ
اور و (25536) پچیس هزار پانسو چھتیس
اور ه (19570) انیس هزار پانسو ستر
اور لا (4720) چار هزار سات سو
بیس اور ی (25919) پچیس هزار نوسو
انیس کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اس میں اختلاف بہت
ہے لیکن قاریوں کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے

هذا التفسير والله اعلم باب ذكر ثلث
القرآن وانصافه وارباعه
روى عن حميد الاعرج انه قال حسبت القرآن
بالحروف فوجدت النصف عند قوله تعالى
فى سورة الكهف بما لم تحط به خبرا وقال غيره
وجدت النصف عند قوله انك لن تستطيع
معى صبرا وقد تم النصف وصارت صبرا
فى النصف الاخر وقال بعض المتقدمين حسبت
القرآن بالحروف فوجدت النصف عند
قوله تعالى فى سورة الكهف وَلْيَتَلَطَّفْ فاللام
فى النصف الاول والطاء والفاء فى النصف
الآخر وقال بعضهم النصف عند قوله تعالى
هَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا وقال جماعة من القراء
النصف عند قوله تعالى لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا
وعند العامة النصف الاول ينتهى عند
اخر السورة وروى عن بعض المتقدمين انه
قال الثلث الاول ينتهى عند قوله تعالى
فى سورة التوبة وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ
رَسُولَهُ سَيُصِيبُ والثلث الثانى عند قوله

جیسا کہ نہی بیان کیا اور اللہ خوب جانتا ہے باب ہی
اس بیان میں کہ ثلث قرآن کا کس جگہ پر ہے
اور نصف کس جگہ اور ربع کس جگہ حمید اعرج سے روایت
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حساب کیا تو نصف قرآن
از روی حروف کے سورہ کہف میں اس مقام پر ہوا
(وَلْيَتَلَطَّفْ) سے لام ثانی تو نصف اول میں
اور ط اور ف نصف ثانی میں
اور بعض کہتے ہیں کہ نصف قرآن
اللہ تعالی کے اس قول پر
ہے (فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا) اور قاریوں
کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ نصف
قرآن اللہ تعالی کے اس قول
پر ہے (لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا) اور
اکثر کے نزدیک نصف پورا
ہوتا قریب اخیر سورہ کے
اور بعض متقدمین سے مروی ہے کہ پہلا ثلث سورہ
توبہ میں اللہ تعالی کے اس قول پر ہے
(وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ)
اور دوسرا ثلث ......

في سورة العنكبوت الا بالتي هي احسن وعند
العامة الثلث الاول عند قوله تعالى وَطَبَعَ
اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ والثلث الثاني
عند قوله تعالى في سورة العنكبوت وما يعقلها
الا العالمون والثلث الثالث الى اخره وقال
بعض المتقدمين ان الربع الاول ينتهي عند
راس ثلث آيات من سورة الاعراف والربع
الثاني في موضع النصف والربع الثالث عند
قوله تعالى في سورة والصافات فَاٰمَنُوا فَمَتَّعْنٰهُمْ
اِلٰى حِيْنٍ والرابع الربع الى آخره وعند العامة
الربع الاول الى اخر سورة الانعام والثاني
الى اخر سورة الكهف والثالث عند اخر سورة
الزمر والرابع الى آخره

باب فضل المعلمين

قال الفقيه رحمه الله وروى زيد بن اسلم عن
ابيه عن بعض اصحاب النبي عليه الصلوٰة
والسلام انه قال احب العباد الى الله تعالى
بعد الانبياء والشهداء المعلمون وما في
الارض بقعة احب الى الله تعالى بعد
المساجد من البقعة التي فيه الكتاب

سورہ عنکبوت میں اس قول پر ہے (اِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ)
اور اکثر کے نزدیک ثلث اول اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ہے
(وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ فَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) اور دوسرا سورہ عنکبوت میں
اس قول پر (وَمَا یَعْقِلُہَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ) اور
تیسرا آخر قرآن تک ہے اور بعض متقدمین
کہتے ہیں کہ پہلا ربع سورہ اعراف
میں شروع کی تین آیتوں پر پورا
ہوتا ہے اور دوسرا جہاں نصف قرآن ہے
اور تیسرا سورہ صافات میں اس آیت پر
(فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰہُمْ اِلٰی حِیْنٍ) اور چوتھا آخر قرآن تک
اور اکثر کے نزدیک پہلا ربع سورہ انعام کے آخر تک اور
دوسرا سورہ کہف کے آخر تک اور تیسرا سورہ زمر کے آخر تک
اور چوتھا آخر قرآن تک

باب پڑھانیوالوں کی فضیلت کے

بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کی زید بن اسلم نے
اپنے باپ سے انہوں نے کسی صحابی سے کہ تحقیق آپ نے کہا کہ بہت
محبوب بندے نزدیک اللہ کے بعد نبیوں اور شہیدوں کے علم
پڑھانیوالے ہیں اور سب سے زیادہ پیاری جگہ
نزدیک اللہ کے بعد مسجدوں کے وہ جگہ
ہے جس میں کتاب ہو یعنے مکتب

وعن ابراهيم النخعي انه قال معلم الصبيان
يستغفر له الملائكة في السماء والدواب في
الارض والطيور في الهواء والحيتان في
البحار ويقال ان الصبي اذا دخل الكتاب و
تعلم بسم الله الرحمن الرحيم غفر الله له بذلك
ثلثة انفس للاب والام والمعلم وقال ابو سعيد
الخدري من علم ابنه او ابنته القرآن فله بكل
درهم اعطاه للمعلم وزن احد فاذا خرج
الصبي من بيته الى الكتاب يكثر الخير في بيت
والديه ويقل الشر فيه ويهرب الشيطان
منه وقال الحسن البصري من علم ولده القرآن
كسي يوم القيمة بثلث حلل من حلل الجنة كل
حلة منها خير من الدنيا وما فيها والناس
كلهم عراة وله بكل حرف من كتاب الله
تعالى درجة وروى ابو عبد الرحمن السلمي عن
عثمان بن عفان عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال افضلكم من تعلم ثم علمه قال
ابو عبد الرحمن وهذا الحديث اجلسني في
هذا المجلس وكان يعلم الناس وكان معلما

اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ تحقیق انہوں نے کہا کہ پڑہانیوالے
لڑکوں کے لیے فرشتے آسمانوں میں بخشش مانگتے ہیں اور چارپایے
زمین میں اور پرندے ہوا میں اور مچھلیاں دریاؤں میں اور کہتے ہیں
کہ تحقیق لڑکا جب داخل ہوتا ہے مکتب میں اور سیکہتا ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تو بخشتا ہے اللہ تعالے بسبب اُسکے تین شخصوں کو
اُسکے باپ کو اور اُسکی ماں کو اور پڑہانیوالیکو اور ابو سعید خدری
صحابی فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پڑہاویگا
تو اُسکے لیے ہر ایک درہم کے عوض کہ معلم کو تنخواہ میں دیگا اُحد پہاڑ
کے برابر ثواب ملیگا پس جسوقت لڑکا اپنے گہر سے مکتب کیطرف کو
نکلتا ہے تو اُسکے ماباپ کے گہر میں نیکی کی کثرت ہوتی ہے اور
برائی اُسمیں سے کم ہوتی ہے اور اُس سے شیطان بہاگ جاتا ہے اور حسن بصری
کہتے ہیں جو کوئی اپنی اولاد کو قرآن سکہا دیگا تو قیامت کے دن
بہشت کے حلوں میں سے تین حلے اُسکو پہنائے جاینگے کہ ہر ایک حلہ
تمام دنیا سے اور جو کچہہ اُسمیں ہے بہتر ہوگا اور سب لوگ ننگے ہونگے
اور اُسکو قرآن کے ہر ایک حرف کے عوض ایک درجہ ملیگا اور روایت کی
ابو عبد الرحمن سلمی نے حضرت عثمان سے اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ تحقیق آپنے فرمایا تم سب سے بہتر وہ ہے جسنے قرآن پڑہا پہر
پڑہایا اور عبد الرحمن کہتے ہیں کہ مجھکو اسی حدیث نے اس مجلس میں
بٹہایا اور وہ لوگوں کو پڑہاتے تہے .....

للحسن والحسين وروى الضحاك عن ابن عباس رضي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال في
حجة الوداع اللهم اغفر للمعلمين واطل اعمارهم
وبارك لهم في كسبهم وروى في خبر انس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اللهم اغفر العلماء وافقر المعلمين قال الفقيه
رضي الله عنه فالذي قال بارك لهم في
كسبهم يعني قوت يوم بيوم والذي قال
افقرهم يعني لا تكثر اموالهم لانه لو كثرت
اموالهم تركوا التعليم قال ابو الليث رحمه الله
اذا اراد المعلم ان ينال الثواب ويكون عمله
كعمل الانبياء فعليه ان يحفظ نفسه خمسة
اشياء اولها ان لا يشارط الاجر على احد
ولا يستغني عنه فكل من اعطاه شيئا تركه
وان شارطه على تعليم الهجاء وحفظ الصبيان
جاز والثاني ان يكون ابدا على الوضوء
لانه يمس المصحف في كل وقت وفي كل ساعة
والثالث ان يكون ناصحا في تعليمه مقبلا
على ذلك العمل والرابع ان يعدل بين الصبيان

اور امام حسن اور حسین رضی کے معلم تھے اور ضحاک ابن عباس سے روایت
کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں دعا
کی کہ یا اللہ پڑھانیوالونکو بخش اور اُنکی عمر زیادہ کر اور اُنکے
کسب مین برکت دے اور انس کی حدیث مین ہے کہ آپ نے دعا
کی کہ یا اللہ بخش علماؤن کو اور محتاج رکھہ سکھانیوالونکو
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بیچ تطبیق ان دونوں حدیثوں کے کہ یہ جو آپ نے
دعا کی کہ برکت دے اُنکے کسب مین تو اس سے مراد یہ ہے کہ اُنکے
قوت ہر روز کے مین برکت دے اور یہ جو دعا کی کہ انکو محتاج
رکھہ تو مراد اس سے یہ ہے کہ اُنکو غنی نکر اسلیے کہ جب غنی ہو جاوینگے
تو پڑھانا چھوڑ دینگے کہا ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہ جبکہ معلم چاہے
کہ ثواب پاوے اور عمل اُسکے مثل عمل انبیا کے ہو جاوین تو
اُسکو لازم ہے کہ ان پانچ چیزون سے اپنے نفس کو بچا رکھے اول یہ کہ
کسی کے ساتھ شرط تنخواہ وغیرہ کی نہ کرے اور نہ اس سے بے پروا
رہے جسنے جو دیدیا لے لیا اور جسنے کچھ ندیا اسی چھوڑ دیا
اگر ہجے سکھانے اور لڑکون کی حفاظت پر کچھ شرط تنخواہ
وغیرہ کی بھی کی تو جائز ہے اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ وضو سے رہے اسلیے
کہ ہر وقت اور ہر گھڑی قرآن شریف چھونے کی حاجت پڑتی
ہے اور تیسرے یہ کہ تعلیم مین خیر خواہی کرے اور اس کام پر مقید رہے
چوتھے یہ کہ جب لڑکے کسی بات مین آپس مین تنازع کرین تو انمین عدل کرے

اذا تنازعوا و ينصف بعضهم من بعض ولا
يميل الى اولاد الاغنياء دون الفقراء والخامس
ان لا يضرب الصبيان ضربًا مبرحًا ولا يجاوز
الحد فيه فانه يحاسب يوم القيمة وروى عن
حبيب بن ابي ثابت قال المعلمون ولدوا بنجم
الملوك ويحاسبون كما يحاسب الملوك وروى
عن بعض التابعين ان ابنه اتاه وهو يبكي
فقال مالك يا بني قال ضربني المعلم قال حدثني
عكرمة عن ابن عباس انه قال معلم صبيانكم
شراركم عند الله اقلهم رحمة لليتيم واغلظهم
على المسكين وروى عن بعض الصحابة رضي
الله عنه انه قال ثلث لا ينظر الله اليهم يوم
القيمة معلم الكتاب يكلف اليتيم ما لا يطيق
ورجل يجلس عند السلطان ويتكلم بهوائه
ورجل يسأل وهو مستغني عن السوال وقال
علي ابن ابي طالب كرم الله وجهه ما من رجل
حفظ القرآن الا كان حقه في بيت المال
كل سنة مائتي دينارا والفي درهم....
.... وان حفظ نصف

اور ایک دوسرے کا انصاف کرادے اور غریبونکو چھوڑکر امیرونکی
اولاد کیطرف نہ جھکے پانچوین یہ کہ لڑکونکو سخت ماری
اور حد سے زیادہ نہ بڑھے کیونکہ قیامت کے دن اسکا حساب
ہوگا اور حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ معلمین بادشاہوں
کے ستارون کیوقت پیدا ہوئے ہین اور انسے حساب لیا جائیگا
جیسا بادشاہون سے اور ایک تابعی سے مروی ہے کہ انکا
بیٹا اُسکے پاس روتا ہوا آیا تو پوچھا کہ اے بیٹے تجھے کیا
ہوا اُسنے کہا کہ مجھے اُستادجی نے مارا ہے اُنہوں نے کہا کہ حدیث
کی مجھکو عکرمہ نے ابن عباس سے کہ تحقیق اُنہون نے کہا کہ بہت بُرا ہے
وہ معلم کہ یتیمون پر رحم نہ کرے اور مسکینون پر سختی کرے
اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخص ہین کہ
کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُنکی طرف نظر رحمت نہ کریگا ایک
معلم جو تکلیف دے یتیم کو ایسی چیز کی کہ وہ طاقت نہ رکھے دوسرا
وہ آدمی جو بادشاہونکی مجلس مین بیٹھے اور اُنکی خواہش کے موافق
کلام کرے تیسرا وہ آدمی جو سوال کرے بغیر حاجت کے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن
یاد کریگا تو اُسکا حق بیت المال مین سے ہرسال دوسو
دینار یا ایک ہزار درہم ہین اور
جو کوئی آدھا قرآن یاد کریگا

القرآن فإن له دينارا والف درهم يوخذ بها كو
يوم القيمة فان كانت له حسنات اخذ من حسناته
فان لم يكن له حسنات اخذ من اوزار هذا
العبد ويحمل على الوالي

باب قلة الاكل

قال الفقيه رح ينبغي للرجل ان لا يكثر الاكل و
لا يأكل فوق الشبع لان ذلك مذموم عند
الله وعند الناس وهي مضر بالبدن وروي
عن بعض الاطباء انه قيل له هل تجد الطب
في كتاب الله تعالى قال نعم قد جمع الله الطب
كله في هذه الآية كلوا واشربوا ولا تسرفوا
يعني ان الاسراف في الاكل يتولد منه الامراض
وقال الحسن البصري رضي الله عنه حلية الرجل
اربعة اشياء ان يكون قادرا على
خلقه ويتكلم بالوزن ويقابله براس ماله
ويحفظ المدخل والمخرج وقال عمر بن الخطاب
رضي الله عنه ان من السرف ان يأكل الرجل
كل ما يشتهي وروي عن سمرة بن جندب ان
ابنا له اكل حتى اتخم فتقيأ فقال سمرة لو مت
على هذا ما صليت عليك وعن النبي عليه

تو ایک سو دینار یا ایک ہزار درہم - اگر دنیا مین اپنے حق سے محروم
رہا تو قیامت کے دن لایا جائیگا - والی بیت المال قیامت کے
دن پکڑا جائیگا اگر اسکی نیکیان ہونگی تو حافظ کو دلائی جاوینگی
ورنہ حافظ کی گناہ اتار کر والی پر رکہی جاوینگے

باب تہوڑے کہانے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے آدمی کو لائق ہے کہ زیادہ نہ کہاے
اور بہت سیر ہو کر نہ کہائے اسلیے کہ یہ اللہ کے نزدیک مذموم ہے
اور نزدیک لوگون کے بہی اور بدن کو بہی مضر ہے اور بعض طبیبون سے
مروی ہے کہ کسی نے اُس سے پوچہا کہ کیا کہین قرآن شریف میں
بہی طب کا ذکر ہے تو اُسنے کہا کہ تحقیق اللہ تعالی نے تمام طب کو اس
آیت مین جمع کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کہاؤ اور پیو اور زیادتی
نہ کرو یعنی اسلیے کہ کہانے مین زیادتی کرنے سے بہت مرضین پیدا ہوتی ہین
اور حسن بصری رض کہتے ہین کہ آدمی کو چار باتین چاہیئین اپنی خلقت
پر قادر ہو یعنی کچہ اور بات تول کر کہے اور اپنی جمع کا مقابلہ کرتا
رہے اور آمدنی اور خرچ کی محافظت رکہے - عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ یہ بہی اسراف ہے
کہ جو آدمی کا نفس چاہے وہ کہا لیوے اور سمرہ بن جندب سے
مروی ہے کہ اُنکے ایک بیٹے نے اسقدر کہایا کہ تخمہ ہو
گیا پہر قے کری تو سمرہ نے کہا اگر تو ایسی حالت مین مرجاتا
تو مین تجہیز نماز نہ پڑہتا اور نبی علیہ

الصلوٰة والسلام انه قال ما ملأ ابن آدم
وعاءً شرا من بطن حسب آدم اكلات يقمن
صلبه فان كان لا محالة فثلث لطعامه و
ثلث لشرابه وثلث لنفسه ويقال فى كثرة
الاكل ست خصال مذمومة اولها ان
يذهب خوف الله عن قلبه والثانى ان يذهب
رحمة الخلق من قلبه لانه يظن انهم كلهم شبعان
والثالث ان يثقل فى الطاعة والرابع انه اذا
سمع كلام الحكمة لا يجد له الرقة والخامس
اذا تكلم بالحكمة والموعظة لا يقع فى قلوب
الناس ولا يوثر فيهم والسادس يهيج منه
الامراض ويقال اربع خصال فى الطعام
فريضة واربع سنة واربع ادب واثنان
دواء واثنان مكروه فاما الاربع التى هى
فريضة اولها ان لا ياكل الا من الحلال و
الثانى ان يعلم انه من رزق الله والثالث
ان يكون راضيًا بقسم الله والرابع ان لا
يعصى الله ما دامت قوة ذلك فيه واما
الاربع التى هى سنة اولها ان يسمى الله

الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کے بھرے پیٹ
سے زیادہ برا کوئی برتن نہین کافی ہے آدمی کو چند لقمے کہ جن سے
اسکی پیٹھ سیدھی ہے اگر نہ رہ سکے تو تین حصے کرے ایک حصہ
کہانیکا دوسرا حصہ پینے کا تیسرا حصہ سانس کا اور کہتے ہین کہ بہت
کہانے مین چھ خصلتین بری ہین اول یہ کہ اسکے دل سے خوف
اللہ کا جاتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ اسکے دل سے رحم جاتا رہتا ہے کیونکہ
وہ یہی گمان کرتا ہے کہ سب میری طرح پیٹ بہرے ہین تیسرے یہ کہ
عبادت مین کاہل رہتا ہے چوتہے یہ کہ جب کلام حکمت کے سنے
تو اسے رقت نہین ہوتی - پانچوین یہ کہ دانائی اور نصیحت کے
کلام کرے تو لوگونکو اسکی تاثیر نہین ہوتی چھٹے یہ کہ اس سے
مرضین پیدا ہوتی ہین اور کہتے ہین کہ چار باتین کہانے مین
فرض ہین اور چار سنت ہین اور چار ادب ہین اور دو
دوا ہین اور دو مکروہ ہین پس جو چار کہ فرض ہین پہلے
اسمین سے یہ ہے کہ حلال کہانا کہاوے دوسرے
یہ کہ اسکو اللہ کے رزق مین سے جانے تیسرے
یہ کہ جو اللہ نے قسمت مین دیا اسپر راضی رہے
چوتہے یہ کہ اللہ کی بیفرمانی نہ کرے جبتک کہ اسکی
قوت رہے اور جو چار کہ سنت ہین پہلے ان مین
سے یہ ہے کہ بسم اللہ کرکے

تعالى فى الابتداء والثانى ان يحمد الله فى
الانتهاء والثالث ان يغسل يديه قبل الطعام
وبعده والرابع ان يثنى رجله اليسرى وينصب
اليمنى عند الجلوس واما الاربع التى هى ادب
اولها ان ياكل مما يليه والثانى ان يصغر اللقمة
والثالث ان يمضغه مضغا ناعما والرابع
ان لا ينظر الى لقمة غيره واما اللذان فيهما
دواء احدهما ان ياكل مما يسقط من المائدة
والثانى ان يلعق الاصابع والقصعة حتى
ينقيها واما اللذان نهى عنهما ان لا يشم الطعام
وان لا ينفخ فيه ولا ياكله حتى يبرد والله
اعلم

باب التحية

قال الفقيه رضى الله
عنه تحية المسلمين فيما بينهم التسليم وهى
تحية اهل الجنة فيما بينهم فى الجنة فينبغى
للمسلم ان يفشى السلام على جميع المسلمين
فان ذلك من اخلاق المسلمين وروى عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال لانس
بن مالك اذا خرجت من منزلك ولا تقعن
بصرك على احد من اهل قبلتك الا سلمت عليه

کہانا شروع کرے دوسرے یہ کہ جب کہا چکے الحمد لله کہے
تیسرے یہ کہ کہانے سے پہلے اور پیچہے دونون ہاتہ دہوئے
چوتہے یہ کہ بایان پاؤن موڑلے اور دہنا کہڑا کرکے بیٹہے
اور جو چار ادب ہین پہلا یہ کہ اپنے آگے سے کہائے دوسرا یہ کہ
لقمہ چہوٹا لے تیسرا یہ کہ اسکو اچہی طرح چباوے چوتہا یہ کہ
دوسرے کے لقمہ کیطرف نہ دیکہے اور وہ دو جو دوا ہین
پہلا انمین سے یہ ہے کہ دسترخوان مین جو لقمہ یا ریزہ گرے
تو اوٹہا کر کہالے دوسرا یہ کہ انگلیان اور پیالہ چاٹ یا نمک
صاف کردے اور وہ دو جو منع یعنی مکروہ ہین پہلا انمین سے یہ ہے
کہ سونگہے نہین اور نہ اسمین پہونکے دوسرا یہ کہ جب تک ٹہنڈا
نہو نہ کہاے اور الله خوب جانتا ہے باب سلام کرنیکے
بیانمین کہا فقیہ رضی الله عنہ نے کہ مسلمانون کی دعا
آپسمین سلام ہے اور وہی بہشتیون کی دعا ہے جو بہشت مین
ایک دوسرے کو کرینگے تو مسلمان کو چاہیے کہ سلام کو مسلمانون
مین خوب پہیلاوے پس تحقیق یہ مسلمانون کے اخلاق
ہے اور رسول خدا صلی الله علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے انس بن مالک سے فرمایا کہ جب تو اپنے گہر سے
نکلے تو تیری آنکہ جس اہل قبلہ پر (یعنی مسلمان پر)
پڑے تو اس کو سلام کر

ذانك اذا سلمت عليه يدخل حلاوة الايمان
فى قلبك قال واذا دخلت بيتك فسلم يكثر
بركتك وبركة بيتك وذكر عن بعض الصالحين
ان رجلا من اصدقاء الصالح استقبله و
قال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك
ما هذا فهل لا قلت السلام عليكم يكون لك عشر
حسنات فارد عليك فيكون لى عشر حسنات
فاذا اجتمعت عشرون حسنة يرجى عند ذلك
نزول الرحمة وسئل عن بعض الصالحين عن
قول الرجل لصاحبه اطال الله بقاءك قال
هذا تحية الدهرية وتحية المسلمين السلام
عليكم وروى عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان
يخرج الى السوق فقيل له ايش تصنع فى السوق
وانت لا تبيع ولا تشترى قال انما اخرج لاجل
السلام وكان لا يمر على احد الا سلم عليه و
قال لقمان لابنه يا بنى اذا اتيت نادى قوم
فارمهم بسهم الاسلام يعنى سلم عليهم ثم
اجلس ولا تنطق معهم ما لم تراهم قد نطقوا
فان افاضوا فى خير فافض معهم وان افاضوا

پس جب تونے اسپر سلام کیا تو ایمان کی حلاوت تیرے دلمین داخل
ہو گی اور فرمایا آپنے جب تو گھر مین داخل ہووے تو سلام کر کہ تجھمین
اور تیرے گھر مین برکت زیادہ ہوگی اور بعض صالحین کا ذکر ہے
کہ ایک شخص اسکے یارونمین سے اسکے پاس آیا تو صالح پوچھا
کہ کیا حال ہے تو اسکو صالح نے کہا کہ خرابی ہو تجھکو یہ
تونے کیا کہا سلام علیکم کیون نہین کہا کہ تیرے لیے دس
نیکیان ہوتین اور پہر مین جواب دیتا تو مجھے بہی دس نیکیان
ملتین جب بیس نیکیان اکہٹی ہو جاتین تو نزول رحمت کے امیدوار
ہوتے اور کسی صالح سے پوچھا گیا کہ جب آدمی اپنے رفیق سے ملے
اور یہ کہے اللہ تیری عمر دراز کرے یہ کہنا کیسا ہے تو اس صالح
نے جواب دیا کہ یہ دہریون کی دعا ہے اور دعا مسلمانونکی السلام علیکم
ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بازار مین جایا کرتے
کسی نے پوچھا کہ آپ بازار مین کیون جایا کرتے ہین نہ آپ کچھ
بیچتے ہین اور نہ کچھ خریدتے ہین تو انہونے کہا کہ فقط
سلام علیکم کہنے کو جاتا ہون اور یہی عادت تہی کہ جب کسی کے
گذرتے تو السلام علیکم کہتے - اور لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا
ای میرے پیارے بیٹے جب تو کسی قوم کی مجلس مین آوے تو انکے طرف
اسلام کا تیر پہینک یعنی انپر سلام کر پہر بیٹھ اور نہ بول جبتک کہ انکو
تو بولتے نہ دیکہ لے پس اگر وہ پہلے بات بولین تو تو بہی شریک ہو جا

فی غیر ذالک فتحول عنہم الی غیرہم

باب ما قیل فی النکاح

قال الشیخ الفقیہ رحمہ اللہ روی عن رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ وروی ان رجلا جاء الی الحسن البصری یستشیرہ فی تزویج ابنتہ فقال زوجہا من رجل تقی فانہ ان احبہا اکرمہا وان ابغضہا لم یظلمہا وقال الحسن جہد البلاء اربعۃ کثرۃ العیال وقلۃ المال وجار السوء وزوجۃ تخونک وقیل لمالک بن دینار حین ماتت امرأتہ ام یحیٰی یا ابا یحیٰی لم لا تزوجت فقال لو استطعت لطلقت نفسی وقال بعض الاعراب التزوج فرح شہر وغم دہر ودق ظہر ووزن مہر وذل عمر وروی ابو ہریرۃ عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال ثلثۃ لہم حق علی اللہ تعالی وعونہم واجب المجاہد فی سبیل اللہ والناکح المستعفف یستعف بہا والمکاتب یرید الاداء وروی فی الخبر ان رجلا من بنی اسرائیل قال لا اتزوج حتی استا ومر

ورنہ انسے کنارہ کرکے اورکسی پاس جا باب نکاح کرنیکا بیان میں کہا شیخ فقیہ رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ جسمیں زیادہ خرچ اور تکلیف نہو اور مروی ہے کہ ایک شخص حسن بصری کے پاس آیا اور اپنی بیٹی کے نکاح کردینے میں انسے مشورہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کسی آدمی متقی سے اسکا نکاح کردے اسلئے کہ متقی کی اگر اس سے محبت پڑگئی تو اسکی عزت کریگا اور اگر دل نہ لگا اور اس سے بری لگی تو ظلم نہیں کریگا اور کہا حسن نے کہ سخت بلا چار چیزیں ہیں عیال کی کثرت اور مال کی قلت برا ہمسایہ اور جورو میری خیانت کرنیوالی اور مالک بن دینار کی جورو ام یحیٰی جب فوت ہوگئیں تو کسی نے انسے کہا کہ ای ابا یحیٰی آپ نکاح کیوں نہیں کرلیتے تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھسے ہوسکتا تو اپنے نفس کو بھی طلاق دیدیتا اور بعض اعراب کا مقولہ ہے کہ نکاح کرنا ایک مہینے کی خوشی ہے اور ہمیشہ کا غم اور کمر کا ٹوٹنا اور مہر کا بوجھ اور عمر بھر کی ذلت اور ابوہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ تین ہیں کہ انکا اللہ پر حق ہے اور انکی مدد کرنی واجب ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالا اور نکاح کرنیوالا پارسا کہ اسکے سبب سے پرہیز کرتا ہے اور مکاتب کہ ادا کرنا چاہتا ہے یعنے وہ غلام کہ کچھ روپیہ کے عوض اپنی آزادی مالک سے لکھوالیتا ہے وہ روپیہ چاہتا ہے کہ جلد ادا ہو

مائة انسان فشاور تسعا وتسعين وبقي واحد
فنزمان اول من لقيه غدا يشاوره فيعمل
برأيه فلما اصبح وخرج من منزله لقي مجنونا
راكبا على قصب فاغتم بذلك ولم يجد بدا
من الخروج من عهده فيقدم اليه فقال
له المجنون احذر فرسي هذا كيلا يضربك
فقال له الرجل احبس فرسك حتى اسألك
عن شئ فوقف فقال اني كنت عاهدت ان
استشير اول من استقبلني وانت اول من
استقبلني واني اريد ان اتزوج فكيف اتزوج فقال
له المجنون النساء ثلثة واحدة عليك وواحدة لك
وواحدة لك وعليك ثم قال احذر الفرس
كيلا يضربك ومضى فقال الرجل اني لم اسأله
عن تفسيره فلحقه وقال يا هذا احبس فرسك
حتى اسألك عن شئ فحبسه ودنا منه وقال
فسره فاني لم افهم مقالتك فقال اما التي هي لك
فهي المرأة البكر فقلبها وحبها لك ولا تألف
احدا غيرك واما التي عليك فهي المرأة التي
ذات ولد تأكل مالك وتبكي على الزوج الاول

سو آدمیون سے صلاح لیلونگا سو ننانوے آدمی سے تو اسنے
صلاح لی باقی ایک آدمی رہیا سو اسنے یہ ارادہ کیا کہ ہم کو جو سب سے
پہلے ملونگا اسکی صلاح لیلونگا اور اسیکی رائے پر عمل کرونگا جب
صبح ہوئی تو وہ اپنے گہر مین سے نکلا ایک دیوانہ ایک نے پر سوار
اسکو ملا سو اسکو دیکھ کر اس شخص کو فکر ہوا اور اپنے اقرار سے
نہ نکل سکا تو وہ شخص اس دیوانہ کے سامنے آیا دیوانے نے کہا
کہ میرے گہوڑے کے سامنے سے ہٹ جا کہ تجہے مارے نہین اس شخص
نے اس سے کہا کہ اپنے گہوڑے کو روک مین تجہسے کچہ پوچہونگا تو وہ
ٹہیر گیا اس شخص نے کہا کہ مینے یہ عہد کیا تہا کہ مین صلاح لونگا
اس سے جو مجھکو پہلے ملیگا سو تو ہی پہلے ملا ہے مین نکاح کرنا چاہتا ہون
سو کسطرح کرون دیوانہ نے اس سے کہا کہ عورتین تین قسم کی ہین ایک مین
تو تیرا فائدہ ہے دوسری مین نقصان تیسری مین فائدہ اور نقصان ہے
کہا پہر میرے گہوڑے سے تجکو مارے نہین اور چل دیا اس شخص نے کہا کہ
مین اسکا مفصل بیان تو اس سے پوچہوں پہر اسکو جا ملا اور
کہا کہ ذرا اپنا گہوڑا تو روک تا کہ مین تجہسے ایک بات پوچہون اسنے
روک لیا وہ شخص اسکے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اسکو مفصل بیان
کر مین تیری بات نہین سمجہا اس دیوانہ نے کہا کہ وہ عورت کہ جسمین
تیرا فائدہ ہے تو وہ باکرہ ہے اور اسکا دل اور اسکی طبیعت تیرے ساتھ
رہیگی اور کسی کے ساتھ الفت نکریگی اور جسمین تیرا نقصان ہے تو وہ

واما التی لك وعلیك فالزوجة التی لا ولد
لها فان کنت خیرا لها من الاول فهی لك
والا فهی علیك ثم مضی فلحقه الرجل فقال
له ویحك تکلمت بکلام الحکماء وعملت عمل
المجانین فقال یا هذا ان بنی اسرائیل ارادوا
ان یجعلونی قاضیا فابیت فالحوا علی فجعلت
نفسی مجنونا حتی نجوت منهم ودروی فی
الخبر ان رجلا جاء الی داؤد علیه السلام
فقال انی ارید ان اتزوج فقال اذهب الی
سلیمان علیه السلام واسأله وکان سلیمان
علیه السلام یومئذ ابن سبع سنین فخرج
الرجل الی سلیمان فوجده یلعب مع الصبیان
وهو راکب علی قصبة فاتاه فقال انی ارید
ان اتزوج فکیف اتزوج فقال سلیمان علیه
السلام علیك بالذهب الاحمر والفضة
البیضاء واحذر الفرس کیلا یضربك فلم یفهم
جوابه وقد کان داود علیه السلام امر الرجل
بان یرجع الیه ویخبر بجوابه فرجع الیه واخبره
بمقالة سلیمان علیه السلام فقال له داود

اور جسمین تیرا فائدہ اور نقصان ہے وہ عورت ہے کہ اُسکی کچھ اولاد نہو
یعنے پہلے خاوند سے اگر تو اُسکے لیے پہلے خاوند سے اچھا ہے تو تو وہ
تیرے لیے اچھی ہے اور نہین تو وہ تیرے لیے مضر ہے پہر چلدیا پہر
وہ شخص ملا تو اُس شخص نے اُس سے کہا کہ خرابی ہو تجھکو تو باتین تو
حکیمون کیسی کرتا ہے اور کام دیوانون کے اُسنے کہا اے یار مجھکو بنی اسرائیل
قاضی کرنا چاہتے تہے مینے انکار کیا اُنہون نے مجھسے اصرار کیا سو مینے
آپکو دیوانہ بنا یا یہانتک کہ مینے اُنسے نجات پائی اور حدیث مین
مروی ہے کہ ایک شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ
مین نکاح کرنا چاہتا ہون اُنہون نے فرمایا کہ سلیمانؑ کے پاس جا
اور اُنسے پوچھ اور حضرت سلیمان کی عمر اُن دنون سات برس کی
تہی وہ شخص حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا تو اُنکو ایک نے پر سوار لڑکون
کے ساتھ کہیلتا ہوا پایا اُسنے اُنسے کہا کہ مین نکاح کرنا چاہتا
ہون تو کس طرح کرون حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ تو
زر سرخ اور چاندی سفید کو لے اور گہوڑے سے
بچ کہ مارے نہین سو وہ شخص اُنکے جواب کو نہ سمجھا اور اُس
شخص سے داؤد علیہ السلام نے فرما دیا تہا کہ میرے پاس لوٹکے
آنا اور جو وہ تجھسے کہے کہنا تو وہ شخص حضرت داؤد کے پاس
آیا اور حضرت سلیمانؑ کی باتون کی اُنکو خبر دی حضرت
داؤد علیہ السلام نے فرمایا

عليه السلام اما الذهب الاحمر فالمرأة البكر
واما الفضة البيضاء فالثيب الشابة وقوله
احذر الفرس كيلا يضربك اي اياك والعجائز
وذوات الاولاد وروى انس بن مالك عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه كان يأمر
بالنكاح وينهى عن التبتل نهيا شديدا ويقول
تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم الامم
يوم القيمة وروى عن عبد الله بن عبد الرحمن
بن عمرو بن العاص عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال ان الله لعن اربعة ولعنت عليهم
الملائكة رجل يحصر ولم يجعل الله حصورا
وامرأة تذكر والله عز وجل جعلها انثى و
رجل تخنث والله خلقه ذكرا والذي يضل
الاعمى عن الطريق وقال ابو القاسم الحكيم
هر كرا زن نى اورا مروت نى وهر كرا فرزند
نى اورا شادى نى وهر كه را اين هر دو
نى اورا هيچ غم نى والله اعلم **باب ابتداء
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم** قال
الفقيه رضي الله عنه بلغنا ان رسول الله عليه

کہ زر سرخ تو باکرہ عورت ہے اور چاندی سفید بیوہ جوان
اور یہ جو انہوں نے کہا کہ بچ گھوڑے سے تجکو مارے نہین تو
مراد اس سے یہ ہے کہ بوڑھی عورتوں اور اولاد والیوں سے بچ اور
انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین
کہ آپ نکاح کرنیکا حکم دیا کرتے تھے اور مجرد رہنے سے سخت
منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ محبت والیوں اور بہت
جننے والیوں سے نکاح کرو تحقیق مین چاہتا ہوں کہ بسبب کثرت تمہاری
کے قیامت کے دن اور امتوں پر فوق لیجاؤں اور عبد اللہ بن عبد الرحمن
بن عمرو بن العاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی اور اسکے فرشتے چار شخصوں پر لعنت کرتے
ہین ایک وہ شخص کہ نکاح نہ کرے اور خدانے اسکو نہین روکا اور
وہ عورت کہ اپنے آپکو مرد بناوے اور خدانے اسکو عورت بنایا
اور وہ مرد کہ مخنث بنے اور خدانے اسکو مرد بنایا اور وہ شخص
اندھے کو رستہ سے بہکاوے اور ابو القاسم حکیم کہتے ہین کہ جسکی عورت
نہین اسے مروت نہین اور جسکے اولاد نہین اسکو خوشی نہین
اور جسکے دونو نہین اسکو کچھ غم نہین اور اللہ خوب جانتا ہے
**باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے
حال مین** کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ہمکو روایت
پہنچی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

الصلوة والسلام لما بلغ خمسا وعشرين سنة
فقال له عمه ابو طالب يا ابن اخي والله ليس لي
مال كثير فاذوجك من مالي ولا ترك ابوك
مالا فهل لك ان تاتي خديجة بنت خويلد
فتواجر نفسك منها فانها تعطي من يتجر لها
بكرين فلعلها تزيدك بكرا اخر فجاء به الى
خديجة فاحسنت الاجابة فقالت نعمة وكرامة
وسانديك بكرا مع بكرين فخرج النبي مع
غلامها يقال له ميسرة الى ناحية الشام
في تجارة فاصاب ربحا كثيرا فالقى الله تعالى
محبته في قلب ميسرة فلما رجعا من سفرهما
ونزلا بمر الظهران قال ميسرة للنبي عليه الصلوة
والسلام تقدم وبشر لخديجة بما ربحنا ولعلها
ان تزيد لي بكرا اخر ففعله فزادته بكرا اخر
ثم ان ميسرة اخبر خديجة بانه راى من
فضل عليه الصلوة والسلام في الطريق من العجائب
وانواع الكرامات فوقعت المحبة في قلب خديجة
ورغبت فيه وصنعت خديجة طعاما ودعت
رؤساء قريش فطلبت من ابيها ان يزوجها

جب پچیس برس کے ہوئے تو آپ کے چچا ابو طالب نے آپ سے
کہا کہ اے میرے بھتیجے میرے پاس بہت مال نہیں کہ تیرا نکاح
کر دوں اور نہ تیرے باپ نے کچھ مال چھوڑا سو تو خدیجہ بنت خویلد
کے پاس جا اور اسکی نوکری کر لے جو کوئی اسکی نوکری کرتا ہے
تو وہ دو جوان اونٹنیاں دیا کرتی ہے شاید تجھے ایک اور زیادہ
دیدے تو ابو طالب آپکو خدیجہ کے پاس لے آئے حضرت خدیجہ
نے پسند کیا اور کہا سر آنکھوں پر اور میں ایک اور اونٹنی
دو اونٹنیوں کے ساتھ بڑھا دونگی سو آنحضرت مع خدیجہ کے
ایک غلام کے کہ میسرہ نام تھا شام کیطرف تجارت کیلیے
تشریف لے گئے تو وہاں بہت نفع ہوا سو اللہ تعالی نے آپکی
محبت میسرہ کے دل میں ڈالدی جب وہ دونوں اپنے سفر سے پھرے
اور مر الظہران میں کہ ایک جگہ کا نام ہے اترے تو میسرہ نے
آپ سے کہا کہ آپ آگے چلکر خدیجہ کو اپنے منافع کی خوشخبری
دیں شاید وہ ایک اور اونٹنی زیادہ دیدے تو آپ نے ایسا ہی کیا
حضرت خدیجہ نے اس خوشخبری کا ایک اور اونٹنی زیادہ دی
پھر میسرہ نے حضرت خدیجہ کو اس بات کی خبر دی کہ میں نے حضرت محمد
علیہ الصلوۃ والسلام سے کئی عجائبات راستہ میں دیکھے کئی نشانیاں
دیکھی ہیں تو آنحضرت کی محبت خدیجہ کے دل میں پیدا ہوئی اور آپکی
طرف راغب ہوئیں کھانا پکوایا اور قریش کے رئیسوں کو بلوایا

اور اپنے باپ سے عرض کیا کہ نکاح

فاخبرته بذلك فبينما هو جالس مع خديجة
يوما فراى شخصا بين السماء والارض فقال يا
خديجة انى ارى شخصا بين السماء والارض
فقال له ادن منى فدنا منها وكشفت راسها و
جعلت راسه فى بطنها فقالت هل تراه قال لا
قد اعرض عنى فقالت له ابشر فانه ملك
ولو كان شيطانا لما استحيى فبينما رسول الله
صلى الله عليه وسلم يوما من الايام على جبل حراء
اذ ظهر له جبرئيل وبسط له بسطا كريما ثم
بحث من الارض فنبع الماء فعلمه الوضوء ثم
صلى ركعتين وبشره بالنبوة وقرأ عليه اقرأ
باسم ربك الذى خلق الى قوله مالم يعلم فرجع الى
خديجة واخبرها بذلك فامنت به وعلمها
الوضوء ثم اسلم ابوبكر ثم على وقال بعضهم
اسلم على ثم ابوبكر ثم بلال ثم اسلم رفقاء ابى بكر ثم
ثم عثمان وعبدالرحمن بن عوف وطلحة و
الزبير وسعد وسعيد وغيرهم فلما اسلم عمر تم
به اربعون رجلا والله اعلم باب

هجرة النبى عليه الصلوة والسلام

اور اس بات کی خبر دی پس ایکدن آپ حضرت خدیجہ کے پاس
بیٹھے تھے تو ایک شخص آسمان و زمین کے درمیان دیکھا حضرت خدیجہ نے
آپ سے کہا کہ میرے پاس آ جاؤ تو آپ قریب ہو گئے حضرت خدیجہ نے
اپنا سر کھولا اور آپکا سر پیٹ کے بیچ مین رکھا پھر پوچھا کہ اب اسکو تم
دیکھتے ہو آپ نے کہا نہین تحقیق اس نے مجھ سے منہ پھیر لیا حضرت
خدیجہ نے کہا مین تمکو خوشخبری دیتی ہون کہ تحقیق وہ فرشتہ ہے
اگر شیطان ہوتا تو نہ شرماتا اس اثنا مین پہنچے تو مین آپ کسی
ایکدن کوہ حرا پر تھے کہ یکایک آپکو حضرت جبرئیل معلوم ہوئے
اور ایک اچھا بچھونا آپکے لیے بچھایا پھر زمین کھودی اس سے
ایک چشمہ نکلا حضرت جبرئیل نے آپکو وضو سکھایا پھر دو رکعت
نماز پڑھی اور آپکو نبوت کی بشارت دی اور آپکو اقرء باسم ربک
الذی خلق مالم یعلم تک پڑھایا تو آپ حضرت خدیجہ کے پاس
آئے اور اسکی خبر دی تو آپ پر ایمان لائین اور آپ نے انکو
وضو سکھایا بعد اسکے حضرت ابوبکر رض ایمان لائے پھر حضرت علی رض
اور بعض نے کہا کہ اول حضرت علی ایمان لائے پھر حضرت ابوبکر پھر بلال پھر
حضرت ابوبکر کے رفیق پھر حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف اور
طلحہ اور زبیر اور سعد اور سعید اور سوا انکے پس جب حضرت عمر اسلام
لائے تو چالیس آدمی پورے ہو گئے اور اللہ خوب جانتا ہے باب ہے

آنحضرت کی ہجرت کے بیان مین

قال الفقيه رضي الله عنه وقد كان النبي عليه الصلوة
والسلام يخرج الى منا ويعرض على اهل الموسم
الاسلام فمر على نفر من اهل المدينة فعرض عليهم
الاسلام فاسلم معوذ بن عفراء واسلم القوم
كلهم فقال لهم رسول الله عليه الصلوة والسلام
هل لكم ان تنصروني حتى ابلغ رسالات ربي قالوا
يا رسول الله كان بيننا قتال في العام الاول وهو
يوم من ايامهم اقتتل فيه الاوس والخزرج
ونحن متباغضون ولكن موعدك الموسم من العام
الثاني فرضي رسول الله عليه الصلوة والسلام
فرجعوا الى المدينة فدعوا الناس في السر فلم
يأتهم سنة ولم يرجع النبي اليهم في السنة الثانية
حتى اسلم اهل بيت كثير في المدينة فلما حضر
الموسم خرج من اهل المدينة ناس كثير ونزلوا
بمنا فخرج منهم سبعون رجلا من الانصار و
امرأة فنزلوا بعقبة منا عن يمين الجمرة فجاءهم
رسول الله عليه الصلوة والسلام في رحالهم
ومعه عباس بن عبد المطلب فقاموا اليه فحيوا
بالسلام وسلم عليهم رسول الله عليه الصلوة و السلام

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا کی
طرف جایا کرتے تھے اور اور جو لوگ کہ حج کرنیکو آتے انپر
اسلام پیش کرتے یعنی دعوت اسلام کیا کرتے سو آپ چند شخصوں
مدینے والونپر گذری اور انپر اسلام پیش کیا تو معوذ بن عفرا اور
وہ سب قوم اسلام لے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے
فرمایا کہ کیا تم میری مدد کروگے تا کہ میں اللہ کا پیغام پہنچاؤں
انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے سال میں ہم لوگوں میں لڑائی
ہوئی تھی اور وہ انکی ایک دنوں میں سے ایکدن تھا کہ جسمیں قبیلہ
اوس اور خزرج لڑے تھے اور فی الحال ہمارے آپسمیں بغض ہے لیکن ہم
آپسے حج آیندہ کا وعدہ کرتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر
راضی ہوگئے اور وہ لوگ جب مدینہ میں گئے تو لوگوں کو پوشیدہ دعوت اسلام
کرتے یہانتک کہ ابھی حج آیندہ نہ آیا تھا کہ گھروں کے گھر مدینہ میں اسلام
لے آئے پھر جب حج کا موسم آیا تو مدینہ والوں میں سے بہت لوگ
نکلے اور منا میں آکر اترے پھر انمیں سے ستر مرد اور عورت نکلے
اور منا کی گھاٹی پر جمرہ کے دہنی طرف اترے یعنی جس جگہ
کنکریاں پھینکتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت
عباس کے انکے پاس انکے ڈیروں پر آئے تو سب
حضرت کی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور سلام کیا اور
آنحضرت نے بھی انپر سلام کیا . . .

وقال اخذ من بنی اسرائیل اثنا عشر نقیبا و
انا اخذ منکم النقباء کما اخذ موسی علیه السلام
من قومه فبایعوه فقالوا یا رسول الله اشترط
لربك ولنفسك وقال اشترط لربی ان تعبدوه
ولا تشرکوا به شیئا واشترط لنفسی ان لا تمنعونی
عما تمنعون منه انفسکم واهلیکم قالوا فان
فعلنا فماذا لنا قال فلکم الجنة قالوا ربح کثیر
فصاح ابلیس ثلثا فقال یا معشر قریش هذا
محمد علیه الصلوة والسلام یحالف اهل یثرب
علیکم فجاؤا یطلبونهم فلم یجدوهم فلما رجع
النقباء الی المدینة بعث معهم مصعب بن عمیر
یعلمهم القرآن ویفقههم فی الدین فلما علم اهل
مکة ان النبی علیه الصلوة والسلام وجد انصارا
ومهاجرا مکروا به وارادوا قتله فامره الله
بالهجرة الی المدینة فاتی رسول الله صلعم منزل
ابی بکر فقام الیه ابو بکر فقبل راسه فقال النبی
علیه الصلوة والسلام مالك ان قریشا قد ارادوا
قتلی فقال ابو بکر دمی دون دمك ونفسی
دون نفسك فقال رسول الله صلی الله علیه و

اور فرمایا کہ میرے بہائی موسی نے بنی اسرائیل میں سے بارہ سردار لیے تہے
میں بہی تم سے سردار انکو لیتا ہوں جیسے موسی نے اپنی قوم سے پہر سبہوں نے
حضرت سے بیعت کی اور کہا یا رسول اللہ آپ اپنے رب کے اور اپنے لیے
شرط کر لیجیے آپنے فرمایا کہ میں اپنے رب کے لیے شرط کرتا ہوں کہ اسکو تم پوجو
اور کوئی چیز اسکے شریک مت ٹہیراؤ اور اپنے لیے یہ شرط کرتا ہوں
کہ جو چیز تم اپنے لیے اور اپنے گہر والوں کے لیے چاہو میرے لیے بہی
مت چاہو تو وہ بولے کہ اگر ہمنے یہ کیا تو ہمارے لیے کیا چیز ہے آپنے
فرمایا کہ تمہارے لیے جنت ہے سبنے کہا اسمیں تو بہت نفع ہے تو اسوقت
شیطان تین بار چلایا اور کہا اے گروہ قریش کے محمد نے مدینہ والوں سے
تم پر قسم لی تو قریش انکو ڈہونڈہنے آئے تو انکو نہ پایا پہر جب وہ سردار جو
ایمان لائے تہے مدینے کی طرف پہرے تو آنحضرت صلعم نے انکے ساتھ مصعب بن عمیر
کو کر دیا کہ انکو قرآن سکہلویں اور دین کی باتیں سمجہاویں پہر جب مکے والوں کو
خبر ہوئی کہ آپنے انصار اور مہاجرین کو پالیا یعنی اپنا تابع کر لیا
تو ان لوگوں نے آپکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے آپکو مدینہ کی طرف
ہجرت کرنیکا حکم دیا پہر آنحضرت ابو بکر صدیق رض کے گہر تشریف
لائے تو ابو بکر صدیق آپکی تعظیم کو کہڑے ہوئے اور آپکا سر مبارک
چوما تو آنحضرت نے فرمایا کیا تجہے معلوم نہیں کہ قریش نے میرے
قتل کا ارادہ کیا ہے ابو بکر صدیق نے عرض کی میرا خون آپکے خون کے ساتھ سے
اور میری جان آپکی جان کے ساتھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم قد اذن الله لي بالهجرة فقال ابو بكر و
الصحبة يا رسول الله قال بلى فقال ابو بكر عندي
بعيران قد حبستهما للخروج فخذ احدهما
فقال لا آخذه الا بثمن فاشترى منه احدهما
فلما امسى خرج هو وابو بكر راجلين فسار الى
جبل يقال له ثور وانتهيا الى الغار وامر ابو بكر
عامر بن عبد الله بن فهيرة ان يرعى غنمه بثور
وتخلف تلك الليلة علي بن ابي طالب ونام
على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء
قريش فدخلوا عليه فوجدوا علي بن ابي طالب
فقالوا له اين محمد قال لا ادري فخرجوا على اثره
حتى اتوا ثورا ورسول الله صلى الله عليه وسلم
مع ابي بكر في الغار فخفي عليهم مكانهما فاب سالوا
في كل مكان يطلبونه فلم يقدروا عليه فرجعوا
وكان عبد الله بن ابي بكر ياتيهما باخبار اهل مكة
كل ليلة وكان عامر بن عبد الله بن فهيرة ياتيهما
بالغنم ويحلبون لهم ما ارادوا ويذبحون ما
ارادوا فمكث فيه ثلث ليالي ويقال اكثر من ذلك
حتى سكن اهل مكة ثم خرجا من الغار واستاجرا

کہ حق تعالیٰ نے مجھکو ہجرت کا حکم دیا ہے تو ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ میں
بھی آپکے ساتھ جانا چاہتا ہوں تب آپ نے فرمایا کیوں نہیں پھر ابو بکر صدیق
نے عرض کیا کہ میرے پاس دو اونٹ ہیں میں نے انکو اسی لیے روک رکھا ہے تو
ایک ان میں سے آپ لے لیجیے تو آپ نے فرمایا کہ میں تو بلا قیمت نہیں لیتا
تو آپ نے ایک کو خرید لیا اور جب رات ہوئی تو آپ اور ابو بکر صدیق
پیادہ پا نکلے اور کوہ ثور کیطرف چلے اور ایک غار میں جا پہنچے اور
ابو بکر صدیق نے عامر بن عبد اللہ بن فہیرہ کو حکم دیا تھا کہ اپنی بکریاں
ثور کے پاس چرا دیا کرے اور حضرت علی اس رات میں آپکے قائم مقام آپکے
بستر پر سو رہے اور قریش کے لوگ ایکبارگی داخل ہوئے تو وہاں حضرت علی
کو پایا تو قریش نے حضرت علی سے پوچھا کہ محمد کہاں ہے حضرت علی نے
کہا کہ میں نہیں جانتا تو لوگوں نے آپکا پیچھا کیا اور سراغ کھوج کے
کوہ ثور تک آگئے اور آپ مع ابو بکر صدیق کے غار میں تھے
قریش پر آپکا مکان چھپا رہا انہوں نے ہر طرف آدمی ڈھونڈنے
کو بھیجے تو آپ پر قابو نہ پا سکے پھر سب لوٹ آئے اور عبد اللہ حضرت
ابو بکر کے بیٹے آپ اور ابو بکر صدیق کے پاس ہر رات میں مکہ والوں کی
خبر لاتے تھے اور عامر بن عبد اللہ بن فہیرہ رات کو وہاں ہی بکریاں
لے آتا تھا جتنا چاہتے دودھ دوہ لیتے اور جو چاہتے ذبح کر لیتے تو
اسمیں تین راتیں ٹھہرے بعض کہتے ہیں کچھ زیادہ یہاں تک کہ مکہ
والوں کو تسکین ہو گئی یعنی سب جان گئے کہ یہاں سے نکل گئے پھر دونوں غار میں سے نکلے

رجلا يدل لهما على الطريق يقال له عبد الله بن
اريقط حتى قدموا المدينة يوم الاثنين لليلتين
مضى من شهر ربيع الاول

باب مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الفقيه رضي الله عنه روي في الخبر ان النبي عليه الصلوة
والسلام غزا ستة وثلثين غزوة ثمانية عشر
منها خرج بنفسه وثمانية عشر بعث سرية
ولم يخرج بنفسه وروي في بعض الاخبار انه
غزا اربعين غزوة وروي ايضا اكثر من ذلك
وكان اول غزوة انه بلغه ان جمعا من قريش
خرجوا من مكة فخرج رسول الله صلى الله عليه
وسلم مع جميع اصحابه في صفر بعد هجرته باثني
عشر شهرا فساروا حتى نزلوا في موضع يقال له
ودان فبعث منها عبيدة بن الحارث مع جماعة
من المهاجرين فالتقوا جماعة من قريش وكان بينهم
ترام بالنبال ثم رجعوا ولم يكن بينهم قتال
غير ذلك ومن غزواته غزوة النخلة وذلك
ان النبي عليه الصلوة والسلام بعث عبد الله بن
جحش بعد هجرته بستة عشر شهرا مع احد عشر

اور ایک آدمی کو رستہ بتانیکے لیے نوکر رکہا اسکا نام عبد الله بن اریقط
تہا یہانتک کہ پیر کے دن ربیع الاول کی دوسری تاریخ مدینہ منورہ مین
رونق افروز ہوئے

باب حضرت کی لڑائیونکی بیان مین

کہا فقیہ رحمہ الله نے حدیث مین مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی الله علیہ
وسلم نے کفار سے چھتیس لڑائیاں کرین اٹہارہ مین حضرت
بذات خود تشریف لیگئے تہے اور باقی اٹہارہ مین لشکر مین سے
کسیکو سردار بنا کر بہیجدیا اور آپ تشریف نہین لیگئے اور بعض
حدیثو مین ہے کہ آپنے چالیس لڑائیاں کین اور اس سے زیادہ
بہی مروی ہے پہلی لڑائی اسطور تہی کہ آپکو خبر پہنچی کہ قریش کی
ایک جماعت مکہ سے چڑہ آئی ہے آپ مع سب یارون کے نکلے
صفر کا مہینہ تہا اور ہجرت کو ایک سال گذرا تہا جب چلتے
چلتے ایک گاؤن مین پہنچے کہ اسکو ودان کہتے ہین تو وہان
سے عبیدہ بن حارث کو ایک جماعت مہاجرین کے ساتھ
کرکے مقابل مین کفار کے بہیجا تو ایک جماعت قریش کے مقابل
ہوئے اور آپس مین تیر چلنے لگے آخرکو ہر دو فریق
واپس گئے اور سوا اسکے اور کچھہ نہ ہوا اور
آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ نخلہ ہے اور
یون تہا کہ آنحضرتؐ نے ہجرت سے سولہ
مہینے بعد عبد الله بن جحش کو مع گیارہ .

من المهاجرين الى عمرو بن عبد الحضرمي مع اصحابه
من قريش في عير لهم قد حملوا اديما وزيتا ومتاعا
نزلوا تحت نخلة فلما مر بهم عير قريش خرجوا اليهم
فاقتتلوا وقتلوا عمرو بن عبد الحضرمي واسروا
اثنين منهم وهرب الباقون منهم واخذوا
ما معهم من المال في اٰخر جمادي الاٰخر وجاؤا به
الى المدينة وكان من غزواته غزوة بدر الكبرى
وبدر اسم موضع وكان القتال في ذلك الموضع
في شهر رمضان في السنة الثانية بعد الهجرة وذلك
ان النبي عليه الصلوة والسلام بلغه ان عيرا من
قريش خرجت الى الشام فيهم ابو سفيان بن حرب
مع اربعين رجلا من تجار قريش ويقال سبعين
رجلا فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم مع
ثلثمائة وثلثة عشر رجلا من اصحابه من المهاجرين
والانصار فبلغ الخبر الى مكة فخرج منها الف
ومائتان وخمسون رجلا فلما وصل العير سالما
رجع مع العير ثلاثمائة رجل وبقي تسعمائة وخمسون
رجلا فالتقى الجمعان فهزم الله تعالى المشركين ونصر
المسلمين فقتلوا من المشركين سبعين رجلا واسروا

مہاجرین کے عمرو بن عبد حضرمی اور اُسکے یارون قریشیونکی طرف
بہیجا اور وہ ایک قافلہ مین سوداگری ور روغن اور دیگر اسباب لیے ہوے
آتے تہی تو یہ یعنی عبد اللہ بن جحش وغیرہ ایک نخلہ یعنی کہجور کے درخت کے
نیچے اُترے جب قافلہ گذرا تو یہ سب اُنکے طرف نکلے اور آپسمین لڑے اور
عمرو بن عبد حضرمی کو قتل کیا اور دو شخصونکو اُنمین سے پکڑکر قید کرلیا
اور باقی سب بہاگ گئے اور جو اُنکے پاس مال تہا سب لوٹ لیا اور مدینہ مین
لے آئے اور یہ معرکہ جمادی الاولی کے اخیر مین ہوا۔ اور آپکے غزوات مین سے
ایک غزوہ بدر کبری ہے اور بدر نام ایک جگہ کا ہے اور یہ لڑائی رمضان کے
مہینے مین ہجرت سے دو برس بعد ہوئی تہی اور یہ یون تہا کہ آپکو خبر
پہنچی کہ ایک قافلہ قریش کا شام کیطرف گیا ہے اور اُسمین ابو سفیان
بن حرب بہی مع چالیس سوداگرون قریش کے ہے اور بعض کہتے ہین
کہ آپکے ساتھ ستر سوداگر تہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تین سو
تیرہ ۳۱۳ آدمیون کے مہاجرین اور انصار سے بدر کیطرف تشریف فرما ہوئے
اور مکہ مین بہی اُنکی خبر پہنچی تعداد اُن سے ساڑہی بارہ سو آدمی ۱۲۵۰ قافلہ
کے امداد کو چڑہ آئے جب قافلہ ایک جبہ سے سلامت نکل گیا تو
تین سو آدمی مکہ والونمین سے اُس قافلہ کے ساتھ واپس گئے اور باقی
ساڑہی نو سو رہے ۹۵۰ تو پہر دو فریق یعنی مسلمانون اور کفارونکا مقابلہ
ہوا اللہ تعالی نے کفارونکو شکست دی اور وہ بہاگ گئے اور
مسلمانونکو فتح دی مسلمانون نے ستر مشرکین کو قتل کیا

سنة سبعين ولم يكن في الدنيا واقعة اعظم
من واقعة البدر وذلك ان ابليس جاء بنفسه و
حضرت الشياطين وحضر كفار الجن كلهم وحضر
تسعمائة وخمسون رجلا من صناديد قريش و
حضر ثلثمائة وثلثة عشر من المؤمنين وهم جميع
اهل الاسلام وهم افضل الخلق وسبعون من
مؤمني الجن والف من الملائكة وروي عن الحسن
البصري انه كان اذا قرأ سورة الانفال كان يقول
طوبى لجيش قائدهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وجاسوسهم امين الله ومبارزهم اسد الله
وجهادهم طاعة الله ومددهم ملائكة الله
وثوابهم رضوان الله ومن غزواته غزوة ذات
السويق وذلك ان ابا سفيان خرج مع جماعة
من اصحابه بعد بدر الى المدينة وحلف ان
لا يرجع حتى يقتل بعض اصحاب النبي عليه السلام
فجاء الى بعض نواحي المدينة سرا ونزل في بيت
يهودي ثم خرج واحرق بيتين وقتل رجلين
من اصحابه فخرج رسول الله عليه الصلوة والسلام
مع جماعة من اصحابه في طلبه فخشي ابو سفيان

اور ستر کو قید کر لیا اور کوئی لڑائی جہاں میں لڑائی بدر سے
نہیں ہوئی اور یہ اسلیے کہ ابلیس خود اور شیاطین سب اور جن کافر
تھے سب میں حاضر تھے اور ساڑھے نو سو سردار کفار قریش سے
اور مسلمان فقط تین سو تیرہ کہ لشکر اہل اسلام تھے اور [illegible]
مخلوق سے افضل تھے اور ستر مسلمان جن اور ہزار فرشتے تھے اور
حسن بصری سے روایت ہے کہ وہ جسوقت سورہ انفال پڑھتے تھے
تو کہا کرتے تھے کہ بہلے نصیب میں اس لشکر کے کہ جسکے
پیشوا لشکر رسول اللہ ہوں اور جاسوس انکے امین اللہ
(یعنی جبرئیل) ہوں اور مبارز (یعنی بہادر میدان جنگ کا)
ہونیوالا شیر اسد کا ہو (یعنی حضرت علی) اور جنکا جہاد طاعت اللہ
کے سوا نہو جنکی مدد فرشتے ہوں اور جنکو ثواب اللہ کی رضامندی
ہو یعنی سب صفتیں بدریوں میں تھیں اور آپکے غزوات میں سے
ایک غزوہ ذات سویق ہے اور یہ اسوجہ سے ہوا کہ ابو سفیان بعد بدر کے
ایک جماعت لیکر مدینہ کو نکلا اور قسم کھائی کہ بغیر قتل کیے بعض اصحاب
رسول اللہ کے پھر نہ جاؤنگا تو مدینہ کے گرد پوشیدہ آپہنچا اور ایک
یہودی کے گھر میں آ اترا پھر نکلا اور دو گھروں کو جلا دیا اور دو
صحابیوں کو شہید کر ڈالا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اپنے یاروں کو لیکر ابو سفیان کی
تلاش کو نکلے ابو سفیان ڈرا کہ . .

بان يدركه رسول الله عليه الصلوة والسلام
فالقى ما كان معه فى الطريق من الزاد و
هرب مع اصحابه وكان اكثر ما القوا من الزاد
السويق فسميت غزوة ذات السويق فرجعوا
ولم يكن بينهم قتال ومنها غزوة بنى قينقاع
ويقال قيقاع وهى من بعض نواحى المدينة
حاصرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فشفع
اليه عبد الله ابن ابى المنافق مع جماعة من اهل
المدينة فتركهم ومنها غزوة احد وذلك ان
قريشا لما رجعوا من بدر جمعوا جمعا كثيرا وذلك
فى السنة الثانية وخرجوا الى المدينة واستنفروا
العرب وانفقوا المال وخرج اليهم رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكان القتال عند جبل
احد فكانت الهزيمة على الكفار حتى ترك الرماة
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم واشتغلوا
بالغارة فرجعت الكفرة عليهم وقتل من المسلمين
يومئذ سبعون رجلا وجرح كثير منهم وانهزم
الباقون ثم صرف الله عنهم الكفار فرجعوا فذلك
قوله تعالى ولقد صدقكم الله وعده الى قوله

اُنہیں آنحضرت کے ہاتہ نہ آجاوُن توزاد یعنی توشہ راہ رستہ
مین پہینک کے اپنی جماعت کے بہاگ گیا اور جو زاد کہ پہینک گیا
تہا اکثر اسمین سویق یعنی ستو تہے اسی سبب سے اسکا نام ذات السویق ہوا
ہو پس واپس چلے گئے اور لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ قینقاع ہے اور بعض اسکو قیقاع کہتے ہین اور یہ
غزوہ گرد نواح مدینہ کے ہوا آپنے اُنکا محاصرہ کیا تو عبد اللہ بن
ابی منافق نے ایک جماعت اہل مدینہ کے ساتہ ملکر آپ سے
اُنکی سفارش کی تو آپنے اُنکا محاصرہ چہوڑ دیا اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ احد ہے اور یہ یون تہا کہ جب قریش بدر سے
واپس آئے تو بہت لشکر جمع کیا اور یہ واقعہ دوسرے سال ہجری
مین تہا تو کفار جمع ہوکر مدینہ کو نکلے اور تمام عرب سے نصرت چاہی اور
بہت مال خرچ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی انکی طرف
نکلے تو کوہ احد کے پاس لڑائی شروع ہوئی تو اول ہی
مین کفار بہاگ گئے جب ایک قوم نے تیر پہینکنے والونمین
سے جو پہاڑ کی ایک بلند جگہ پر مورچہ لگائے ہوئے تہے بحکم
آنحضرت کہڑے تہے غنیمت پر للچاکر اور حکم آنحضرت کا پس پشت
ڈالکر اسکو لوٹنے لگے تو کفار انکو وہ مورچہ ہاتہ آگیا اور غالب آگئے
تو ستر مسلمان شہید ہوئے اور بہتیرے زخمی ہوگئے اور باقی کے بہاگ گئے
تو پہر اللہ تعالی نے کفار کو مسلمانون سے پہیر اور مسلمان آکے جمع ہوئے

تعالیٰ ثم صرفکم عنهم یعنی حبس الاحوال عنکم ومن
غزواته غزوة بدر الصغریٰ وذلک ان ابا سفیان
لما رجع من احد قال لرسول الله صلی الله علیه
وسلم ان الموعد بیننا وبینکم بدر الصغریٰ
وکان هنالک سوق فخرج رسول الله صلی الله
علیه وسلم مع سبعین نفرا من اصحابه واتی
الی ذلک الموضع ولم یخرج احد من الکفار
فرجعوا سالمین وربحوا فی تجارتهم وذلک
قوله تعالیٰ الذین استجابوا لله والرسول الی قوله
فانقلبوا الآیة ومن غزواته غزوة بطن الرجیع
وذلک انه علیه الصلوٰة والسلام بعث مرثد
بن ابی مرثد مع سبعة نفر فیهم عاصم بن ثابت
بن الافلح فساروا حتی نزلوا بطن الرجیع فخرج
الیهم جمع من المشرکین فقتلوهم واسروا خبیبا
ورجلا آخر وحملوهما الی مکة وقتلوهما هنالک
ولم ینج منهم الا رجل واحد جریح حسبوا انه
مات فترکوه فنجا ومنها الغزوة التی بعث محمد
بن مسلمة مع جماعة من اصحابه فخرج الیهم
المشرکون وقتلوهم جمیعا الا محمد بن مسلمة

ترجمہ تفسیر تک بیان کیا ہے اور آپ کے غزوات میں ایک غزوہ بدر صغریٰ ہے اور یہ یون ہوا کہ جب ابو سفیان جنگ احد سے پھرنے لگا تو آپ سے کہا کہ ہمارا تمہارا وعدہ بدر صغریٰ میں ہوگا اور وہاں ایک بازار تہا تو آپ مع ستر صحابیوں کے تشریف لے گئے اور اس مقام پر پہنچے اور کفار میں سے کوئی مقابلہ کو نہ آیا تو مسلمان صحیح و سالم واپس آئے اور مال تجارت جو ساتھ لیگئے تھے بازار میں بیچکر نفع کثیر اٹھایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین استجابوا للہ والرسول الی قولہ فانقلبوا الآیۃ حاصل ترجمہ کا یہ ہے جو لوگ سن کر حکم اللہ اور رسول کا حاضر ہوئے باوجودیکہ جنگ احد میں انکو تکلیف پہنچ چکی تہی تو انکو دین دنیا ہاتہ آئی یعنی اللہ کی رضامندی اور تجارت میں نفع کثیر اور آپ کے غزوات میں ایک غزوہ بطن الرجیع ہے اور یہ یون ہوا کہ آپ نے مرثد بن ابی مرثد کو مع سات آدمیوں کے کہ جنمیں عاصم بن ثابت بھی تہا واسطے مقابلہ کفار کے بھیجا تو وہ چلتے چلتے بطن الرجیع پر نازل ہوئے تو ایک جماعت مشرکین کی مقابلہ کو نکلے تو سب مسلمان شہید ہوئے مگر خبیب اور دوسرے کو کہ ایک انکا خبیب تہا قید کرکے مکہ لیگئے اور انکو وہان شہید کیا اور ایک مرا ہوا جانکر چھوڑ گئے تھے لیکن وہ نکل گیا باقی ہی کیونکہ وہ زخمی تہا جریح رضی اللہ عنہ تہا اور آپ کے غزوات میں ایک غزوہ تہا کہ محمد

ظنوا انه مات فنجا من بين القتلى ومنها غزوة
بئر معونة وذلك ان عامر بن مالك كان فارسا
من فرسان العرب وكان ملاعب الاسنة
كتب الى رسول الله عليه الصلوة والسلام ان
ابعث الى رجالا يعلمونا ويفقهونا في الدين
فهم في ذمتي وجواري فبعث رسول الله عامر
بن مالك الساعدي في اربعة عشر رجلا من
المهاجرين والانصار فلما ساروا ليلة بلغهم ان
عامر بن مالك قد مات فكتبوا الى رسول الله
عليه الصلوة والسلام فامدهم رسول الله
عليه الصلوة والسلام باربعة نفر فساروا كلهم
حتى انتهوا الى بئر معونة فخرج اليهم عامر بن الطفيل
مع بعض قبائل العرب منهم رعل وذكوان
وبنى لحيان وعصية فقاتلوهم فقتلوهم كلهم
عند بئر معونة الا عامر بن امية الضمرى و
سعد بن ابى وقاص ورجلا آخر قد كانوا تخلفوا
عن القوم فلما علموا بقتلهم رجعوا الى المدينة
فقنت رسول الله اربعين يوما على تلك القبائل
بقتلهم ومنها مقتل كعب بن الاشرف بعث

کر اُنکو مردہ جانکر چھوڑ گئے تھے تو وہ بچ رہے اور آپکے غزوات
مین سے ایک بیر معونہ ہے اور یہ یون ہوا کہ عامر بن مالک نے جو عرب کے
سوارون مین ایک سوار تھا اور وہ نیزہ بازی کیا کرتا تھا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف لکھا کہ کچھ آدمی ہماری طرف ارسال
کرین تا کہ ہمین تعلیم دین کی کرین اور وہ سب میرے ذمہ اور
امان مین ہین تو عامر بن مالک ساعدی کو مع چودہ شخصون کے
مہاجرین اور انصار سے بھیجا جب ایک رات کی مسافت طے کر چکے
تو اُنکو یہ خبر پہنچی کہ عامر بن مالک مر گیا تو اُنہون نے آنحضرت کو یہ لکھا
تو آپنے چار آدمی واسطے امداد کے اور بھیجے تو سب ملکر چلے
یہانتک کہ بیر معونہ پر پہنچے تو عامر بن طفیل قبیلہ ہای رعل
ذکوان بنی لحیان عصیہ کو ساتھ لیکر مقابلہ کو آیا تو لڑائی ہوئی
اور سب مسلمان شہید ہوئے مگر تین آدمی عامر بن امیہ ضمری اور سعد
بن ابی وقاص اور ایک اور آدمی کہ یہ پیچھے رہ گئے تھے اور لڑائی
مین موجود نہ تھے جب اُنکو اُنکی شہادت معلوم
ہوئی تو پیچھے کو مدینہ مین آئے تو آنحضرت نے
چالیس دن اُن قبائل کی ہلاکت کیلیے
قنوت پڑھی یعنے نماز مین اُن پر بددعا کی
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ
قتل ہونا کعب بن اشرف کا ہے ..

رسول الله عليه الصلوة والسلام محمد بن مسلمة
مع ثلثة نفر فقتلوه في داره ومنها غزوة بني نضير
وكان سببه ان عمرو بن امية الضمري لما رجع
من بئر معونة ودنا الى المدينة خرج رجلان
من بني كلاب قد كساهما رسول الله عليه الصلوة
والسلام وآمنهما فقتلهما ولم يعلم انهما كانا
مستامنين فجاء بنو كلاب الى رسول الله صلعم
وطلبوا ديتهما فخرج النبي عليه الصلوة والسلام
الى بني نضير مع ابي بكر وعمر وعثمان وعلي ليستعين
على دية الكلابيين وقد كان بينهم عهد ان
يعينوا على معاقلهم فهمت بنو النضير بقتل
النبي عليه الصلوة والسلام فاتاه جبرئيل عليه
السلام فاخبره فخرج من بين ظهرانيهم و
اتى المدينة وجمع العساكر فاتاهم وحاصرهم و
قطع نخيلهم وخرب بنيانهم حتى اصطلحوا على
ان يتركهم ليخرجوا وتركوا اموالهم وحمل كل رجل
مقدار ما يحمل على بعير واحد واجلاهم الى الشام
وذلك قوله تعالى هو الذي اخرج الذين كفروا
من اهل الكتاب الى آخر السورة ومنها غزوة

کہ آپنے محمد بن مسلمہ کو تین آدمیون کے ساتھ بھیجا تو انہون نے
اسکو ایک شب اسکے گھر مین جا قتل کیا اور آپکے غزوات مین
سے ایک غزوہ بنی نضیر ہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جب عمرو بن
امیہ ضمیری رض بیر معونہ سے واپس آئے اور قریب مدینہ کے آئے دو آدمی
قبیلہ بنی کلاب سے نمودار ہوئے کہ آنحضرت نے انکو کپڑے پہنائے
تھے اور امان دی تھی تو اسنے انکو کافر حربی جانکر قتل کیا اور
یہ معلوم نتھا کہ یہ ذمی ہین آپنے انکو پناہ دی ہے تو
بنو کلاب آئے اور دیت ان دونو کی مانگی تو آپ مع چار یارون
حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض وحضرت عثمان رض وحضرت علی رض کے
یہود بنی نضیر کیطرف تشریف لیگئے تاکہ وہ اس دیت مین آپکی
امداد کرین اور یہ انکا عہد تھا کہ ہم دیت مین امداد دیا کرینگے یعنی
ادای دیت مین شریک ہوا کرینگے تو بنی نضیر نے آپکو شہید کرنیکا ارادہ
کیا تو آپکے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور اسبات کی خبر دی تو آپ وہانسے نکلکر مدینہ
مین آئے اور لشکر جمع کرکے ان پر یعنی یہود بنی نضیر پر چڑھ آئے اور
محاصرہ کیا اور انکی کھجورونکو کاٹ ڈالا اور گھرونکو خراب کیا
یہانتک کہ اسبات پر راضی ہوگئے کہ آپ ہمکو چھوڑ دیجئے سب مال
ذخیرہ چھوڑ کر چلے گئے فقط ایک ایک اونٹ کی سواری زاد لیکر روانہ
ہوئے اور آپنے انکو شام کیطرف جلا وطن کیا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اللہ وہ ہے کہ جسنے نکالا اہل کتاب کو) آخر سورۃ تک

بني المصطلق وذلك ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم خرج مع العسكر وحمل عائشة رضي الله عنها
وتكلم فيها اهل الافك بما قالوا فنزل في شانها
إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ الى
قوله الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وهي سبع عشرة
اية نزلت في براءة عائشة رضي الله عنها و
منها غزوة ذي قرد وذلك ان ناسا من
الاعراب قدموا وساقوا الابل من بعض
نواحي المدينة فخرج اليهم رسول الله عليه الصلوة
والسلام وقدم على اثر السارق ابا قتادة الانصاري
مع جماعة من اصحابه فاسترد الابل منهم و
رجع ومنها غزوة الحديبية خرج الى العمرة
فنزلوا بعسفان ثم نزلوا بالحديبية وهو اسم
البير فسمي ذلك المحل بذلك الاسم وقد كان
بينهم وبين المشركين الرمي بالحجارة وغيرها
ومنها غزوة الخندق وذلك ان اهل مكة
وجميع الاعراب اتوا المدينة مقدار ثمانية
عشر الف رجل وهم الاحزاب وحاصروا المدينة
سبعة عشر يوما فامر رسول الله عليه الصلوة

بنی مصطلق ہے اور یہہ یون ہوا کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مع لشکر کے تشریف لیے چلے اور حضرت عائشہ کو بھی اونٹ
پر بٹھا لیا اور بہتان باندہنے والون نے کہا جو کہ کہا حضرت
عائشہ کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی (بیشک جو لوگ
کہ بہتان لائے ایک فرقہ ہے تم مین سے) الطیبات للطیبین تک
یعنے پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور یہہ سترہ آیتین
ہین کہ حضرت عائشہ رض کے پاکیزگی مین نازل ہوئین
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ ذی قرد ہے اور یہہ یون ہوا
کہ کچھہ آدمی گنوارون مین سے آئے اور مدینہ کے گردنواح سے
چند اونٹ ہانک کر لیگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر
چڑہائی کی اور ابو قتادہ کو مع ایک جماعت صحابہ کے ان چورون
کے پیچھے دوڑایا تو وہ سب اونٹونکو انسے پھیر لیا اور واپس
آئے اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ حدیبیہ ہے کہ آپ عمرہ کے
لئے نکلے تہی اور عسفان مین آکر ٹھہری پھر حدیبیہ مین آکر اترے
اور حدیبیہ ایک کنوئے کا نام ہے اسجگہ کا نام اوسکے
نام سے پڑ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان
پتھر وغیرہ سے پھینکا پھینکی ہوئی اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ
خندق ہے اور یہہ یون ہوا کہ اہل مکہ اور سب گنوار بمقدار
اٹھارہ ہزار آدمیونکے مدینہ پر چڑہ آئی اور یہی احزاب مین

والسلام بحفر الخندق كيلا يدخل المشركون
في حال غفلتهم فمكثوا هناك خمسة عشر يوما
او اكثر فارسل الله عليهم ريحا عاصفا فانهزموا
وذلك قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اذكروا
نعمة الله عليكم الى قوله تعالى ورد الله الذين
كفروا الآية ومنها غزوة بني قريظة وكانت
بقرب المدينة وكان بينهم وبين النبي عليه
الصلوة والسلام عهد فنقضوا العهد بقدوم
الاحزاب فلما هزم الله تعالى الاحزاب اتاهم
رسول الله عليه الصلوة والسلام فحاصرهم
حتى نزلوا على حكم سعد بن معاذ فحكم ان يقتل
مقاتلتهم ويسبى ذراريهم ونساؤهم فقتل رسول
الله عليه الصلوة والسلام مقاتلتهم وهم كانوا
اربعمائة وخمسين رجلا ويقال اكثر وفيهم حيي
بن اخطب وكعب بن اسد وذلك قوله تعالى و
انزل الذين ظاهروهم من اهل الكتاب يعني
حاربوهم من اهل الكتاب من صياصيهم يعني
من حصونهم وقذف في قلوبهم الرعب الآية
ومنها غزوة ذات الرقاع فقد صلى في تلك

تاکہ مشرکین غفلت کی وقت نہ آجاویں تو مشرکین وہاں پندرہ
دن رہے یا اس سے زیادہ پھر اللہ تعالی نے ایک سخت تیز ہوا
بھیجی تو وہ بھاگ گئے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے (اے ایمان
والو اللہ کی نعمت اپنے اوپر یاد کرو) اللہ تعالے کے اس قول تک
(اور پھیر اللہ نے کافروں کو) آخر آیت تک اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ بنی قریظہ ہے اور وہ مدینہ کے پاس ہی تھا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے یعنی یہود بنی قریظہ
کے درمیان عہد تہا تو اونہوں نے احزاب کے آنے سے وہ عہد
توڑ دیا جب حق تعالی نے احزاب کو بہگا دیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکو یعنی یہود کو کہ جنہوں نے عہد توڑا تہا) جا گہیرا
یہانتک کہ سعد کے حکم پر (قلعہ سے) اوترے یعنی جو سعد بن معاذ
ہمارے حق میں حکم کریں ہمکو منظور ہے تو سعد بن معاذ نے حکم دیا
کہ لڑنیوالے جوان قتل کرا دئے جاویں اور بال بچے قید کئے
جاویں ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والے
جوانوں کو قتل کرا دیا کہ ساڑہے چار سو تھے اور بعض کہتے
ہیں کہ اس سے زیادہ تہے اور اونہیں میں حیی بن اخطب
اور کعب بن اسد تھے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے (اللہ
اور اوتارا اللہ تعالی نے اون لوگوں کو جو اونکے ہمراہی کرتے تھے
اونکے قلعوں سے اور ڈالا اونکے دلوں میں رعب ڈالا) اور آپکے

الغزوة صلوة الخوف وكان اصحاب لصفة ضائم
وكانوا يلفقون الخرقة على اقدامهم من شدة الطريق
وكان يسقط تلك الرقاع والخرق عنهم فسميت غزوة
ذات الرقاع وقيل انما سميت ذات الرقاع لان
الموضع الذي انتهوا اليه جبل فيه خطوط حمر و
صفر وبيض كانها رقاع فسمي ذلك ومنها غزوة
مُوتة بعث رسول الله عليه الصلوة والسلام
رجالًا من المهاجرين والانصار وامر عليهم زيد
بن حارث فقتل في تلك الغزوة زيد بن حارث
وجعفر الطيار وعبد الله بن رواحة وغيرهم
رضي الله عنهم ومنها غزوة خيبر وكانت في
سنة ست بعد الهجرة حتى فتحها واستولى عليها
ومنها غزوة انمار خرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم مع اصحابه ولم يكن بينهم قتال و
منها غزوة فتح مكة خرج رسول الله عليه الصلوة
والسلام ومعه عشرة آلاف من المهاجرين و
الانصار وذلك بعد ثمان سنين من وقت
الهجرة ففتحها واظهر فيها الاسلام ومنها
غزوة بني خزيمة بعث رسول الله عليه الصلوة

غزوہ ہین آپ نے صلوۃ الخوف
اپنی خوف سے پڑہی تہی اور اصحاب صفہ ننگے پاؤن تہے
اور اپنے پاؤن کو بوجہ شدت رستہ کے چیتھڑی بیٹھتے تہے اور یہ
چیتھڑی گر جاتے تہے اسیواسطے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا
یعنے چیتھڑون والا اور بعض کہتے ہین اسکا نام ذات الرقاع
اسوجہ سے ہوا کہ اوس جگہ جہان پہونچے تہے ایک پہاڑ تہا کہ اوس مین
سرخ اور زرد اور سفید لکیرین تہین جیسا کہ گوڈری مین
رقاع یعنے چیتھڑے کئی رنگ کے ہوتے ہین تو اسکا یہہ نام پڑ گیا
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ موتہ ہے
کہ اوسمین آنحضرت صلعم نے چند مہاجرین اور انصار
زید ابن حارثہ کو سردار بناکر بہیجا تو اوس غزوہ مین زید
بن حارثہ اور جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ رض شہید ہوئے
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ خیبر ہے اور یہہ چہہ
برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپ نے فتح پائی اور سب قبضہ کر لیا اور
آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ انمار ہے کہ آنحضرت صلعم مع اصحاب کے
اوسمین تشریف لیگئے لیکن آپسمین لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ فتح مکہ کا ہے کہ آپ مع دس ہزار مہاجر اور انصار کے
تشریف لیگئے اور یہہ آٹہہ برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپ نے فتح پائی اور
اسلام خوب ظاہر کیا اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ بنی خزیمہ ہے

والسلام خالد بن الوليد بعد ما دخل مكة الى بنى خزيمة فقتلهم وسباهم وقد كانوا ادعوا الاسلام فلم يصدقهم فامر رسول الله عليه الصلوٰة والسلام برد ما اخذ منهم وضمن دية قتلاهم ومنها غزوة حنين خرج رسول الله عليه الصلوٰة والسلام من مكة ومعه اثنا عشر الف رجل الى هوازن فاعجبوا بانفسهم لكثرتهم وقالوا لن نغلب اليوم من قلة فابتلاهم الله تعالى بالهزيمة ثم اعانهم ونصرهم حتى ظفروا على المشركين وهزموهم وغنموا غنائم كثيرة وهو الذى يسمى يوم اوطاس وذلك قوله تعالى وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ الاٰية ومنها غزوة طائف رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوة حنين من اوطاس الى طائف وحاصرهم اربعين يوما حتى فتحها ومنها غزوة دومة الجندل بعث عبد الرحمن بن عوف اليها مع سبعمائة رجل فاصطلحوا واسلموا فاقام عندهم وتزوج بها تماضر بنت اصبع بن عمرو الكلبى وهى ام ابى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف و منها

بعد مکہ داخل ہونے کے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی خزیمہ کی طرف بھیجا تو اونکو قتل کیا اور قید کر لایا اور تحقیق اونہون نے اظہار اسلام کا کیا تو خالد نے بزعم مارا یعنے اس گمان سے کہ یہ ڈر کے مارے زبانی کہتے ہین ہے تو آنحضرت صلعم نے اونکی غنیمتین پھیر دینے کا حکم دیا اور اونکے مقتولونکے دیت ضامن ہوئے اور اپکے غزوات مین سے ایک غزوہ حنین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح ہونے مکہ کے مع بارہ ہزار آدمی کے مکہ سے طرف قبیلہ ہوازن کے تشریف لیگئے تو لوگ یعنے صحابہ بسبب کثرت کے عجب مین آئے اور کہنے لگے کہ اب کوئی بسبب قلت کے غالب نہ ہوگا تو اللہ تعالے نے ازمایش کے لیے اونکو ہزیمت دی پہر مدد اور نصرت بخشی یہانتک کہ مشرکینون پر فتحیاب ہوئے اور اونکو بہگایا اور اونکی غنیمتین بہت لوٹین اور اوسیکو یوم اوطاس بہی کہتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (اور دن حنین کو جب عجب مین ڈالا تمکو تمہاری کثرت نے) آخر آیت تک اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ طائف ہے کہ آپ غزوہ حنین مین موضع اوطاس سے طرف طائف تشریف لیگئے اور اونکا چالیس روز تک محاصرہ کیا یہانتک فتح کیا اور آپکے غزوات مین سے غزوہ دومۃ الجندل ہے آپنے عبد الرحمن بن عوف کو مع سات سو آدمیوں کے اونکے طرف بھیجا تو اونہون نے صلح کی اور اسلام لائے تو عبد الرحمن

تبوك نحو الروم فظفر بهم و غنم منهم غنائم
كثيرة ومنها انه عليه الصلوة والسلام بعث
خالد بن الوليد في ثلثمائة رجل الى دومة
الجندل قبل قدوم عبد الرحمن فغنم منها غنائم
كثيرة ومنها غزوة قبل نجد ومنها غزوات
لم نذكرها ذلك تخفيفا للناظرين وتسهيلا
للقارئين **باب ما يكره** قال الفقيه رحمه الله
يكره الكلام في خمس مواضع اولها خلف الجنازة
والثاني عند قراءة القرآن والثالث عند الخطبة
و في مجلس الذكر والرابع في الخلاء والخامس
في الجماع ويكره النظر في خمس مواضع في الصلوة
يمينا وشمالا و في ابواب الناس والى عورات
النساء في الجماع والى من فوقه في امر الدنيا
على وجه الرغبة والى من دونه في امر الدين
ويكره الاستماع الى خمسة اشياء احدها اللهو
والغناء والثاني الى النياحة والثالث الى كلام
الباطل والفضول والرابع الى اثنين يتناجيان
والخامس في ابواب الناس ويكره الضحك في
خمس مواضع عند الجنازة وعند المقابر وعند

ایک غزوہ تبوک ہے کہ وہ طرف شام کے ہے تو آپ اوسمین
فتحیاب ہوئے اور اونکی غنیمتیں بہت لوٹیں اور آپکے
غزوات میں سے ایک غزوہ یہہ ہے جو آپنے خالد
بن ولید رض کو ساتھ تین سو آدمیونکے دومہ جندل کیطرف
عبد الرحمن کے آنے سے پہلے بہیجا تو اوسمین غنیمتیں بہت
لوٹیں اور آپکے غزوات میں سے ایک غزوہ وہ ہے جو جانب
مین نجد کے ہوا اور آپکے بہت ایسے ہین جو ہمنے ناظرین
کی تخفیف اور پڑہنیوالونکے تسہیل کے لئے ذکر نہین کئے۔
باب مکروہ چیزونکے بیان مین کہا فقیہ رح نے کہ پانچ جگہہ
کلام کرنا مکروہ ہے اول جنازہ کے پیچھے دوم قراءۃ قرآن کیوقت
سوم خطبہ کیوقت اور جہان ذکر اللہ ہو چہارم پاخانہ پہرتے
کیوقت پنجم جماع کیوقت اور پانچ جگہہ مین نظر کرنی مکروہ ہے
اول نماز مین داہنے بائین تاکنا دوم لوگونکے دروازونمین تاکنا
سوم وقت جماع کی شرمگاہ عورت کی طرف نگاہ کرنی چہارم بطور
حرص کے اپنے سے زیادہ دنیادار کیطرف تاکنا پنجم اپنے سے کمتر دیندار
کیطرف دیکہکر دین مین سستی اور کاہلی کرنی اور کان رکہنا
پانچ چیزون کی طرف مکروہ ہے اول تماشا اور سرود کیطرف
دوم نوحہ کیطرف سوم جہوٹی اور فضول کلام کیطرف چہارم
اون دو شخصون کیطرف جو پوشیدگی مین بات کرتے ہین

التفجع بالمصيبة وعند قراءة القرآن وعند ذكر
الله تعالى ويقال الضحك من غير عجب نوع من
الجنون واختلفوا في اتخاذ الانف من الذهب
والاسنان منه قال ابو حنيفة رحمه الله لا
بأس بان يتخذها من الفضة ولا يجوز من الذهب
وقال محمد بن الحسن لا بأس به وبهذا القول
نأخذ وقد روي في الخبر ان عرفجة بن اسعد
اصيب انفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ انفا
من فضة فانتن عليه فامره رسول الله عليه
الصلوة والسلام بان يتخذ انفا من ذهب و
يكره الصوم في خمسة ايام يوم الفطر ويوم النحر
وثلثة ايام بعدها ويكره صلوة التطوع في
خمس ساعات احديها بعد صلوة العصر الى
ان يصلي المغرب والثانية بعد طلوع الفجر الا ركعتي الفجر
والثالث بعد ما يصلي الفجر الى ان يرتفع الشمس
والرابع عند استواء الشمس والخامس يوم
الجمعة اذا خطب الامام ويكره صلوة الفريضة
في ثلثة اوقات وقت طلوع الشمس وعند استوائها
وعند غروب الشمس الا عصر يومه

غم مصیبت کیوقت چہارم قراءۃ قرآن کیوقت پنجم ذکر
اللہ کیوقت اور کہتے ہین کہ سواے پسندیدہ چیز دیکھنے کے
ہنسنا ایک قسم جنون کا ہے اور سونے سے ناک اور دانت
بنوانے مین علماء نے اختلاف کیا ہے ابو حنیفہ رح نے کہا
کہ چاندی سے بناوے تو کچھ ڈر نہین اور سونے سے جایز نہین
اور محمد بن حسن رح نے کہا کہ سونے سے بھی کچھ ڈر نہین
اور اسیکو ہم لیتے ہین اور حدیث شریف مین ہے کہ عرفجہ
بن اسعد رض کا ناک ایام جاہلیت مین جنگ کلاب کے دن
کاٹا گیا تو اونہون نے چاندیکا بنوایا تو وہ بدبودار ہو گیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو سونے سے بنانیکا حکم دیا اور پانچ
دن روزہ رکھنا مکروہ ہے عید الفطر کے دن عید الضحی
کے دن اور تین دن اونکے پیچھے اور نفل پڑھنے
پانچ گھڑیون مین مکروہ ہین اول نماز عصر سے نماز مغرب
تک دوم طلوع فجر کے بعد سواے دو رکعت سنت کے سوم
بعد نماز فجر کے سورج بلند ہونے تک چہارم عین دوپہر کے
وقت پنجم دن جمعہ مین خطبہ کیوقت اور تین وقتون مین
فرض پڑھنے بھی مکروہ ہین اول طلوع آفتاب کے
وقت دوم عین دوپہر کیوقت سوم غروب کے وقت مگر اوس
دن کے عصر کہ وہ غروب کے وقت درست ہے ـــ

باب الدعوات

قال الفقيه رحمه الله ينبغي للعبد ان يدعو الله تبارك وتعالى في كل وقت ويرفع
اليه جميع حوائجه فان ذلك علامة العبودية
وان احب العباد الى الله تعالى من يسأله وابغض
الناس الى الله تعالى من استغنى عنه واحب الناس
الى الناس من استغنى عنهم ولا يسألهم شيئا
وابغض الناس الى الناس من يسألهم وروي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ليس
شئ على الله تعالى اكرم من الدعاء وقال النبي
عليه الصلوة والسلام الدعاء مخ العبادة ثم
تلا قوله تعالى وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ
إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي الآية وقال
ابو هريرة لا يزال العبد بخير ما لم يستعجل فقيل
له وكيف يستعجل قال يقول قد دعوته فلم يستجب
لي وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
ما دعا عبد بدعوة الا وقد اعطاه الله تعالى ما
سأل او صرف عنه من البلاء ما هو اعظم منه
او ادخر له ما هو خير له منه وروي الاعمش عن
ابراهيم انه قال اذا رأى احدكم في منامه شيئا

باب ہے دعاؤں کی بیان میں

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے
آدمی کو لائق ہے یہی کہ اللہ تبارک تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتا رہے
اور تمام حاجتیں اوسسے مانگے پس تحقیق یہ نشان ہو بندگی کا
اور بہت پیارا اللہ کو وہ شخص ہے جو اوس سے مانگے اور بہت برا
اوسکے نزدیک وہ ہے جو اللہ سے بے پرواہ ہے اور بہت پسند لوگوں کو وہ
شخص ہے جو اون سے بے پرواہ ہے اور بہت برا اونکے نزدیک وہ ہے
جو اون سے مانگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ
تحقیق آپنے فرمایا کہ نزدیک دعا سے زیادہ بزرگ کوئی چیز
نہیں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دعا مغز ہے
عبادت کا پھر پڑھا آپنے اس آیت کو اور کہا رب تمہارے نے
پکارو مجھکو میں قبول کرونگا دعا تمہاری تحقیق جو لوگ تکبر کرتے
ہیں کہ مجھسے مانگیں تو ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے اور
ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ آدمی ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہتا ہے جب تک
کہ جلدی نہ کرے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہے جلدی کرنا اونہوں نے کہا کہ
جلدی کرنا یہ ہے جو آدمی کہتا ہے کہ میں نے اللہ سے دعا مانگی تھی پر قبول
نہوئی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
کہ جو کوئی اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہی اللہ اوسکو دیتا ہے
یا اوس سے زیادہ مصیبت اوسکی ٹال دیتا ہے یا اوسکے لئے ثواب جمع کر
رکھتا ہے یعنی جو دعا کرے بندہ اوسکے مناسب حال ہو وہ کرتا ہے اور

يكره فليتفل عن يساره ثلث مرات وليتعوذ
بالله مما جاءت به ملئكة الله تعالى ورسله من
شر رؤياي هذه التي رأيت هذه الليلة ان لا
يضرني في دنياي وفي آخرتي فانه لا يضر ذلك
باذن الله تعالى وروى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا حلم احدكم حلما
فليبزق عن شماله ثلث مرات وليستعذ بالله من
شره فانه لا يضر ذلك باذن الله تعالى وعن
عبد الله بن مسعود انه قال اذا اتيت باهلك
اول كرة فمرها لتصلي ركعتين ثم خذ براسها و
قل اللهم بارك لي في اهلي وبارك لاهلي في و
ارزقني منها وارزقها مني واجمع بيننا ما جمعت
في خير وفرق بيننا ما فرقت من خير وعن ابن
عباس انه قال اذا اتى احدكم اهله فليقل اللهم
جنبني الشيطان وجنب الشيطان مما رزقتني
فان ولد بينهما ولد لم يضره الشيطان باذن
الله وروى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما انعم الله على عبد من نعمة
في اهل او مال او ولد او دار فقال ما شاء الله

کرہو او سکے نزدیک بُری ہے تو او سوقت اپنے بائیں طرف
تین بار بائیں تھوکے اور یہہ کہے زیادہ مانگتا ہون پناہ ساتھہ اللہ
کے ساتھہ اوس کام سے کہ جنکے ساتھہ آئے ہیں اللہ کے فرشتوں اور
پیغمبرون نے پناہ مانگی اس خواب کی برائی سے جو مین نے آج رات
دیکھی یہہ کہ مجھہ اس برائی کا ضرر دنیا اور آخرت مین نہ ہوگی
جب یہہ کہیگا تو خدا کے حکم سے ضرر نہ پہونچیگا اور ابو ہریرہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی تم
بُری خواب دیکھے تو تین بار بائیں طرف تھوکے اور اللہ کے ساتھ
اس کے برائی سے پناہ مانگے تو اللہ کے حکم سے اسکا ضرر اوسکو نہ پہونچیگا
اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ جب تو اپنی عورت
کے پاس پہلے مرتبہ جاوے تو اوسی کہہ کہ دو رکعتیں پڑھے پھر اوسکے
سر کو پکڑ کر یہہ کہہ کہ یا اللہ برکت کر میرے لئے میری عورت مین
اور میری عورت کے لئے مجھہ مین نفع دے مجھکو اوس سے اور اوسکو
مجھسے اور جبتک ہمکو جمع ہونے مین بہتری ہے تو جمع رکھہ
اور جب جدائی مین بہتری ہو تو جدا کر اور ابن عباس
سے مروی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ جب کوئی تمہارا اپنے عورت کے پاس
جاتا ہے تو کہے یا رب دور رکھہ مجھے اور میری اولاد کو شیطان سے بچا)
تو جب اوسکے فرزند ہوگا اللہ کے حکم سے شیطان ضرر نہ کریگا
اور انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے

ولا قوۃ الا باللہ لایری فیہ آفۃ دون الموت
ثم قرأ ولولا اذ دخلت جنتک قلت ما شاء
اللہ لا قوۃ الا باللہ وعن مجاہد انہ قال
اذا دخلک شئ من الطیرۃ فقل ما شاء اللہ
لا قوۃ الا باللہ لا یأتی بالحسنات الا اللہ
تعالیٰ ولا یقی السیئات الا اللہ تعالیٰ ثم امض
لوجہک وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال
قل عند الطیرۃ اللہم لا طیر الا طیرک ولا
خیر الا خیرک ولا الہ غیرک ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ وعن ابن عمر انہ قال من ضل ضالۃ
فلیصل رکعتین ثم لیقل بعد الفراغ من
التشہد اللہم یا ہادی الضال ویا راد
الضالۃ اردد علی ضالتی بعزتک وسلطانک
فانہا من فضلک وعطائک وروی سفیان
باسنادہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اذا
عسرت علی المرأۃ ولادتہا فلیکتب بسم اللہ
الرحمن الرحیم بسم اللہ الذی لا الہ الا ہو
الحلیم الکریم وسبحان اللہ رب العرش العظیم
والحمد للہ رب العالمین وکانہم یوم یرونہا

ولا قوۃ الا باللہ تو سوا موت کے پھر آپ نے یہ پڑھا (ولولا اذ دخلت
جنتک قلت ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ) یعنی ایک مسلمان نے اپنے بہائی
مشرک نا شکری سے کہا کہ جب اس باغ میں داخل ہوا تو ما شاء اللہ لا قوۃ
الا باللہ کیوں نہیں کہا اور مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تجہے
کوئی علامت بدشگونی کی معلوم ہو تو کہہ (ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
لا یأتی بالحسنات الا اللہ تعالیٰ ولا یقی السیئات الا اللہ تعالیٰ) یعنی جو اللہ چاہتا
وہ ہوتا ہے اور نہیں قوت بہلائی کی مگر ساتہ توفیق اللہ کے نیکیاں نہیں
آتیں مگر اللہ ہی کی طرف سے اور نہیں کوئی بچاتا برائیوں سے مگر اللہ
پہر کہکر چلدے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب تو کوئی چیز بدشگونی
کی دیکہے تو کہہ (یا اللہ نہیں کوئی بدشگونی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی
بہلائی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے اور نہیں باز آنا گناہ سے
اور نہیں طاقت بہلائی کی مگر ساتہ توفیق اللہ کے) اور ابن عمر سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ جسکا چارپایہ گم ہو جاوے تو دو رکعتیں پڑہے اور اسمیں التحیات کے بعد یہ پڑہے
(اللہم الخ) یعنی یا اللہ راستہ بتلانے والے بہولوں کے اور لانے والے پہیر دینے والے گم ہوئے
چارپایہ کے پہیر لا میرے چارپایہ کو ساتہ غلبہ اور سلطنت اپنی کے پس تحقیق یہ
تیرا محض فضل اور بخشش ہے اور سفیان ساتہ اسناد اپنی کے ابن عباس رضی
سے روایت کرتے ہیں کہ جب عورت پر ولادت تنگ ہو جاوے تو یہ لکہکر
اسکو دیدیں بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الذی لا الہ الا ہو الحلیم الکریم وسبحان
اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین وکانہم یوم یرونہا

لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ
مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ
بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ قال
سفيان يكتب فی جام ويغسل وتسقى ماءه
وَروى ابان بن عثمان بن ابی العاص عن
ابيه رضی الله عنه عن النبی عليه الصلوة و
السلام انه قال من اصبح وقال بسم الله الذی
لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثلث مرات لم يصبه بلاء
حتی يمسی وان قالها حين يمسی لا يصيبه بلاء حتی
يصبح وعن عثمان بن العاص قال اتانی رسول
الله عليه الصلوة والسلام وبی وجع الضرس
كاد ان يهلكنی فقال صلے الله عليه وسلم امسح
بيمينك سبع مرات وقل اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَ
قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ففعلت ذلك
فبرأت وَروى ابو هريرة ان رجلا من بنی
اسلم قال ما نمت البارحة فقال النبی عليه الصلوة
والسلام من ای شیء قال لدغتنی عقرب فقال
النبی عليه الصلوة والسلام اما انك لو قلت

لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ٭ کہا سفیان
نے اسکو ایک پیالہ مین لکہکر پانی سے دہوڈالین پہر اسکو پلادین
اور ابان بن عثمان بن ابی العاص رض اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی
السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تو اسکو شام تک کوئی بلا نہ پہونچیگی
اور شام کے وقت کہے تو صبح تک کوئی بلا نہ پہونچیگی اور عثمان
بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے الله علیہ
وسلم میرے پاس آئے اور میری داڑہ مین ایسا درد
تہا کہ مجہے ہلاک کر ڈالے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے داہنے
ہاتہ کو اسپر سات بار پہیرا اور یہ کہہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ
اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ مین نے ایسا
ہی کیا تو درد جاتا رہا اور ابو ہریرہ رضی الله عنہ
روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے قبیلہ بنی اسلم
مین سے کہا کہ مجہے آج کی رات نیند نہین آئی
آپ نے پوچہا کہ کس سبب سے تو اسنے کہا کہ
مجہے بچہونے کاٹا تہا تو آپ نے فرمایا کہ یاد رکہہ

اگر تو

حين امسيت اعوذ بكلمات الله التامات من شر
ما خلق لم يضرك شئ انشاء الله تعالى و
عن بعض الصحابة قال من قال كلما عطس الحمد
لله رب العالمين على كل حال امن من وجع السن
و عن النبي صلى الله عليه وسلم من سبق العاطس
بالحمد لله امن من الشوص واللوص والعلوص
يعني اذا قال غير العاطس بالحمد لله قبل
ان يحمد العاطس امن من وجع السن و
وجع الاذن و وجع البطن قال ابن مسعود
رضي الله عنه من قرأ عشر ايات من سورة البقرة
اربع ايات من اولها واية الكرسي وايتين بعدها
وثلث ايات من اخر السورة فان قرأها في اول
النهار لا يدخل الشيطان في ذلك البيت حتى
يمسي وان قرأها بالليل لا يدخل حتى يصبح فان
قرأت على مجنون افاق وقال بعض المتقدمين
من تظاهرت عليه النعم فليكثر الحمد لله رب
العالمين ومن كثرت همومه فليكثر الاستغفار
ومن الح عليه الفقر فليكثر من قول لا حول و
لا قوة الا بالله العلي العظيم وروى عن جعفر بن

شام کے وقت یہ پڑھ لیا یعنی اعوذ بکلمات اللہ التامات من
شر ما خلق تو انشاء اللہ کبھی کوئی چیز ضرر نہ دیگی اور بعض صحابہ
سے مروی ہے کہ جو کوئی وقت چھینکنے کے الحمد للہ رب العالمین
علی کل حال کہے تو دانتوں کے ضرر سے بچیگا اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی چھینکنے والے کی الحمد للہ
کہنے سے پہلے الحمد للہ کہے تو دانت اور کان اور پیٹ کے درد سے
بچا رہیگا اور ابن مسعود رض نے کہا جو شخص دس آیتین سورہ
بقر کی پڑہی چار آیتین اول سورہ سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین آیۃ الکرسی
کے بعد اور تین آیتین آخر سورہ کی اگر ان کو صبح کے
وقت پڑہیگا تو شام تک اُس گھر مین شیطان
داخل نہ ہوگا اور اگر اُن کو رات کے وقت پڑہیگا
تو صبح تک شیطان داخل نہ ہوگا اور اگر تو انکو
کسی مجنون پر پڑہیگا تو ہوش مین آجائیگا اور
بعض متقدمین نے کہا ہے کہ جسکے پاس اللہ کے
بہت نعمتین ہون تو الحمد للہ رب العالمین بہت پڑہا
کرے اور جسکو غم بہت ہون تو استغفار بہت کرے
اور جسکے پیچھے فقر پڑ جاوے تو لاحول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم بہت پڑہا کرے

اور جعفر بن

محمد الباقر انه قال عجبت ممن يبتلى باربع فكيف يغفل عن اربعة عجبت ممن يبتلى بالهم فكيف لا يقول لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ لان الله تعالى يقول فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ وعجبت ممن خاف شيئا فكيف لا يقول حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وعجبت ممن يمكر الناس كيف لا يقول وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ لان الله تعالى عز وجل يقول فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوْا وعجبت ممن رغب في الجنة فكيف لا يقول مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لان الله تعالى يقول فَعَسٰى رَبِّيْ اَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ

تمت

محمد باقر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں تعجب کرتا ہوں اُس سے جو مبتلا ہو ساتھ چار چیزوں کی پھر کیوں غافل رہتا ہے چار چیزوں سے (جو اول چار چیزوں کا تدارک کر سکیں) اور تعجب کرتا ہوں اُسکے حال پر جو مبتلا ہو ساتھ غم کے پھر یہ آیت نہیں پڑھتا (لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پس ہمنے یونس کی دعا قبول کی اور اُسکو غم سے نجات دی اور ایسا ہی ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو یعنی جو مومن اِس دعا کو پڑھیگا اُسکو غم سے نجات ہوگی) اور تعجب کرتا ہوں اُسکے حال پر جو کسی چیز سے ڈرتا ہے اور یہ نہیں پڑھتا (حسبنا الله ونعم الوكيل) اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور کہا مسلمانوں نے اللہ ہمکو کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے، تو اللہ کے نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے اور اُنکو کوئی بُرائی نہ پہنچی) یعنی کفار مدینہ سے جنگ میں مقابلہ کو نہ آئی اور مسلمان اُنسے بسبب تجارت کے بیحد نفع کثیر اُٹھا کر صحیح سلامت واپس آئے اور تعجب کرتا ہوں اُسکی حال پر جو لوگ اُسکی بُرائی کے درپے ہیں اور یہ نہیں کہتا (وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد) اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پس بچا لیا اُسکو اللہ نے برائیوں سے جو اُنہوں نے کی تھیں) اور تعجب کرتا ہوں اُس سے جو باغ بہشت کی خواہش کرتا ہی اور یہ نہیں پڑھتا (ما شاء الله لا قوة الا بالله) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تو امید ہے کہ مجھکو میرا رب تیرے باغ سے بہتر دیوے)

تمت

الحمد کہ رئیس عالی جناب سید نواب بعیر اُلجہاں نامی کے اس کتاب کو ترجمہ کراکے چھپوایا ہے ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ جناب ممدوح کے واسطے دعائے سلامتی ایمان و بہترین ہر دو جہان فرماویں فقط

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام سید محمد معظم طبع گردید

(عربی) غلطنامہ بستان فقیہ ابواللیث سمرقندی رح (اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	فریصة	فریضة
۵	۱۲	برقان	بُرقان
.	.		
۹	۹	یعجزن	یعجزن
۱۰	۱۰	خبایر	خایر
۱۱	۱۴	الاخری	الآخر
۱۳	۱۵	لعلماء	العلماء
۱۷	۱۳	فیلقینہ	فیلقنہ
〃	〃	بکتابك	بکتابك الذی
۱۹	۱۸	اخ	اذا
۲۰	۱۴	کتبت	کتب
۳۰	۱۲	القسی	القاسی
.	.	.	.
۳۵	۱۲	للمعلم	للمتعلم
۳۹	۸	یودی	یود
〃	۱۷	السائح	السابح
〃	۱۸	〃	〃
〃	〃	یسیح	یسبح
۴۰	۶	لاباس	لاباس بہ
〃	۱۷	اعطیہا	اعطیتہا
〃	۱۸	〃	〃
۴۲	۶	یلتبغوا	یتبعوا
〃	۷	یخشو	یخشوا
〃	۸	تشتروا	یشتروا
۴۷	۸	یجر	یجز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	بڑھادین مہینے	لایامین
۳	۱۱	نکاح	ونکاح
۳	۱۴	یرقان	بُرقان
〃	۱۸	فضل	تفضیل
۹	۲	اور	یا
۱۰	۱۹	اُن	اور اُن
۱۱	۷	مزدوز	مزدور
۱۲	۲	لا	لیا
۱۳	۱	شاگرون	شاگردون
۱۵	۱۱	کسنے	کسے
〃	۱۳	سوا	سو
۱۶	۱۵	عبدالعزز	عبدالعزیز
۱۷	۱۳		یہ
۲۰	۹	کیا ہے	کی ہے ابوحمزہ نے
۲۲	۱	روایت کرتے ہیں	✗
۲۳	۳	عمر	عمرو
۲۵	۱۸	کرین	کرے
۲۶	۹	اور	پس
۳۶	۴	کے ڈھیر	✗
۳۷	۳	بیچ	بیچ
〃	۱۷	کتا	گدھا
〃	۱۸	تحمل	ضبط
〃	〃	〃	،
۳۸	۱۴	کے	اُسکے
۳۹	۱۲	ملاقات	ملا

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷	۱۳	نصف آیۃ	آیۃ ولا تقربوا نصف صفحہ
۵۲	۲	خیرا	خیرلہ
۵۳	۵	خیرا	خیرلہ
״	۱۲	الحرب	الحروب
۵۵	۷	وقال	فقال
۵۶	۱۱	الله	الا الہ
״	۱۴	بن	بن قیس عن
۵۸	۱۲	یدی	تبایع
۶۱	۱	بکرو	بکرہ
״	۱۷	تعال	تعالی
۶۲	۲	لاخر	لآخر
۶۴	۱۲	انزلہ	انزل لہ
۶۵	۱۰	لصحح	لصحیح
۶۶	۱۹	فتشکی	اشتکی
۶۷	۹	یالنصب	بالنصب
۶۸	۱۱	تقربوعن	تقربوھن
״	۱۷	اجازنا	اجاز
۷۵	۱۲	تقلتی	تقتلنی
۷۶	۹	فوضعہا	فوضعہا؟
۸۹	۹	قبل	قال
״	۱۳	نعقیھم	یقوم
״	۱۴	قریش بہ	قریشا بہ
״	۱۵	المصلیون	المصلین
۹۱	۱۷	یک	یک
۹۲	۱۲	باحلی	بالمعد
۹۳	۱۱	خیر	خیرا
۹۷	۹	لنہی	النہی

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۲	باز	بار
۵۲	۸	علمار	علما یعنی صحابہ رض
۵۳	۱۶	کے	کے
۵۵	۲	بری	بڑی
۸۴	۸	بیدل	پیدل
۸۸	۱۵	سانجین	ساکھین
״	۱۲	״	ٹ
۹۱	۲	تو	تو نیچی
۹۳	۸	حضرت رض	حضرت عمر رض
۹۶	۱۲	لے	کے
۹۶	۲	گرٹ نقش کہ	گوٹ ریشم کا کچھ
		کچھ ڈر نہیں	ڈر نہیں مگر وجہ ہے کہ کل ریشم ہو
״	۷	اور جیسا	جیسا
۱۰۲	۱۵	یا صاف کیے ہوں	یا بسم اللہ کرکے ذبح کیے گئے ہوں
۱۰۳	۵	شریح	علی بن ابی شریح
״	۸	کہا	کہا میں
۱۱۸	۱۲	الرحیم	الرحیم
۱۱۶	۳	اور اور	اور
״	۱۰	علیہ	×
۱۳۰	۱۳	پرنچی	نہ پہنچی
۱۳۳	۱۲	جبجر	جبجو
۱۳۹	۱۳	تو	×
۱۴۱	۱۱	عمر	ابن عمر
۱۵۳	۱۴	جبشی	حبشی
۱۵۴	۳	تکفیت یگی	تکیف دیگے

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۴	بن	عن
"	۱۸	اباذہ	اجازہ
۱۰۱	۶	هغول	مغول
"	۱۹	رحمہ	رحمة
۱۰۲	۱۵	زکیا	ذکیا
"	۱۸	لیس	لبس
"	۱۹	النسائی	اندرالی
۱۰۳	۱۲	وفع	دفع
۱۰۷	۱۴	القرع	القرع
۱۰۸	۷	دولکھا	دولکھا
"	۱۰	البطیح	البطیخ
"	۱۵	ولما	لما
۱۰۹	۱	تقدرون	یقدرون
"	۱۷	فبل	قبل
۱۱۵	۱۱	یستحیی	نستحیی
۱۳۰	۱۳	بمصها	یمصها
۱۳۱	۱۸	فرعوا	فزعوا
۱۳۸	۷	لاتعب	لاتغب
"	۱۷	تکوم	تکرم
۱۳۹	۱	تحبس	تجلس
۱۴۰	۱۳	حالفو	خالفوا
۱۴۲	۷	یدا	یسد
۱۴۳	۱۴	التزال	النزال
۱۴۶	۹	حلفان	خلف ان
۱۵۲	۱۹	رضیلنا	رضینا
۱۵۳	۳	الرعبة	الرعیة
۱۵۴	[illegible]	البحائرة	الجبائرة

(اُردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۵	زید	زبیر
۱۵۷	۱۷	نے	نے کہا
۱۶۱	۱۲	یا	آیا
۱۶۵	۱۸	سے	سے
۱۶۷	۵	کچھ فائدہ نہ ہوگا	مقصود فوت ہوجائیگا
"	۱۷	کھو	کہہ
۱۷۳	۱۰	قرطبی	قرظی
۱۷۴	۴	چار	وثار
۱۷۵	۱۷	نہ	×
۱۷۶	۱۰	اس اس	اس
۱۷۷	۱۵	کیا کرتے	لیا کرتے
۱۷۸	۵	آپنی	اپنے
"	۱۱	پوچا	پوچھا
۱۸۳	۴	حسا	حسان
۱۸۵	۱۵	مردوی	مرد
"	۱۶	گھورین	گھیرین
"	۱۶	نہ	×
۱۸۹	۱۸	ا کر	×
۱۹۳	۷	باب	باپ
۱۹۴	۴	ان	ماں
۲۰۳	۲	فرمایا	×
۲۱۳	۱۹	آدمی	آدمی نے
۲۲۰	۱۱	روکھہ	روکنا
"	۱۹	بیٹھہ	بیٹھنا
۲۵۰	۶	دن	اُن
۲۵۱	۱۴	نتھا	تھا
۲۵۵	۱۱	لسا	لٹا

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۱۴	مبان عر	يبل عر
۱۶۴	۵	بانه	ذاته
۱۸۳	۱۰	ترطبي	قرطي
۱۸۴	۱۸	اتيلو	اقيلوا
۱۸۵	۱	افراط	افوط
۱۹۵	۶	اولدة	ولدة
۱۹۸	۷	طيلطي	اوليسلطن
۲۱۳	۱۶	غثيان	غشيان
۲۳۰	۳	صفة	ضفة
"	۱۰	"	"
۲۳۱	۱	نطل	تطل
۲۳۲	۲	سعد	سعيد
۲۴۰	۳	انما	ايما
۲۵۴	۱۱	جز	جزّ
۲۵۵	"	رخمة	رحمة
۲۶۴	۶	ابنته	ابنه
۲۸۱	۱	اكتب	تكتي
۲۸۴	۱۳	الحجة	لم الحجة
۳۱۸	۳	مر	عمر
۳۵۱	۲	ادياعه	ارباعه

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۵	۱۱	رحمۃ	رحمۃ
۲۵۶	۱۲	بعس	بعض
۲۶۰	۹	قرطبی	قرطبی
"	۸	بنی مرسل تجبی	بنی تجبی مرسل
۲۶۳	۱۲	کے	کے
۲۶۵	۱۲	کی	×
۲۶۷	۴	بن	×
۲۷۰	۱۱	کہ	×
۲۷۱	۱۳	ایا سکے	ایا سکی وہ بغیر کہ
"	۱۳	اخبار	احبار
۲۷۲	۹	حمل	جمل
۲۷۳	۱۷	بن	بنت
۲۸۰	۱۱	آب	اب
۲۹۲	۱۰	اسکو غیر کرکے ایک	انکو منسخ کرکے ایک ایک
۲۹۵	۱	قسم اور	ایمان میں
"	۱۲	من	مؤمن
۳۰۶	۹	دیکھو	[illegible]
۳۰۷	۱۵	اٹھے	×
۳۱۷	۱۷	شہ	×
۳۴۱	۷	میں	مین
"	"	جاوے	کیا جاؤں
"	۹	تہا	تھے
"	۱۰	اشغال	احتمال
۳۴۷	۱۹	چھ	چھتر
۳۴۸	۱	تیکس	چتیس
"	۱۰	اس	اس لیے
"	۴	سے بیان	بہی بیان

نشف ثانی میں اور بعض متقدمین نے کہا کہ میں نے حساب کیا تو نشف قرآن انزو کے حرف کے اس مقام پر ہوا